من قتل مظلوماً فقد جعلنا لوليه سلطانا فلا يسرف في القتل انه كان منصوراً
جو مظلومیت کے عالم میں قتل ہو جائے ہم نے اس کے وارث کو تسلط دے دیا پس وہ قتل کرنے میں حد سے نہیں بڑھے گا
یقیناً وہ منصور ہے (بنی اسرائیل 33)

# مجالس المنتظرین

علیٰ

# روضۃ المظلومین

جلد دوم

اردو ترجمہ

مجموعۂ مجالسِ تاریخ و تحقیق

شہزادہ فصیح البیان

## السیّد محمد جعفرؒ الزمان نقوی البخاری

مترجم

جناب سید انیس مہدی صاحب

مصنف کا نام : مخدوم السید محمدؒ جعفرؒ الزمان نقوی البخاری

کتاب : مجالس المنتظرین جلد دوم اردو

مرتب : مہتاب آذفر

تکنیکی معاونین : علی رضا، بلال حسین

سنۂ اشاعت : 2014ء

تعداد : 1000

پرنٹرز :

ایڈیشن : چہارم

پبلشرز : القائم ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی

کمرہ نمبر 11 اے اینڈ کے چیمبر 14 ویسٹ اینڈ وہارف روڈ

کراچی نمبر 2 پوسٹ کوڈ 74000 پاکستان

فون نمبر 021-3220537,32311979,32311482

Email: klbehaider@yahoo.com

ملنے کا پتہ : المنتظرین پبلیکیشن جمن شاہ ضلع لیہ

فون نمبر : 0606460259

ویب سائٹ : www.Khrooj.com

www.jammanshah.com

Email.jammanshah@gmail.com

ISBN-978.969.8806.47.7

یاھوالوہاب الخبیر العلیم

یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

# انتساب



میں اپنی اس خلاصۂ سعی کو اپنے پاک مرشد کریمؑ دام ظلہ تعالیٰ کے نام نامی اور اسم گرامی سے منتسب کرتا ہوں

کہ جنھوں نے اپنے کرم سے شعورِ دعا اور جذبۂ عزا عطا فرمایا اور مظلومین اولین وآخرین کے منتقم شہنشاہِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دراقدس کی پہچان کروائی

جعفر نقوی

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

# فہرست مضامین

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علیٰ محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

# اعتذار

میرے منعم ازل، میری رگ گردن کے مالک، جملہ ممکنات کے محسن وولی عجل اللہ فرجہ الشریف نے اپنی جو عظیم ڈیوٹی مجھے عطا فرمائی ہے اور اپنی اور اپنے اجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کی نصرت کا اعزاز عطا فرمایا ہے میں اس کا جس قدر شکر کروں وہ اس قدر کم ہے کہ اسے شکر کا نام دینا بھی شکر کے لفظ کے ساتھ ظلم کرنے کے مترادف ہوگا، ہاں میں کرسکتا ہوں تو اقرار عجز کرسکتا ہوں کہ میرا کلی سرمایہ عاجزی ہے

میں اپنی کتب مقاتل کے بارے میں اپنی بہت سی خامیوں اور کمزوریوں اور مجبوریوں کا یہاں ذکر کرنا چاہتا تھا مگر اس کتاب کی ضخامت نے میری انگلیاں پکڑ رکھی ہیں، اس لئے میں ساری بات کو صرف ایک جملہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میری طرح آپ سبھی لوگ جانتے ہیں کہ ہماری کتب مقاتل وغیبت میں بہت سا غیر مصدقہ مواد موجود ہے جس کی وجہ سے ہم کسی کتاب کو نہ ہی مربوط پاتے ہیں اور نہ ہی پوری طرح خامیوں اور نقائص سے پاک دیکھتے ہیں، اور میں یہ نہیں کہتا کہ میں نے اپنی کتابوں میں ساری خامیوں اور نقائص کو دور کردیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان نقائص کو کلی طور پر دور کرنا کسی کے بس کا روگ نہیں ہے، سوائے مالک کائنات عجل اللہ فرجہ الشریف کے

میں نے مالک پاک عجل اللہ فرجہ الشریف کے عطا کردہ شعور کے مطابق صرف اتنی کوشش کی ہے کہ اپنی کتابوں میں ان نقائص کو کم سے کم کروں اور شاید میں اس میں کسی حد تک کامیاب بھی رہا ہوں مگر اس کے باوجود اس میں بہت سی خامیاں آپ کو نظر آئیں گی جن کے لئے میں معذرت خواہ ہوں ...... ہاں اس کے لئے میرا ایک اعتذار بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ میرے

مجالس وہ ہیں جو میں نے اپنی پوری خطیبانہ زندگی میں منبر پہ پیش کیے ہیں اور یہ بھی ہر شخص جانتا ہے کہ جب کوئی انسان مجالس یا تقاریر کا آغاز کرتا ہے تو اس کے ارتقائی سفر کی وہ پہلی منازل ہوتی ہیں اور انسان آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے، اس لئے ابتدا میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ علمی طور پر غیر ترقی یافتہ شکل میں ہوتا ہے

اس لئے میری جو مجالس ابتدائی دور میں پڑھی گئی ہیں ان میں نقائص اور میری کمزوریاں زیادہ ہوں گی، ہاں جو آج کل کے زمانے کی ہوں گی ان میں نقائص کم ہوں گے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پوری طرح نقائص سے پاک کتاب لکھنا یا بیان کرنا اللہ جل جلالہ کی صفت ہے، انسان تو خطا کا پتلہ ہی ہوتا ہے، اس لئے صاحبانِ علم سے قبل از تنقید معذرت چاہ رہا ہوں اور میری علمی حیثیت کیا ہے، وہ بھی عرض کر دوں

فکر نے فہم و فراست ہی کی ظلماتوں میں
چشمہءِ نورِ حقیقت کو حقیقت پایا
علم و عرفاں کے کئی لاکھ سمندر پی کر
میں نے اِک نقطہءِ ادراک جہالت پایا

اور اپنے شہنشاہ زمانہ محسن عالمین منعم ازل عجل اللہ فرجہ الشریف سے بھی بصد عجز و تذل معافی چاہوں گا کہ میں ان کے اجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کے شایان الفاظ تلاش نہیں کر سکا اور ان کی شان کے مطابق کچھ بھی نہیں لکھ سکا

تیرے اسرار بیاں کرنا بڑا مشکل تھا
دھندلے الفاظ سے کہرے پہ عبارت لکھی
جعفرؔ اس پست مقامی کا ہے احساس مجھے
عرش پر بیٹھ کے ہر تیری فضیلت لکھی

اپنے مہربان دوستوں کا شکریہ ضرور ادا کروں گا کہ جنہوں نے مل کر میرے بکھرے ہوئے خزف ریزوں کو جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے، جن میں عزیزی مہتاب اذفر اور اس کے معاونین علیؑ رضا، بلال حسینؑ خان، انور علیؑ خان، دیوان سید مہدیؑ عباسؑ، مہر ابجر مہدیؑ، وجاہت مہدیؑ خان، مرید مہدیؑ خان شامل ہیں اور
جن معزز احباب نے اس علمی کام میں تحریک وتحریص اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے ان کا خصوصی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، ان میں جناب سید مظہر حسینؑ موسوی صاحب ہیں اور سید السادات جناب علامہ اعجاز حسین کاظمی، جناب علامہ مقبول حسین ڈھکو صاحب ہیں کہ جنھوں نے میری عزت افزائی فرمائی ہے، اور جناب سید وجاہت حسین نقوی صاحب ہیں، ان کے علاوہ میرے روحانی بھائی شاعر آل عمرانؑ جناب ملک صفدر حسینؑ ڈوگر صاحب ہیں جو میرے ذاتی ٹیکنیکل معاون بھی ہیں، ان کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا اور پروفیسر جناب شمیم اعجاز پرنسپل آف ڈگری کالج شورکوٹ، جناب ملک رمضان علی، جناب پیر سید مجاہد حسین شاہ صاحب اور میرے بزرگ مہربان جناب دوست محمد خان فدائی صاحب اور بھی کئی مہربان ہیں ان سب کا شکریہ ادا کروں گا
اسی اظہار تشکر کے ساتھ اجازت چاہوں گا

**والسلام من التبع الھدیٰ**

**دعاگو**

جعفر نقوی

**یاھوالوھاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

# ادب واحترام

از مخدوم سید محمدؐ جعفرالزمان نقوی البخاری ......جمن شاہ

دوستو ! اس دنیا میں موجود اقوام کا ہمیشہ یہ فیصلہ رہا ہے کہ مہذب قوموں کی پہچان ادب واحترام واکرام سے ہوتی ہے

آج بھی جب کسی قوم کے بارے میں مہذب اور غیر مہذب کا حکم لگایا جاتا ہے تو اس میں ادب واحترام کو پیمانہ بنایا جاتا ہے، اسی لئے آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے ادب کے بارے میں بہت تاکید فرمائی ہے اور اس کے فضائل بیان فرمائے ہیں

امیرِ کائنات علیہ الصلوات والسلام نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ''ادب سیکھ چاہے تو جس کا بیٹا بھی ہے'' یعنی اگر تم میں ادب ہوگا تو نسب کی خامیاں چھپا دے گا، ادب ہوگا تو نسب کی ذلتوں کے باوجود تمھیں معزز بنا دے گا

ادب کے فضائل پر ہم لکھنا شروع کر دیں تو ایک علیحدہ کتاب درکار رہے، ہم آپ کے سامنے کتاب ادب کا خلاصہ بیان کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہمیں ادب کی درجاتی سیڑھیوں پر اجمالی نگاہ ڈالنا ضروری ہے

## ادب کا پہلا مرحلہ

ادب کا آغاز ادب واحترامِ باہمی سے ہوتا ہے اس لئے حکم ہے کہ کوئی مومن ایک دوسرے کے احترام کو فراموش نہ کرے، مومن کیلئے مومن بھائی کا ادب واحترام واجب قرار دیا ہے، جیسا کہ مومن بھائیوں کے حقوق میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس میں سب سے پہلا حق یہ بیان ہوا ہے کہ اسے ایسے نام سے پکارے جو وہ پسند کرتا ہو، اس حق

میں اس حد تک تاکید ہوئی ہے کہ احادیث قدسی میں تو مومن کے ساتھ رکھے جانے والے رویہ کو اللہ جل جلالہ کے ساتھ رکھا جانے والا رویہ قرار دیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ جل جلالہ قیامت کے دن سوال کرے گا

میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا تھا

میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا

میں مریض تھا تو عیادت کیلئے نہیں آیا تھا

اس کے تعبیرات میں مومن ہی کو پیش کیا جائے گا کہ تمہارے پاس تمہارا مومن بھائی آیا تھا وہ بھوکا تھا تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا، اسے پانی نہیں پلایا تھا، اسے کپڑا نہیں دیا تھا، اس کی عیادت نہیں کی تھی وغیرہ وغیرہ

حتیٰ کہ مومن کے ادب سے متعلق فرمان ہے کہ جو آدمی مومن بھائی کی خلوص کے ساتھ جا کر زیارت کرے تو فرمایا زار اللہ علی عرشہ ...... گویا اس نے عرش پر جا کر اللہ جل جلالہ کی زیارت کی ہے

مومن کی عظمت کی تصویر ہمارے کتب اخلاق واحادیث میں دیکھی جا سکتی ہے، اس میں یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ مومن کو پکارنا ہو تو اسے کنیت سے پکارو نام کے ساتھ نہ پکارو علمائے اخلاق نے یہاں تک لکھا ہے کہ چند استثنائی حالتوں کے علاوہ کسی بھی شخص کو آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے کبھی نام لے کر نہیں پکارا بلکہ ہمیشہ کنیت سے پکارا ہے، اور ان کی کنیت کو اس طرح عام فرمایا ہے کہ آج بہت کم لوگ ان کے اصل ناموں سے واقف ہیں جیسا کہ جناب ابوذر غفاری سلام اللہ علیہ ہیں، ان کا حقیقی نام جناب جندب سلام اللہ علیہ تھا مگر آج وہ صرف کنیت سے مشہور رہیں، اسی طرح جناب سلمان پاک سلام اللہ علیہ ہیں، جناب ابوایوب انصاری سلام اللہ علیہ ہیں حتیٰ کہ خلیفہ اول اور ابو ہریرہ تک کا نام کسی کو معلوم نہیں، سارے لوگ کنیت ہی سے انہیں جانتے اور پہچانتے ہیں اور کنیت کا لفظ کنایہ سے ہے جو صراحت کی ضد

ہے، یعنی کنیت سے پکارنا اسے کنایۃً پکارنا ہے، اس لئے حکم یہی ہے کہ نام کی بجائے مخاطب ذات کو کنایہ سے پکاریں

یہ ادب کا وہ پہلا درجہ ہے کہ جس میں آگاہ فرمایا گیا ہے کہ آپ نے اپنے ہم مرتبہ فرد کے ساتھ کس طرح ادب سے پیش آنا ہے

## ادب کا دوسرا مرحلہ

دوستو! اس سے قبل ہم نے اپنے جیسے فرد کے ادب کے بارے میں اجمالی طور پر روشنی ڈالی ہے، اس سے اگلا مرحلہ والدین کا ادب ہے، ان کے بارے میں اجمالاً صرف اتنا کہوں گا کہ خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام نے ہمیں والدین کے ادب کی سختی سے تاکید فرمائی ہے، یہاں تک فرمایا ہے کہ ان کی آواز سے تمہاری آواز اونچی نہ ہو، ان کے سامنے اونچی جگہ پر نہ بیٹھو، ان کے قدم سے تمہارا قدم آگے نہ بڑھے، ان کے ہاتھ سے تمہارا ہاتھ اونچا نہ ہو، ان کے سامنے تمہاری آنکھ بھی نہیں اٹھنا چاہیے، والدین کے بارے میں یہاں تک حکم ہے کہ اگر والدین کی خدمت میں تمہاری تعقیبات حائل ہورہی ہوں تو نماز نوافل تک چھوڑ دو اور دورانِ نمازِ نوافل والدہ پکارے تو نماز توڑ دو، یہ سب والدین کے ادب میں داخل ہے، یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ انسان جب جنت کی طرف چلے گا تو ابھی ہزاروں برسوں کی مسافت باقی ہوگی تو جنت کی خوشبو آنا شروع ہوجائے گی مگر والدین کا گستاخ جنت کی خوشبو کو بھی نہیں پا سکے گا......اسی طرح عقوق بالوالدین کی چالیس اقسام بیان ہوئی ہیں، ان میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ جو آدمی اپنے والد کو اس کا مجرد نام (بغیر لقب کے صرف نام) لے کر پکارتا ہے تو وہ عاق ہوجاتا ہے اور وہ جنت کی خوشبو کو بھی نہیں پاسکے گا، اس لئے حکم ہے کہ والدین کو ان کے نام کی بجائے اس رشتے سے پکارو جو تمہارا ان کے ساتھ بنتا ہے یعنی امی جان، بابا جان، ابا جان وغیرہ کہہ کر پکارنے میں فضیلت ہے اور دوسرے کسی طریقے سے پکارنا ان کی توہین کے مترادف ہے

## ﴿ادب کا تیسرا مرحلہ﴾

ادب کا تیسرا مرحلہ استاد کا ادب ہے، اور اس میں علمائے کرام کا ادب بھی آ جاتا ہے اس کی بھی سخت تاکید ہوئی ہے، علماء کی توہین اور سوئے ادبی سے سختی سے منع کیا گیا ہے بعض علماء وفقہائے کرام نے یہاں تک فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی کسی عالم دین کو عویلم کہہ دے یا لکھ دے تو وہ کافر ہے، عویلم عالم کی تصغیر ہے، یعنی اگر کوئی کسی مولوی کو ملونٹا کہہ دے تو وہ کافر ہے، یہی وجہ ہے کہ آج علمائے کرام کو جناب، قبلہ، علامہ، آیت اللہ، مولانا، مولوی، اور ان جیسے دیگر القابات کے ساتھ پکارا جاتا ہے اور جب کوئی آدمی سٹیج پر یا سپیکر پر ان کے خطاب کرنے کا اعلان کرتا ہے تو ان کے احترام کی وجہ سے ان کے القابات میں مبالغہ کی حد سے بھی گزر جاتا ہے، اور آئے دن علمائے کرام کیلئے نئے نئے القابات تلاشے جاتے ہیں اور انہیں رواج دیا جاتا ہے

یہ سب اس لئے ہے کہ علماء کے ادب کا حکم ہے اور اس کی بہت تاکید ہے

## ﴿ادب کا چوتھا مرحلہ﴾

دوستو! اگر آپ ادب کے سلسلہ کو دیکھیں تو ایک اپنے جیسے آدمی سے یہ سلسلہ چلتا ہے اور یہ اوپر جاتے ہوئے متقین تک جاتا ہے، جس طرح فرمایا گیا ہے کہ

☆ان اکر مکم عنداللہ اتقاکم یعنی تم میں سے زیادہ لائق ادب واحترام وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے

## ﴿ادب کا پانچواں مرحلہ﴾

یہ سادات کے ادب کا مرحلہ ہے، یعنی ایک عام مومن کی نسبت ایک عام سید کا احترام اور ادب چار گنا زیادہ ہے، یہ بات میں نے درجاتی لحاظ سے نہیں کی بلکہ مرحلاتی لحاظ سے کہی ہے، ورنہ درجاتی لحاظ سے ایک عام مومن سے ایک عام سید کا ادب واحترام ہزاروں گنا زیادہ ہے

## ﴿ادب واحترام کی وجہ﴾

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کسی کا ہم پر ادب واجب ہوتا ہے تو اس کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ یعنی وہ کیا چیز ہے جو کسی بھی شخص میں پائی جائے تو اس کا ادب لازم ہو جاتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز یا فرد یا جماعت کے ادب واحترام کی وجہ وہ نسبت ہے جو اس کی اللہ جل جلالہ اور اس کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک آل علیہم الصلوات والسلام سے قائم ہوتی ہے...... آپ دیکھیں مومن کا ادب کیوں واجب ہے؟

اس لئے کہ اسے ایک نسبت حاصل ہے کہ وہ کلمہ پڑھ کے اپنا ایک رشتہ اللہ جل جلالہ اور پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام سے جوڑ لیتا ہے، علمائے حق کا ادب اس لئے واجب ہے کہ ان کی جو نسبت پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام سے ہے وہ عام مومن سے زیادہ قوی ہے، والدین کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ اللہ جل جلالہ اور پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام سے کوئی نسبت نہ رکھتے ہوں تو ان کا ادب واجب نہیں ہے اور اگر وہ اللہ جل جلالہ اور پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے دشمن ہوں تو پھر ادب کجا ان کی دشمنی بھی واجب ہو جاتی ہے

بلکہ تاریخ اسلام میں ایسے کئی خوش نصیب نظر آتے ہیں جو جذباتِ بشریہ سے گزر گئے اور انہوں نے نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے والد کو قتل کر ڈالا یعنی احترام وادب کی بنیاد وہ نسبت ہے جو کسی فرد یا جماعت کو اللہ جل جلالہ اور اس کے حبیب اور ان کی پاک آل علیہم الصلوات والسلام سے ہوتی ہے اور جیسے جیسے یہ نسبت قریب سے قریب تر ہوتی جاتی ہے احترام بڑھتا جاتا ہے، اسی لئے جب کوئی سید بھی ہو، مومن بھی ہو، والد بھی ہو، عالم بھی ہو تو اس کا احترام عام مومن سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے، کیونکہ ایک تو اس کے ساتھ کئی نسبتیں جڑی ہوئی ہیں، پھر ان میں سے سب سے قوی اور قریب کی نسبت سیادت کی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خون کے رشتہ کی نسبت ہے، اس لئے اس کا احترام وادب بہت زیادہ ضروری اور تاکیدی ہو جاتا ہے

سیادت کی نسبت تو ایسی ہے جو عام مومنین سے منفرد ہے، جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ☆ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم یعنی تم میں سب سے زیادہ قابل ادب و احترام وہ شخص ہے جو تم میں سے زیادہ صاحب تقویٰ ہے مگر سادات کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ

☆اکرموا اولادی الصالحون للہ والطالحون لی

اے میری امت! آپ لوگ ہر حال میں میری اولاد کا ادب و احترام کریں اگر وہ نیک ہوں تو ان کا ادب و احترام اللہ جل جلالہ کی وجہ سے کریں اور اگر کوئی غیر صالح نظر آئے تو اس کا بھی احترام کریں میری وجہ سے، کیونکہ اسے بھی مجھ سے ایک نسبت ہے

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ احترام کی اصل وجہ وہ نسبت ہے جو کسی کو ان ذوات اطہار علیہم الصلوات والسلام سے ہے، اگر یہ نسبت نہیں تو ادب کی کوئی وجہ ہی نہیں، ہاں رواداری ایک علیحدہ بات ہے جو اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ اگر کوئی کسی بھی مذہب وملت کے لوگوں کیلئے قابل احترام ہے یا کسی قبیلے کا کوئی سردار ہے یا شرفاء میں سے ہے تو اس کا احترام اپنے اسلامی ودینی حدود میں رہتے ہوئے لازماً کرنا چاہیے کیونکہ ادب دلیل شرافت بھی ہے

اب یہاں ہم یہ دعوت غور وفکر دینے کی پوزیشن میں ہیں کہ جب کسی عام آدمی یا عام چیز کی ان ذوات اطہار علیہم الصلوات والسلام سے ایک معمولی سی نسبت ہو جائے تو وہ اس قدر قابل ادب واحترام ہو جاتی ہے تو وہ ذوات اطہار علیہم الصلوات والسلام خود کتنے قابل احترام ہوں گے؟

ایک مومن کے بارے میں ہے کہ اسے بھی کنیت سے یاد کرو اور اس کی کنیت سے اس کا ذکر کرو تو کیا ان کے بارے میں کوئی حد بندی نہیں ہے جن کی وجہ سے ایک عام مومن کو احترام مل رہا ہے؟

والد کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جو شخص اپنے والد کو بے لقب فقط نام سے پکارے تو وہ عاق ہو جاتا ہے اور وہ جنت کی خوشبو کو بھی نہ پا سکے گا، تو کیا پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے مقدس افراد کے نام سرعام لینا اور نہ ان پر صلوات پڑھنا اور نہ ہی کوئی لقب استعمال

کرنے والا ان والدین حقیقی سے عاق تصور نہیں ہوگا ؟

حالانکہ مومنین کو اللہ جل جلالہ نے یہ قانون دے رکھا ہے کہ

☆لاتجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعأ بعضكم بعضا قد يعلم الله الذين يتسللون منكم لواذًا فليحذرالذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم (63 –النور)

اے لوگو! تم اللہ جل جلالہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تخاطب کو ایسا قرار نہ دو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو خطاب کرتے ہو، بے شک اللہ جل جلالہ تم میں سے ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہے جو چھپ کر نکل جاتے ہیں، پس جو لوگ اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ اس طرز تخاطب کی وجہ سے تم پر کوئی آزمائش ومصیبت نہ آپڑے یا تم پر دردناک عذاب نازل نہ ہو جائے

اس آیت میں واضح حکم ہے کہ تم انہیں اس طرح نہیں پکار سکتے جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو، ان کا ذکر اس طرح جائز نہیں جس طرح تم ایک دوسرے کا ذکر کرتے ہو اور اس پر وعید بھی موجود ہے، یعنی جو اس قانون کو توڑے گا تو اس پر اس دنیا میں بھی کوئی مصیبت نازل ہوگی اور آخرت میں بھی دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اس کے بعد تو کسی بے اعتدالی کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی

اس حکم کے بعد یہاں تک فرمایا گیا تھا کہ جو آدمی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک سنے یا لکھا ہوا دیکھے یا خود زبان پر لائے اور صلوات نہ پڑھے تو گویا اس نے ان پاک ذوات علیہم الصلوات والسلام پر جفا کی ہے ...... اب اس سے بھی خود سوچیں کہ کیا ان ذوات اطہار علیہم الصلوات والسلام پر جفا کرنے والا مسلمان ہوسکتا ہے؟

اب یہاں کوئی یہ سوال کرسکتا ہے کہ آپ کی اس بات سے تو صرف شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ثابت ہوتا ہے نہ کہ سارے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کیلیئے ......

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا

☆اولنا محمدؐ وا وسطنا محمدؐ وآخر نا محمدؐ و کلنا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ ایسی حدیث ہے جسے صاحب بحارالانوار نے متعدد جلدوں میں متعدد بار لکھا ہے اس حدیث کے ضمن میں علماء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ چند خصوصیاتِ نبوت کے علاوہ باقی سارے احکام میں سارے معصومینؑ علیہم الصلوات والسلام شامل ہیں جیسا کہ صلوات، سلام، احترام، ادب، ولایت اور نورانیت میں ...... اسی طرح

☆لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم میں یہ بھی شامل ہے کہ جس طرح شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی آواز بلند کرنا حبط اعمال کا موجب ہے اسی طرح کسی بھی معصوم علیہ الصلوات والسلام کے سامنے آواز اونچی کرنا باعث حبط اعمال ہے، یعنی ان سب کی سوئے ادبی ایک ہی حکم میں آجاتی ہے اور ان سب کے احکام ادب واحترام ایک ہی ہیں

جیسا ادب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے کرنا ہے ان کے ہر وصی کا ادب اسی طرح واجب ہے، اس لئے چند استثنائی شرائط نبوت کے علاوہ باقی سب احکام میں یہ سارے معصومین علیہم الصلوات والسلام شامل ہیں بلکہ یہ پورا خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام اس میں شامل ہے جیسا کہ جناب علم الھدیٰ سید مرتضی علیہ الرحمہ کے حوالے سے سید حسن الابطحی نے فرمایا کہ کسی شخص نے ان کے سامنے کسی سید کا گلہ کیا تو انہوں نے فرمایا بھائی تو جس کا گلہ کر رہا ہے تمہیں معلوم ہے کہ وہ اگر چہ گنہگار رہے مگر جب بھی تو نماز میں صلوات پڑھتا ہے اور ☆اللھم صل علی محمدؐ وآل محمدؐ کہتا ہے

تو اس صلوات میں یہ گنہگار سید بھی شامل ہے کیونکہ یہ آل میں شامل ہے

اس سے ثابت ہوا کہ بہت سے احکام تو ایسے ہیں جن میں عام سادات بھی شامل ہیں، اگر باقی سادات کو شامل نہ بھی سمجھیں تو کم از کم پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کے مقدس افراد علیہم

الصلوات والسلام کو تو ان سے کوئی بھی خارج نہیں کر سکتا، اس لئے لازم ہے کہ ان پاک ذوات اطہار علیہم الصلوات والسلام کا ذکر بھی اسمائے مبارک کی بجائے القاب سے ہونا چاہیے اور اگر کہیں نام پاک لینا ناگزیر ہو تو وہاں صلوات واجب ہے اور جو آدمی صلوات نہ پڑھے وہ محمدؐ و آل محمد علیہم الصلوات والسلام پر جفا کا مرتکب ہو رہا ہے، اور اس پاک گھر کے کسی فرد پر جفا کرنے والے کے بارے میں وہ اپنے ضمیر ہی سے فتویٰ لے لے، کسی اور کے پاس جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے

## سوال

اس بات کو دیکھتے ہوئے بعض معزز دوستوں نے ایک تفصیلی سوال کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پاک خاندانِ عصمت علیہم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ اسمائے اِلٰہی سے مشتق ہیں اور ان کے اسمائے مبارک کی تلاوت عبادت ہے، انہی اسمائے مبارکہ کا وِرد جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی نے کیا ہے، اور انہی اسمائے مبارکہ کا وِرد سارے اصحاب کرام اور اولیائے کرام نے کر کے اعلیٰ درجات حاصل کئے، اس لئے ان اسمائے مبارکہ کی تلاوت سے روکنا گویا عبادت سے روکنا ہے، کیا اس طرح نام پاک نہ لینے سے ہماری قوم ان اسماء پاک کی برکات سے محروم نہیں ہو جائے گی؟
اس کا جواب پھر مذکورہ آیت کو سامنے رکھ کر دے سکتے ہیں کہ

☆لاتجعلوا دعاء الرسولؐ بینکم کدعاء بعضکم بعضا قدیعلم الله الذین یتسللون منکم لواذًا فلیحذرالذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم (63 –النور)

اے لوگو تم اللہ جل جلالہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تخاطب کو ایسا قرار نہ دو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو خطاب کرتے ہو، بیشک اللہ جل جلالہ تم میں سے ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہے جو چھپ کر نکل جاتے ہیں، پس جو لوگ اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ اس طرز تخاطب کی وجہ سے ان پر کوئی آزمائش و مصیبت نہ

آپڑے یا ان پر دردناک عذاب نازل نہ ہو جائے

اس آیت کی تفسیر میں جناب امام محمد باقرؑ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ اللہ جل جلالہ نے جو فرمایا ہے کہ اے لوگو تم شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو یا ایک دوسرے کا ذکر کرتے ہو، اس کا مقصد یہ ہے کہ تم یوں نہ پکارو ''یا محمد'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور نہ یوں کہو ''یا ابا القاسمؐ'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ انہیں ''یا نبی اللہ'' یا ''یا رسول اللہ'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر پکارو ...... (تفسیر صافی 356 بحوالہ تفسیر قمی)

دوستو! اس آیہ مبارکہ میں ایک یہ بات بھی قابل غور ہے کہ عام مومن کے بارے میں حکم تھا کہ اسے نام کی بجائے کنیت سے پکارو، مگر یہاں حکم یہ ہے کہ جس طرح تمہیں آپس میں پکارنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں وہ بات بھی منع ہے، بلکہ یہاں نہ ہی نام پاک سے پکارنا ہے اور نہ ہی کنیت سے بلکہ القاب سے ذکر کرنے کا حکم ہے، کیونکہ امام محمد الباقرؑ علیہ الصلوات والسلام نے خصوصی طور پر آپ کی کنیت کا ذکر فرمایا ہے کہ یا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہہ کر نہیں پکارنا چاہیے، آگے آیت کی وعید ہے یعنی اس جرم کی سزا کا ذکر ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے تم پر اس دنیا میں بھی کوئی مصیبت نازل ہو گی اور آخرت میں بھی تم پر دردناک عذاب نازل ہو گا

## ﴿سوال﴾

یہاں ایک اور سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب آئمہ ھدیٰ علیہم الصلوات والسلام یا اس پاک گھر کے افراد یہ نام پاک لیتے ہیں اور اپنے پاک افراد کو نام پاک لے کر پکارتے ہیں یعنی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو یا حسینؑ علیہ الصلوات والسلام کہہ کر مخاطب فرماتے ہیں تو پھر یا حسینؑ علیہ الصلوات والسلام کہنا تو ایک سنت ہونا چاہیے، اس سے منع کرنا کیسے جائز ہے؟

اسی طرح پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے افراد اطہار علیہم الصلوات والسلام اپنے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک تلاوت فرماتے ہیں تو پھر اس سے استدلال کر کے ہم نام پاک لینے کا جواز

ثابت کیوں نہیں کر سکتے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب اسی مذکورہ بالا آیت کو امام صادق علیہ الصلوات والسلام کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی تو ہماری جدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا اپنے بابا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں تو انہوں نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر مخاطب فرمایا، آپ نے فرمایا یہ حکم آپ کیلئے نہیں ہے، ہماری آل اس حکم سے مستثنیٰ ہے، انہیں اسی طرح پکارنا چاہیے جیسے وہ اولاد بن کر ہمیں پکارتے ہیں، المناقب اور دیگر بہت سے حوالوں کے ساتھ قرآن کریم کے اردو مترجمین نے بھی یہ احادیث حواشی پر نقل کی ہیں، یعنی ایسے امور میں ان کے انداز تخاطب سے کوئی استدلال کرنا جائز نہیں ہے اور حدود خارجیہ سے استدلال کرنا ایک غیر عالمانہ عمل ہے جس سے علماء بری ہوتے ہیں

اس کی ایک اور سند بھی دیکھ لیں کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب زید بن حارث بن عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کو اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنایا تو اصحاب کرام نے انہیں یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر خطاب کرنا شروع کر دیا تھا، کیونکہ عرب میں منہ بولے بیٹے کو بھی حقیقی بیٹے کا درجہ دیا جاتا تھا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی

☆وما کان محمدؐ ابا احد من رجالکم

کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں

لیکن اس حکم سے آل محمد علیہم الصلوات والسلام مستثنیٰ رہے کیونکہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے جملہ افراد کو لوگ فرزند رسول اللہ علیہ الصلوات والسلام، یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر مخاطب کرتے تھے اور کسی نے بھی اس انداز تخاطب کو قرآن کے منافی تسلیم نہیں کیا کیونکہ حدود خارجیہ سے استدلال کرنا غیر عالمانہ طرز فکر ہے

اس آیت سے ایک اور بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا نام لیا ہے اور فرمایا ہے وما کان محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا نام لے کر مت پکارو بلکہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے کہ کنیت تک لینے سے منع فرمایا گیا ہے، تو کسی نے امام محمد الباقر علیہ الصلوات والسلام کے سامنے اس آیت سے استدلال نہیں کیا کہ جب اللہ جل جلالہ ایک نام لے رہا ہے تو ہمیں اس نام کی برکات سے محروم کرنے کا آپ کو کیا حق ہے؟

باقی رہا نام پاک کی برکات سے محروم ہونے کا سوال تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان اسمائے مبارکہ پر کلی طور پر حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جا رہا ہے، بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ والدین کا فریضہ ہے کہ اولاد کو معصومینؑ علیہ الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ تعلیم کریں، اوقات نماز وعبادت میں ان اسمائے مبارکہ کے حوالے سے دعا کرنا سکھائیں اور پھر ان اسمائے مبارکہ کا ادب سکھائیں، تاکہ وہ نماز شب میں ان اسمائے مبارکہ کا ورد کریں اور شہنشاہ زمانہؑ عجل اللہ فرجہ الشریف سے ان اسمائے مبارکہ کو وظیفہ بنانے کی اجازت طلب کریں، کیونکہ وظائف میں مرشد کامل کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے، اس طرح ان اسمائے مبارکہ کے فیوض و برکات سے استفاضہ کیا جا سکتا ہے مگر اس طرح گلی کوچوں میں عام منبروں پر بے ادبانہ اسمائے مبارکہ کو تلاوت کرنے سے بھی کوئی برکت نازل ہوتی ہے؟ یہ مجھے معلوم نہیں ہے، کیونکہ بے ادبی سے تو نہ صرف یہ کہ نزول برکت رک جاتا ہے بلکہ نزولِ رحمت بھی نہیں ہوتا، اس لئے آپ اس بات کو دیکھیں کہ ہم نام پاک کی تلاوت سے کلیتاً روک نہیں رہے بلکہ اس کے آداب پر بات کر رہے ہیں اور یہ ادب ہم اپنی طرف سے تعلیم نہیں کر رہے بلکہ خود پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کا تعلیم کردہ ہے

دوستو! شرفا کا یہ قانون ہے کہ وہ اپنے بارے میں کسی کو ادب کی تعلیم نہیں دیتے یعنی یہ نہیں کہتے کہ تم میرا اس طرح ادب کرو کیونکہ یہ تکبر یا خود تعریفی وخود ثنائی کے دائرے میں آتا ہے اور یہ ایک مذموم کام ہوتا ہے، شرفاء کا کام انکساری وتواضع ہوتا ہے، اسی

طرح پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کیلئے یہی سب سے مشکل مسئلہ تھا کہ وہ اپنا ادب ساری دنیا کو سکھائیں تو کیسے؟ اگر وہ اپنی بزم قدسی میں داخل ہونے، بیٹھنے، سلام کرنے اور گفتگو کرنے کے آداب تعلیم فرماتے تو معترضین پہلے ہی ادھار کھائے بیٹھے تھے

دوسری طرف خاندانیت اور شرافت کا تقاضا انکسار کا تھا، کوئی دوسرا ایسا عارف تھا نہیں جو یہ کام کرتا، کیونکہ یہ کام ان کے غلاموں کا تھا کہ وہ اس در گھر کا ادب سکھائیں اور جو عارف موجود تھے وہ اس قدر کمزور تھے کہ انہیں کوئی اچھی نگاہ سے بھی نہیں دیکھتا تھا

اس طرح اصحاب میں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے تکلفی حد سے گزرنے لگی اور توہین تک نوبت پہنچ گئی جس کا جب جی چاہا بیت رسالت میں بلا اجازت چلا آیا اور اپنا احسان بھی جتلایا کہ میں کوئی ذاتی کام کیلئے تھوڑی آیا ہوں، آیا تو دین سیکھنے ہوں، اسی طرح وقت بے وقت آنے والوں کا یہ رویہ خلاف ادب تھا، پھر وہ آتے تو آ کے ان کی مسند کے قریب بلکہ انہی کی مسند پر چڑھ کے بیٹھ جاتے اور پھر باتیں کم سنتے اور گھر اطہر کے سارے سامان کو گھور گھور کر دیکھتے، گفتگو ہوتی تو آواز کو بڑی بے تکلفی سے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونچا کر لیتے، اسی طرح امہات المومنینؑ رضی اللہ عنھن کی پرائیویسی کو ہمیشہ خراب کرتے اور حتیٰ کہ ان کے رفع حاجت کے اوقات میں رستوں پہ جم کر کھڑے ہو جاتے اور یہ ساری باتیں ان کی کسی بدنیتی پر مبنی نہیں تھیں مگر ایک گستاخی ضرور تھیں، جس کا سدباب خود خالق کو فرمانا پڑا اور ان کی تادیب کیلئے آیات بھیجنا پڑیں

کہیں فرمایا کہ میرے حبیب کو اس طرح نہ پکارو جس بے تکلفی سے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو، اسی طرح فرمانا پڑا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں بلا اجازت مت جاؤ اور اگر وہاں جانے کی اجازت مل جائے تو اندر جا کر نگاہوں کو پیوند زمین رکھو، حتیٰ کہ گھر کے استعمال کے سامان پر بھی نظر کرنا تمہارے لیے حرام ہے، اسی طرح آیات حجاب سے امہات المومنین رضی اللہ عنھن کو حجاب کا حکم ملا تو دوسرے لوگوں کو بھی

تادیب کی گئی، یہ ساری باتیں قرآن کریم میں موجود ہیں جنہیں ہر آدمی جانتا ہے، حالانکہ ان آیات کے نزول سے قبل بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے کبھی بھی نام لے کر نہیں پکارا تھا اور نہ ہی نام لے کر انہیں خطاب فرمایا تھا، کوئی بھی عالم یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ کبھی امیر کائنات ص علیہ الصلوات والسلام نے انہیں نام لے کر نزول آیات سے قبل بھی پکارا ہو، بلکہ ظہور اسلام سے قبل بھی وہ جب خطاب فرماتے تھے تو 'سیدی' کہہ کر خطاب فرماتے تھے، حتیٰ کہ جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام تک انہیں 'سیدی' (میرے سردار) کہہ کر خطاب فرماتے تھے، حالانکہ وہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا پاک ص تھے اس کے بعد ہم اس گھر کی مقدس روایات دیکھیں تو کسی بھی معصوم کو ان کی پاک اولاد میں سے اور پاک غلاموں میں سے کسی نے نام لے کر نہیں پکارا، یہ سب اس گھر کی اعلیٰ روایات واقدار کے پیش نظر تھا یوں اپنے لوگوں کی طرف سے ہمیشہ ادب کا درس جاری رہا

دوسری طرف سے پھر بھی وہی بے تکلفی جاری رہی، شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نوے سال کا جو دورانیہ ہے اس میں ادب تو کجا، بے ادبی اور توہین کو رواج دیا گیا اور ہر اس ملعون کو جو زیادہ سے زیادہ توہین کا ارتکاب کرتا تھا اسے انعام اور وظیفہ زیادہ ملتا تھا اور آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ کو اس طرح پیش کیا گیا کہ کوئی شخص یہ نام رکھنے کو تیار نہ تھا اور اس دور میں آئمہ ہدیٰ علیہ الصلوات والسلام نے حکماً بچوں کے نام خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کے ناموں پر رکھوائے اور ساتھ ہی ادب کی تعلیم بھی دی، جیسا کہ امام صادق علیہ الصلوات والسلام کے سامنے جب کسی صحابی نے عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کا نام ''محمدؐ'' رکھا ہے تو آپ نے فرمایا بِاَبِی اَنتَ وَ اُمِی میرے ماں باپ تیرے نام پر قربان ...... یہ وہ تعلیم ادب تھی

اغیار کی طرف سے اس دور میں ان ناموں کو نعوذ باللہ بدنام کرنے کی سعی مذمومہ جاری تھی تاکہ یہ نام لوگوں کے ذہنوں سے محو ہو جائیں، دوسری طرف ایسے نام رکھنے والوں

کو سزائیں دی جاتی تھیں مگر یہ تو خالق کا اپنا ہی نظام تھا کہ جن ناموں کو زیادہ سے زیادہ دبایا، چھپایا اور خدا نہ کرے بدنام کیا جا رہا تھا، وہی نام افق عالم پر درخشاں ہوتے گئے اس دور میں ان اسماء پاک کی ترویج کی ضرورت تھی کیونکہ لوگوں میں ان اسمائے مبارکہ سے نفرت پیدا کر دی گئی تھی، اس نفرت کو ختم کرنے کیلئے ان کے اسمائے مبارکہ کو رواج دیا گیا، اس میں کئی بادشاہ بھی موفق ہوئے اور انہوں نے بھی اس میں بھر پور کام کیا شاہانِ دیلم و قاچار و دکن وغیرہ نے اس میں خوب حصہ لیا

دوسری طرف صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم نے بھی پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے خلاف چلنے والی بدزبانی کو لگام ڈالنے میں بہت اہم کردار ادا فرمایا، اور ان سب نے مل کر لوگوں کو اس گھر کا ادب سکھایا، لیکن پھر بھی ہر دور میں بے ادبی کی تحریکیں چلتی رہیں اور توہین کے طوفان کھڑے ہوتے رہے اور ماضی قریب میں یعنی پارٹیشن سے پہلے بھی مدح صحابہ اور ''جھنڈے خوانی'' کے نام پر توہین کا ایک ڈرامہ رچایا گیا اور بلا وجہ شیعوں کو صحابہ کا دشمن بنا دیا گیا اور بھولے شیعہ جذبات عقیدت میں ان کے دشمن بن بھی گئے، مگر اس میں ان کا کوئی قصور نہیں تھا کیونکہ مدح صحابہ کے لیبل میں اموی مشن کو چلایا جا رہا تھا، اس کے بعد آہستہ آہستہ اسماء مبارکہ رائج ہو گئے، الحمد للہ اس دور میں چند یزید پرست لوگوں کے علاوہ باقی سارے مسالک اسلام حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل اطہار علیہم الصلوات والسلام کا پورا پورا احترام کرتے ہیں، سادات کا بھی احترام کرتے ہیں

اسمائے مبارکہ کے ادب کی ضرورت کو برادرانِ اہل سنت نے بہت پہلے محسوس کر لیا تھا کہ پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ کا ادب سکھایا جائے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ آج اہل سنت کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا عالم ہی کیوں نہ ہو وہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک تلاوت کرتا ہے تو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور پڑھتا ہے، اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا جب نام لیتا ہے تو وہ کرم اللہ وجہٗ ضرور کہتا ہے اور کسی صحابی کا نام لیتا ہے تو اس کے ساتھ ''رضی اللہ

عنہٗ'' ضرور کہتا ہے، یہ ساری باتیں ادب کی ہیں، جب کہ ہماری سٹیج پر بے تکلفی سے بے ادبانہ اسمائے مبارکہ کو برسرِعام لینے والی توہین کا نوٹس بھی سب سے پہلے برادرانِ اہلِ سنت نے لیا اور انہوں نے اس پر زور دیا، اگرچہ آج وہ بھی ہماری طرح بے ادبی کی طرف مائل ہیں اور ان کے نعت خوان اور مقررین شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا کا اسم مبارکہ بڑی بے تکلفی و بے ادبی سے لیتے ہیں مگر پھر بھی وہاں کچھ ادب والے لوگ موجود ہیں

اس لئے ہم پر ہر دور میں ادب کی تبلیغ واجب ہے، وہ پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام تو اپنا ادب نہیں سکھا سکتا تھا، انہوں نے مومنین کے ادب کا حکم فرمایا اور اس کی اکثر حدیں بیان فرمائیں مگر وہ اپنے بارے میں کچھ نہ فرما سکے، اس لئے ہمیں ان حقوق سے استنباط کرنا چاہیے کہ جب ایک مومن کا یہ ادب ہے تو امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام اور ان کے پاک گھر کا ادب کیا ہوگا؟ آج بھی کوئی فاضل آدمی کوئی عالم اپنا ادب کسی کو نہیں سکھاتا اور کسی سے بھی یہ نہیں کہتا کہ جب میں آؤں تو کھڑے ہو جاؤ، میری بات قطع نہ کرو، مجھے بغیر القاب کے مت بلاؤ، اگر کوئی اس طرح اپنا ادب سکھانا شروع کر دے تو کوئی بھی اسے عالم تسلیم نہیں کرے گا، کیونکہ یہ ساری باتیں خود ثنائی، حبِ دنیا (حبِ شہرت و تکبر) اور سفاہت کی علامت ہیں، اسی طرح اپنا ادب سکھانا اور کھل کر بیان کرنا یہ پاک گھر کے افراد علیہم الصلوات والسلام کا کام نہیں بلکہ یہ تو ہمارا کام ہے کہ ہم ان کے غلام ساری دنیا کو اس گھر کا ادب سکھائیں، کہ ان کے بارے میں کیا رویہ رکھنا ہے، کیا پروٹوکول دینا ہے، یہ ہم نے سکھانا ہے اور بیان کرنا ہے، اور اگر کوئی یہ کہے کہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام نے تو اپنے بارے میں اس ادب کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ بعض اوقات انہوں نے کچھ ادب کرنے والوں کو روکا بھی ہوگا، جیسا کہ کوئی معزز آدمی آتا ہے تو اسے دیکھ کر کچھ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں تو وہ بوجہ انکسار کہتا ہے کہ جی یہ زحمت نہ کریں، جی میں تو اس قابل نہیں ہوں، یا

یہ کہتا ہے کہ آپ تشریف رکھیں، یہ تکلف نہ فرمائیں، وغیرہ اس سے کوئی یہ استدلال نہیں کر سکتا کہ چونکہ انہوں نے اپنی تعظیم سے خود روکا ہے اس لئے ان کی تعظیم اب ساقط ہوگئی ہے حقیقت یہ ہے کہ شرفا اپنی شرافت اور انکسار کی وجہ سے جو کہتے ہیں وہ دوسروں کیلئے دلیل نہیں ہوتا ہے، ہم اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ان اسمائے مبارکہ کی ترویج بھی ہونا چاہیے اور ان کے ادب کا درس بھی ہونا چاہیے، اس لئے ہمیں اس کیلئے ایک باضابطہ نظام اور پراسس(Process) اڈاپٹ(Adopt) کرنا پڑے گا کہ جس سے ایک طرف اسمائے مبارکہ بھی دماغوں میں راسخ ہوجائیں اور ان کا ادب بھی قائم ہوجائے اس لئے ہمیں یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ مائیں اپنے بچوں کو بارہ اماموں اور اصول وفروع کی طرح باقی پاک ذوات علیہم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ بھی تعلیم کریں، ان کا تعارف کروائیں اور سٹیج پر انہیں ان اسمائے مبارکہ کے ادب کا درس بھی ملے اس کی مثال ہمارے شریف گھروں میں آج بھی موجود ہے کہ ہمارے سارے گھروں میں بچوں کو والدین اور اہل خانہ مستورات کے نام یاد کروائے جاتے ہیں یعنی یہ تمہاری ماں ہیں اور ان کا نام کیا ہے، اور یہ تمہارے والد ہیں ان کا نام کیا ہے، مگر اس کے ساتھ ہی انہیں ادب بھی سکھایا جاتا ہے کہ عورتوں کے نام تم نے باہر کے لوگوں کے سامنے نہیں لینا ہیں، کیونکہ جن ذوات کو پردہ ہوتا ہے ان کے ناموں کو بھی پردہ ہوتا ہے اس لئے گھر والوں کے نام غیر مردوں میں لینے سے انہیں روکا جاتا ہے، یہ بات آج بھی ہمارے سادات کے روایتی گھروں میں موجود ہے

ہاں جو لوگ الٹرا ماڈرن ہو گئے ہیں تو ان کے گھروں کا پردہ ہی نہیں رہا اور ان کی مستورات کے سروں پر دوپٹے ہی نہیں رہے تو وہ ان مقدس روایات کو کیا سمجھ سکتے ہیں لیکن ماضی میں اور حال میں بھی شریف گھرانوں کی یہی روایت ہے، اس لئے ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ پاک پردہ داران توحید و رسالت صلوات اللہ علیھن کے اسمائے مبارکہ

برسرعام لیں اور یہ ہمارا فریضہ ہے کہ ان کے اسمائے مبارکہ کو بے ادبی سے بچائیں اور ان کا ذکر ان کے القاب سے کریں

## ﴿سوال﴾

کچھ احباب نے یہ سوال کیا ہے کہ احترام کا کوئی پیمانہ نہیں ہے اور نہ ہی احترام کی کوئی حد ہے، اس لئے ہم جو بھی پیمانہ وضع کریں گے وہ ہمارا وضعی ( گھڑا ہوا ) ہوگا جو کسی رائجہ نظام کا متبادل نہیں ہوسکتا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ احترام کے دو پیمانے ہیں

1 = ایک وہ پیمانہ ہے کہ جو پہلے ہی مقرر شدہ ہے

2 = دوسرا وہ پیمانہ ہے جو ہم استنباط واستدلال واستخراج وواقعات وروایات وغیرھم سے وضع کر سکتے ہیں، یہ امر وضع کرنا نہیں کہلاتا بلکہ اکتشاف ( دریافت ) کرنا کہلاتا ہے کیونکہ جو چیز موجود تو ہومگر ہمیں بلاواسطہ معلوم نہ ہوتو اسے کسی ذریعے سے دریافت کرنا اس چیز کے گھڑنے یا وضع کرنے کے مترادف نہیں ہوتا

ہمارا مقصد یہ ہے کہ جو پیمانہ پہلے سے ہمیں عطا فرمایا گیا ہے یعنی نام پاک کا ادب، اس پر صلوات کا وجوب، آپس کے انداز میں اس کا ذکر نہ کرنا، توہین آمیز الفاظ کا استعمال، گھٹیا زبان اور بازاری زبان کا استعمال وغیرہ کے اوامرونواہی پہلے ہی سے فرامین میں موجود ہیں، اب ہمیں ان پر عمل کرنا چاہیے، جیسا کہ ہمارے علمائے متقدمین نے جب ابواب نہی عن تسمیہ کو دیکھا تو انہوں نے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اسم مبارک کو حروف مفردہ میں لکھنا شروع کردیا تاکہ نام پاک معلوم بھی ہو جائے اور اس کی تلاوت کے گناہ سے بچ جائیں، ہمارے کتب غیبت میں نوے فیصد سے بھی زیادہ لوگوں نے یہی طریقہ تحریر اختیار کیا ہے کہ وہ بریکٹ میں نام پاک اس طرح لکھتے ہیں ( م ح م د ) عجل اللہ فرجہ الشریف

اسی طرح ہمیں بھی خاندان پاک کی مستورات صلوات اللہ علیھن کے اسمائے مبارکہ کو کتابوں میں

لکھنا چاہیے، تو ان علمائے کرام کے انداز تحریر کو بطور سنت حسنہ اختیار کرنا چاہیے اور سٹیج پر نام کی بجائے القاب سے ذکر کرنا چاہیے، اگر ہم اور زیادہ ادب نہیں کر سکتے تو اس پہلے سے موجود ادب پر تو عمل کر سکتے ہیں اور جو پیمانہ ءِ ادب ہمیں وضع شدہ عطا ہوا ہے کم از کم اس پر تو عمل کرنا واجب ہے اور عمل نہ کرنا سوئے ادبی ہے، جیسا کہ اسمائے مبارکہ کے احترام کا پیمانہ مقرر شدہ ہے، باب نہی عن تسمیہ اور اس طرح کی آیات کہ جن میں فرمایا گیا ہے کہ جس طرح تمہارا ایک دوسرے کے ساتھ رویہ ہے اس بے تکلفی کی پاک خاندان سے اجازت نہیں دی گئی، بلکہ اس پر سزاؤں کی وعید بھی موجود ہے، جیسا کہ فرمایا گیا کہ تم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آواز اونچی نہ کرو، سزا یہ بتائی گئی ہے کہ اعمال حبط ہو جائیں گے وغیرہ، اسی طرح انہیں ان کے نام یا کنیت سے پکارنے پر سزا سنائی گئی ہے کہ یا تو اس دنیا میں کوئی مصیبت تم پر نازل ہوگی یا عذاب اِلٰہی نازل ہوگا

اسی طرح امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا حقیقی اسم مبارک سرعام لینے والے کیلئے ہر امام پاک علیہ الصلوات والسلام نے علیحدہ علیحدہ سزا سنائی ہے، خود شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے فرمایا ہے کہ مجامع و محافل میں ہمارا نام لینے والے پر ہماری اور ہمارے آباء واجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کی لعنت ہے، حالانکہ یہ اسم مبارک بھی اللہ جل جلالہ کے اسمائے حسنہ ہی سے مشتق ہے اور اس کا ذکر عبادت بھی ہے اور اس کی روحانی تاثیرات بھی ہیں، مگر اس کے ادب نے اس کی حرمت بھی پیدا کر دی ہے، یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ جب تک ہم پردہ میں ہیں ہمارے نام کو بھی پردہ ہے، اب اس چیز سے ہمیں بھی سوچنا چاہیے کہ جن پردہ داران توحید و رسالت صلوات اللہ علیہن کو ہمیشہ پردہ ہے کیا ان کے ناموں کو پردہ نہیں ہے؟

اسی سے یہ بھی سوچا جا سکتا ہے کہ اگر اس گھر کا کوئی مرد بھی پردہ میں ہو تو اس کا برسرعام نام لینے والے تو سارے پاک گھر کی طرف سے لعنت کے مستحق قرار پاتے ہیں، تو اس گھر کے جو پردہ داران اقدس صلوات اللہ علیہن ہیں ان کے اسمائے مبارکہ برسرعام لینے والے کیلئے

کیا حکم ہو گا ؟

امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ جس مرد کو تم اپنی مستورات میں بیٹھا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے اس کا نام بھی اپنی مستورات کے سامنے مت لیں ، کیونکہ جس بزم میں جس کا نام آجاتا ہے اس میں گویا وہ خود آجاتا ہے

اب اسی سے ہم بھی سوچ سکتے ہیں کہ جن مستورات کو ہم مردوں میں بیٹھا ہوا نہیں دیکھنا چاہتے ، ان کے اسماء مبارکہ ومقدسہ کو بھی مردوں میں نہیں لانا چاہیے ، ویسے بھی سارے شرفا کے گھروں میں اس پر عمل ہوتا ہے ، اسی لئے ہمارا فرض ہے کہ جن پردۂ قدس کی مالک مستورات مطاہرات صلوات اللہ علیھن کو اپنے مجمع میں ہم نہیں لانا چاہتے ان کے اسمائے مبارکہ بھی ہم مجمع میں نہ لے آئیں

اس سے یہ استنباط بھی تو ہوتا ہے کہ جو مجمع میں ان کے نام لیتا ہے وہ گویا انہیں خود مجمع میں لاتا ہے انہیں مجمع میں لانے والا کون ہوتا ہے ؟ یہ ہم خود سوچ سکتے ہیں ، اس لئے مناسب یہ ہے کہ ہم ان کے اسمائے مبارکہ کی تعلیم انتہائی ادب واحترام کے ماحول میں دیں اور عام اجتماعات میں ان کا ذکر القاب سے کریں

ہاں جس ادب کی حد ہم وضع نہیں کر سکتے وہ ان کے منسوبات کا ادب ہے ، جسے ہم مختلف روایات واحادیث ، واقعات وروایات واحکامات سے اخذ کر سکتے ہیں

## سوال ...... ﴿ تحریف لفظی ﴾

کچھ دوستوں نے یہ فرمایا ہے کہ قرآن کریم وحدیث میں تحریف لفظی جائز نہیں ہے ، اس لئے اگر ہم اسمائے مبارکہ کو بدل دیں گے اور ان کی جگہ ان کے القاب لگا دیں گے تو کیا یہ تحریف لفظی نہیں ہو گی ؟ جو کہ حرام ہے

دوستو اس بات کا جواب کئی طرح سے دیا جا سکتا ہے ، اس کا جواب دینے سے پہلے یہ بات یاد دلانا ضروری ہے کہ یہ بات مجالس کی ہو رہی ہے اور مجالس میں تحریف لفظی کا

ارتکاب اس وقت ہوسکتا ہے کہ آدمی کوئی حدیث یا زیارت یا قرآن کی آیت عربی میں پڑھتا جا رہا ہو، اگر وہ اس کا ترجمہ ہی کر رہا ہو تو اصطلاحی ''تحریف لفظی'' کا اس پر اطلاق نہیں ہوسکتا، کیونکہ جب اس کا ترجمہ ہوگا تو لازماً عربی کی بجائے اردو یا فارسی یا سرائیکی کے الفاظ لائے جائیں گے، اس لئے ترجمہ تحریف لفظی کے دائرے میں نہیں آتا

اس سوال کا علمی جواب یہ ہے کہ تحریف لفظی کی دو قسمیں ہوتی ہیں

( )تحریف محرمہ ( ) تحریف غیر محرمہ

## تحریف محرمہ کیا ہے؟

دوستو! کئی مقامات ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں تحریف لفظی حرام ہوتی ہے

جیسا کہ کلام اِلٰہی میں کسی لفظ کا اضافہ یا کمی یا تحریف کریں تو یہ حرام ہے، الحمدللہ ہم اس تحریف سے بچے ہوئے ہیں، کیونکہ پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کے اسمائے مبارک کا ذکر اسمائے مبارکہ کے ساتھ ہوا ہی نہیں، سوائے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوران کے اسم مبارک کی تلاوت کے وقت اگر کوئی اس میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اضافہ کر دے جو بہ قصد جز ئیت نہ ہوتو میں سمجھتا ہوں وہ مستحب ہوگا، کیونکہ اسی قرآن پاک میں خلاق ازل نے فرمایا ہے ''اے ایمان والو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات پڑھو جیسا کہ صلوات پڑھنے کا حق ہے اور تسلیم بجالاؤ جیسے تسلیم بجالانے کا حق ہے'' اسی آیت سے کوئی استدلال کرتے ہوئے ☆وما کان محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابا احد من رجالکم کہہ دیتا ہے تو یہ تحریف محرمہ نہیں کیونکہ یہ صلوات وہ اس میں جزو قرآن سمجھ کر نہیں پڑھ رہا بلکہ حکم قرآن سمجھ کر پڑھ رہا ہے

## تحریف غیر محرمہ

دوسری تحریف لفظی وہ ہے جو حرام نہیں ہے، جیسا کہ کسی حدیث میں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے قال قال نبی اللہ لگا دیا جائے تو یہ تحریف ممنوعہ میں نہیں آتی، اسی طرح

قال علیؑ علیہ الصلوات والسلام کی بجائے قال امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام لگا دیا جائے تو یہ حرام نہیں ہے اس کا اصول یہ ہے کہ اگر کسی حدیث یا فرمان میں مفہوم بگڑنے کا خطرہ ہو تو تحریف حرام ہو جاتی ہے اور جہاں مفہوم میں تبدیلی کا امکان نہ ہو تو اس میں اگر کوئی اسم ہو اور اس میں اس کے بدلے میں کوئی لقب لگا دیا جائے تو حرمت کے دائرے میں نہیں آتا، جیسا کہ اگر کسی حدیث میں امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کا اسم مبارک ہے، اس کی بجائے کوئی ان کی کنیت جناب ابوالحسن علیہ الصلوات والسلام یا امیر المومنین لگا دیتا ہے تو اس سے فرمان کے مفہوم بدلنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا، اس لئے یہ تحریف ''تحریف محرمہ'' کے دائرے میں نہیں آتی اس لئے اس تحریف کو تحریف کہا ہی نہیں جا سکتا

## ﴿سوال﴾

کچھ احباب نے فرمایا ہے کہ چونکہ اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک قرآن میں لیا ہے یا سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لاتعداد احادیث میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا نام لے کر ذکر کیا ہے اس لئے اگر ان کا نام لینا نعوذ باللہ حرام ہوتا تو وہ کیسے نام پاک تلاوت فرماتے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حرمت عمومی نہیں بلکہ حرمت ادبی و تعظیمی ہے، جیسا کہ والد کا نام لینے کی مناہی ہے

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ تو انہیں ''عبدی'' میرے بندے بھی فرماتا ہے کیا یہ بات بھی ہم پر جائز ہے کہ جس لب ولہجہ میں اللہ جل جلالہ نے انہیں یاد کیا ہے اسی انداز میں ہم بھی مخاطب کریں ؟

وہ تو سب کا خالق و مالک ہے، وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانے کتنے القاب سے یاد کرتا ہے، وہ اس کے پیار کا انداز ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے، اس لئے اگر ہم اسی انداز میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کریں گے تو یہ سوئے ادبی ہو گی جس کی سزا حبطِ اعمال اور

دنیا وآخرت کا دردناک عذاب قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں
اسی طرح شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پاک وصی جو ان کے داماد بھی ہیں اور داماد ایک طرح سے بیٹے کا درجہ بھی رکھتا ہے، اس لئے وہ جیسے چاہیں ان سے خطاب فرمائیں، ہمیں وہ اندازِ تخاطب نہیں اپنانا چاہیے، اور نہ ہی وہ ہمارے لئے سوئے ادبی کا جواز بنتا ہے
جیسا کہ وہ کبھی نام پاک لے کر ان کا ذکر کرتے ہیں، تو کبھی اپنے کاندھوں پر اٹھا کر کعبہ کے بت تڑوا رہے ہوتے ہیں، تو کیا ہم اس بت توڑنے والی روایت سے یہ تقاضا بھی کر سکتے ہیں کہ ہمارا بھی نعوذ باللہ ان کے کاندھوں پہ سوار ہونا جائز قرار دیا جائے؟ اسی طرح کے دیگر واقعات سے بہت کچھ ثابت کیا جا سکتا ہے، اس لئے ہمارے لئے ان سے استدلال کرنا ایک غیر علمی رویہ ہے
دوستو! یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں، وہ یہ ہے کہ ہم اللہ جل جلالہ اور رسول وآلِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال واعمال کے مکلّف نہیں بلکہ حکم کے پابند ہیں، اسی لئے ہم پر ان کی اطاعت واجب غیر مشروط ہے اور ان کی اتباع ہمارے لئے واجب مشروط ہے، یعنی ان کا ہر فعل ہمارے لئے واجب عمل نہیں ہے، جیسا کہ ہر امام نماز تہجد واجب کی نیت سے ادا کرتا ہے، ہمارے لئے واجب نہیں ہے
اسی طرح نماز جمعہ ہر امام پر واجب ہے جبکہ ہمارے لئے واجب نہیں بلکہ امام کی موجودگی یا اجازت یا حکم کی شرط ہے
اسی طرح شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو سے بائیس تک کی تعداد میں عقد فرمائے جبکہ ہمارے لئے حکم چار تک کا ہے، یعنی ہم حکم کے پابند ہیں، ان کے اعمال وافعال کے نہیں ہیں
اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ پاک حسنین علیہما الصلوات والسلام دوران نماز شہنشاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت اطہر پر سوار ہو جاتے ہیں جو کوئی طفلانہ کھیل نہیں تھا بلکہ مشیت امامت کے تحت تھا، اس سے ہمارے لئے انہی اعمال وافعال کے ادا کرنے کا جواز نہیں بنتا ہے

مقصد یہ ہے کہ ہمارے لئے اتباع کو مشروط رکھا گیا ہے کہ ہراس کام کی اتباع کرنا ہے جس میں حکم یا امر شامل ہو، اسی طرح شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر پاک ذوات اطہار علیہم الصلوات والسلام کا اپنے افراد خانہ کے ساتھ جو رویہ تھا وہ ہمارے لئے جواز پیدا نہیں کرتا بلکہ جواز کی صورت تب ہوسکتی ہے جب ان کا حکم بھی شامل ہو اور میں یہ ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کسی امام معصوم کا کوئی ایک فرمان بھی نہیں دکھایا جا سکتا جس میں حکم فرمایا گیا ہو کہ ہماری مستورات مخدرات صلوات اللہ علیہن کے نام لینا واجب ہے، ہاں کوئی زیادہ سے زیادہ یہی دکھا سکتا ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے آخری وداع کے وقت پاک ہمشیرگان صلوات اللہ علیہن کو نام بنام مخاطب فرمایا، لیکن یہ تو ان کا اپنے افراد خانہ کے ساتھ ذاتی رویہ ہے جو کسی صورت میں بھی ہمارے لئے اسماء پاک کی تلاوت کا جواز ثابت نہیں کرتا یہ بھی مشاہدہ ہے کہ ہم اپنے نوکروں کے معاملے میں ایسا رویہ قطعاً پسند نہیں کرتے کہ جو رویہ ہم اپنی اولاد یا اہل خانہ مستورات کے ساتھ رکھیں وہی رویہ ہمارے نوکر بھی ہمارے افراد خانہ کے ساتھ رکھیں، بلکہ ہم اپنے افراد خانہ کو نام بنام پکار سکتے ہیں مگر کوئی نوکر ایسی حرکت کرے تو اسے سزا دی جاتی ہے کہ تم نے یہ بدتمیزی کیوں کی ہے

اسی طرح ہم بھی ان کے در اطہر کے غلام ہیں اور ہمارا ان کے افراد خانہ کے ساتھ جائز رکھا جانے والا رویہ غلامانہ ہونا چاہیے نہ کہ وہ رویہ جو وہ آپس میں جائز رکھتے ہیں اور اگر ہمارا یہ رویہ ہوگا تو یہ گستاخی شمار ہوگا اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور گستاخ آل اقدس علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں تو آج آرڈی ننس (Ordinance) بھی جاری ہو چکا ہے اور حکومتی قانون بھی بن چکا ہے کہ وہ مستوجب سزا ہے

## ﴿ سوال ﴾

کچھ احباب نے یہ فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سلام اللہ علیہا کا اسم مبارک موجود ہے، اس لئے ہمارے لئے بھی مستورات صلوات اللہ علیہن کے اسمائے مبارکہ کا

تلاوت کرنے کا جواز پیدا ہو جاتا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں جس مستور کا ذکر ہے وہ نام سے نہیں ہے بلکہ وہ لقب سے ہے کیونکہ قرآن کریم میں صرف جناب مریم سلام اللہ علیہا کا ذکر ہے اور سارے مفسرین اس پر متفق ہیں کہ لفظ ''مریم'' ان کا لقب تھا جس کے معنی ہیں ''عابدہ'' اور بھی اس لفظ کے بہت سے معنی مرقوم ہیں، اور سارے مانتے ہیں کہ مریم سلام اللہ علیہا لقب تھا اور ان کا اصل نام جناب ''برکۃ'' سلام اللہ علیہا ہے ہمارے اردو مترجمین نے بھی یہی نام لکھا ہے اس لئے قرآن کریم میں تحریف لفظی کی ضرورت نہیں رہتی ہاں اگر کوئی اس نام سے پاک مخدرات عصمت صلوات اللہ علیہا کے اسمائے مبارکہ تلاوت کرنے پر استدلال کرے تو وہ باطل ہے، کیونکہ قرآن کریم میں اللہ جل جلالہ نے کسی مستور کا نام نہیں لیا بلکہ لقب سے ہی ذکر کیا ہے اور اس سے یہ استدلال کیا جائے تو درست ہوگا کہ جب اللہ جل جلالہ قرآن پاک میں اللہ جل جلالہ ہو کے بھی کسی مستور کا نام نہیں لیتا تو کسی نجس زبان والے کیلئے ان کے نام لینا کیسے جائز ہے؟

اگر ہم فرض کرو کے کلیہ کے تحت یہ مان بھی لیں کہ یہی ان کا اصلی نام ہے تو پھر بھی اس سے استدلال جائز نہیں ہے، اس کی دو وجوہات ہیں، پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ نام لینے والا اللہ جل جلالہ ہے، وہ ذات سب سے اعلیٰ ذات ہے اور اعلیٰ اپنے ماتحت کا جس طرح ذکر کرے وہ کرسکتا ہے، کسی اور کو اس کی اجازت نہیں ہوتی، ہاں اگر رپورٹڈ جملے ہوں تو وہ اس سے مشروط طور پر مستثنیٰ ہوتے ہیں، جیسا کہ اگر کوئی بادشاہ اپنی ملکہ کے بارے میں جس طرح جملے کہہ سکتا ہے کسی دوسرے کو اسی لب ولہجہ میں وہی جملے دہرانا سوئے ادبی قرار پاتے ہیں، خصوصاً اس وقت جبکہ ان میں ملکہ کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہو...... بصورت دیگر بعینہ وہ جملے دہرائے جاسکتے ہیں، اسی طرح اللہ جل جلالہ جناب مریم سلام اللہ علیہا کے بارے میں کئی جملے تو ایسے بھی ادا فرما دیتا ہے جن کا لفظی ترجمہ کرنا انتہائی گستاخی ہے میں یہاں

ان کے بارے میں اشارہ تک نہیں کروں گا، میرے فاضل دوست سب جانتے ہیں، اس لئے ہر بات کو جائز رکھنا سوئے ادبی ہے، جو اللہ جَلَّ جَلالُہٗ نے اپنے لئے جائز رکھا ہے اور اس کے نمائندوں کیلئے باعث توہین ہے

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم مان بھی لیں کہ اللہ جَلَّ جَلالُہٗ نے جو کچھ کہا ہے وہ ہم پر نعوذ باللہ جائز ہے تو پھر بھی اس سے استدلال نہیں ہوسکتا کیونکہ جناب مریم سلام اللہ علیہا کا مقام اس گھر کے نوری افراد کے برابر نہیں ہے، بلکہ جس طرح سارے نبی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں اس طرح ان کی مستورات صلوات اللہ علیہن بھی امت میں شامل ہیں اور امت ہونے کے ناطے سے وہ مستورات اس گھر کی مستورات توحید و رسالت صلوات اللہ علیہن کے حکم میں نہیں آتی ہیں کیونکہ سبھی جانتے ہیں کہ سادات عظام امت کے کئی احکام سے خارج ہیں، جیسا کہ خمس و زکوٰۃ و صدقہ کے احکام میں دیکھا جا سکتا ہے، بعض کتب میں تو یہاں تک بھی لکھا ہوا ہے کہ جب میدان قیامت میں جناب فضہؑ سلام اللہ علیہا کی ناقہ آئے گی تو اس کی مہار جناب مریم سلام اللہ علیہا نے تھامی ہوئی ہوگی اور وہ اس ناقہ کے آگے پیدل چل رہی ہوں گی اور اس وقت سارے اہل محشر کو تعارف کروایا جائے گا کہ پاک حسنینؑ شریفین علیہما الصلوات والسلام کی منہ بولی اماں تشریف لا رہی ہیں

ایک حدیث ہے جسے سارے علماء مانتے ہیں کہ فرمایا ہماری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل جیسے ہیں، دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ انبیائے بنی اسرائیل سے افضل ہیں، اگر ہم ان کی فضیلت نہ بھی مانیں تو بھی ان کی مستورات کا درجہ زیادہ سے زیادہ علمائے امت کے برابر ہوگا، اس لئے جو بات ان کے لئے جائز ہوگی وہ پردگیان تطہیر صلوات اللہ علیہن کے بارے میں لازم نہیں کہ جائز ہو

## ﴿سوال﴾

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو پاک مستورات توحید رسالت صلوات اللہ علیہن کے اسمائے مبارکہ

عبادت سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں، جیسا کہ امیر المومنینؑ علیہ الصلوات والسلام کا نام پاک تلاوت کرنا عبادت ہے، اسی طرح مستورات صلوات اللہ علیہن کا نام لینا بھی عبادت ہے

ان دوستوں کے جواب میں عرض کروں گا کہ یہ ضروری نہیں کہ جو بات اس پاک گھر کے مردوں کیلئے جائز ہو وہ مستورات کیلئے بھی جائز ہو، وہ مستورات کیلئے بھی وہی درجہ رکھتی ہو جیسا کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ان کا نام پاک لینا عبادت ہے، ان کے چہرے کی زیارت کرنا عبادت ہے، تو کیا کوئی عام آدمی مستورات مخدرات عصمت صلوات اللہ علیہن کی زیارت کیلئے وہ بات کہہ سکتا ہے جو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کیلئے بیان ہوئی ہے؟ بھائی ہر حکم کو ہر مقام پر یکساں طور پر لاگو نہیں کیا جاسکتا مومن بھائی کی زیارت کرنا اور اس سے مصافحہ کرنا، معانقہ کرنا (گلے سے لگانا) بھی عبادت ہے، مگر ان کی مستورات کو دیکھنا بھی حرام ہے، اس لئے جو بات مردوں کیلئے جائز ہو اسے مستورات پر بلا سوچے سمجھے اپلائی(Apply) کرنا غیر علمی رویہ ہے

## ﴿سوال﴾

کچھ احباب فرماتے ہیں کہ اگر نام پاک نہ لیا جائے گا تو تعارف کیسے ہوگا کیونکہ تعارف نام ہی سے ہوسکتا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک مغالطہ ہے کہ تعارف نام سے ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اکیلا نام تعارف کیلئے کافی نہیں ہوسکتا بلکہ تعارف ہمیشہ معروف سے مجہول کی طرف جاتا ہے اس طرح معروف ہی مجہول کا تعارف کرواکے معروف بناتا ہے جیسا کہ میں کہتا ہوں کہ ''ایک تھی سعدیہ'' اب آپ غور کریں یہ نام اس کا تعارف کروا رہا ہے؟ کیا اسی ایک جملے سے اس کا تعارف ہوگیا ہے؟ آپ جواب یہی دیں گے کہ نہیں ہوا کیونکہ اس کا معروف اس کے نام کے ساتھ نہیں ہے، اس لئے یہ نام ایک مجہول اور غیر متعارف رہے گا...... ہاں اگر ہم اس کا معروف جو بھی ہو وہ کوئی واقعہ ہوگا یا کوئی حادثہ ہوگا یا کوئی

کارنامہ ہوگا یا کوئی فرد ہوگا جو بھی ہوگا جب تک ہم اس کے نام کے ساتھ نہ جوڑیں گے وہ نام مجھول ہی رہے گا ، جیسا کہ سعدیہ کی مثال سے ثابت ہے ......اب ہم اس کا معردف ایک فرد کو بناتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ سعدیہ صدر ضیا الحق کی بھتیجی تھی اس سے آپ اس سے متعارف ہو گئے ہیں

اس طرح ہم ایک کارنامے کو معروف بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سعدیہ نام کی ایک لڑکی تھی جس نے ماؤنٹ ایورسٹ (ہمالیہ کی چوٹی) سر کی تھی ، تو یہ واقعہ یا کارنامہ اس کا تعارف ہو جائے گا ، اسی طرح ہم کئی حوالے دے کر اس کا تعارف کروا سکتے ہیں

تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ نام تعارف کیلئے کافی نہیں ہوتا بلکہ کوئی نہ کوئی معروف ہی تعارف کیلئے ضروری ہوتا ہے جیسا کہ اگر ہم اس معروف کا بغیر کسی نام کے ذکر کریں گے تو بھی تعارف ہو جاتا ہے جیسا کہ میں کہتا ہوں

جب روس کا پہلا خلا باز فضا میں گیا تو اس نے دیکھا ......اب اگر میں اس روسی خلا باز کا نام نہ بھی لوں تو بھی اس کا تعارف ہو جاتا ہے ہاں اگر میں اس کے نام کے ساتھ اس کے عہدے کا ذکر بھی کر دوں کہ وہ پہلا خلا باز میجر یوری گاگرین تھا اس کے تعارف میں ایک جز بڑھے گی مگر اس کا حقیقی تعارف اس کا سب سے پہلے خلا میں جانا ہی رہے گا

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے حقیقی نام کچھ ہوتے ہیں اور قلمی یا معروف نام کوئی اور ہوتے ہیں ، تو اس وقت ان کے تعارف کیلئے اصلی نام دریافت کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی جیسا کہ میرے محترم بھائی ہیں دیوان سید ناصر عباس بخاری صاحب جب وہ پہلی مرتبہ امریکہ گئے تو وہاں سے مجھے خط لکھا اور اس میں جواب کیلئے انہوں نے ایڈریس میں اپنا حقیقی نام لکھا جو سید مظفر حسین بخاری تھا میں نے جواب میں جو خط لکھا تھا اس میں پتہ اس طرح لکھا تھا ...... دیوان سید ناصر عباس بخاری c/o سید مظفر حسین شاہ صاحب ...... یہ حقیقی نام اگر تعارف بن سکتا تو میں کیسے دھوکہ کھا جاتا ؟

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اصلی نام تعارف کیلئے ضروری نہیں ہوتا بلکہ سب سے مستحسن اور معقول طریقہ یہ ہے کہ جب کسی بڑی ذات کا ذکر کیا جائے تو جس موضوع کے ضمن میں ہو ان کا ذکر اس موضوع سے متعلقہ صفاتی نام یا لقب سے ہونا چاہیے جیسا کہ ادعیہ میں یہی اصول اپنایا گیا ہے کہ جب ہم اللہ جل جلالہ سے رحم کی بھیک مانگ رہے ہوں تو اسے یا رحیم یا ارحم الرحمٰن جیسے القاب سے یاد کریں اور اگر ہم کسی کیلئے بددعا دے رہے ہوں یا دعائے عذاب دے رہے ہیں تو وہاں اس کے وہ اسماء لانا چاہیں جو قہار وجبار ذوالانتقام جیسے ہیں

اسی طرح ہم ملکہءِ شام جناب شریکۃ الحسینؑ بی بی صلوات اللہ علیہا کا ذکر کئی طرح سے کر سکتے ہیں جیسا کہ کربلا میں امام مظلومؑ علیہ الصلوات والسلام کے مشن میں ان کے تعاون کا موضوع ہو تو وہاں نام پاک لینے کے بجائے شریکۃ الحسینؑ صلوات اللہ علیہا یا اسی کا سرائیکی ترجمہ پاک ویر دی بھائیوال سینؑ صلوات اللہ علیہا جیسے القاب سے ذکر کریں تو اسلوب زبان و بیان کے قوانین کے عین مطابق ہوگا اور اس میں ان کی ذات کی بھرپور ترجمانی ہوگی ، اسی طرح ہم ان کے دکھوں اور دردوں کا ذکر کر رہے ہیں تو وہاں ان کے لقب ام المصائب صلوات اللہ علیہا سے ذکر کریں گے تو یہ اسلوب زبان و بیان کے قوانین کے عین مطابق ہوگا ، اسی طرح جب ہم ان کے شام کے بازاروں میں خطبات دے کر پورے ظلم و جبر و استبداد کی بنیادوں کو ہلانے کا ذکر کریں تو وہاں جب ان کے لقب فاتحہ شام سینؑ صلوات اللہ علیہا کے حوالے سے ذکر کریں گے تو اس لقب سے زور بیان بھی پیدا ہوگا اور ان کا معروف ان کے لقب میں آجائے گا اور یہ اسلوب زبان و بیان کے قوانین کے عین مطابق ہوگا ، اس پر مزید بہت کچھ کہا جا سکتا ہے مگر طوالت کے ڈر سے اسے ترک کرتا ہوں

## ﴿سوال﴾

کچھ دوستوں نے کہا ہے کہ اگر ہم اسی طرح اسمائے مبارکہ چھپاتے رہے تو آنے والی

دو چار نسلوں کو یہ نام یاد تک نہ ہوں گے اور ہماری اس غلطی کا خمیازہ آنے والی نسلیں بھگتیں گی

اس کا جواب یہ ہے کہ آنے والا ہر دن انفارمیشن(Information) کا دن ہے اور نیو ملینیم کو انفارمیشن کا دور کہا جا رہا ہے کیونکہ انسان کمپیوٹر ایج کو پہنچ گیا ہے، اگرچہ آج ہم کمپیوٹر ایج میں قدم ہی رکھ رہے ہیں تو اس سے ہمارے نوجوان اب مہاتما بدھ، سوامی مہابیر، جین شینتو اور لوتھر مارٹن اور ناسٹر وڈامس کی باتیں کر رہے ہیں اور مذاہب عالم کی کمپیریٹو سٹڈی(comparative study) کی طرف بڑھ رہے ہیں، جب صورت حال یہ ہے کہ ہماری نوجوان نسل دیگر مذاہب کے پیشواؤں کے نام اور تاریخ کو جاننے اور سمجھنے کیلئے بے قرار ہے اور پوری دنیا کے بڑے لوگوں کے حالات معلوم کرنے کی طرف بڑھ رہی ہے تو کیا ان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے ہی پیشواؤں کے نام بھول جائیں گے؟

حقیقت یہ ہے کہ آنے والی نسل کیلئے حقائق کے حصول کا بڑا ذریعہ ہمارے مجالس عزا نہیں ہوں گی بلکہ وہ دیگر سورسز(Sources) کے حوالے سے مجالس عزا کو ماڈی فائی(Modify) کریں گے اور انہی سورسز(Sources) کی کسوٹی پر مجالس عزا کو پرکھیں گے اور یہ بھی ہوگا کہ جن مقدس ہستیوں کا ذکر مجالس عزا میں کبھی نہیں ہوتا ان کے بارے میں تحقیقی کام کریں گے، کیونکہ کمپیوٹر نے تحقیق کو آسان اور سستا کر دیا ہے اور مزید یہ کام آسان اور سستا ہوگا

ماضی میں جب کوئی تحقیقی کام کرتا تھا تو جو کام مہینوں کی کتب بینی کے باوجود نہیں ہو سکتا تھا اب وہی کام ایک ہی دن میں ہو جاتا ہے، جس کی مثال آپ کو دوں کہ مجھے ایک شخصیت کے بارے میں کلی مواد درکار تھا اور میرے سامنے ماخذ کے دو ہزار کتابیں تھیں کہ مجھے ان میں سے اس شخصیت کے بارے میں سارا مواد نکالنا تھا میری لائبریری میں وہ کتابیں

موجود تھیں مگر ان میں سے مجھے وہ مواد ڈھونڈنے کیلئے کئی مہینے درکار تھے، میں نے کمپیوٹر پر اس شخصیت کا سرچ آپشن میں نام دیا تو اس نے صرف پانچ سیکنڈ میں ساری کتابوں کا مواد میرے سامنے کھول کر رکھ دیا اور اس کے تین ہزار سے زیادہ حوالے میرے حوالے کر دیئے

انفارمیش ٹیکنالوجی کا مسلمہ ہے کہ انسانیت نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے چار انقلابات دیکھے ہیں، پہلا انقلاب ''پی ایچ'' کہلاتا ہے دوسرا ''آر ایچ'' کہلاتا ہے تیسرا ''ٹی ایچ'' یعنی پہلا انقلاب پیپر (کاغذ) ایجاد ہونے سے آیا اور پرنٹ میڈیا وجود میں آیا، دوسرا اِنقلاب آر ایچ کہلایا جو ریڈیو ایجاد ہونے کے بعد آیا، اس کے بعد ٹی وی انقلاب آیا جو ٹی وی ایجاد ہونے سے آیا، جس میں وی سی آر، ٹیلی کمیونیکیشن، ویڈیو وغیرہ شامل ہیں اس کے بعد ان سب سے لاکھوں گنا طاقت ور یعنی ''ای ایچ'' کا سورج طلوع ہو رہا ہے یعنی انٹرنیٹ کا دور آ رہا ہے اور اس دور میں تو پوری دنیا کی لائبریریاں آن لائن رکھنے کے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے، اس طرح ساری دنیا کی معلومات ایک جگہ پر بیٹھے بٹھائے مل جائیں گی، اب آپ خود سوچیں کہ آنے والے دور سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنے پیشواؤں اور مذہبی رہنماؤں سے جاہل ہو جائے گا یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے حقیقت یہ ہے کہ اب تو ذاکرین ومقررین کو اپنا علم اپ ڈیٹ(Update) کرنا لازم ہے ورنہ آنے والے بچے ان بزرگوں کا مذاق اڑائیں گے،اور خیبر کے ضمن میں پچاس فٹ چوڑی دیواروں اور چالیس من کے تالے اور بیس من کی چابی کو آزار بند کے ساتھ باندھنے والی تقاریر کو بطور لطیفہ پیش کریں گے اور اب بھی کر رہے ہیں

## ﴿سوال﴾

کچھ دوستوں نے یہ کہا ہے کہ ہمارا سب سے بڑا ذریعہ ابلاغ مجالس عزا ہیں اور ہم مجالس عزا سے نام نکال دیں گے تو آنے والی نسلوں تک یہ نام کیسے پہنچیں گے؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس میڈیا سے ہم نے چودہ صدیوں میں خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کے کتنے افراد کو متعارف کروایا ہے اور کس طرح کروایا ہے؟ تعارف کے حوالے سے دیکھیں تو گنتی کے چند اسمائے مبارکہ کے علاوہ ہم نے قوم کو کیا دیا ہے؟ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے اٹھارہ فرزندان کا ہم بتاتے ہیں مگر ان کے نام تک ہمارے مقررین نہیں جانتے

مجالس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اگر امام محمد باقرؑ علیہ الصلوات والسلام یا امام جعفرؑ صادق علیہ الصلوات والسلام، امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام امام علی نقی علیہ الصلوات والسلام امام حسنؑ العسکری علیہ الصلوات والسلام کے ایام وصال و شہادت یہاں منائے جاتے ہیں تو ہمارے علماء بھی ان کا ذکر تک نہیں کرتے

بلکہ جن کا یوم منایا جاتا ہے ان کا نام تک نہیں لیا جاتا حالانکہ یوم ان آئمہ ہدیٰ علیھم الصلوات والسلام کے ہوتے ہیں مگر ہم روایتی انداز میں فضائل امیر المومنینؑ علیہ الصلوات والسلام کے بیان کرتے ہیں اور مصائب میں کربلا اور شام کے واقعات بیان کر کے چھٹی کر جاتے ہیں اور نوحہ خوان حضرات امام حسن العسکریؑ علیہ الصلوات والسلام کے تابوت کی برآمدگی پر بھی نوحہ کوفہ کا پڑھ رہے ہوتے ہیں ...... کیا اسی چیز کا نام تعارف ہے؟ ہم چودہ سو سال کے اس دورانیہ میں اس میڈیا سے تو صرف اپنے بارہ اماموں کا تعارف بھی نہیں کروا سکے تو اور کیا دیں گے؟

اس دور میں تو صاحبان منبر میں سے بعض مہربانوں نے تو اسے ڈس انفارمیشن (Disinformation) سیل کا درجہ دے رکھا ہے کہ جو مضامین بستر پہ وضع کرتے ہیں صبح کو سٹیج پہ پیش کر دیتے ہیں

میں عرض کرتا ہوں کہ آنے والے وقت میں ہمارے بچے ہمارے مقررین کو بھی حقائق کے تناظر میں دیکھیں گے، ماضی میں یہ سٹیج ایک بہت بڑا ذریعہ ابلاغ کا درجہ رکھتی تھی کیونکہ اس دور میں الیکٹرانک اور سیٹلائیٹ میڈیا موجود ہی نہ تھا، اب مستقبل میں تو جدید میڈیا ز متعارف ہوں گے، انٹرنیٹ سٹلائیٹ چینل وغیرہ چھا جائیں گے تو لوگ حقائق کو

ان ذرائع سے حاصل کریں گے نہ کہ مجالس کے حوالے سے، اور اس علمی فلڈ (Flood) کے دور میں پڑھے لکھے طبقے میں یہ علمی وقار جس طرح کھو رہے ہیں انہیں بہت جلد سدھرنا ہوگا، کیونکہ آج ہائی جینٹری(High Gentry) میں کوئی جھوٹ بول رہا ہوتو کہنے والے کہہ دیتے ہیں کہ بھائی یہ سچی بات ہے یا تم ''ذاکری'' کر رہے ہو؟ یہ باتیں خطرے کا الارم ہیں اور ہمیں ابھی سے بیدار ہو جانا چاہیے، میں عرض کر رہا تھا کہ اسمائے مبارکہ اگر سٹیج سے نکال بھی دیئے جائیں گے تو آنے والی نسل کو کوئی فرق نہیں پڑے گا جہاں وہ سینکڑوں دیگر پاک ذوات علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے وہاں ان چند اسمائے مبارکہ کو بھی دیکھ لیں گے اور ہماری آنے والی نسل ہم سے زیادہ معلومات کی حامل ہوگی

## ایک حقیقت

دوستو یہ ایک حقیقت ہے کہ جس طرح ایک انسان پیدائش سے لے کر موت تک اپنی حیات کے کئی مراحل سے گزرتا ہے اسی طرح قومیں بھی علمی و ذہنی وفکری لحاظ سے کئی مراحل سے گزرتی ہیں، ایک عام انسان کی طرح قوموں کی بھی ایک فکری پیدائش ہوتی ہے یعنی بچپن ہوتا ہے، لڑکپن ہوتا ہے، سن بلوغ ہوتا ہے، جوانی ہوتی ہے، بڑھاپا ہوتا ہے اور فکری موت بھی ہوتی ہے، اسی طرح ذہنی وفکری عمر کے لحاظ سے احکام بھی بدلتے ہیں

دوستو! اقوام کے ساتھ بھی ایک بچے جیسا رویہ رکھنا ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم نوزائیدہ ہوتی ہے تو اسے ماں باپ جیسے شفیق سرپرستوں کی ضرورت ہوتی ہے، جب لڑکپن کی عمر آتی ہے تو اقوام کو پھر ماں باپ جیسے جھڑکیاں دینے والے مہربان ناصحین کی ضرورت ہوتی ہے جو ڈانٹ ڈپٹ بھی کریں اور اچھے بُرے کی تمیز سکھائیں اور قوم کو مہذب بنائیں

جب ہماری قوم عالم نوزائیدگی میں تھی تو ایک بچے کی طرح اسے اپنے والدین حقیقی کے

نام یاد کروانے کی اشد ضرورت تھی، جیسا کہ ہر بچے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ اسے اپنے والدین کے نام یاد ہونا لازم ہے، ہاں جب وہ طفل ممیّز ہو جائے اور اسے والدین کے نام یاد ہو جائیں تو اسے نام لینے سے منع کر دیا جاتا ہے، مہذب بنانے کیلئے اسے رشتوں کے حوالے سے پکارنے کا درس دیا جاتا ہے، اسی وجہ سے کوئی مہذب بچہ اپنے والد کو نام لے کر نہیں پکارتا بلکہ وہ اسے بابا، ڈیڈی، پاپا، ابو یا ابا جان وغیرہ کہہ کر پکارتا ہے، اسی طرزِ تخاطب میں اپنائیت بھی ہوتی ہے اور تہذیب بھی ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ ہی نام سے پکارو اور نہ ہی کنیت سے، بلکہ انہیں ان کے عہدے و منصب کے حوالے سے پکارو کیونکہ ان کے ساتھ تمہارا رشتہ جو بنتا ہے وہی تمہارے لئے پکارنے کا بہترین تخاطب ہے

پھر بچوں پر ایک وقت وہ بھی آ جاتا ہے جب والدین کے نام لینے پر شرعاً سزا کی وعید یا حرمت کا حکم عائد ہو جاتا ہے، جیسا کہ عقوق بالوالدین کی جو اقسام بیان ہوئی ہیں ان میں عاق کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص اپنے والد کو بلا القاب کے نام لے کر بلائے تو وہ اپنے آپ کو عاق سمجھے، اسی طرح اللہ جل جلالہ نے اسلام کے سن بلوغ تک پہنچنے کے بعد کا جو حکم سنایا ہے اس میں نام لینے پر دنیا و آخرت دونوں کی سزا بیان فرما دی ہے

دوستو! اگر آپ شیعہ قوم کا فکری تجزیہ کریں تو انقلاب ایران کے بعد یہ اپنے فکری و علمی سن بلوغ کو پہنچ چکی ہے، قوم فکری طور پر اس عمر میں داخل ہو چکی جسے ''طفل ممیّز'' کا نام دیا جاتا ہے کہ جہاں اسے والدین کے نام یاد کروانے کے بعد نام اور ذات کا ادب سکھانا ضروری ہے، اب ہم اس عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ جہاں ہم اپنے بچوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ بیٹا اب آپ نے ہمیں امی ابو کہنا ہے نام نہیں لینا ہے...... اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ جو بچہ اپنے والد کو نام لے کر پکار رہا ہو تو ہم اسے گنوار، غیر مہذب، جاہل یا پاگل سمجھتے ہیں اسی طرح اگر ہم اپنے والدین حقیقی یعنی پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ کا

ادب نہیں سیکھیں گے تو غیر مہذب اور گنوار تصور ہوں گے ،اس لئے ہمیں پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے مردوں کے اسمائے مبارکہ کی بجائے القاب سے ذکر کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ صلوات کو بھی واجب سمجھنا چاہیے تاکہ انہیں ان کے شایانِ شان پروٹوکول بھی ملتا رہے اور ہم ان پر جفا کرنے کے جرم سے بھی بچتے رہیں اور پاک مستوراتِ توحید و رسالت صلوات اللہ علیھن کے اسمائے مبارکہ کے بارے میں اس اشراف زادے جیسا رویہ رکھیں جو اپنی ماں بہن کا نام غیروں میں لینا اپنی توہین سمجھتا ہے

## ﴿سوال﴾

بعض احباب نے فرمایا کہ ہمیں کتب حدیث وفرامین میں ملتا ہے کہ اپنے بچوں کے نام آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے ناموں پر رکھیں ، اس طرح تم اپنے بچے کو پکارو گے تو ہمارا ذکر ہوتا رہے گا ...... یہ بھی احادیث میں ملتا ہے کہ خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے ناموں پر جب کوئی نام ہو اور اسے پکارا جائے تو ابلیس اس طرح پگھل جاتا ہے جیسے سیسے کو آگ میں ڈال دیا جائے

دوستو اس سوال کا جواب دینے سے پہلے میں اپنی ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک زمانہ تھا جب میں سارے احباب سے کہتا تھا کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ذکر عام کرو ، ان کے اسم مبارک کا پرچار ہونا چاہیے ، اس کے ضمن میں تنظیموں ، اداروں ، دکانوں ، فیکٹریز ، ڈھابوں ، ہوٹلوں ، مساجد ، امام بارگاہوں ، درسوں اور رسالوں وغیرہ کے نام اپنے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے اسمائے مبارکہ پر رکھنے کا مشورہ دیتا تھا ، لیکن اس کے بعد میں نے کچھ مشاہدہ کیا جو آپ کا مشاہدہ بھی ہوگا وہ یہ تھا دکانوں اور دیگر اداروں ہوٹلوں وغیرہ کے لیٹر پیڈ ، بل بکس وغیرہ شائع ہوئیں اور لوگوں کو جب بل دیا جاتا تو وہ پیسے ادا کر کے بل کو اسی جگہ زمین پر پھینک کر چلے جاتے تھے اور وہ بل اور وہ کاغذات جن پر اسمائے مبارکہ لکھے ہوتے تھے وہ زمین پر پیروں کے نیچے آتے ہوئے دیکھے اور اس

طرح بے ادبی دیکھ کر میں نے وہ نام بدلوا دیئے اور کہا کہ اپنی دکانوں پر یا اداروں میں یہ نام پاک بڑے بڑے بورڈ پر لکھوا کر لگائیں تا کہ ذکر جاری رہے اور اس بے ادبی سے ان اسمائے مبارکہ کو بچانا بھی ضروری ہے

اسی طرح جب جمن شاہ میں بچوں نے قدیم شہر میں سالانہ جلسہ کروانے کا سلسلہ شروع کیا تو اس میں بڑے بڑے اشتہارات لکھوائے گئے اور میں نے انہیں خود ڈیزائن کیا اور اس پر علماء وذاکرین کے نام لکھوائے گئے لیکن ایک دو جلسے کے بعد میری نظر ان اشتہارات پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ وہ اشتہارات زمین پر قدموں کے نیچے آرہے تھے، ان پر ذاکرین کے ناموں کے علاوہ خاندان پاک علیھم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ بھی ہوتے تھے اور ذاکرین وعلماء کے نام تھے تو ان میں بھی پاک خاندان سے اسمائے مبارک کے اجزاء شامل ہوتے تھے جیسا کہ اکثر ذاکرین کے ناموں میں عباسؑ، حسینؑ، علیؑ، علیھم الصلوات والسلام شامل ہوتے ہیں اور انہیں جب میں نے سڑکوں پر قدموں کے نیچے آتے ہوئے دیکھا تو اس کے بعد سارے لڑکوں سے کہا کہ آئندہ اشتہار اس طرح شائع کرواؤ کہ اس میں کسی ذاکر تک کا نام بھی نہ ہو بلکہ بڑا بڑا لکھوا دیا کہ سالانہ جلسہ دربار شریف جمن شاہ بتاریخ فلاں اور بس، لوگوں کو پہلے سے ہی معلوم ہے کہ یہ لوگ کافی ذاکرین کو بلاتے ہیں، اس کی شہرت پہلے ہی ہے اب صرف اطلاع ہی تو دینا ہے ...... پھر اس طرح اشتہارات چھپوائے جاتے رہے اور جلسے پہ لوگوں کے اجتماع میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی، یہ میری سوچ تھی اگر کوئی اسے قبول نہ کرے تو وہ با اختیار ہے، مجھے جو اچھا لگا وہ کر دیا کیونکہ مجھے کسی مقدس ہستی کا پاک نام کسی کے قدموں میں ٹھوکریں کھاتا ہوا اچھا نہیں لگتا تھا اس لئے میں نے اس سے ایک بات اخذ کی

دوستو! یہ بجا ہے کہ ہمیں اولاد کے نام پاک خاندان علیھم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ پر رکھنے چاہییں مگر جہاں بے ادبی کا امکان ہو تو پھر یہ حکم بحال نہیں رہتا، اس لئے ہمیں

بیٹیوں کے ناموں میں احتیاط کرنا چاہیے اور جن بچوں کے نام پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ پر رکھے گئے ہوں انہیں کبھی نام لے کر برا نہیں کہنا چاہیے، نام لے کر کوئی گالی نہیں دینا چاہیے، حتیٰ کہ ان کی تربیت میں شرافت بھرنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ وہ دوسروں سے بھی گالیاں نہ کھاتے پھریں

## ﴿سوال﴾

کچھ احباب نے کہا کہ ہم بیسیوں کتابوں میں دکھا سکتے ہیں کہ آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب کے سامنے اپنے پاک خاندان کی مستورات صلوات اللہ علیہن کا نام پاک تلاوت کرتے ہوئے ذکر فرمایا اس لئے ہم پر یہ جائز ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ علمی وفکری لحاظ سے طفلی کا دور تھا، اس زمانے میں اسمائے مبارکہ کو رواج دینا ضروری تھا، جیسا کہ بچے کو والدین کے نام یاد کروانا ضروری ہوتا ہے اسی طرح اگر آج ہم ان علاقوں میں تبلیغ کیلئے جائیں جہاں پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے کسی فرد کو کوئی نہیں جانتا تو وہاں پھر ہمیں اسمائے مبارکہ لے کر ذکر کرنا ہوگا تا کہ ان میں نام پاک رائج ہو جائیں اور جب تک ایک ایک نام ان کے ذہنوں میں کندہ نہ ہو جائے ہمیں یہ نام پاک مسلسل دہرانا ہوں گے، ہاں جب یہ نام اور ان کے کارنامے ان کی عظمتیں ان کے سامنے واضح ہو جائیں تو پھر ہمیں ان اسمائے مبارکہ کے ادب کا درس دے کر انہیں پروموٹ کرنا ہوگا کیونکہ تبلیغ کا سلسلہ کئی مراحل سے گزرتا ہے جیسا کہ

( ) سب سے پہلے اجنبیت کا خاتمہ کیا جاتا ہے

( ) پھر نفرت کی دیوار گرانا چاہیے تا کہ لوگ نام سننا شروع کر دیں

( ) پھر نام پاک اس قدر لینا چاہیے کہ ان کے دماغوں میں راسخ ہو جائیں

( ) پھر ان کے فضائل ومصائب کی مجالس کو رواج دینا ہوتا ہے

( ) پھر ان کی عظمتوں کے حوالے سے ان کی عقیدت پیدا کی جاتی ہے

( ) پھر عقیدت کے بعد انہیں احترام کا درس دینا چاہیے یعنی ان کے اسمائے مبارکہ کا احترام، ان کے منسوبات کا احترام، ان کے جملہ متعلقات کا احترام، اور یہ تعظیم ہی مقام تقویٰ تک لے جاتی ہے، یہ کلاسیں ہیں، اب یہ مقررین اور علماء پر منحصر ہے کہ قوم کو کس کلاس کا سٹوڈنٹ مانتے ہیں یا کس علاقے کے لوگ کس کلاس کے ہیں، وہ جس کلاس کے ہوں انہیں اس قسم کا درس دینا چاہیے، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں بھی کئی علاقے ایسے ہوں گے جہاں شاید آج بھی اسمائے مبارکہ کی تبلیغ کی ضرورت ہو مگر پنجاب وغیرہ میں ان اگلی کلاسوں کا سبق دینے کی ضرورت ہے

یہ بات تو میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ہر وہ کام ہم پر واجب نہیں جو آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام نے کیا ہے بلکہ ہمارے اوپر ان کی اطاعت واجب ہے، اگر ہم پر ہر وہ کام واجب مان لیا جائے کہ جو انہوں نے کیا ہے تو پھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے دوش سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری بھی کی ہے، وہ اپنے گھر میں بلا اِجازت آتے جاتے تھے، تو کیا ہم اس قسم کی کسی بات کو اپنے لئے جائز بنا سکتے ہیں اور ان کے عمل سے اپنے لئے جواز پیدا کر سکتے ہیں؟ کیا ان کے اس عمل سے ہمیں بھی نعوذ باللہ دوش سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوار ہونے کی اجازت مل رہی ہے؟

## ﴿سوال﴾

بعض احباب نے فرمایا کہ ہمارے کتب مقاتل اور دیگر کتب احادیث میں بہت بڑے بڑے علماء کرام رضوان اللہ علیہم نے یہ اسمائے مبارکہ لکھے ہیں اور اپنے خطبات میں یہ اسمائے مبارکہ تلاوت فرمائے ہیں، تو کیا وہ سارے گنہگار تھے یا میر انیس مرحوم اور مرزا دبیر جیسے عظیم شعرا نے ان کے اسمائے مبارکہ منظوم کئے ہیں تو کیا وہ گنہگار تھے (نعوذ باللہ)

دوستو! یہی عرض کروں گا کہ ہم ماضی کے علمائے کرام کے ممنون احسان ہیں اور ہمارے اس پورے نظام دین میں ان کا پورا پورا حصہ ہے، ہم ان کا احترام کرتے ہیں، کیونکہ

علمائے ماسلف اور شعرائے ماسبق نے بہت محنت کر کے اسمائے مبارکہ کی تبلیغ فرمائی اور انہوں نے اتنی کتب لکھی ہیں، اتنے اشعار لکھے ہیں کہ اب شیعہ کا بچہ بچہ اسمائے مبارکہ سے آشنا ہے، وہ ان کے زمانے کی انتہائی ضرورت تھی، یہ وقت کا تقاضا تھا کہ نوزائیدہ قوم کو ان کے والدین حقیقی کے اسمائے مبارکہ تعلیم کیے جائیں، اب وہ زمانہ گزر چکا ہے اور ارتقائی لحاظ سے ہم دور طفلی سے نکل چکے ہیں، اب وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس قوم کو احترام کا درس دینا چاہیے اور ماضی کے معزز علماء کے کام کو روکنا نہیں چاہیے بلکہ اسے اور آگے بڑھانے کی ضرورت ہے، کیونکہ روایات میں پھنس کر ایک مقام پر جامد رہنے والی قومیں فکری و علمی اعتبار سے زوال پذیر ہو جاتی ہیں

اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں اگر کوئی بہت بڑا عالم اپنے بچے کو صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھا رہا ہو اور اسی دوران اس کی موت واقع ہو جائے اور اس بچے کو ان کا کوئی شاگرد اگلی کتاب پڑھائے تو یہ اس عالم کی توہین نہیں بلکہ اس کے مقصد کی تکمیل ہے کیونکہ وہ اپنے بچے کو اپنے جیسا عالم دیکھنا چاہتے تھے نہ کہ اسی ابتدائی کتاب میں رکا ہوا اسی طرح جو آدمی پاک خاندان علیھم الصلوات والسلام کے ادب کی بات کرتا ہے تو وہ ان علمائے کرام کے کام کو آگے بڑھاتا ہے، نہ کہ ان کی مخالفت کرتا ہے، جبکہ علمائے اعلام کے سینکڑوں واقعات موجود ہیں کہ ان کے ادھورے کام کو ان کے شاگردوں نے پورا کیا ہے اور یہ ان کی توہین تصور نہیں ہوتی، ایک وہ زمانہ تھا کہ کوئی اس پاک خاندان علیھم الصلوات والسلام کے نام پاک سننے کیلیۓ تیار نہیں تھا اور کوئی یہ تک نہ جانتا تھا کہ یہ ذوات اطہار علیھم الصلوات والسلام بھی تھے، اس وقت علمائے امت اور شعرائے کرام نے بھرپور جدوجہد کی اور پاک خاندان علیھم الصلوات والسلام کے کچھ افراد کا بہت پرچار کیا ان کا بھرپور ذکر کیا اور انہیں کافی حد تک متعارف کروادیا، اب ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان کے کام کو آگے بڑھایا جائے اور اس گھر پاک کے آداب واحترام واکرام کو رواج دینا چاہیے تاکہ مجالس عزا کو

عبادت کا حقیقی مقام دیا جا سکے، اور اگر سب کچھ جانتے ہوئے ان باتوں کا خیال نہ رکھا گیا یا آداب کو ملحوظ نہ رکھا گیا تو ہمارا کام تو صرف حقائق سے آگاہ کرنا ہی ہے عمل کرانا نہیں ہے، اور یقیناً یوم محشر بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوکر ہر کسی نے اپنے افعال وکردار کا جواب خود ہی دینا ہے اور وہ پاک ذات سریع الحساب ہے

## ﴿ خود احتسابی ﴾

دوستو اگر ہم خود احتسابی سے کام لیں تو پھر ہمارا ضمیر بھی ہمیں ادب کا حکم دیتا ہے جیسا کہ میرے پاس ایک بزرگ نوحہ خوان تشریف لائے جو نمازی عبادت گزار اور نیک آدمی تھے، انہوں نے مجھ سے پوچھا کے آپ پاک پردہ داران توحید و رسالت صلوات اللہ علیھن کے نام پاک برسرعام لینے سے کیوں روکتے ہیں؟

میں نے ان سے گذارش کی کہ آپ جب نماز صبح پڑھنے لگیں تو اپنے آپ سے یہ سوال کریں کہ اگر آپ کو شہنشاہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے سامنے ان کے اجداد طاہرین علیھم الصلوات والسلام کا ذکر کرنے کا اعزاز ملے تو کیا آپ ان کے سامنے ان کی دکھی دادیوں صلوات اللہ علیھن کے نام اس طرح لے سکیں گے جس طرح برسرمنبر لئے جا رہے ہیں؟ کیا آپ کا ضمیر آپ کو اس طرح بے ادبانہ نام لینے کی اجازت دے سکے گا

دیکھیئے آج جب ہم ملک کے سربراہوں کے سامنے ان کے تعارفی کلمات کہتے ہیں تو ہماری کیفیت کیا ہوتی ہے؟ کیا ان کے نام ہم القاب یا پروٹوکول کے بغیر لے سکتے ہیں؟ اگر ہم اپنے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے سامنے ان کے پاک پردہ داروں صلوات اللہ علیھن کے نام اس بے دردی سے لیں گے تو کیا انہیں خوشی ہوسکتی ہے؟ یہ فیصلہ آپ خود کریں مجھے یہاں جواب نہ دیں اپنے ضمیر سے وہاں فیصلہ کرلیں

اس بزرگ نے فرمایا کہ مجھے اب مصلہ پہ جانے کی ضرورت نہیں ہے، میرے ضمیر نے یہاں فیصلہ دے دیا ہے کہ اگر ہم شہنشاہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے سامنے ان کے ناموس

صلوات اللہ علیھن کے نام اس طرح لیں تو ان کی دل آزاری ہو گی، میں نے عرض کیا کہ وہ تو آج بھی ہماری مجالس میں موجود ہوتے ہیں، اگر ہم انہیں آج بھی اپنی مجالس میں موجود سمجھنا شروع کر دیں تو بہت سی خرابیاں صرف اسی ایک بات سے ختم ہو جائیں گی

دوستو! ہمارے ہاں آج بھی یہ رواج ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے ہمسایوں کی بہو بیٹیوں سے بات کرتا ہے تو انہیں بھی پروٹوکول دیتا ہے کسی کو خالہ کہہ کر مخاطب کرتا ہے کسی کو بی بی یا مائی کہہ کر مخاطب کرتا ہے، بغیر کوئی اعزاز دیئے اس سے بھی بات نہیں کرتا مگر پاک خاندان کو ایک لاوارث خاندان سمجھ کر ان کے گھر کے مقدس افراد کے نام پاک اس توہین آمیز انداز میں لیتا ہے کہ جس طرح کوئی شریف اپنے نوکروں کے نام بھی نہیں لیتا

ایک ذاکر صاحب مجھ سے اس موضوع پہ بحث کرنے پر لنگوٹا کس کے بیٹھ گئے، میں نے انہیں شریفانہ طریقے سے سمجھایا مگر انہوں نے بات کو نہ سمجھنے کی قسم کھائی ہوئی تھی یا انہوں نے انا کا مسئلہ بنا لیا تھا جبکہ مجھ پر میرے منعم ازل عجل اللہ فرجہ الشریف کا احسان ہے کہ مجھے مناظرے اور مباحثے سے بچایا ہوا ہے اور یہ شعور عطا فرمایا ہے کہ میں حق فہمی میں انا کی غلاظت سے دور رہتا ہوں، ان ذاکر صاحب نے جب تک بات کو بڑھانے کی کوشش کی تو میں سمجھ گیا کہ یہ میرا وقت برباد کرنا چاہتے ہیں، میں نے ان سے کہا دیکھیں بھائی آپ اس پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کی بات چھوڑ دیں، آپ صرف اتنی مہربانی کریں کہ میرے کسی تعلق دار کے سامنے بے احترامی کے ساتھ میرا نام لے کر دکھا دیں میں آپ کو جوان مانوں گا، کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ جوان کا تعلق دار ہو گا وہ مجھے پکڑ لے گا، میں نے کہا کہ جب آپ میرے کسی تعلق دار کے سامنے میرا نام اس طرح نہیں لے سکتے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرے تعلق دار جتنا میرا ادب اور میرے تعلق کا پاس کرتے ہیں کیا میں اپنے مالک کا اتنا بھی احترام نہیں کروں گا ......اس کے بعد میں نے کہا دیکھیں ہماری مجالس میں اغیار کے محترم لوگوں کے نام لئے جاتے ہیں تو انہیں پورا پروٹوکول دیا جاتا ہے یعنی ان کے نام

کے ساتھ 'حضرت' رضی اللہ عنہ' وغیرہ تک ہم بولتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ ممکن ہے کوئی ان افراد کا تعلق دار بیٹھا ہو تو اس کی دل آزاری نہ ہو، اور جب اپنے مقدس افراد کا نام آپ لوگ لیتے ہیں تو اس میں نہ کوئی صلوات شامل ہوتی ہے، نہ لقب واحترام، اس کی وجہ یہ کہ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ جن پاک مظلوموں علیہم الصلوات والسلام کا ہم ذکر کررہے ہیں ان کا کوئی تعلق دار یہاں موجود نہیں ہے جو ہمیں پکڑے گا کہ یہ کیا گستاخی کررہے ہو، آپ لوگ اگر دل میں ان پاک ذوات کا احترام نہیں رکھتے تو ان کا دکھاوے ہی کی حد تک اتنا تو احترام کرلیا کرو جتنا سپاہ صحابہ کے ڈر سے ان کے صحابہ کرام کا احترام اپنی مجالس ومحافل میں کرتے ہو

ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ جو اغیار کے محترم افراد ہیں ان کا احترام ان کی بزم میں بھی ہوتا ہے اور ہماری بزم میں بھی ہوتا ہے اور جو ہمارے مقدس افراد ہیں ان کا احترام نہ اغیار کی بزم میں ہوتا ہے اور نہ ہماری بزم میں ہوتا ہے

دوستو ہمیں اپنے رویوں کا ازسرنو جائزہ لینا چاہیے اور اپنی مجالس کو عبادت کا رنگ دینا چاہیے اور اس میں ذکر پاک کو جملہ آلودگیوں سے پاک رکھ کے جاری رکھنا چاہیے ہمیں اپنے مقدسات کے بارے میں لوگوں کو ایجوکیٹ (Educate) کرنے کی ضرورت ہے اور انہیں اس طرح کی تبلیغ کی جائے کہ

() یہ پاک ذوات علیہم الصلوات والسلام ہیں، ان کے اسمائے مبارکہ کی بجائے القاب سے ذکر کرنا چاہیے اور جب کوئی ان کا لقب زبان پر آئے یا سننے میں آئے تو اس وقت سر جھکا کے صلوات پڑھنا واجب ہے

() لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ ذکر پاک عبادت ہے اس لئے اس میں باوضو شرکت کریں

() امام بارگاہوں میں جوتے پہن کر نہیں آنا چاہیے

() امام بارگاہوں میں تھوکنا مناسب نہیں ہے

() امام بارگاہوں میں سگریٹ نوشی سوئے ادبی ہے

() مجالس عزا میں ادھر ادھر خواہ مخواہ دیکھنا سوئے ادبی ہے

() مجالس عزا میں تصنع ، بناوٹ اور دکھاوے کیلئے کوئی کام نہیں کرنا چاہیے

() مجالس عزا میں اپنے آپ کو اپنے آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کے سامنے موجود سمجھنا چاہیے

() علم پاک اور دیگر پاک شبیہوں کے پاس باوضو جانا چاہیے

() علم پاک اور دیگر پاک شبیہوں کے پاس تھوکنا جائز نہیں

() علم پاک اور دیگر پاک شبیہوں کے پاس جوتے پہن کر جانا مناسب نہیں ہے

() علم پاک اور دیگر پاک شبیہوں کو پشت کر کے نہیں بیٹھنا چاہیے

() علم پاک اور دیگر پاک شبیہوں کے سائے پر قدم نہیں رکھنا چاہیے

() جہاں بھی آئمہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کے اسمائے مبارکہ لکھے ہوں انہیں دیکھ کر صلوات پڑھنا چاہیے اور جہاں بھی نام سنیں یا زبان پر کوئی اسم مبارک لائیں تو صلوات کو پڑھنا واجب سمجھیں

() زیارات اور ادعیہ میں جہاں بھی نام پاک آجائے وہاں صلوات کو شامل کریں کیونکہ یہ تحریف محرمہ نہیں بلکہ مستحب ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے جس نے نام تلاوت کیا یا سنا اور صلوات نہیں پڑھی اس نے ہم پر جفا کی ہے، اس لئے یہ تحریف محرمہ نہیں ہے اور مستحب بلکہ واجب ہے کیونکہ ان کے ایک عمومی حکم سے ہے

() ذاکرین عظام سٹیج پر لطیفہ گوئی سے اجتناب کریں کیونکہ سنجیدہ ماحول میں لطیفہ گوئی غیر مہذبانہ فعل ہوتا ہے، ہاں اگر کوئی جشن میلاد ہے تو پھر اس میں فضائلیہ بذلہ سنجی کے ساتھ اس بزم کو زعفران زار بنایا جائے تو یہ سونے پہ سوہاگہ ہے اور ماہ عزا میں تو اس طرح کی باتوں کا بھی سٹیج پر بیان کرنا جائز نہیں ہے

() کسی مقرر یا ذاکر یا عالم کو ہوٹنگ کی غرض سے یا اپنا جلسہ وغیرہ کامیاب کرنے کی غرض

سے داد دینا یا جھوٹ موٹ کی داد دینا بھی غیر مہذبانہ فعل ہے، اس لئے نہ ہی جھوٹ موٹ کا رونا چاہیے نہ داد دینا چاہیے کیونکہ اس میں اس پاک ذکر کا استخفاف وتوہین ہے ( )اس دور میں یہ بھی بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی مجالس وعزاداری اپنے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی خوشنودی کیلئے منعقد کریں اور ہر مجلس میں دعائے تعجیل فرج ضرور کریں اور ہر ذاکر سے کہیں کہ وہ اپنی مجلس کا آغاز دعائے انتقام اور اس گھر کی آبادی کی دعا سے کرے اور دورانِ مجالس اس دعا کو رائج کرنا چاہیے

آیئے ہم سب مل کر یہ دعا کریں کہ خالق ہمیں وہ روز سعید دکھائے کہ اس گھر اطہر سے یہ صف ماتم لپیٹ دی جائے، اس گھر میں جشن مسرت بپا ہوں، اس پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کا انتقام ہو، بعض لوگ کہتے ہیں کہ صف ماتم نعوذ باللہ قیامت تک بچھی رہے، یہ دعا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ یہ دعا کرنا چاہیے کہ اس پاک گھر سے یہ غم وآلام ومصائب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائیں، پاک شہزادگان علیہم الصلوات والسلام کی خوشیاں اس گھر کو نصیب ہوں، ہمارے وارث سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف جلدی تشریف لائیں، اور اپنی ابدی مسرت اور دائمی حکومت اِلٰہیہ کا قیام فرمائیں



آمین یارب العالمین



یارب محمدؐ و آل محمد صل علیٰ محمد و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

# اولاد جناب جعفر طیار

علیہ الصلوات والسلام

دوستو! چونکہ مقتل کی دوسری جلد میں شہدائے کربلا علیہم الصلوات والسلام اور ان کے متعلقین کا ذکر ہونا ہے اس لئے میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ اس جلد میں خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے جو افراد شہید ہوئے ہیں ان کی نسبیت کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات پیش کروں اور یہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ میدان کربلا میں مبتلائے مصائب، شریک آلام اور شہید ہونے والی آلِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دراصل آلِ عمران علیہم الصلوات والسلام ہی ہے کیونکہ کربلا کے سارے ہاشمی شہید دراصل جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام کے تین فرزندان اقدس علیہم الصلوات والسلام کی اولاد سے ہیں

( ) جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی پاک اولاد علیہم الصلوات والسلام
( ) جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کی پاک اولاد علیہم الصلوات والسلام
( ) جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی پاک اولاد علیہم الصلوات والسلام

یہاں ہم جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی اولاد کے بارے میں اجمالی طور پر ذکر کرنا چاہیں گے تاکہ ہمارا قاری آنے والی مجالس میں کسی ابہام کا شکار نہ ہو اور جو غلط سلط روایاتی مواد ہماری کتب میں تجمیع کے دوران شامل ہوا ہے اس کی اسے پہچان بھی ہوتی جائے جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے کیونکہ ان کے بارے میں سرور

کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جعفر علیہ الصلوات والسلام ہماری طینت طیبہ سے پیدا ہوئے ہیں ان کی اور ہماری طینت ایک ہے ...... ان کے تین فرزند تھے

( ) جناب عبداللہ بن جناب جعفر طیار علیہما الصلوات والسلام

( ) جناب عون بن جناب جعفر طیار علیہما الصلوات والسلام

ان کو صاحب عمدۃ المطالب نے شہدائے کربلا میں لکھا ہے ان کا ذکر کبھی تفصیل سے کریں گے

( ) جناب محمد بن جناب جعفر طیار علیہما الصلوات والسلام

صاحب عمدۃ المطالب نے انہیں بھی شہدائے کربلا میں لکھا ہے اور جناب محمد علیہ الصلوات والسلام کے ایک فرزند جناب قاسم علیہما الصلوات والسلام بھی شہدائے کربلا میں شامل ہیں ان کا ذکر ہم مجالس کی تیسری جلد میں انشاءاللہ تفصیل سے کریں گے

## ﴿ جناب عبداللہ بن جناب جعفر طیار علیہما الصلوات والسلام ﴾

ان کے سب سے بڑے فرزند جناب عبداللہ بن جعفر طیار علیہما الصلوات والسلام تھے، یہ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے اور انہیں حبشہ جانے والوں میں سے سب سے پہلے ظہور فرمانے کا اعزاز بھی حاصل ہے ......درجات الرفیعہ 168/1

جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کے تین فرزندان علیہم الصلوات والسلام کربلا میں شہید مانے جاتے ہیں

( ) جناب عون علیہ الصلوات والسلام ( ) جناب محمد علیہ الصلوات والسلام ( ) جناب عبیداللہ علیہ الصلوات والسلام

یہاں یہ وضاحت کردوں کہ جناب عبیداللہ علیہ الصلوات والسلام کا ذکر ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں کیا ہے اور یہ شخص پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے بدترین دشمنوں میں شامل شخص ہے اس کی کسی بھی روایت کو انتہائی احتیاط سے لینا چاہیے کیونکہ یہ بنی امیہ کا بڑا وکیل اور تاریخ گری، تاریخ سازی اور وفور رجزی کا اہم مہرہ تھا

ابن شہر آشوب نے تو جناب عبیداللہ علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں صرف یہی کچھ لکھا ہے کہ یہ میدان کربلا میں موجود تھے اور انہیں بشر بن خوط ملعون نے شہید کیا تھا

ابو الفرج اصفہانی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی والدہ خوصہ بنت حفص قبیلہ بنی بکر ابن وائل سے تعلق رکھتی تھیں

یہ روایت قطعاً درست نہیں ہے کیونکہ کسی معصومہ کبریٰ صلوات اللہ علیہا کے زوجیت میں شامل رہتے ہوئے دوسرا عقد کرنا بحکم شارع کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرام ہے

جیسا کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں ہے کہ انہیں جب دوسرے عقد کا مشورہ دیا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے لئے اس وقت دوسرا عقد حرام ہے، اس پر بہت لے دے ہوئی تھی اور پھر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی موجودگی میں اِن پر دوسرا عقد حرام ہے

اس بات کو مخالفین نے خوب حاشیہ آرائی کے ساتھ لکھا ہے اور کہا ہے کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام دوسرا عقد کرنے ہی والے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہوا تو وہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ آپ نے ہمیں اور ہماری دختر صلوات اللہ علیہا کو نعوذ باللہ اذیت دی ہے اور اس کے بعد مخالفین نے یہ حدیث کوڈ کی ہے

☆من آذاها فقد آذاني ومن آذاني فقد آذالله ......

ہمارے مسلمات میں سے ہے کہ کسی معصومہ کبریٰ صلوات اللہ علیہا کی موجودگی میں دوسرا عقد شرعاً حرام ہے اور جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کا اس طرح کرنا قطعاً افتراء و کذب ہے

اس لئے عبید اللہ علیہ الصلوات والسلام نام کے کسی شہزادے کے وجود کو تسلیم کرنا درست نہیں ہے اور نہ ہی وہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کے فرزند ہو سکتے ہیں

## اہم وضاحت

دوستو یہاں ایک انتہائی اہم وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے متقدمین علمائے کرام اور روضہ نگاروں نے تجمیع روایات کے دوران کچھ روایات مخالفین سے بھی لی تھیں اور انہیں لینا بھی چاہیے تھا کیونکہ اسی کا نام تجمیع ہوتا ہے

اوراس میں یہ روایت بھی ملی کہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا پہلے جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کے حرم میں تھیں اوران کی رحلت کے بعد نعوذ باللہ خلیفہ اول کے عقد میں آئیں اور محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے اور پھر خلیفہ اول کی موت کے بعد وہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے عقد میں آئیں

میں نے اپنی ایک کتاب میں اختصار کے ساتھ لکھ دیا تھا کہ یہ روایت درست نہیں ہے چاہے یہ بیسیوں کتابوں میں نقل درنقل ہوئی ہے پھر بھی یہ اموی ڈس اِنفارمیشن سیل (Disinformation Cell) کی گھڑی ہوئی روایت ہے ...... اس پر میرے انتہائی مہربان بزرگ دوست جناب علامہ محمد حسنین سابقی صاحب نوراللہ مرقدہ نے لکھا کہ یہ بات آپ نے عقیدتاً لکھی ہے یا کوئی ثبوت بھی ہے؟ ...... اور اگر کوئی ثبوت ہے تو اسے تفصیل سے پیش کریں

میں نے اپنے منعم ازل عجل اللہ فرجہ الشریف کے تفضّل سے جو مجھے میسر تھا لکھ دیا اوراس سے اور بھی بہت سے لوگوں نے اتفاق کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اس بات کو دوبارہ پیش کردوں تاکہ ہمارے عوام الناس بھی اس سے استفادہ کرسکیں

دوستو جب ہم اپنے کتب مآخذ کو چھانتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں ''اسماء'' نام کی بہت سی عورتیں تھیں لیکن بنی خثعم میں اسماء بنت عمیس نام کی چار خواتین تھیں

() اسماء بنت عمیس بن نعمان بن کعب بن مالک بن قحافہ خثعمی - سیرت ابن ہشام 167/1

() اسماء بنت عمیس بن عمرو بن خثعم ...... بنی خثعم کا سردار تھا ...... تاریخ یعقوبی 79/2

() اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب خثعمی ...... تنبیہ والاشراف 228/1

() اسماء بنت عمیس بن عامر بن ربیعہ بن نسر بن مالک خثعمی ...... سیرت ابن عمیر 245/3

اب ہمارے سامنے چار مختلف خواتین ہیں ان میں سے اول الذکر خاتون جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کے حرم کی زینت تھیں اور یہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام جناب محمد علیہ الصلوات والسلام اور

جناب عون علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ تھیں، جب جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو ان کے بعد ان کی کفالت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام فرمایا کرتے تھے یہ ان کے گھر اطہر میں رہائش پذیر رہیں اور انہوں نے پوری زندگی دوسرا عقد نہیں فرمایا

اور جو اسماء بنت عمیس خلیفہ اول کی بیوی تھیں اور جناب محمد بن ابوبکر کی والدہ تھیں وہ ان کے علاوہ خاتون تھیں اور جن لوگوں نے ان دو مستورات کو ایک فرض کیا ہوا ہے انہیں اشتباہ ہوا ہے، حقیقت میں یہ دو مختلف خواتین ہیں اس کے کئی ثبوت پیش ہیں مثلاً

(1) قبل از ہجرت جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام نے مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی تو یہ سیدہ صلوات اللہ علیہا ان کے ساتھ حبشہ تشریف لے گئی تھیں اور ان کے واپسی 8/7 ہجری میں فتح خیبر کے دن ہوئی جبکہ خلیفہ اول کی زوجہ مدینہ میں تھیں اور وہ اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے گھر میں کام کیا کرتی تھیں، اس وقت ان کا عقد خلیفہ اول سے نہیں ہوا تھا اور یہ عقد 8 ہجری کے اواخر میں ہوا اور دس ہجری میں محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی

جس دور میں جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام حبشہ میں تھے اس دور میں محمد بن ابی بکر کی والدہ کی مدینہ میں موجودگی کے بہت سے ثبوت موجود ہیں جیسا کہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی شادی خانہ آبادی کے وقت بھی ان کی موجودگی ثابت ہے، یہاں ایک روایت پیش کرتا ہوں جس کے بیان فرمانے والے سرکار صادق آل محمد علیہ الصلوات والسلام ہیں

☆ قال لما كان فی الليلة التی بنی فيها علی عليه الصلوات والسلام بسيدة صلوات الله عليها سمع رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم ضرب الدف فقال ماهذا؟ فقالت ام سلمیٰ سلام الله عليها يا رسول الله صلى الله عليك و على آلك اجمعين هذہٖ اسماء بنت عميسؓ تضرب الدف ارادت ان تفرح سيدة صلوات الله عليها لئلاترى انه لما ماتت امها صلوات الله عليها لم تجد من يقوم لها فرفع رسول الله صلى الله عليه وآلہٖ وسلم يده الى السماء ثم قال اللهم ادخل على اسماء بنت عميسؓ السرور كما فرحت ابنتی ثم دعا بهافقال يا اسما ماتقولون اذا نقرتن

الدف ؟ فقالت یارسول الله صلی اللہ علیك و علی آلك ماندری مانقول فی ذالك و انمااردت فرحھما قال فلا تقولو ھجراً و ھذراً......(مستدرک الوسائل ج14 باب118 ص305)

امام کائنات مالک الموجودات علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ جس رات ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے بیاہ کی تقریب تھی شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دف [ ڈھولک ] بجنے کی آواز سنی تو ام المومنین بی بی ام سلمٰی سلام اللہ علیہا سے استفسار فرمایا کہ یہ کس چیز کی آواز حجرے سے آرہی ہے؟ ......

انہوں نے عرض کی آقا یہ اسماء بنت عمیس ہیں جو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کو خوش کرنے کیلئے دف [ ڈھولک ] بجا رہی ہیں کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کی والدہ ماجدہ ملیکۃ العرب صلوات اللہ علیہا ہوتیں تو وہ ان کی شادی خانہ آبادی کے موقعہ پر انہیں خوش کرتیں [ گویا یہ ان کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہے ]

اس وقت شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف دست مبارک اٹھا دیئے اور فرمایا اے میرے مبعوث فرمانے والے جس طرح اسماء بنت عمیس نے ہماری شہزادی صلوات اللہ علیہا کو مسرور کیا ہے اسی طرح تو بھی انہیں مسرور فرما دے، اس کے بعد شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسماء بنت عمیس کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا تم عورتیں جب دف [ ڈھولک ] بجاتی ہو تو کیا گاتی ہو؟ انہوں نے عرض کی آقا ہمیں جو معلوم ہوتا ہے وہی گاتی ہیں کیونکہ مقصد تو خوش کرنا ہی ہوتا ہے، اس پر شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم الفراق الفراق اور بے مقصد باتیں نہ گاؤ......اس دور میں بھی شاید شادی کے گیتوں میں بیٹی کی جدائی کے مضمون ہوتے ہوں گے جیسا کہ آج بھی ہیں اور وہ وہی گا رہی تھیں اس لئے فرمایا ایسے بے مقصد گیت نہ گایا کرو

اس سے ثابت ہوا کہ جس دوران جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلوات اللہ علیہا حبشہ میں تھیں اس دوران اس نام کی ایک خاتون مدینہ میں بھی تھیں اور یہ جو مدینہ میں تھیں یہ محمد بن ابوبکر کی والدہ ماجدہ ہیں اور جو حبشہ میں تھیں وہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی والدہ

پاک صلوات اللہ علیہا تھیں

(2) جس دور میں جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک حبشہ میں تھیں اس وقت مدینہ میں امام مسموم علیہ الصلوات والسلام اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی اور ان کے ظہور مسعود کے واقعات جو ہماری کتب میں لکھے ہیں ان کے عینی گواہوں میں اسماء بنت عمیس کا نام آتا ہے، جیسا کہ ساری کتب نے یہی لکھا ہے کہ جب پاک حسنین علیہم الصلوات والسلام کی ولادت ہوئی تو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسماء بنت عمیس سے فرمایا کہ انہیں ہمارے پاس لائیں تو انہوں نے انہیں زرد رنگ کے کپڑے میں لپیٹ کر ان کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا مولود کو زرد کپڑے میں نہیں لپیٹنا چاہیے اور انہوں نے وہ زرد رنگ کا کپڑا اتار کر پھینک دیا اور سفید چادر انہیں اوڑھ دی اور اس طرح کے سارے واقعات کی راویہ یہ اسماء بنت عمیس ہیں ...... یعنی ایک بی بی حبشہ میں تھیں عین اسی وقت ان کی ہم نام ایک خاتون مدینہ میں بھی تھیں جن کا نام ولدیت قبیلہ سب ایک ہی تھا

میں نے ہزاروں حوالے دیکھے اور مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہ ساری روایات لکھنے کے بعد سارے صاحبان سیرت و تاریخ نے نیچے نوٹ دے رکھا ہے کہ یہ روایات تو درست ہیں مگر اس وقت والدہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام تو حبشہ میں تھیں، شاید ان کی دوسری ہمشیر جو جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ تھیں یہ روایات ان سے متعلق ہوں گی اور لکھنے والوں کو نام میں اشتباہ ہوا ہے یعنی انہوں نے جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ معظّمہ جناب بی بی سلمیٰ صلوات اللہ علیہا کے بیان کردہ واقعات کو زوجہ جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام سے منسوب کر دیا ہے ...... بحوالہ ......سید مرتضیٰ العسکری معالم المدرسین 27/3CD......وسائل الشیعہ ج2 ب24 ص534 ......مستدرک الوسائل ج15 باب32 ص144......

اسی طرح جتنے علمائے کرام نے امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام یا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ظہور پرنور کے واقعات لکھے ہیں ان سب نے ان روایات کو اپنی کتاب میں ضرور لکھا ہے اور

متن روایت میں اسماء بنت عمیس لکھ کر نیچے اپنی طرف سے یہ نوٹ بھی دے رکھا ہے کہ وہ تو حبشہ میں تھیں

بعض مہربانوں نے تو اسماء بنت عمیس کو خود جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا لکھ دیا ہے جیسا کہ صاحب الاستیعاب حافظ ابن عبد البر ہے یا شرح نہج البلاغة ابن ابی الحدید معتزلی ج 16 ب 1 ص 142 وغیرہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ تھیں جبکہ کتب انساب کا ہر محقق جانتا ہے کہ جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ ان کی ہمشیر تھیں ......بعض نے یہ لکھا ہے کہ بنات عمیس صلوات اللہ علیہا بن نعمان دو ہمشیرگان تھیں اور دونوں خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کا حصہ تھیں، ان میں سے پہلی شہزادی جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا تھیں، دوسری شہزادی جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ معظّمہ تھیں جن کا اسم مبارک [ س ل م یٰ ] صلوات اللہ علیہا بنت عمیس تھا

سارے کتب سیرت و تاریخ نے روایت کے متن میں نام بھی اسماء بنت عمیس لکھا ہے اور سب نے ان کی وہاں موجودگی کی نفی بھی کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بی بی وہاں موجود نہیں تھیں، اب جبکہ ان کی وہاں موجودگی ثابت نہیں ہے تو پھر بھی احتمال کو ایک طرف قائم کیا گیا ہے ...... یہ تو سوچا گیا ہے کہ ان کی ہمشیر ہوں گی مگر یہ نہیں سوچا گیا کہ اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے گھر میں ایک اور اسماء بنت عمیس بھی تو موجود ہوسکتی ہے جیسا کہ وہ موجود تھی مگر چار خواتین کے ساتھ اسماء بنت عمیس خثعمیہ لکھا اور بولا جاتا تھا تو دیکھنا تو یہ چاہیے تھا کہ اب اس نام کی کسی دوسری خاتون کی بھی یہ باتیں بیان ہوسکتی ہیں مگر ان کے ذہن میں صرف ایک معروف نام تھا اس لئے ان کا خیال انہی کی طرف گیا، پھر درایت نے نفی کر دی کہ وہ تو موجود نہیں تھیں تو خود ہی نفی کی اور خود ہی متبادل نام بھی پیش کر دیا اور یہ طریقہ اس وقت جائز تھا جب دوسرا اس نام کا کوئی فرد موجود ہی نہ ہوتا

(3) دوستو! ہمارے لئے مادر محمد بن ابی بکر یعنی اسماء بنت عمیس بھی بہت زیادہ قابل احترام ہیں مگر وہ ایک علیحدہ شخصیت ہیں اور ان کا ایک علیحدہ شخصیت ہونا اس بات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ فدک کا کیس جب سماعت ہورہا تھا تو اس وقت جناب عبداللہ بن جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا نے گواہی دی تھی تو خلیفہ ثانی نے ان کی گواہی صرف یہ کہہ کر رد کر دی تھی کہ یہ تو جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ معظّمہ صلوات اللہ علیہا ہیں اور انہوں نے تو نعوذ باللہ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام ہی کی حمایت کی بات کرنا ہے

(مکاتیب الرسولؐ 586/1)

اب جبکہ خلیفہ اول موجود ہوا اور اس کی موجودگی میں ان کی گواہی کو رد کرنا اور وہ بھی اس حوالے سے ...... یہ ثابت کرتا ہے کہ جو گواہی دے رہی تھیں وہ خلیفہ اول کی زوجہ محترمہ نہ تھیں ورنہ خود خلیفہ اول بھی اس بات پر اعتراض کر سکتا تھا کہ وہ ان کا ماضی کا رشتہ تھا اب تو ان کا میرے ساتھ رشتہ ہے تم کیا کہہ رہے ہو؟ ......خلیفہ اول کا اعتراض نہ کرنا بتا رہا ہے کہ گواہ ان کی بیوی نہ تھی

جب ہم تاریخ و سیرت کی کتب کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ خلیفہ اول کی بیوی کو پاک گھر سے تعلق رکھنے سے روکا بھی گیا تھا اور ان پر شاید پابندی تھی کہ وہ خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے گھر نہ جائیں حالانکہ وہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے خصوصی عقیدت رکھتی تھیں اور خلیفہ اول کی موت کے بعد انہیں آزادی ملی تو اپنی بیٹی ام کلثوم اور بیٹے محمد کو ساتھ لے کر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہی کی زیر سرپرستی رہیں مگر خلیفہ اول کے دور میں ان پر شاید پابندی تھی جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ

جب خالد بن ولید کو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنے پر اکسایا گیا تھا تو اس کی اطلاع محمد بن ابو بکر کی والدہ ماجدہ نے ایک کنیز کو بھیج کر دی تھی کہ یہاں یہ پروگرام بن چکا ہے وہ خود نہ آسکی تھیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان پر تو گھر اطہر میں جانے تک کی پابندی

تھی پھر وہ گواہی دینے کیلئے شوہر کی اجازت کے بغیر کیسے آ سکتی تھیں ؟

(4) ہمارے شیعہ مسلمات میں سے ہے کہ معصوم کو غسل صرف معصوم ہی دے سکتا ہے اور اسی لئے ہمارے علمائے اعلام نے امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے غسل میں جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام کی شرکت سے ان کی عصمت پر استدلال کیا ہے ...... دوسری طرف ہمیں بہت سی روایات ملتی ہیں جن سے ثابت ہے کہ ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے غسل میں جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی والدہ طاہرہ صلوات اللہ علیہا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ شریک و معاون تھیں جیسا کہ مستدرک الوسائل میں ہے ......(مستدرک الوسائل ج2 باب 24 ص 534)

☆ عن اسماء بنت عميس صلوات الله عليها قالت اوصتنى سيدة صلوات الله عليها ان لا يغسلها اذا ماتت الا انا و على عليه الصلوات والسلام فغسلها انا و على عليه الصلوات والسلام

جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے کہ جب ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے وصال الی اللہ کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اور آپ کے سوا ہمیں کوئی غسل نہ دے پس ہم نے ان کی وصیت کی تعمیل کی

ایسی بہت سی روایات ہیں جیسا کہ تاریخ مدینہ 109/1CD میں علامہ عمر بن شبہ نمیری نے بھی لکھی ہیں ...... بلکہ ہر اس مؤرخ نے یہ روایات لکھی ہیں جس نے ملکہ عالمین صلوات اللہ علیہا کے وصال کے واقعات جمع کئے ہیں ......کہ یہ بی بی صلوات اللہ علیہا ان کے غسل میں شریک تھیں اور اس سے ان کی عصمت ثابت ہوتی ہے اور کوئی معصومہ غیر معصوم کے عقد میں ماننا ہمارے مسلمہ معتقدات کے خلاف ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اسماء بنت عمیس زوجۂ خلیفہ اول دوسری خاتون تھیں

(5) چوتھی بات یہ ہے کہ خاندان بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کی کچھ منفرد روایات تھیں اور اس خاندان سے منسلک ہونے والی مستورات صلوات اللہ علیہن نے کبھی دوسرا عقد نہیں کیا ہے خصوصاً اس خاندان پاک سے باہر اور دوسرا عقد کرنا ویسے بھی ان کی روایات کے خلاف تھا تو

یہاں یہ روایت کیسے ٹوٹ سکتی ہے؟

## ﴿ وجہ اشتباہ ﴾

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ علمائے کرام کو اس بارے میں اشتباہ کیسے ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ محمد بن ابی بکر کی والدہ محترمہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خانہ اطہر میں کام کیا کرتی تھیں، ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ یہ اسماء بنت عمیس حرم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب میمونہ بنت عمیس خثعمیہ بروایت دیگر [ زی ن ب ] سلام اللہ علیھا بنت عمیس کی بہن تھیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں بہن کے ساتھ رہتی تھیں اور وقتاً فوقتاً امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے گھر کام بھی کیا کرتی تھیں اور ان کی شادی وعقد کے ولی خود امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہی بنے تھے جیسا کہ بحار الانوار و دیگر کتب سیرت و تاریخ میں منقول ہے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا تھا کہ آپ ان کا عقد فرمائیں اور ان کے ولی بنیں

اس طرح بات صاف ہو جاتی ہے کہ محمد بن ابوبکر کی والدہ ماجدہ اگرچہ اسما بنت عمیس خثعمی ہی تھیں مگر وہ عمیس بن نعمان کی بیٹی نہ تھیں بلکہ وہ اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب خثعمی تھیں

بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی زوجہ معظّمہ اسماء بنت عمیس بن مسعود الھذلی تھیں جو جناب عبد اللہ بن مسعود الھذلی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی تھیں ...... یہ روایت لاتعداد وجوہات کی بنا پر درست نہیں ہے

امید ہے میری اس اجمالی سی بحث سے میرے قارئین کی تسلی ہوگئی ہوگی اور اس سے کسی باضمیر انسان کو کوئی اختلاف بھی نہیں ہوگا ...... ہاں خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کی عظمت کا کوئی دشمن شاید اس سے اختلاف کرے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اختلاف کرنا اس کا حق عداوت بھی ہے، اس لئے ہمیں اس کے اختلاف پر کوئی اعتراض یا شکوہ نہیں ہوگا

دوستو مجھے میرے منعم ازل عجل اللہ فرجہ الشریف نے جو شعور بخشا ہے اس کے مطابق میں نے اپنے طور پر مکمل تحقیق کی ہے اور نتائج آپ کے سامنے رکھے ہیں ممکن ہے کل کوئی تازہ دم محقق اس پر مزید تحقیق کر کے اور بھی بہت کچھ دریافت کر لے تو مجھے خوشی ہو گی کیونکہ تحقیق نام ہے علم و جستجو کے بہاؤ کا اور اسے روکنا نہیں چاہیے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے



الحمد للہ و شکراً لصاحب الزمان عجل اللہ فرجہ الشریف

دعا گو

جعفر نقوی

یارب محمدؐ و آل محمدؐ صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرج آل محمدؐ بقائمھم
عجل اللہ فرجہ الشریف و صلوات اللہ علیہ

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 1

# ﴿3 محرم الحرام﴾

عزاداران گرامی!

تین محرم کا دن ہے، کربلا معلیٰ میں جنوب مشرق کی طرف سے ایک کارواں بڑی شان وشوکت کے ساتھ داخل ہو رہا ہے، محملوں پر ریشم اور خز کے سرخ رنگ کے پردے لگے ہوئے ہیں، کچھ نوخیز ورعنا جوان اپنے گھوڑوں پرسوار ہوکران محملوں کے چاروں طرف ایک حفاظتی دیوار بنا کراپنے سعادت مندفرزند ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں

ان محملوں سے آگے تقریباً 3یا4 ہزار کا ایک لشکر ہے جن میں سے کچھ ناقہ سوار ہیں، کچھ گھوڑے سوار ہیں، کچھ پیدل ہیں، کچھ اونٹوں پر اس قافلہ کا سامانِ سفر ہے ......علیہم الصلوات والسلام علیہ الصلوات والسلام صلوٰۃ اللہ علیہن صلوٰۃ اللہ علیہا علیہم السلام علیہ السلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عجل اللہ فرجہٗ الشریف

یہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ یہاں آ کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے راہوار کے قدم رک گئے، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے چھ یا بروایت دیگر 9 رہوار تبدیل کیئے مگر کسی راہوار نے بھی آگے قدم نہیں بڑھایا......(R_1)

بعض کتب تاریخ میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے حکم فرمایا کہ اس

زمین کی مٹی ہمیں اٹھا کر دیں، اصحاب نے مٹی پیش کی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی جیب میں سے ایک رومال برآمد فرمایا، اس کو کھولا، اس میں بھی مٹی موجود تھی دونوں کو ایک دوسرے کے سامنے رکھا اور فرمایا کہ رنگ تو دونوں کا ایک جیسا ہے، اس کے بعد دونوں کی خوشبو لی، پھر فرمایا کہ ہمارے خون کی خوشبو بھی دونوں میں سے آرہی ہے، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مبارک زبان سے ایک فقرہ ادا ہوا کہ

☆انا لله و انا الیه راجعون ......(R_2)

اس کے بعد فرمایا

☆والله تخضب لحیتی ھھنا والله تقطع اودا جی ......

اللہ کی قسم یہیں پر ہماری سفید ریش کو خون کے ساتھ خضاب کیا جائے گا، اسی مقام پر ہمیں پس گردن شہید کیا جائے گا......(R_3)

اس کے بعد کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اصحاب وانصار کو حکم فرمایا کہ تم نہر علقمہ کے کنارے پر خیام لگانے کا اہتمام کرو

یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ کربلا معلیٰ سے آج دریائے فرات 30/25 کلومیٹر مشرقی طرف بہہ رہا ہے مگر اس زمانہ میں موجودہ دریائے فرات کو نہر سوران کہا جاتا تھا کیونکہ اس زمانہ میں دریائے فرات کی دو شاخیں بن جاتی تھیں، مشرقی شاخ کو نہر سوران اور مغربی شاخ کہ جو دریا کا بڑا دھارا تھا اسے دریائے فرات کہا جاتا تھا بعد میں دریائے فرات کی مغربی شاخ ختم ہوگئی اور تمام دریا اپنی مشرقی شاخ میں سمٹ گیا تھا

یعنی قدیم دریائے فرات جو اُس وقت کربلا معلیٰ سے تقریباً 6 کلومیٹر مشرق کی طرف تھا وہ آج موجود نہیں ہے، دریا کا رخ بدلنے کی وجہ سے آج وہ آباد زمینوں میں تبدیل ہو چکا ہے، اس قدیم دریائے فرات میں سے ایک نہر مسیّب کے قریب سے نکلتی تھی جو مغرب کی طرف سے سفر کرتی ہوئی غالباً ''رضاضہ'' کی جھیل میں جا کر گرتی تھی

آج یہ رضاضہ کی جھیل عراق کے ایک تفریحی مقام کا درجہ حاصل کر چکی ہے مگر اس زمانہ میں یہ ایک قدرتی برساتی جھیل ہوا کرتی تھی ......(R_4)

یہ نہر جو مسیّب کے قریب سے نکل کر رضاضہ کی جھیل میں جا کر گرتی تھی یہی نہر علقمہ تھی اور کربلا میں سے اس مقام سے گزرتی تھی جہاں پر آج شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کا روضۂ اطہر ہے...... اور نہر علقمہ آج بھی زیرِ زمین جاری ہے جس کو آج تمام شیعہ جانتے ہیں کہ یہ نہر مخفی ہے اور روضۂ اطہر کے نیچے جاری ہے، آج تو اس کی ویڈیو کیسٹس بھی موجود ہیں ......(R_5)

آج جس کو نہر طویرج یا نہر ہندی کہتے ہیں یہ بنی عباس کے دور میں کھودی گئی تھی

جی لی سٹرینج کا خیال یہ ہے کہ قدیم نہر علقمہ مسیّب سے کچھ پہلے شمال کی سائیڈ سے نکلتی تھی اور دریائے فرات سے متوازیانہ سفر کرتی ہوئی بطائح کے مرداب اعظم میں سے آ گزرتی تھی جو ایک عظیم مرداب اعظم یعنی دلدلی علاقہ تھا جو کوفہ سے بصرہ کی طرف آنے والوں کے راستے میں آتا تھا، یہاں پر دریائے فرات کی دونوں شاخوں کا پانی آزادانہ میدانوں میں پھیل جاتا تھا اور اس کی وجہ سے اس علاقے میں ایک بہت بڑا دلدل کا میدان تھا جس کی وجہ سے کوفہ سے بصرہ آنے

والوں کو القرعا سے ہو کر ایک بڑا چکر کاٹ کر بصرہ آنا پڑتا تھا......القرعا کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں......(R_6)

میں عرض کر رہا تھا کہ تین محرم الحرام بمطابق دو اکتوبر بروز جمعہ یہ قافلہ پاک کربلا معلیٰ میں خیمہ زن ہوا، معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا تھا کہ یہ زمین کربلا بڑی دہشت ناک ہے، یہاں آ کر ہمارے دل اداس ہو گئے ہیں، یہاں پر کوئی بہت بڑی مصیبت کا نزول ہونے والا ہے

بہرحال خیام لگائے گئے، پردہ داران توحید صلواۃ اللہ علیہن کو ادب واحترام اور بڑی شان وشوکت کے ساتھ محملوں سے اتارا گیا

جیسا کہ سابقہ مجلس میں عرض کر چکا ہوں کہ دوپہر کے بعد غاضریہ کی بستی کے لوگوں کو طلب فرمایا گیا اور ان کے ساتھ سرزمین کربلا کی خریداری کا عمل شروع ہوا

محدث اقدم شیخ القمیین ابوالحسن محمد بن احمد بن داؤد قمی متوفی 368 (یہ جناب شیخ صدوق کے ہم عصر تھے) اپنی کتاب الزیارات میں نقل کرتے ہیں

☆ان الحسین علیہ الصلوات والسلام اشتری النواح التی فیھا قبرہ من اھل نینوی والغاضریہ بستین الف درھم وتصدق بھا علیھم وشرط ان یرشد وا الی قبرہ ویضیفوا من زارہ ثلاثۃ ایام ()......(R_7)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی مزار اقدس کے گردونواح کی زمین اہل غاضریہ و نینوا سے 60 ہزار دینار (60 ہزار تولہ سونا) کے عیوض خریدی تھی

اس کے بعد انہوں نے اس سرزمین کو صدقہ ءِ جاری قرار دیا تھا اور بنی اسد وغیرہ کے ساتھ خریداری اور تصدق کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو آکر ہماری مزار اقدس

کے بارے میں دریافت کرے گا تم ان کی ہماری مزار اقدس کی طرف رہنمائی کرو گے اور ہر آنے والے زائر کو تین دن اپنا مہمان بھی رکھو گے

اس کتاب میں یہ بھی ہے کہ جناب ابوحمزہ ثمالی (جن کو چار آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کی خدمت کا اعزاز حاصل تھا اور ان کی ایک دعا ''دعائے ابوحمزہ ثمالی'' کے نام سے بھی مشہور ہے) شہنشاہ معظم صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام سے روایت کرتے ہیں

☆حرم الحسين عليه الصلوات والسلام الذی اشتراه اربعة اميال فهو حلال لولده و مواليه و حرام علی من خالفهم وفيه البركة...... (R_8)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے مشہد اقدس کا جو حرم ہے اس مقام سے چار میل دور تک کا علاقہ استعمال کرنا آپ کی اولاد پاک اور آپ کے چاہنے والوں کیلئے حلال ہے اور آپ کے دشمنوں کیلئے اس کا استعمال حرام ہے اور یہ مقام خیر و برکت ہے یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ان میلوں سے مراد عربی میل ہیں یا عراقی میل ہیں کیونکہ عربی میل تین کلومیٹر کے برابر ہے اور عراقی میل دو کلومیٹر کے برابر ہے، قول معروف کے مطابق یہ عربی میل ہی ہوں گے کیونکہ عرب میں اگر بیٹھ کر فرمایا جا رہا تھا تو پھر عربی میل ہی مراد ہوں گے اس حساب سے یہ علاقہ 12×12 کلومیٹر کا بنتا ہے...... (R_9)

جناب فاضل یزدی کتاب مہیج الاحزان میں لکھتے ہیں کہ جس وقت خیام برپا ہو چکے تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام حرم پاک میں تشریف لائے، انہوں نے اپنے خیمہ کو زینت بخشی تو عونؑ و محمد علیہما الصلوات والسلام کی پاک والدہ گرامی صلواۃ اللہ علیہا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ میں تشریف لے آئیں اور عرض کی بھائی جس وقت کے ہم اس مقام

پر آئے ہیں ہمارا دل بہت اداس ہے، یہ تو بڑی ہیبت ناک جگہ ہے......(R_10)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا میری بہن جب جنگ صفین ہوئی تھی تو ہم بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ تھے اور ہم نے اس مقام پر قیام کیا تھا......اس جگہ پر ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام نے ایک خواب دیکھا تھا جس کے بعد انہوں نے روتے ہوئے ہمیں اپنے قریب بلایا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم نے عالم رویاء میں دیکھا ہے کہ یہ سرزمین کربلا ایک خون کا سمندر بن گئی ہے اور تم اس خون کے دریا میں ہاتھ پیر مار رہے ہو، اور بار بار استغاثہ فرما رہے ہو ☆ھل من ناصراً ینصرنا......کوئی ہے جو ہماری نصرت کرے

لاکھوں کی تعداد میں لوگ موجود ہیں مگر کوئی بھی تمہاری نصرت کیلئے نہیں آرہا، اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ تم اسی لہو کے سمندر میں غائب ہو گئے ہو

اس کے بعد بابا پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ میرا لعل اگر اس مقام پر یہی وقت آجائے تو تم کیا کرو گے؟ ہم نے عرض کی تھی کہ ہم ہر حال میں صبر کریں گے......(R_11)

تین محرم کا دن ہے، کاروانِ تطہیر کربلا کی سرزمین کو معلیٰ کا اعزاز دینے کیلئے خیمہ زن آ ہوا......(R_12)

میں نے سابقہ مجالس میں عرض کی تھی کہ جناب حر سلام اللہ علیہ نے ابن زیاد ملعون کی طرف خط لکھا تھا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام حدود عراق میں داخل ہو چکے ہیں اور ان کو میں نے روکا تو انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر اہل کوفہ کو ہمارا آنا پسند نہیں ہے تو ہم واپس چلے جاتے ہیں، تو بتا کہ ان کے بارے میں کیا کریں

اس کے جواب میں اس ملعون نے لکھا تھا کہ تو ان کو کسی ویران مقام پر خیمہ زن ہونے پر مجبور کر اور میرے دوسرے خط کا انتظار کر...... جس وقت یہ دوسرا خط جناب حر سلام اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام بنی اسد سے زمین کربلا خرید فرما کر اس مقام پر اپنی مستقل رہائش کا انتظام فرما چکے تھے (R_13)

ابن زیاد ملعون نے جناب حر سلام اللہ علیہ کی طرف خط لکھنے کے بعد اپنی کاروائی کو تیز تر کر دیا اور اس وقت اس ملعون نے عمر ابن سعد بن ابی وقاص ملعون کو دربار میں بلوایا...... (R_14)

## عمر ابن سعد ملعون

سعد کا باپ مالک بن اہیب زہری تھا جس کی کنیت ابو وقاص تھی، ابو وقاص کی ایک بہن جناب حمزہ کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا تھیں یعنی جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کے چار فرزندان کی وہ والدہ پاک تھیں اس لئے سعد اس جناب کو پھوپھی زاد کہہ کر پکارتا تھا اور جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام اس کو ماموں زاد کہہ کر پکارتے تھے (R_15)

سعد بن ابی وقاص زہری وہ شخص ہے جس کو کچھ لوگوں نے عشرہ مبشرہ میں شامل کیا ہے یعنی بقول ان کے وہ دس اشخاص جن کو جنت کی بشارت دی گئی تھی ان میں سے ایک یہ بھی ہے...... (R_16)

شیعہ عقائد میں عشرہ مبشرہ جیسے عقیدہ کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی عشرہ مبشرہ میں شامل افراد کا کردار اس نظریہ کی تائید کرتا ہے

یہ سعد بن ابی وقاص ایرانی جنگوں کا ہیرو ہے اور خلیفہ ثانی کے اہم ساتھیوں میں

شمار ہوتا تھا اور جب خلیفہ ثانی نے شوریٰ بنائی تھی اور ان کو کہا تھا کہ تم سات آدمی ایک خلیفہ چن لینا، جس کو چار آدمی ووٹ دے دیں وہ خلیفہ ہوگا، اس نام نہاد شوریٰ کمیٹی میں یہ بھی شامل تھا اور اس وقت سعد بن ابی وقاص نے مولائے کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خلاف ووٹ دیا تھا

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی ظاہری خلافت کے زمانہ میں بھی اس نے سرکارؑ کی بیعت نہیں کی بلکہ اپنے آپ کو ایک مکان میں بند کر دیا کہ سرکارؑ کا سامنا نہ کرنا پڑے

جس وقت طلحہ و زبیر اس کے پاس مشورہ کیلئے گئے تو اس نے کہا تھا کہ میں تلاوت میں مصروف ہوں جس وقت فارغ ہوں گا تو تمہیں ملوں گا مگر وہ اندر چلے گئے تھے اور انہوں نے جا کر دیکھا تھا کہ یہ آگ روشن کر کے آتش پرست پارسیوں کی مقدس کتاب اوستا پڑھ رہا تھا اور اس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ ایران کے لوگوں سے متاثر ہو کر اسلام کو چھوڑ کر آتش پرست ہو چکا تھا......(R_17)

سعد کا ایک بڑا بھائی بھی تھا جس کے فرزند جناب ہاشم مرقال سلام اللہ علیہ تھے جو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے جانثار اور بہت بڑے شجاع اور علمبردار تھے (R_18)

25 ہجری 29 ذوالحجہ کے دن خلیفہ ثانی ابولولو فیروز کی ضرب سے راہی عدم ہوا اور اسی دن یہ عمر ابن سعد ملعون پیدا ہوا اور خلیفہ ثانی کے نام پر اس کا نام رکھا گیا واقعہِ کربلا کے وقت اس ملعون کی عمر 35 سال کے لگ بھگ تھی یعنی جوان تھا ایک روایت یہ ہے کہ یہ 36 ہجری میں پیدا ہوا تھا مگر مجھے یہ بعد والی روایت درست معلوم نہیں ہوتی

36 ہجری میں جنگ جمل کی واپسی کے بعد مولا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے کوفہ کو دارالحکومت بنایا اس زمانہ میں شہنشاہ کائنات علیہ الصلوات والسلام نے ایک خطبہ کے دوران فرمایا تھا کہ ☆سلونی سلونی قبل ان تفقدونی

جو چاہو پوچھو، ہم زمینوں کی نسبت آسمانوں کے راستے زیادہ بہتر جانتے ہیں

اس وقت سعد بن ابی وقاص موجود تھا، اس نے تمسخرانہ انداز میں پوچھا کہ آقا آپ مجھے یہ بتائیں کہ میری داڑھی کے بال کتنے ہیں، امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہم بتائیں یا یہ تیری داڑھی کے بال خود بتائیں، یہ ملعون پریشان ہوا اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے عالم جلال میں فرمایا کہ تم داڑھی کے بالوں کے بارے میں دریافت کرتے ہو ہم تمہیں وہ خبر دیں کہ تمام دنیا دیکھے

اس کے بعد فرمایا تمہارے گھر میں وہ سامری کا بچھڑا پیدا ہوا ہے جو فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاتل ہوگا...... اس دن کے بعد اس عمر ابن سعد ملعون کو سب قاتل امام کہہ کر پکارتے تھے......(R_19)

ایک دن شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کوفہ کی مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے، اس وقت عمر ابن سعد ملعون سامنے آیا اور عرض کی آقا سب احمق لوگ مجھے آپ کا قاتل کہتے ہیں، کیا واقعی میں آپ کو شہید کروں گا؟ میں تو آپ کا بڑا عقیدت مند ہوں میں تو آپ کے ساتھ محبت کرتا ہوں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ وہ احمق لوگ نہیں ہیں بلکہ وہ عالم لوگ ہیں کیونکہ تو رائے (طہران) کی گندم کے لالچ میں ہمیں شہید کرے گا (R_20)

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن لوگوں کو سیاسی چمچہ گیری کرنے کی عادت ہوتی ہے

اور سیاست دانوں کی صحبت میں بیٹھ کر سیاست کے زبانی چسکے لیتے ہیں اور سیاسی لوگوں کی کوئی پھینکی ہوئی ہڈی ان کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو منہ لگا کر مطمئن ہو جاتے ہیں، یہ ابن سعد ملعون انہیں لوگوں میں سے ایک تھا جو ہمیشہ دربار کوفہ میں بن بلائے اور بغیر کسی مقصد کے صرف دربار میں بیٹھنے کی خواہش کے تحت حاضر ہونا ضروری سمجھتا تھا

جس دن جناب حر سلام اللہ علیہ کا قاصد کوفہ پہنچا تو اس دن یہ ملعون بھی ابن زیاد ملعون کے دربار میں بیٹھا تھا

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت خراسان کے علاقہ دستبیٰ (جو قزوین کے قریب تھا) میں دیلمیوں نے یزید ملعون کے خلاف بغاوت کی تھی تو اس وقت ان کی بغاوت کو کچلنے کیلئے ابن سعد ملعون کو روانہ کیا گیا تھا اور یہ ملعون مقام حمام اعین پر چار ہزار فوج کے ساتھ خیمہ زن تھا، اس موقعہ پر اس کو وہاں سے واپس بلایا گیا تھا......(R_21)

عبیداللہ ابن زیاد ملعون کے پاس جس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ کا قاصد پہنچا تو اس وقت یہ ابن سعد ملعون بھی دربار میں ابن زیاد ملعون کے پاس موجود تھا

عبیداللہ ابن زیاد ملعون نے قاصد کو تو فوراً جواب دے کر واپس بھیج دیا مگر اس کے بعد عبیداللہ ابن زیاد ملعون (جو بڑا شاطر اور فطرت شناس بھی تھا) نے عمر ابن سعد کی طرف دیکھ کر کہا کہ اگر تو شہنشاہ کربلا مولا امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام والا معاملہ حل کر سکے تو میں تجھے یزید ملعون کی طرف سے رئے (طہران) کی حکومت لے کر دوں گا، یہ سن کر اس ملعون کے منہ میں پانی آ گیا کہ کہاں ایک مجھ جیسا عام

سا جوان، اور کہاں رےئ کی جا گیر...... یہ ملعون ایک مرتبہ ہنسا اور اس کے بعد فوراً سنجیدہ ہوگیا کیونکہ اسے خیال آیا کہ رےئ کی ایک جا گیر تو ہے مگر اس کے بدلے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک فرزند کو شہید کرنا بھی کوئی معمولی بات نہیں اس سے نہ دنیا رہے گی اور نہ عقبیٰ، اس نے ابن زیاد ملعون سے کہا کہ مجھے دو ہفتوں کی مہلت دو میں سوچ کر جواب دوں گا، اس ملعون نے کہا کہ میں تمہیں صرف ایک رات کی مہلت دے سکتا ہوں اس سے زیادہ نہیں

یہ ملعون دربار سے باہر آیا تو بہت پریشان تھا، ایک طرف اس کی بہت بڑی خواہش تھی جو سامنے کھڑی تھی یعنی ایران کی حکومت اور دوسری طرف اس کے بدلے میں بہت بڑا نقصان تھا یعنی آخرت کی بربادی......(R_22)

رات کو اس ملعون نے اپنے ایک غلام کو بلایا اور اس سے کہا کہ میرے تمام دوست اس وقت مسجد کوفہ میں نماز ادا کرنے کیلئے آنے والے ہوں گے ان کو کہہ دینا کہ وہ نماز کے بعد سیدھے میرے پاس آئیں ......(R_23)

سب سے پہلے اس کے باپ کا ایک دوست اس کے پاس آیا جس کا نام کامل تھا اس نے آکر پوچھا خیریت تو ہے تم نے کیوں بلایا ہے؟ اس ملعون نے اسے ابن زیاد ملعون والی بات بتلائی اور اس سے مشورہ طلب کیا، کامل نے کہا ارے ملعون تھوڑا سوچ کر فیصلہ کرنا یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے......(R_24)

اگر کوئی مجھے دنیا و مافیہا کی دولت کیوں نے دے میں فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک طرف ان کی امت کے کسی ایک فرد کو بھی شہید نہیں کروں گا، تم بھی ایسا کوئی قدم نہ اٹھانا، کیونکہ ہر انسان کو قبر و حشر کے مراحل درپیش ہیں اور شہنشاہ انبیاء صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بھی پیش ہونا ہے، وہاں تم کیا جواب دو گے
کامل نے پھر اس ملعون سے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی تو نے سوچنے کیلئے وقت کیوں لیا اور فوراً انکار کیوں نہیں کیا کیونکہ تجھے معلوم تھا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام ہمارے زمانہ کے امام ہیں، جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور یہ بھی تمام اہل عرب جانتے ہیں کہ سرداروں کے خون میں برکت نہیں ہوتی، کسی سردار کو قتل کرنے والے کی زندگی کم ہو جاتی ہے اور یہ تمام عالم کے سردار ہیں
اس وقت اس ملعون نے کہا کہ تو مجھے موت سے ڈرا رہا ہے اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ عبیداللہ ابن زیاد ملعون مجھے جب ستر ہزار فوج کا حاکم بنائے گا تو اس وقت تمام کوفہ میں میری کیا شان ہو گی
اس کے بعد اس کامل نے اس ملعون سے کہا کہ تجھے میں ایک پیشین گوئی بتاؤں کہ ایک دفعہ میں اور تیرا باپ ہم دونوں شام جا رہے تھے، ایک مقام پر ہم راستہ بھول گئے اور تمام دن پھرتے رہے مگر ہمیں راستہ نہ ملا، ہم پیاس سے نڈھال ہو چکے تھے، اس وقت ہم نے ایک نصرانی راہب کے گرجا کا مینار دیکھا، ہم اس طرف چلے گئے، ہم نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا، اس راہب نے دروازہ کھولا، اس نے ہماری حالت دیکھی تو اپنے ساتھ لے گیا، اس نے ہمیں پانی پلایا اور کھانا دیا
جس وقت ہم نے کھانا کھا لیا تو اس وقت اس راہب نے مجھے کہا کہ جو آدمی تیرے ساتھ ہے یہ خود کسی نبی کا قاتل ہے یا اس کی نسل میں سے کوئی ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو کسی نبی یا فرزند نبیؐ کا قاتل ہو گا، جو اپنے نبیؐ کے گھر کو لوٹے گا اور ان کے پردہ داروں کی سوئے ادبی کرے گا، ان کو بازار لے جانے کا

موجب ہوگا، جس وقت اس راہب نے یہ بات کہی تو تیرا باپ پریشان ہوگیا تھا اور کہا تھا کہ کیا واقعی ایسا ہوگا؟

اس راہب نے کہا تھا کہ مجھے خداوند یسوع مسیح کی قسم ایسے ہی ہوگا، اس وقت تیرے باپ نے کہا تھا اگر میں اپنے بیٹے کے زمانہ میں موجود ہوا تو سب سے پہلے میں اس کے سر پر تلوار چلاؤں گا......(R_25)

یہاں پر یہ وضاحت کرتا چلوں کہ ابن سعد ملعون نے اپنے والد کو نصرانی راہب کی پیشین گوئی کا واقعہ کامل کے حوالے سے ابن زیاد ملعون کو بتایا تھا جس کی وجہ سے کامل کو بلا کر اس کی زبان کاٹ دی گئی تھی اور اس کے بعد وہ صرف ایک دن زندہ رہا تھا......(R_26)

کامل کے بعد حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ آیا اس کے ساتھ اس ملعون عمر بن سعد نے مشورہ کیا، اس نے بھی منع کیا......(R_27)

اس کے بعد اس کے بلاوے پر عبیداللہ ابن زیاد کے بھائی عثمان بن زیاد کا بیٹا معاویہ آیا، اس نے بھی عمر بن سعد ملعون کو روکا

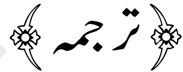
خود اس ملعون کے دو بیٹے تھے ایک نوجوان تھا یعنی 17/16 برس کا تھا جس کا نام حفص تھا اور دوسرا اس سے چھوٹا تھا ان دونوں بھائیوں نے بھی اس ملعون کو روکا اور کہا کہ تم اس دہکتی ہوئی جہنم میں چھلانگ نہ لگاؤ...... تمام مشورہ دینے والے چلے گئے......(R_28)

یہ تمام رات سوچتا رہا اور تمام رات نہ سو سکا بلکہ گھر کے صحن میں ٹہلتا رہا اور اس وقت یہ ملعون یہ اشعار گنگنا رہا تھا☆



| | |
|---|---|
| فوالله ما ادری و انی لحائر | افکر فی امری علی خطرین |
| ء ترك ملك الری و الری منیتی | ام ارجع ماثوماً بقتل حسینؑ |
| حسینؑ بن عمی و الحوادث جمّه | لعمری ولی فی الرّی قرة عین |
| و ان اله العرش یغفر ذلتی | ولو کنت فیها اظلم الثقلین |

(R_29)

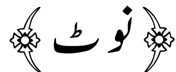


اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں کس طرف جاؤں، میں اس وقت دو امور میں مجبور ہو چکا ہوں اور سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کس چیز کو ترک کروں اور کس چیز کو اپناؤں

ایک طرف ایران کی شاہی ہے جو میرے خوابوں کی جنت ہے اور دوسری طرف کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا قتل ہے جس سے عقبیٰ برباد ہوتی نظر آ رہی ہے

ایک طرف رشتہ داری کے حوالہ سے بھی یہ گناہِ عظیم ہے، دوسری طرف رئے کی جاگیر ہے جس پر میں کسی چیز کو ترجیح نہیں دینا چاہتا

میرا آخری فیصلہ یہی ہے کہ فرزندِ رسول علیہ الصلوات والسلام کے قتل کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دوں، بعد میں توبہ کر لوں گا، خدا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے اور جنت و دوزخ کا مالک بھی ہے وہ مجھے ضرور بخش دے گا



توبہ کی توقع پر دنیا میں جو شخص بھی گناہ کرتا ہے وہ کبھی توبہ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ اس

سے توبہ کرنے کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو شخص بھی ایسا کرتا ہے وہ مزاجاً اسی ملعون کا پرُوردہ ہے

تمام رات یہ ملعون سو نہیں سکا بلکہ گھر کے صحن میں ٹہلتا رہا اور یہ شعر پڑھتا رہا، صبح یہ ملعون ابن زیاد ملعون کے پاس آیا اور آکر کہا کہ میں ملک رئے کی خاطر سب کچھ کرنے کیلئے تیار ہوں مگر تم مجھے یقین دلاؤ کہ جو تیرا وعدہ ہے یہ تیرے باقی وعدوں کی طرح جھوٹا تو نہ ہوگا ؟ اس ملعون نے اسے انگوٹھی اتار کر دی

یہاں پر یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ابن زیاد ملعون خود حاکم نہیں تھا بلکہ ایک عامل تھا جو کسی اور کو عامل نہیں بنا سکتا تھا یعنی اس کو اس کا اختیار ہی نہیں تھا اور ابن سعد ملعون اپنی حماقت کی وجہ سے دھوکہ کھا گیا جس کا نتیجہ اسے 12 محرم کو معلوم ہوا تھا اور ابن زیاد ملعون نے اس سے انگوٹھی واپس لے کر دربار سے باہر نکال دیا......(R_30)

## آمد برسر گفتگو

ابن سعد ملعون دربار میں آیا اور کہا کہ میں ہر ظلم کرنے کیلئے تیار ہوں اس وقت ابن زیاد ملعون نے اس کو فوراً 6000 چھ ہزار سوار دِئے، بروایت دیگر 4 ہزار سوار جو اس کے ساتھ قزوین جا رہے تھے وہی ساتھ دِئے، اس ملعون نے کہا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ گفتگو کرا اور میں تیرے پیچھے لشکر کے ساتھ لشکر بھیجتا رہوں گا......(R_31)

یہ ملعون تین محرم کی شام کو کوفہ سے روانہ ہوا کوفہ سے باہر آکر تھوڑی دیر قیام کیا اور چار محرم کو یہ ملعون کربلا معلیٰ کی سرزمین پر پہنچا، بروایت دیگر تین محرم کے دن

کو پہنچا تھا......(R_32)

## آمد عمر ابن سعد زہری ملعون

چار محرم الحرام بمطابق تین اکتوبر بروز ہفتہ عمر ابن سعد ملعون قبل از دو پہر کربلا پہنچا، اس کے ساتھ چھ ہزار کا لشکر تھا، یہاں آکر اس نے پہلے لشکر کو حکم دیا کہ گرمی کا وقت ہے اب تم جلدی جلدی خیام لگاؤ اور کھانے وغیرہ کا انتظام کرو

تمام میدان میں خیام نصب ہونے لگے، خیام کے کھونٹے لگانے کی آواز سے تمام فضا گونج رہی تھی، تمام لوگ اپنا کام جلدی کرنے کی کوشش میں مصروف تھے

یہ تمام دن ان کو خیام نصب کرتے اور سامان کو خیام میں رکھتے اور کھانا تیار کرتے اور کھاتے پیتے گزر گیا

☆ 5 محرم الحرام کی رات کو ابن سعد ملعون نے اپنے خیمہ میں ایک میٹنگ بلائی اور اس میں اس ملعون نے یہ کہا کہ ہمیں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ مذاکرات کرنے چاہییں اور ہمارا حق ہے کہ ہم ان سے یہ تو پوچھیں کہ آپ کربلا میں کیوں تشریف لائے ہیں یعنی یہاں آنے کی کیا وجوہات ہیں؟

سب سے پہلے ابن سعد ملعون نے کہا کہ پہلے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی طرف کسی جوان کو بھیجنا چاہیے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون جائے؟ اس وقت اس کی نگاہ عروہ بن قیس پر جا ٹھہری یہ پنچائیت کا آدمی تھا اور بولنے والا شخص تھا

ابن سعد ملعون نے اس سے کہا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے پوچھ کر آ کہ آپ یہاں کیوں تشریف لائے ہیں؟ آپ حجاز کے مالک ہیں عراق اور جزیرۃ العراق

کے ساتھ آپ کا کوئی ظاہری واسطہ نہیں ہے، ہمیں آگاہ فرمائیں کہ آپ کے یہاں آنے کا کیا مقصد ہے؟

عروہ بن قیس حمسی نے کہا ملعون ازل میں تو ہرگز نہیں جاؤں گا، ابن سعد ملعون نے پوچھا کہ تو کیوں نہیں جاتا؟ اس نے جواب دیا کہ میں پنچائیت کے اصولوں سے آگاہ ہوں، کل میں نے بھی انہیں خط لکھا تھا کہ جلدی تشریف لائیں اور میں نے بہت سی قسمیں کھائی تھیں اور واسطے دِئے تھے کہ ہمیں مرتکب بالمحارم کی بیعت سے بچائیں، اب میں جس وقت یہ پوچھوں گا کہ آپ کس لئے تشریف لائے ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ ہم تیرے دعوت نامہ کی وجہ سے تشریف لائے ہیں تو پھر یا تو میں ان کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا یا تمام عرب میں میری ناک کٹ جائے گی اور میں ذلیل ہو جاؤں گا، میں یہ شرمندگی نہیں اٹھا سکتا، اس لئے میں نہیں جاتا، ابن سعد ملعون نے کہا کہ خط تو میں نے بھی لکھا تھا......(R_33)

اس کے بعد ابن سعد ملعون نے ایک ایک کوفی سے کہا کہ کوئی تو جائے مگر کوئی بھی تیار نہ ہوا، جس وقت تمام کوفیوں نے بارگاہ اقدس میں جانے سے انکار کر دیا اس وقت عبداللہ بن کثیر شعبی ملعون اٹھا، یہ ملعون اپنے زمانہ کا ایک شجاع، بدزبان، بدخو اور غصہ ور شخص مانا جاتا تھا، اس ملعون نے کہا کہ اگر اور کوئی جانے کیلئے تیار نہیں ہے تو مجھے بھیج دو، میں جا کر ان سے بات کروں گا، اگر کہو تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو مجبور کر کے تمہارے خیمہ میں لے آؤں، ابن سعد ملعون نے اس ملعون سے کہا کہ فی الحال بکواس بند کر کیونکہ میں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام پر نہ تلوار کا وار پسند کرتا ہوں اور نہ ان پر زبان کا وار پسند کرتا ہوں تو فی الحال ان سے یہ پوچھ کر

آ کہ ☆ مَا الَّذِی جآء به ......

آپ یہاں کیسے تشریف لائے ہیں ......(R_34)

یہ ملعون فوراً روانہ ہوا، اس وقت رات کافی گزر چکی تھی ، جس وقت یہ پہنچا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیام اقدس میں خاموشی تھی اور خیام کے باہر اصحاب پہرہ دینے میں مصروف تھے، یہ ملعون خیام سے کافی دور تھا کہ اس کو اصحاب نے روکا اور دریافت کیا تم کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ اس نے بدتمیزی سے جواب دیا تو جناب ابو تمامہ صیداوی سلام اللہ علیہ نے اس کے لہجہ سے اس کو پہچان لیا اور کہا کہ تو عبداللہ بن کثیر شعبی ملعون تو نہیں ہے اس نے جواب دیا ہاں میں وہی ہوں

رات کی خاموشی میں ان کی بلند آواز سن کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے خیام اقدس سے باہر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے

جناب ابو تمامہ صیداوی سلام اللہ علیہ کربلا کے شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام کے نزدیک آئے اور سر نیاز جھکا کر عرض کی ☆ قدجاءك اشراهل الارض

آقا خالق کی اس کائنات میں جتنے شریرترین افراد ہیں ان میں سے بدترین شخص آپ کی ذات پاک سے ملنے آیا ہے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اس کو ہمارے خیمہ میں لے آؤ

جناب ابو تمامہ صیداوی سلام اللہ علیہ نے اس ملعون سے کہا کہ پہلے تو اپنے ہتھیار یہیں ہمارے پاس اتار دے اور پھر بارگاہ میں حاضر ہونا، اس ملعون نے کہا کہ میں ہتھیار نہیں اتاروں گا میں اسی طرح اسلحہ سے لیس بارگاہ میں جاؤں گا

اصحاب نے کہا کہ ہم تجھے اس حالت میں بارگاہ میں نہیں جانے دیں گے، اسلحہ

اتارتو پھر بارگاہ میں پیش ہونا ورنہ واپس دفعہ ہو جا، اس ملعون نے طنز کیا اور کہا کہ میں ایک ہوں اور تم ہزاروں کی تعداد میں ہو اور پھر بھی تم سب مجھ سے ڈر رہے ہو، اس وقت جناب زہیر بن قین سلام اللہ علیہ نے اس کا شانہ ہلایا اور فرمایا کہ ارے بدبخت ہم کوفہ میں رہتے ہیں اور تمہاری اوقات سے اچھی طرح واقف ہیں ہم جانتے ہیں کہ تیرا شمار کوفہ کے چند اوباش لوگوں میں ہوتا ہے، ہم تیری غلط فہمی دور کر دیں کہ ہم تمہارے ڈر سے اسلحہ نہیں رکھوا رہے بلکہ بارگاہ امام حرم کعبہ سے زیادہ محترم ہوتی ہے اور حرم کعبہ میں اسلحہ سمیت جانا بے ادبی اور بے حرمتی کے مترادف ہے اور ہم یہ بے ادبی برداشت نہیں کر سکتے ورنہ تم سب کی بہادری ہم اچھی طرح جانتے ہیں اب تو واپس چلا جا، اگر تو قاصد کی حیثیت سے نہ آتا تو ہم تیری زبان درازی کا منہ توڑ جواب دے کر واپس بھیجتے

یہ شرمندہ ہو کر واپس آ گیا، اور ابن سعد ملعون کو خجالت آمیز لہجہ میں بتایا کہ مجھے بارگاہِ قدس تک کسی نے جانے ہی نہیں دیا، ابن سعد ملعون نے اس کو برا بھلا کہا اور اس کے بعد کسی کو نہ بھیجا......(R_35)

☆ 6 محرم الحرام کی رات ابن سعد نے اپنے معتمدین کو اپنے خیمہ میں بلایا اور ان سے مشورہ کیا کہ اب ہم دوبارہ کس کو بھیجیں

یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ ابن سعد ملعون کی یہ خواہش تھی کہ کسی صورت یہ جنگ نہ ہو اور بغیر جنگ کے فتح کا سہرہ اس کے سر پر آ جائے اور طہران (رائے) کی حکومت بھی اس کو مل جائے اور یہ تمام مذاکرات جب تک کسی نتیجہ پر نہ پہنچیں اس وقت تک اہل لشکر کو اس کا علم بھی نہ ہو، اس لئے پہلی رات کے بعد جو مذاکرات

بھی ہوتے رہے لشکر سے خفیہ ہوتے رہے

## آمدم برسر بیان

چھ محرم کی رات ابن سعد ملعون نے جناب خزیمہ بن عبداللہ خزیمی کو اپنے خیمہ میں بلوایا، یہ اہل کوفہ میں ایک عابد شب زندہ دار مشہور تھے، صاحب رائے تھے، کوفہ کے لوگ اپنے امور میں ان سے مشورہ لیتے تھے اور اس کے مشورہ پر عمل واجب سمجھتے تھے، یہاں پر یہ روایت بھی ہے کہ جناب قرظہ جو جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ کے چچا زاد بھائی تھے ان کو بھیجا گیا، جب وہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ اقدس سے واپس نہ آئے تو پھر جناب خزیمہ سلام اللہ علیہ کو بھیجا گیا

جس وقت جناب خزیمہ سلام اللہ علیہ اس ملعون کے خیمہ میں آئے تو ان کو ملعونِ ازل نے کل رات کی تمام صورتِ احوال سے آگاہ کیا، اور پھر ان کو آمادہ کیا کہ تم کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جا کر مذاکرات کرو، یہ رات کو اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے کیونکہ ابن سعد ملعون کے خیام تقریباً ڈیڑھ یا دو کلومیٹر دور لگے ہوئے تھے

جس وقت یہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیام کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے وہیں سے سلام کیا ☆السلام علیك یابن بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس وقت انہوں نے سلام کیا تو پہرے داروں نے ان کی طرف گھوڑے بڑھائے اور ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے اپنا تعارف کروایا کہ میں خزیمہ خزیمی ہوں اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کو آیا ہوں، اصحاب نے

ان کو حکم دیا کہ ☆الق سلاحك کہ تم اپنا اسلحہ اتار دو
یہ اپنے گھوڑے سے اترے اور اپنا اسلحہ اتار کر زمین پر پھینک دیا، وہ ان کو ساتھ لے کر خیام اطہر کی طرف روانہ ہوئے، جناب خزیمہ سلام اللہ علیہ کو انہوں نے سرکارؐ کے خیمہ سے کچھ فاصلہ پر روک دیا اور جناب ابوتمامہ صیداوی سلام اللہ علیہ اس خیمہ اطہر میں داخل ہوئے، انہوں نے پہرے داروں کی مشعلوں کی روشنی میں دیکھا کہ وہ سبز رنگ کا بہت بڑا خیمہ تھا جسے عموماً سرداران لشکر میٹنگ ہال کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے......(R_36)

جس وقت ابوتمامہ صیداوی سلام اللہ علیہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ اقدس میں داخل ہوئے تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے دریافت فرمایا کہ کون آیا ہے اور آنے والا آدمی کیسا ہے؟ جناب ابوتمامہ صیداوی سلام اللہ علیہ نے عرض کی کہ ہم ان کو اچھی طرح جانتے ہیں

☆انه رجل جيد فاضل
یہ کوفہ کے بہترین شخص ہیں اور زیرک وذی علم شخصیت ہیں، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ان کو آنے دیا جائے، جس وقت یہ بارگاہِ اقدس میں پہنچے تو شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے انہیں اپنے قریب جگہ عطا فرمائی اور سلسلہء کلام شروع فرمایا اور اسی دوران شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ان پر کچھ اسرارِ الٰہی منکشف فرمائے

جس وقت رات کافی گزر گئی تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اب تم جا کر ہمارے کوفہ آنے کی وجوہات ابن سعد ملعون سے بیان کرو، انہوں نے فوراً سر جھکا کر عرض کی آقاؐ میں جنت میں اب آیا ہوں آپ مجھے جنت سے نہ نکالیں، اب

میں آپ کی زیارت کرنے کے بعد ابن سعد ملعون کے نجس چہرے کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو نجس نہیں کرنا چاہتا، اس لئے میں واپس نہیں جاؤں گا

## آمدم برسر مطلب

صاحب اخبار الدول وآثار الاول اور ابن شہر آشوب عقبہ بن سمعان کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب خزیمہ سلام اللہ علیہ سے جو گفتگو فرمائی، اس کے نتیجہ میں ابن سعد ملعون کی طرف جو پیغام بھیجنا چاہتے تھے اس میں انہیں تین راستے یا تین تجاویز دی گئی تھیں اور فرمایا کہ ان تین تجاویز میں سے ایک کو قبول کرلو تو تم ہمارے خونِ ناحق سے بچ جاؤ گے اور ابدی جہنم سے بھی بچ جاؤ گے

ہمارا پہلا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں واپس وطن جانے دیا جائے

دوسری تجویز یہ دی کہ تم ہمیں آزاد چھوڑ دو ہم کسی ایسے ملک کی طرف چلے جائیں گے جہاں کوئی مسلمان ہی نہیں ہوگا، بہ روایت دیگر یہ فرمایا کہ ہمیں راستہ دے دو ہم ہندوستان تشریف لے جانا چاہتے ہیں ......(R_37)

امت ملعون کو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تیسری تجویز یہ دی کہ ہمیں آزادنہ طور پر یزید ملعون کے پاس جانے دیا جائے، ہم پردہ داران توحید صلواۃ اللہ علیہن کو وطن روانہ کر کے خود یزید ملعون کے پاس شام چلے جائیں گے اور اس کے ساتھ مذاکرات کریں گے اور جو بھی فیصلہ ہوگا ہم آپس میں طے کرلیں گے......(R_38)

آخر میں تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ جو مظلوم امت ملعونہ سے ہندوستان جانے

کا راستہ مانگتے رہے مگر انہیں نہ جانے دیا گیا اب ان کا منتقم حقیقی جلد سے پہلے تشریف لائیں اور انہیں اپنے گھر اطہر میں آباد کریں، چودہ سو سال سے جن کی مظلومیت کا دور چلا آرہا ہے اب تو ان کی خوشیوں کا ابدی اور دائمی دور شروع ہو



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللّٰہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 2

# حبیب ابن مظاہر اسدی

علیہ السلام

عزادان گرامی !

چار محرم الحرام ہفتہ کے دن عمر ابن سعد بن ابی وقاص زہری ملعون کربلا میں لشکر کے ساتھ داخل ہوا اور اس کے بعد اس ملعون نے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا مگر فرعون کوفہ عبیداللہ ابن زیاد ملعون لشکر تیار کرنے میں مصروف تھا اور اس نے ابن سعد ملعون سے یہی کہا تھا کہ میں تیرے پیچھے لشکروں کی قطاریں لگا دوں گا

اس ملعون نے اپنے وعدے کے مطابق لشکر تیار کر کے بھیجنا شروع کر دیئے، ہزار ہزار، دو دو ہزار، چار چار ہزار کے لشکر تیار کر کے اس ملعون نے چھ محرم سے روانہ کرنا شروع کر دِئے

کوفہ کے باد البادیہ کا یہ منظر تھا کہ مین دروازہ کھلتا تھا ایک لشکر جنگی طبل، نقارے اور کوس بجاتا ہوا دروازے سے باہر آتا تھا جن کے ہاتھوں میں علم، تلواریں اور نیزے ہوتے تھے اور وہ کربلا کی طرف چلا جاتا تھا، اور ابھی وہ لشکر نظروں کے سامنے ہی ہوتا کہ دروازے سے دوسرا لشکر طبل بجاتا ہوا ظاہر ہوتا، وقفے وقفے سے ایک کے بعد دوسرا لشکر کوفہ سے نکل کر کربلا کی طرف روانہ ہو رہا تھا

ابن سعد ملعون 6000 کا لشکر لے کر روانہ ہوا

کوفہ سے فوج کی روانگی کا سلسلہ 6 محرم سے شروع ہوا

6 کی صبح کو حصین بن تمیم ملعون چار ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا

اس کے بعد یزید بن رکاب تین ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا

اس کے بعد مازنی ملعون تین ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا

عمرا بن حجاج زبیدی ملعون تین ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا

قیس بن حنظلہ ملعون دو ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا

نصر شامی ملعون دو ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا

مرہ ابن قیس دو ہزار کے لشکر کے ساتھ کربلا میں داخل ہوا

صاحب کتاب ریاض القدس جلد اول صفحہ 220 پر بحوالہ مقتل ابی مخنف لکھتے ہیں کہ ابن زیاد ملعون نے کربلا کی جنگ کیلئے 10 علم بنوائے تھے اور ہر علم ایک علمبردار کو سونپا تھا اور ہر علمدار کو ایک دستہ فوج کا دیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے

پہلا علمدار لشکر عمرا ابن سعد زہری ملعون تھا جس کو چار یا چھ ہزار سوار دِئے گئے تھے

دوسرا علمدار لشکر عروہ ابن قیس ملعون تھا جس کو 4 ہزار سوار دِئے گئے تھے

تیسرا علمدار لشکر سنان بن انس ملعون تھا جس کو 4 ہزار سوار دِئے گئے تھے

چوتھا علمدار لشکر ابن قعقاع فہری ملعون تھا جس کو 4 ہزار سوار دِئے گئے تھے

پانچواں علمدار لشکر قشعم ملعون تھا جس کو 3 ہزار سوار دِئے گئے تھے

چھٹا علمدار لشکر حصین بن نمیر ملعون تھا جس کو 8 ہزار سوار دِئے گئے تھے

ساتواں علمدار لشکر ابو دار باہلی ملعون تھا جس کی کمان میں نو ہزار سوار تھے

آٹھواں علمدار عامر بن حریمہ تمیمی ملعون تھا جس کو 6 ہزار سوار دِئے گئے تھے

نواں علمدار لشکر شیث بن ربعی ملعون تھا جس کو بقیہ لشکر جو 70/10 ہزار تھا وہ دیا گیا

دسواں علم ابن زیاد ملعون نے امدادی فوج کیلیئے رکھا ہوا تھا جس کی تعداد تین ہزار تھی ......(R_39)

میں ایک ایک لشکر کی تعداد کیا بتاؤں یہاں پر مناسب ہوگا کہ ان قبائل اور شہروں کے نام لکھ دوں جن کے لشکر قطار در قطار کربلا معلیٰ کی طرف رواں دواں تھے وہ یہ ہیں (1) قبیلہ شاکر (2) قبیلہ کندہ (3) قبیلہ ربیعہ (4) قبیلہ ضابی (5) قبیلہ بجلی (6) قبیلہ نماری (7) قبیلہ بنی حنفیہ (8) قبیلہ بنی یربوع (9) قبیلہ مذحج (10) قبیلہ بنی زبید (11) قبیلہ حمیر (12) قبیلہ خزیمہ (13) قبیلہ بنی ریاح (14) قبیلہ زہری (15) قبیلہ نبط (16) قبیلہ عبدی (17) قبیلہ سکونی (18) قبیلہ ملحب (19) قبیلہ بنی ابان بن دارم (20) قبیلہ غطفان (21) قبیلہ اسدی (22) قبیلہ غنوی (23) مشرقی (24) بنی عبدالمدائن (25) قبیلہ حنظلہ

الغرض کوفہ کے جملہ قبائل اپنے حلیف قبائل سمیت قطار در قطار کوفہ سے کربلا کی طرف رواں دواں تھے، یہ تو وہ تھے جو باقاعدہ لشکر کی شکل میں آ رہے تھے باقی انفرادی طور پر بھی بہت سے لوگ کربلا کی طرف آ رہے تھے جن میں کچھ تاجر تجارت کا مال اٹھا کر منافع کمانے کی نیت سے، کچھ جراح، طبیب، خباز روٹی

پکانے والے، طباخی کھانا تیار کرنے والے، ترکھان، لوہار، نعال گھوڑوں کی نعلیں لگانے والے، نخاس (غلام اور کنیزیں فروخت کرنے والے) الغرض ہر شعبے اور پیشے کے لوگ جوق در جوق کربلا میں داخل ہو رہے تھے......(R_40)

میں عرض کر رہا تھا کہ چھ محرم کی شام سے کربلا میں لشکر پہنچنا شروع ہوئے اور 9 محرم کی شام تک لشکروں کی آمد جاری رہی تھی

صاحب بحار الانوار امام صادق علیہ الصلوات والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ کوفیوں کی جو باضابطہ فوج پہنچی تھی اس کی تعداد 30 ہزار تھی

یہ تو وہ فوج تھی جو حکومت کی تنخواہ دار اور مستقل فوج تھی

جس وقت 8 محرم کے دن عبیداللہ ابن زیاد ملعون نے کوفہ میں یہ اعلان کیا کہ اب اگر کوفہ میں کوئی جوان یا ضعیف ہمیں چلتا پھرتا نظر آ گیا تو اس کا خون ہم پر مباح ہو گا، میں اس کو قتل کر دوں گا، اس اعلان کے بعد تو تمام اہل کوفہ کربلا میں آ گئے

ابن زیاد نے خود آ کر مقام نخیلہ پر خیمہ لگا دیا اور چاروں طرف اپنے گماشتے لگا دیئے کہ جو کربلا کی جنگ سے بچنے کیلئے واپس آئے تو اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لے کر آؤ، اسی دوران ایک شامی واپس کوفہ جا رہا تھا اس کو گرفتار کر کے ابن زیاد ملعون کے سامنے پیش کیا گیا تو اس ملعون نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا

(R_41)

ابن زیاد ملعون نے ابجر بن قیس جعفی کو پل فرات (جو کوفہ اور کربلا کا درمیانی پل تھا) پر مقرر کیا کہ کسی کو واپس کوفہ نہ جانے دینا......(R_42)

جس وقت لشکروں کی آمد ہوئی اور ہر لشکر طبل بجاتا ہوا اور نعرے لگاتا ہوا کربلا

میں داخل ہو رہا تھا، گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں، نعروں کا شور، طبل، اور نقاروں کا ایسا شور تھا کہ زمین کربلا لرز رہی تھی

عین اس وقت ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا پاک بھائی کی خدمت میں حاضر ہوئیں روکر فرماتی ہیں میرا بھائی یہ جو ہزاروں لوگ کربلا میں آپ کے خلاف جمع ہو رہے ہیں آپ بھی تو کسی مددگار کو بلوالیں اس کوفہ میں ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی شاہی رہی ہے کچھ تو ان کے چاہنے والے بھی ہوں گے آپ ان کو بلوالیں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ بہن بخت و امن کے موسم میں دشمن بھی دوست ہوتے ہیں اور جب مشکل وقت ہو تو دوست بھی پہچاننے سے انکار کر دیتے ہیں اگر آپ کا مشورہ ہے تو پھر ہم شیعان کوفہ کی طرف خط لکھتے ہیں

پہلا خط جناب سلیمان صرد خزاعی کی طرف لکھا گیا......(R_43)

آقائے شیخ ذبیح اللہ محلاتی لکھتے ہیں کہ اس موقعہ پر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تین خطوط لکھوائے، ایک خط جملہ شیعان کوفہ کی طرف، دوسرا خط جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کے نام لکھوایا جس میں آنے والے حالات سے آگاہ فرمایا اور وصیت فرمائی، تیسرا خط صرف جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ کی طرف لکھوایا گیا (R_44)

اس خط کی عبارت یہ تھی ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم () مِنَ الحُسَینِ علیہ الصلوات والسلام بنِ عَلِیّ علیہ الصلوات والسلام اِلیَ الرَّجُلِ الفَقِیہِ حَبِیب ابنِ مَظَاهِرِ الاَسدِیّ – اَمَّابَعدُ فَقَد نَزَلنَا کَربَلاءَ وَ اَنتَ تَعلَمُ قُرَابَتِی مِن رَسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَاِن اَرَدتَ نُصرَتَنَا فَاَقدِم الینا عاجلاً

تحریر فرمایا کہ یہ خط کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے عالم علم آل محمدؐ علیہم الصلوات

والسلام جناب حبیب ابن مظاہر کے نام ہے

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم کربلا معلیٰ کو زینت بخش چکے ہیں اور ہمارا جو رشتہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے تم اس سے کماحقہٗ آشنا ہو، اگر تم ہماری نصرت کا ارادہ رکھتے ہو تو پھر جلدی پہنچنے کی کوشش کرو......(R_45)

یہاں پر یہ وضاحت کرتا چلوں کہ آج ہم اس کو فقیہ کہتے ہیں جو علم فقہ کا عالم ہو مگر آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی اصطلاح میں علم آل محمد علیہم الصلوات والسلام کے عالم کو فقیہ کہا جاتا ہے جیسا کہ توقیع مبارک میں ہے

☆اما من کان من الفقها

یعنی جو آل محمد علیہم الصلوات والسلام کے علم کے عالم ہوں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے دور میں پانچ افراد وہ تھے جن کو آل محمد علیہم الصلوات والسلام کے علم کا عالم مانا جاتا تھا اور ان کو خواص خمسہ کہا جاتا تھا ان کے نام یہ ہیں

() جناب میثم تمار بن یحییٰ سلام اللہ علیہ

() جناب حبیب ابن مظاہر اسدی سلام اللہ علیہ

() جناب رشید ہجری سلام اللہ علیہ

() جناب عمرو ابن حمق خزاعی سلام اللہ علیہ

() جناب محمدؐ بن ابی بکر سلام اللہ علیہ

یہاں پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ علم آل محمد علیہم الصلوات والسلام ہے کیا؟

اس کی تفصیل تو میں بیان نہیں کرسکتا اور نہ ہی بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن ایک موقعہ یاد دلانا چاہوں گا کہ جب اس کا ایک مظاہرہ ہوا

صاحب رجال کشی لکھتے ہیں کہ ایک دن جناب میثم بن یحییٰ سلام اللہ علیہ گھوڑے پرسوار ہوکر مجلس بنی اسد (یعنی کوفہ میں جو اسدی قبیلہ کا ڈیرہ تھا) کے نزدیک سے گزررہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ جناب حبیب ابن مظاہر اسدی سلام اللہ علیہ اپنے گھوڑے پرسوار ہوکر کسی طرف تیار کھڑے ہیں، انہوں نے ایک دوسرے کی طرف گھوڑے بڑھائے اور اس طرح ایک دوسرے کے قریب آئے کہ ان دونوں گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے کے ساتھ مل گئیں اور انہوں نے ایک دوسرے سے دل لگی کرنا شروع کردی، جناب حبیب سلام اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہم ایک جوان کو دیکھ رہے ہیں جس کے سر پر بال بہت تھوڑے ہیں اور وہ کوفہ میں کھجوریں اور خربوزے فروخت کرتے ہیں اور اس کو پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کی محبت کے جرم میں پھانسی پر لٹکایا جارہا ہے اور ان کے پہلو میں نیزہ مار کر شہید کیا جارہا ہے...... جناب میثم تمار سلام اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہم بھی ایک شخص کو دیکھ رہے ہیں جس نے مہندی سے اپنی ریش کو سرخ کیا ہوا ہے اور اس کے سر پر دو گیسو ہیں اور وہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت میں گھر سے روانہ ہو رہا ہے اور درجہ شہادت پر فائز ہورہا ہے اور اس کا سر کوفہ کی گلیوں میں گھمایا جارہا ہے یہ ایک دوسرے سے دل لگی کرنے کے بعد روانہ ہوگئے

ڈیرہ پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے کہا نعوذ باللہ ان سے زیادہ دروغ گو ہم نہیں دیکھا اچانک وہاں جناب رشید ہجری سلام اللہ علیہ پہنچ گئے اور لوگوں نے ان کو جناب حبیب سلام اللہ علیہ اور جناب میثم سلام اللہ علیہ کی گفتگو سنائی تو جناب رشید ہجری سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھائی میثم پر اللہ رحم کرے وہ یہ کہنا تو بھول گئے کہ جس وقت جناب حبیب سلام اللہ علیہ کا

سرکوفہ میں آئے گا تو ان کے سر کو اٹھانے والے کو باقی لوگوں سے ایک سو درہم زیادہ انعام ملے گا......(R_46)

یہ ہیں آل محمد علیہم الصلوات والسلام کے علم کے علماء، جن کے سامنے مستقبل حال جاری کی طرح تھا جو علم منایا اور بلایا کے عالم تھے، جو موت کے وقت، اس کی کیفیات اور طرز موت سے بھی واقف تھے اور آنے والی کوئی مصیبت ایسی نہ تھی جو ان کے علم میں نہ ہو

## آمدم برسر بیان

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب حبیب سلام اللہ علیہ کی طرف خط تحریر فرمایا 6 محرم الحرام کی رات کو قاصد روانہ ہوا، صبح سے پہلے یہ کوفہ کے دروازہ پر پہنچا، آذان صبح سے پہلے کوفہ کی فصیل کا دروازہ کھلا تو یہ قاصد داخل ہوا اور صبح کو ان کے دروازے پر آیا تو یہ وہاں موجود نہ تھے، دراصل یہ ابن زیاد ملعون کے خوف سے اپنے بیوی بچوں سمیت چھپے ہوئے تھے، یہ قاصد ان کو تلاش کرتا ہوا اس وقت ان کے پاس پہنچا جب یہ ناشتہ کر رہے تھے، جس وقت ان کی زوجہ نے ان کے سامنے ناشتہ رکھا انہوں نے پہلا لقمہ ہی اٹھایا جو ان کے گلو گیر ہو گیا، انہوں نے اپنی زوجہ سے فرمایا کہ کوئی نئی خبر آنے والی ہے، عین اس وقت قاصد نے دروازہ پر دستک دی، یہ باہر آئے، قاصد نے جلدی سے ان کو خط دیا اور واپس چلا گیا اور وہاں نہ رکا، انہوں نے خط جیب میں ڈالا اور واپس آ گئے

چونکہ قاصد مختلف مقامات سے پوچھتا ہوا ان تک پہنچا تھا اس لئے کوفہ میں آبادی

اسد کو علم ہو گیا کہ جناب حبیب سلام اللہ علیہ کے پاس کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا نوازش نامہ پہنچ چکا ہے، وہ سب جمع ہو گئے کہ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ مگر انہوں نے افشائے راز کی وجہ سے یہ نہ بتایا کہ ان کے پاس نوازش نامہ پہنچ چکا ہے

جس وقت تمام لوگ واپس چلے گئے تو اس وقت ان کی زوجہ نے عرض کی کہ اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟ انہوں نے مصلحت وقت کے پیش نظر ان کو بتایا کہ ہم سوچ رہے ہیں کہ جائیں یا نہ جائیں، کیونکہ اب ہماری ضعیفی ہے، ہم سے تلوار بھی نہیں اٹھائی جاتی، ہم کیا نصرت کریں گے، یہ فرما کر انہوں نے زوجہ گرامی کو رخصت فرمایا، ان کی زوجہ گرامی اندر گئیں اور اندر جا کر انہوں نے اپنا برقعہ اٹھایا اور آ کر جناب حبیب سلام اللہ علیہ کے سر پر رکھ دیا، جناب حبیب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم یہ کیا مذاق کر رہی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کرنے کیلئے عورتوں کی طرح ڈر رہے ہیں تو پھر عورتوں والا برقعہ بھی پہن لیں، اس کے بعد انہوں نے رو کر بین کیا اور رو کر کہا معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیکِ! کاش میں مرد ہوتی تو آپ کے بھائی کی نصرت ضرور کرتی ......(R_47)

اس وقت جناب حبیب سلام اللہ علیہ نے اپنی زوجہ کو دل کی بات سے آگاہ فرمایا کہ ہم جانے کی تیاری کر رہے ہیں مگر ہر طرف ناقہ بندی ہے باہر جانے کیلئے کوئی راستہ سوچنا ضروری ہے

☆ 6 محرم کی شام کو یہ گھر سے نکلے تاکہ کوفہ سے باہر جانے کا کوئی راستہ دیکھیں یہاں ان کا گزر بازار آہنگراں میں سے ہوا، یہاں انہوں نے دیکھا کہ ہزاروں لوگ اپنی اپنی تلواروں کی دھاریں تیز کروا رہے تھے، کچھ لوگ اپنے گھوڑں کو

نعلیں لگوا رہے تھے، کچھ اپنے تیروں اور نیزوں کی نوکوں کو زہر میں بجھا رہے تھے، تمام کوفہ بڑی جلدی میں نظر آتا تھا

جناب حبیب سلام اللہ علیہ اس بازار سے گزر کر اگلے بازار میں گئے یہاں انہوں نے جناب مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ کو دیکھا جو ایک عطار کی دوکان سے مہندی لینے کیلئے آئے ہوئے تھے، اس وقت ان کی عمر کم وبیش 110 سال تھی، جناب حبیب سلام اللہ علیہ نے جا کر ان کا شانہ ہلایا، انہوں نے مڑ کر دیکھا مگر ان کو نہ پہچانا، انہوں نے اپنے رخ سے دستار کا دامن ہٹایا تو پھر انہوں نے پہچان لیا اور ان کو گلے لگایا اور پہلا سوال یہ کیا کہ آج تمام کوفہ متحرک نظر آ رہا ہے خیریت تو ہے یہ جنگ کی تیاریاں کس لئے ہو رہی ہیں؟ جناب حبیب سلام اللہ علیہ نے ان کو بتلایا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کربلا میں پہنچ چکے ہیں یہ سن کر جناب مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ نے مہندی دوکاندار کو واپس کر دی اور اپنی ریش پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اب تجھے صبغۃ اللہ سے ایسے رنگ کروں گا جو کبھی بھی نہ اترے گا

ان دونوں بزرگوں نے کوفہ سے نکلنے کا پروگرام بنایا

کوفہ سے باہر جناب حبیب سلام اللہ علیہ کی ایک جاگیر تھی گویا ان کا ایک زرعی فارم تھا یہاں پر ان کے بھائی اور چچا زاد بھائیوں کی رہائش بھی تھی

جناب حبیب سلام اللہ علیہ اور جناب مسلم سلام اللہ علیہ نے آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ آج رات ہم ہر صورت میں اس جاگیر میں پہنچ جائیں گے، جو پہلے پہنچے گا وہ دوسرے کا انتظار کرے اور وہاں سے آگے اکھٹے جائیں گے، جناب حبیب سلام اللہ علیہ نے آتے ہی اپنے غلام کو فرمایا کہ تم ہمارے گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے باہر ہماری جاگیر

کے باہر ہمارا انتظار کرنا، اگر کوئی آدمی راستے میں پوچھے تو یہ بتانا کہ میں کھیتوں پر کام کرنے کیلئے جارہا ہوں اور زرعی سامان میں اپنا سامان جنگ بھی چھپا کر بھیج دیا سورج غروب ہونے کے فوراً بعد ان کا غلام روانہ ہوا اور مقام موعود پر پہنچ گیا جناب حبیب سلام اللہ علیہ کو کوفہ سے نکلنے کیلئے کافی محنت کرنا پڑی، ان کو نمازِ عشاء کے بعد گھر سے نکلنے کا موقعہ ملا، ان کا غلام بڑی بے چینی کے ساتھ ان کا انتظار کر رہا تھا اور ان کے گھوڑے کے ساتھ کلام کرنے میں مصروف تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ سردار لوگ بھی عجیب ہوتے ہیں اور بڑے لا پرواہ بھی ہوتے ہیں آج کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کرنے کا دن آیا تو بھی اپنی سردارانہ سستی نہیں بھولے اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت میں بھی پس و پیش کر رہے ہیں

اب میں تھوڑی دیر ان کا انتظار کروں گا اگر وہ نہ آئے تو پھر تم میرے ساتھی بننا ہم دونوں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کیلئے کربلا چل دیں گے، ہم دونوں مل کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کریں گے وہ گھوڑے کے ساتھ کلام بھی کر رہے تھے اور رو بھی رہے تھے اور گھوڑا بھی ساتھ رو رہا تھا کہ جناب حبیب سلام اللہ علیہ نے جا کر سلام کیا، غلام ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوا......(R_48)

اس وقت جناب حبیب سلام اللہ علیہ جناب مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ کے انتظار کیلئے رک گئے کچھ دیر کے بعد وہ بھی ایک محمل پر بیوی کو سوار کر کے ایک کنیز ایک بیٹے اور ایک غلام کے ساتھ وہاں پہنچ گئے، انہوں نے چھپ کر آنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ان کی ضعیفی اور مستورات کو ساتھ دیکھ کر پہرے داروں نے ان پر کوئی سوال نہ کیا

(R_49)

یہاں پر جناب حبیب سلام اللہ علیہ نے پروگرام بنایا کہ ہم پہلے جاگیر والے مکان پر جا کر اپنے بھائی جناب علی بن مظاہر سلام اللہ علیہ اور چچا زاد بھائی ربیعہ بن خوط کو بھی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کی دعوت دیں گے شاید ان کا مقدر بھی یاوری کرے، یہ دونوں یہاں پہنچے اور انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی علی بن مظاہر سلام اللہ علیہ اور اپنے چچا زاد بھائی کو نصرت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی دعوت دی، ان دونوں نے ان کی دعوت قبول کر لی اور علی بن مظاہر سلام اللہ علیہ نے اپنی بیوی کو اپنے عزائم سے آگاہ کیا تو ان کی بیوی نے اسرار کیا کہ میں تمہارے ساتھ چل کر معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں کی خدمت کروں گی ......(R_50)

ان کے چچا زاد بھائی جناب ربیعہ بن خوط سلام اللہ علیہ بھی فوراً تیار ہو گئے

یہ چھوٹا سا کارواں رات کی تاریکی میں کوفہ کے نواح سے روانہ ہوا اور 7 محرم کی صبح پہلے پہر یہ قافلہ کربلا معلیٰ میں داخل ہوا

## جناب علی بن مظاہر سلام اللہ علیہ

جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ کے حالات کلی طور پر نہیں تو جزوی طور پر آپ تمام جانتے ہیں مگر ان کے چھوٹے بھائی جناب علی بن مظاہر سلام اللہ علیہ کے بارے میں اکثر مقررین کچھ بھی نہیں جانتے اس لئے یہاں اجمالی طور پر ان ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں ...... جناب علی بن مظاہر اسدی سلام اللہ علیہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے اصحاب میں سے تھے اور یہ حافظ قران بھی تھے اور اپنے زمانہ کے صاحب زہد وتقویٰ افراد میں ان کا شمار ہوتا تھا، انہوں نے جنگ صفین وجمل ونہروان میں امیر

کائنات علیہ الصلوات والسلام کی نصرت میں جم کر تلوار چلائی تھی، تحریک کوفہ میں ان کا بہت اہم کردار تھا اور نواح کوفہ میں انہوں نے کافی کام کیا تھا، جناب مظاہر اور جناب خوط کی اولاد کو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے کوفہ کے باہر ایک جاگیر عطا فرمائی تھی جو حصہ جناب حبیب سلام اللہ علیہ کا تھا اس کا انتظام بھی جناب علی بن مظاہر سلام اللہ علیہ کرتے تھے

ان کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ جب شب عاشور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے تمام اصحاب کو بیعت سے آزاد فرمایا، پھر تین مرتبہ چراغ گل فرمایا اور تمام لوگوں کو جانے کا حکم فرمایا تو بہت سے لوگ اس وقت چھوڑ کر چلے گئے تھے جس وقت تمام جانے والے جا چکے تو اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا

☆ من كان في رحله امرة فلينصرف بها الى اهلها ...... (R-51)

جن جن اصحاب کے ساتھ ان کی مستورات کربلا میں آئی ہیں ان کیلئے ہمارا مناسب مشورہ یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنی مستورات کو کسی محفوظ مقام تک یا اپنے قبیلہ تک پہنچائیں کیونکہ کل یہاں جو کچھ ہونا ہے شاید کسی کا بھی پردہ محفوظ نہ رہ سکے اور ہم نہیں چاہتے کہ کسی کے ناموس کی ہتک حرمت ہو

تمام اصحاب نے عرض کی کہ آقاؑ اس حکم کی کیا وجہ ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا کہ

☆ان نسائی لَتُسبیٰ بعد قتلی و اخاف علیٰ نساءکم من السبی

ہم جانتے ہیں کہ راہِ رضا میں کل ہم سب نے شہید ہو جانا ہے اس کے بعد قوم

ملعون نے ہمارے خیام اطہر تک جسارت کا قدم بڑھانا ہے اور ہمارے پردہ داروں کو کوفہ وشام کے بازاروں میں لے جانا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے پردہ داروں کے ساتھ آپ کے پردہ دار اسیر ہوکر مصائب کا سامنا کریں

جناب علیؑ بن مظاہر سلام اللہ علیہ یہ فرمان سن کر اپنے خیمہ میں آئے مگر ان کے چہرے پر کافی پریشانی کے آثار تھے، یہ ابھی کافی دور تھے کہ ان کی زوجہ کی نظر ان کے چہرے پر پڑی، انہوں نے مسکرا کر سوال کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تمہارے سامنے آج ایک خطبہ فرمایا ہے اور علیحدگی میں کچھ کلام اور احکام بھی فرمائے ہیں وہ کیا ہیں؟ انہوں نے جواب میں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا فرمان سنایا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہے کہ تم اپنی مستورات کو اہل قبیلہ تک پہنچا کر آؤ، کل کا دن قیامت کا دن ہے، ان کی زوجہ نے فرمایا اب تمہارا کیا خیال ہے، انہوں نے کہا کہ میں تمہیں لینے آیا ہوں تم تیاری کرو میں تمہیں غاضریہ میں بنی اسد کے پاس پہنچا کر آؤں، وہ تمہاری حفاظت بھی کریں گے اور امن وامان کے ساتھ تمہیں کوفہ بھی پہنچا دیں گے

جس وقت ان کو شوہر نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو ہم تمہیں محفوظ مقام تک پہنچا آئیں، اس وقت انہوں نے منہ پر ماتم کرنا شروع کیا اور بین کرنا شروع کیے

پھر انہوں نے روکر سوال کیا کہ سرکارؑ نے تو آپ سب کی خیر اور بھلائی کیلئے یہ حکم فرمایا ہے کیا تم میں سے کسی نے یہ بھی سوچا ہے کہ تمہارے بعد نبیؐ زادیوں کے پاک پردہ کی حفاظت کون کرے گا، کون ان کو امت ملعون کے مظالم سے بچائے گا یا سرکارؑ کی شہادت کے بعد کون بے کس و بے آسرا مستورات کو وطن پہنچائے

گا؟ ...... علیؑ ابن مظاہر سلام اللہ علیہ نے کہا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے پردہ داروں کا تو اللہ حافظ ہے، تم غیور ہو اپنے پردہ داروں کو محفوظ مقامات پر پہنچا کر آؤ، جس وقت انہوں نے یہ بات کہی علیؑ بن مظاہر سلام اللہ علیہ کی زوجہ نے خیمہ کی چوب سے پیشانی کو ٹکرایا اور کہا

☆یابن مظاهرايسرك ان تسبى بنات رسولؐ الله صلوات الله عليهن و انا امنة من السبى ايسرك ان تسلب عالية ردائها من راسها و اناастتر من ردائى، ايسرك ان تذهب من بنات سيدة اقراطها واناتزين بقرطى ايسرك ان بيض وجهك عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و يسود وجهى عند سيدة نساء العالمين صلوات الله عليها والله انتم تواسون الرجال و نحن نواسى النسا...... (R-52)

اے ابن مظاہر فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تم نے انصاف نہیں کیا، ہمارا اسیر ہونا بڑی بات ہے یا کونین کی مالک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کا اسیر ظلم ہونا بڑی بات ہے...... کیا تم یہ چاہتے ہو کہ پاک شہزادیوں کی ردائیں توحید کے کام آئیں اور ہمارے سر کی چادریں محفوظ رہیں؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ پاک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے زیور عرش الٰہی کی زینت بن جائیں اور ہماری عورتیں زیوروں کے ساتھ آراستہ رہیں؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم مرد امام حسین مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے نانا پاک سے سرخرو ہو جاؤ اور ہم معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کے سامنے بھی نہ جاسکیں

تمہیں اپنی غیرت اور ناموس کا تو احساس ہے مگر ان کی عصمت و عزت کو کیوں بھول رہے ہو کہ جن کی کنیزیں جناب مریم و جناب سارا سے زیادہ عزت وشان کی مالک ہیں، جو کبھی دن کی روشنی میں اپنے پاک نانا کی مزار اطہر تک بھی

تشریف نہ لے جاتی تھیں اور کسی مقصد عظیم کی تکمیل کیلئے پہلی مرتبہ جنگلوں میں آئی ہیں تم ان کے پردے کا احساس کیوں نہیں کر رہے ہو

ہم تمام کنیزوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم پر جتنے بھی ظلم ہوں گے وہ ہم برداشت کریں گی حتیٰ کہ ان کی نصرت میں اگر ظالمین کے ہاتھوں موت بھی آ جائے تو ہمیں منظور ہو گی مگر اس ویرانہ میں اپنی پاک مرشدزادیوں اور بے نوا سیدزادیوں کو چھوڑ کر کہیں نہ جائیں گی

آپ سے ہماری اتنی سی التجا ہے کہ اب ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیں اور ہماری راہِ نصرت میں حائل ہونے کی کوشش نہ کریں، ہم آخری سانس تک ان کی نصرت کریں گی اور انہی پر زندگی قربان کریں گی

تمام مومنین دعا کریں کہ اب تو ان پاک شہزادیوں کے دکھوں کا مداوا ہو اور ان کو دوبارہ خوشیاں نصیب ہوں، جن دلوں میں ان پاک شہزادیوں کے پردے کا درد ہے وہ اب ان پاک شہزادیوں کو وطن میں آباد دیکھیں، وہ پاک مستورات جنہوں نے ان کی نصرت کو دنیا کی ہر چیز پر فوقیت دی اب ان کا گھر اطہر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آباد دیکھیں

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 3

# ﴿سات محرم الحرام﴾

عزاداران گرامی!

میں آپ کے سامنے جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ کے واقعات پیش کرر ہا ہوں روضہ خوان حضرات کے بیانات سے عام طور پر ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ جناب حبیب اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام تقریباً ہم عمر تھے مگر یہ حقیقت نہیں کیونکہ بوقت شہادت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی ظاہری حیات طیبہ 57 برس تھی جبکہ صاحب اعیان الشیعہ لکھتے ہیں کہ جناب ابوالقاسم حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ کی عمر کربلا میں 75/74 برس تھی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کی ولادت باسعادت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے دو سال پہلے ہوئی تھی یعنی ہجرت نبوی سے 15 برس پہلے ان کی ولادت ہوئی، اس وجہ سے جناب حبیب سلام اللہ علیہ کو کتب رجال میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی لکھا جاتا ہے یہ حافظ قرآن تھے اور ان کا یہ معمول تھا کہ یہ ہر رات عشاء کے بعد قرآن ختم کر کے سوتے تھے......(R_53)

فاضل سماوی ابصار العین میں لکھتے ہیں کہ جناب حبیب سلام اللہ علیہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی تمام جنگوں میں مسلسل شریک رہے تھے اور انہوں نے جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی بھرپور نصرت کی تھی، اسی وجہ سے ان کو جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

کے اصحاب میں بھی شمار کیا جاتا ہے ...... (R_54)

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے بچپن کا ساتھی کیونکہا جاتا ہے؟ اس کی وجہ مقاتل وتاریخ کے وہ واقعات ہیں جن میں بچپن میں ان کی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ محبت وعقیدت کا اظہار رہے

صاحب منتخب التواریخ اور دیگر لاتعداد کتب میں منقول ہے کہ ایک دن سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر اطہر سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد نبوی کے ساتھ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اصحاب کے بچوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا ظاہراً بچپن تھا، شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ رحمت فرمائی اور دیکھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام بچوں کے ساتھ دوڑ رہے تھے اور وہاں ایک 20/18 سال کا نوجوان کھڑا تھا جو یہ کھیل دیکھ رہا تھا، جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ان کے نزدیک سے گزرتے تھے تو وہ ان کے پاؤں کی خاک اٹھا کر اپنے رخساروں پر لگاتا تھا اور ان کے ہر قدم پر صلوات پڑھتا تھا، یہ منظر دیکھ کر رحمت عالمین نے اس جوان کو اپنے قریب بلایا اور اس کا سر پکڑ کر اپنے سینہ سے لگایا اور اس کی پیشانی پر بوسے ثبت فرمائے یعنی بے حد پیار کیا

اصحاب کرام نے عرض کی کہ آقا آپ اس نوجوان کی پیشانی پر بوسہ بھی دے رہے ہیں اور اتنی شفقت فرما رہے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، روکر فرماتے ہیں یہ میرے مظلوم بیٹے کے ناصرین میں سے ہے، یہ مشکل وقت میں میرے لعلؑ کی نصرت کرے گا ...... (R_55)

جناب حبیب کے بارے میں تمام صاحبان مقتل کا یہ فیصلہ ہے کہ

☆ان حبیبؑ صاحب لواء الحسین علیہ الصلوات والسلام و من خواص اصحابہ لایفارقہ فی کربلا لیلاً و لانھارا ......(R_56)

جناب حبیب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے علمبرداران لشکر میں سے تھے اور ان کے ایسے باوفا صحابی تھے جو ان سے کسی وقت بھی جدا نہ ہوئے اور دن رات ان کی مؤدت کا دم بھرتے رہے

7 محرم الحرام کی صبح ہے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے طلوع آفتاب کے بعد اپنی مختصر سی فوج کو اپنے خیمہ میں یاد فرمایا اور ان کو آگاہ فرمایا کہ اب جنگ ناگزیر ہو چکی ہے، اس لئے ہم مدینہ منورہ سے جو بارہ علم تیار کر کے ساتھ لے آئے تھے مناسب یہ ہے کہ ہم وہ علم تقسیم فرمادیں

سب علم پاک سامنے آئے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ایک علم پاک کو اپنے ساتھ علیحدہ رکھ دیا اور باقی علم پاک تقسیم فرما دِئے، اس وقت کسی نے عرض کی کہ یہ علم کس کیلئے ہے؟ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اس کا علمبردار اب پہنچنے والا ہے، اسی وقت کوفہ کی طرف سے گردِ سفر نظر آئی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تمام صحابہ چل کر ان کا استقبال کریں کیونکہ ہماری فوج کا ایک علمبردار آرہا ہے

جس وقت جناب حبیب سلام اللہ علیہ خیام کے قریب آئے تو ان کی نگاہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام پر پڑی ......(R_57)

☆ترجل عن جوادہ و جعل یقبل الارض بین یدیہ و ھو یبکی

جناب حبیب سلام اللہ علیہ جلدی کے ساتھ راہوار سے اترے اور قریب پہنچ کر کریم کربلا

علیہ الصلوات والسلام کے سامنے ادب کی وجہ سے زمین کو بوسہ دیا اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

جس وقت انہوں نے آکر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر سر جھکانے کی کوشش کی تو کریم ازل نے ان کے شانوں سے پکڑ کر سینہ سے لگایا ان کے صبر کے بند ٹوٹ گئے اور اونچی آواز میں رونے لگے

یہی آواز خیام اقدس میں پہنچی تو جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے دائی پاک کو فرمایا کہ معلوم کرو کہ یہ کس کے رونے کی آواز ہے

دائی پاک نے آکر اطلاع دی کہ آپ کے بھائی کے بچپن کے ساتھی جناب حبیب سلام اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو گلے لگا کر گریہ کر رہے ہیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی کریم بہن صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ دائی تم حبیب بھائی کے پاس جاؤ

☆اقرئی منی سلام

اور ان سے کہو کہ تمہاری بہنیں تمہیں سلام فرما رہی ہیں جس وقت جناب حبیب سلام اللہ علیہ کو دائی پاک نے معظّمہ کائنات بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے سلام دِئے تو انہوں نے اپنا عمامہ زمین پر پھینک دیا اور سر میں خاک کربلا ڈالی اور رو رو کر عرض کی

☆من انا و من اکون حتّٰی تسلم بنت امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام

میں کیا ہوں اور میری کیا اوقات ہے کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی پاک بیٹیاں میری طرف سلام بھجوائیں ...... (R_58)

دوستو! یہاں پر میں ایک بات عرض کرتا چلوں کہ پانچ محرم سے روز عاشور تک

کے حالات و واقعات بیان کرنے کیلئے میرے سامنے دو راستے ہیں یا تو میں شخصیات کے حوالے سے بیان کروں یا ہر دن کے حوالے سے واقعات پیش کروں مگر یہ دونوں راستے ایسے ہیں کہ جن میں واقعات کی ترتیب اور معلومات کے منتشر ہونے کا خطرہ ہے اس لئے ان دونوں راستوں کو ملا کر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں جس کا مقصد اپنے سامعین اور قارئین کو ترتیب کے ساتھ واقعات عرض کرنا اور زیادہ سے زیادہ معلومات دینا ہے

میں جناب حبیب سلام اللہ علیہ کے واقعات اگر بیان کرتا رہوں تو پھر ان کی شہادت تک کے حالات یہیں پر لکھنا لازم ہوں گے مگر اس کے ساتھ ہر دن کی رپورٹ میں فرق آئے گا اس لئے ایام کی ترتیب کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتا ہوں

دوستو واقعہءِ کربلا سرزمین کربلا پر ہو رہا تھا مگر اس کی ضمنی ایکٹی ویٹیز (Activities) یا سرگرمیاں کچھ دوسرے مقامات پر جاری تھیں یعنی ایک طرف کوفہ کی سرگرمیاں تھیں، دوسری طرف ابن سعد ملعون کے لشکر کی سرگرمیاں تھیں، ان تمام کو ایک وقت میں بیان کرنا ناممکن ہے، وقت اور ایام کا لحاظ رکھتے ہوئے میں ان کو بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں

## ☆ 7 محرم الحرام!

میں نے اپنے سابقہ بیان میں عرض کی تھی کہ 6 محرم کی رات کو جناب خزیمہ خزیمی سلام اللہ علیہ مذاکرات کیلئے آئے اور انہوں نے جس وقت آ کر عرض کی کہ آقاؑ آپ یہاں کیوں تشریف لائے ہیں تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم از خود یہاں

تشریف نہیں لائے بلکہ تمہارے خطوط نے ہمیں مجبور کیا ہے اور تمہارے ہی بلاوے پر ہم تشریف لے آئے ہیں، اس کے بعد طویل گفتگو ہوئی جس کے بعد جناب خزیمہ خزیمی سلام اللہ علیہ نے جانے سے انکار کر دیا، اس وقت ابن سعد ملعون کافی دیر ان کا انتظار کرتا رہا مگر یہ واپس نہ گئے، سات محرم کو جناب حبیب سلام اللہ علیہ بھی پہنچ گئے

جس وقت جناب حبیب سلام اللہ علیہ پہنچے تو عین اسی وقت ابن سعد ملعون نے قرۃ بن قیس حنظلی (بنی حنظلہ تمیم کی ایک شاخ ہے) کو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی طرف روانہ کیا تاکہ مذاکرات کو جاری رکھا جائے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے خیمہ اطہر میں تشریف فرما تھے، ساتھ کچھ معتبر اصحاب بھی بیٹھے تھے جن میں جناب مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ اور جناب حبیب سلام اللہ علیہ بھی تھے، اس وقت ایک صحابی نے آکر عرض کی کہ قرہ بن قیس حنظلی شرف باریابی چاہتا ہے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب حبیب سلام اللہ علیہ کی طرف نگاہ فرمائی اور دریافت فرمایا کہ کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ انہوں نے عرض کی آقاؑ یہ ایک معزز صاحب رائے، سمجھدار اور شریف انسان ہے اور قبائلی لحاظ سے یہ ہمارا بھانجا ہے کیونکہ ان کی والدہ بنی اسد کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور ہمیں تو یہ بات بھی عجیب لگتی ہے کہ اتنا نیک انسان عمر بن سعد ملعون کی فوج میں کیسے موجود ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اب انہیں بھیج دو، یہ قرہ بن قیس حنظلی بارگاہ عالیہ میں انتہائی ادب کے ساتھ حاضر ہوا، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اتمام حجت کیلئے اپنے فرامین واحکامات کا اعادہ فرمایا، حالانکہ جانتے تھے کہ ازل کا جو میثاق ہے

اس کی تکمیل ہر صورت میں ہونا ہے، پھر بھی انہوں نے اتمام حجت فرماتے ہوئے قوم ملاعین کو تین راستے دِئے اور فرمایا کہ

() ہم جنگ کرنے نہیں آئے، تمہارے بلاوے پر آئے ہیں، اگر تمہیں ہمارا آنا ناگوار گزر رہا ہے تو ہم واپس مدینہ چلے جاتے ہیں

() اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم ممالک اسلامیہ میں بھی نہ رہیں تو ہمیں راستہ دے دو ہم کسی غیر مسلم ملک کی طرف چلے جاتے ہیں

() اگر تم یہ بھی پسند نہیں کرتے تو پھر ہمیں چھوڑ دو ہم آزادانہ طور پر فرعون شام سے حق اور باطل کا فیصلہ کرلیں گے، تم ہمیں شام جانے دو

جس وقت قرہ بن قیس حنظلی نے یہ فرمان سنا تو اس نے عرض کی کہ اس سے بڑا اصولی موقف تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا، آپ حق فرمارہے ہیں

یہ کہہ کر وہ اٹھنے لگا تو جناب حبیب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ ارے بد بخت تم جنت کو چھوڑ کر کہاں جارہے ہو، تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کر، انہیں کے گھر اقدس کی وجہ سے تو تمام مسلمانوں کو اسلام نصیب ہوا ہے، اس نے عرض کی کہ میں ابن سعد ملعون کو جواب دے کر پھر سوچوں گا کہ نصرت کروں یا نہ کروں، یہ بد بخت وہاں سے چلا اور آ کر ابن سعد ملعون کو جواب دیا

اس نے کہا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی تمام باتیں اصول پر مبنی ہیں اس لئے اب ایسا سمجھو کہ ہمیں اللہ نے جنگ سے بچا لیا ہے، اس نے دل میں خیال کیا کہ اب مجھے بغیر جنگ کئے رائے کی حکومت مل جائے گی

اس نے تمام اہل لشکر کو کہا کہ میں یہ تمام احوال ابن زیاد ملعون کی طرف لکھتا ہوں

مجھے امید ہے کہ وہ ان میں سے ایک کو ضرور قبول کرلے گا
اس کے بعد ابن سعد ملعون نے اسی وقت ابن زیاد ملعون کی طرف خط لکھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام جنگ کرنے کیلئے یا کوفہ پر قبضہ کرنے کیلئے تشریف نہیں لائے اور نہ ہی حکومت وقت کے خلاف ان کے کوئی عزائم ہیں اور نہ انہوں نے حکومتی قانون کے خلاف کوئی ایسا جرم کیا ہے جس کی وجہ سے ان کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہو، اس لئے مناسب ہے کہ تم ٹھنڈے دل سے ان کی تجاویز پر غور کرو
یہ خط لکھ کر اس نے ایک تیز رفتار ناقہ سوار کو کوفہ روانہ کیا، یہ ناقہ سوار نماز ظہر سے پہلے ہی مسجد کوفہ میں پہنچ گیا
یہ 45 میل کا فاصلہ تیز رفتار ناقہ سوار کیلئے عموماً اڑھائی گھنٹے کا تھا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ناقہ سوار 11/10 بجے دن کو کربلا سے روانہ ہوا ہوگا، جس وقت یہ ابن زیاد ملعون کے دربار میں پہنچا تو اس ملعون نے فوراً قاصد کو دربار میں بلوایا اور خط وصول کیا
حسان بن قائد عبسی روایت کرتا ہے کہ جس وقت یہ قاصد خط لے کر پہنچا تو میں دربار میں موجود تھا، ابن زیاد ملعون نے خط پڑھا، اور کہا کہ یہ ایک ایسے مشفق اور مہربان دوست کا خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ ہے...... (R_59)
ایک روایت یہ ہے کہ خط پڑھ کر ایک مکروہ قہقہہ اس کے منہ سے نکلا اس کے بعد اس ملعون نے کہا
☆ الآن اذعلقت مخالبنابه ویر جواالنجاة ولات حین مناص......(R_60)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ظلم وستم کے گرداب میں تو اب آئے ہیں، اب ان کے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں رہا، یعنی ہم نے انہیں ہر صورت میں شہید کرنا ہے، کیونکہ ہم نے بیعت پر زور دینا ہے اور انہوں نے کسی صورت بیعت قبول نہیں کرنا ہے کیونکہ اللہ بیعت ابلیس پر کیسے راضی ہوسکتا ہے؟

اس ملعون نے شیث بن ربعی ملعون سے کہا کہ تو تیز رفتار ناقہ پر سوار ہوکر جلدی سے کربلا پہنچ اور میرا خط ابن سعد ملعون کو دینا مگر تو اپنا چہرہ چھپا کر جانا اور پہلے جائزہ لینا کہ ابن سعد ملعون میرے خلاف کیا کیا چال چل رہا ہے

یہ ملعون خط لے کر روانہ ہوا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ تم سوائے بیعت کے کوئی بات قبول نہ کرنا اور اگر بیعت سے انکار کریں تو ان کا پانی بند کردو، جیسے تیسرے خلیفہ کا پانی بند کیا گیا تھا......(R_61)

یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ تیسرے خلیفہ کے قتل میں پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کا کوئی ہاتھ نہ تھا بلکہ جس وقت اہل کوفہ ومصر نے تیسرے خلیفہ کے گھر کا گھراؤ کیا تھا تو تین دن اس کے گھر کا پہرہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے تمام فرزندان اطہار علیہم الصلوات والسلام مل کر دیتے رہے تھے اور خود امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے خود پانی کی مشکیں اٹھا کر ان کے گھر پہنچائیں، مگر اس قتل میں امیر شام نے اپنے سیاسی مقاصد کی خاطر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو ملوث کیا تھا اور یہ اس کا پروپیگنڈا تھا کہ اس کے قتل میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام انوالو (Involve) یا ملوث ہیں جبکہ یہ تاریخی طور پر ثابت نہیں ہے اور خلاف حقیقت بھی ہے

## آمدم بر سر بیان جاری

شیث بن ربعی ملعون کوفہ سے روانہ ہوا، اس ملعون نے اپنا منہ چھپا رکھا تھا اور یہ شام کے ساڑھے چار یا پانچ بجے کے قریب کربلا پہنچ گیا

اس ملعون نے ابن سعد ملعون کو اس خیال سے خوش دیکھا کہ مفت کی جاگیر ہاتھ آرہی ہے اور اس وقت ابن سعد ملعون اپنے لشکر سے کہہ رہا تھا کہ ابن مرجانہ ملعون کو جنگ سے بچنا چاہیے، اس وقت شیث بن ربعی ملعون نے چہرے سے نقاب ہٹایا اور ابن زیاد ملعون کا خط اس کی طرف بڑھایا

اس ملعون نے جلدی سے خط کو کھولا تو اس کے ہوش اڑ گئے، اس نے تمام لشکر سے کہا کہ یہ ابن مرجانہ ملعون پاگل ہو گیا ہے کہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے پر بضد ہے......(R_62)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابن زیادہ ملعون کو شمر ذی الجوشن ملعون نے مشورہ دیا تھا کہ تو سوائے بیعت کے کوئی بات قبول نہ کر، اگر آج کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو مہلت دی گئی تو کل یہ بہت زیادہ طاقت ور ہو کر سامنے آسکتے ہیں، آج ان کی مجبوری سے فائدہ اٹھا......(R_63)

جس وقت ابن سعد ملعون نے خط پڑھا اور شیث بن ربعی ملعون سے زبانی پیغام بھی سنا تو اس نے خود شیث بن ربیعی کندی ملعون سے کہا کہ تو یہ بات جا کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے خود کر، اس ملعون نے کہا کہ میں تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو دعوت دینے والوں میں سے ایک ہوں، میں اب کس منہ سے جا کر کہوں کہ آپ

یزید ملعون کی بیعت کریں یا جنگ کریں

اس نے فوراً ایک پیغامبر بھیج کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو آگاہ کیا کہ ملعون کوفہ کا یہ خط آیا ہے، بروایت دیگر اس ملعون نے وہ خط بھی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی طرف بھیج دیا...... (R_64)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ارے ابن سعد ملعون تو نے بھی ہمیں خط لکھا تھا اور تو نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ ہم ایک شرابی، زانی بالمحارم کی بیعت کیوں کریں آج تو اس ملعون کی بیعت کیلئے ہمیں آمادہ کرنے میں مصروف ہے کیا یہ کوئی اصول کی بات ہے، اس ملعون نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنی طرف سے مکمل کوشش کی ہے کہ جنگ نہ ہو مگر ابن مرجانہ ملعون نے زبانی پیغام بھیجا ہے کہ میں نے تجھے بیعت کیلئے بھیجا تھا تو صلح اور مذاکرات میں مصروف ہے، اب جلدی جلدی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے بیعت لینے کی کوشش کر اور اگر وہ راضی نہ ہوں تو سب سے پہلے ان کے خیام نہر علقمہ کے کنارے سے ہٹا دے اور اس کے بعد ان کا پانی بند کردے اور تمہارے منصب پر میں شمر ملعون کو نگران بنا کر بھیج رہا ہوں جو تمہارے کام کی نگرانی کرے گا اور مجھے اطلاع دے گا کہ کیا تو ٹھیک ٹھیک میری اطاعت کر رہا ہے یا نہیں، اب تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے دوٹوک فیصلہ کر یعنی یا تو وہ بیعت کریں یا جنگ کریں، اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے اب میں کیا کروں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے کوئی جواب نہیں دیا، شیث بن ربعی ملعون اور دیگر خوارج کے اسرار پہ اس نے حکم دیا کہ جس معظّمہ کائنات شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا کے حق مہر میں کونین کے تمام دریا ہیں ان کی اولاد سے کہو کہ اپنے خیام دریا سے

دور لگائیں، ایک ملعون نے ابن سعد ملعون کا یہ حکم آ کر سنایا

جس وقت وفا کے کردگار، شجاعت کے وقار، غیرت کے پروردگار اور پیاسی فوج کے سالار علیہ الصلوات والسلام نے یہ حکم سنا تو آنکھوں میں جلال کی سرخی دوڑی، جبین مبین پر غضب ذوالجلال عکس ریز ہوا، جسم اطہر میں شجاعت خیبر شکن نے انگڑائی لی، اس پیغامبر کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں کہ ہماری خاموشی کو شاید تم نے کمزوری سمجھ لیا ہے یہ تمہاری غلط فہمی ہے

اس موقعہ پر جناب میر انیس مرحوم کے کلام سے چند اشعار مناسب تبدیلی کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں

برہم ہوئے یہ سنتے ہی عباسؑ خوش خصال
غازیؑ کو شیر حق کی طرح آ گیا جلال
قبضہ پہ ہاتھ رکھ کے یہ بولا علیؑ کا لعلؑ
اب یاں سے کوئی ہم کو ہٹا دے، ہے کیا مجال
ہم اور خوف جاں سے لڑائی کو چھوڑ دیں
دیکھا نہیں کہ شیر ترائی کو چھوڑ دیں



ان کی آنکھوں میں جلال کی سرخی آئی عالم جلال میں فرماتے ہیں ملعونو! تمہاری یہ جرأت کہ ہمیں خیام فلک احتشام کنارِ دریا سے دور لے جانے کا کہو، کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ آج میں عباس ابن علی علیہا الصلوات والسلام یہاں موجود ہوں اور یہ فقط نبی زیادیوں کے خیام نہیں بلکہ یہ میری زندگی کو محور بھی ہیں، اب تم میرا فیصلہ بھی سن لو



یاں سے کہیں رسولؐ کا پیارا نہ جائے گا
ہم وہ نہیں کہ جان کو وارا نہ جائے گا
راہوار اس جگہ سے ہمارا نہ جائے گا
تا حشر ہاتھ سے یہ کنارا نہ جائے گا
رکھتے ہیں اس زمیں کیلئے سر کو ہاتھ پر
قبضہ ہے تا بہ حشر ہمارا فرات پر



ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام تشریف لائے اور اپنے جلالِ الٰہی کے مالک بھائی کو سینہ سے لگایا، ریش اطہر پر بوسہ دے کر فرماتے ہیں



کیوں کانپتے ہو غیظ سے ابرو پہ کیوں ہے بل
مالک ہو تم ، تمہارا ہی دریا پہ ہے عمل
ہمت میں فرق ہے نہ شجاعت میں کچھ خلل
غصہ کو تھام لو یہ نہیں جنگ کا محل
مانو میرا کہا میں تمہارا امامؑ ہوں
غازیؑ نے سر جھکا کے کہا میں غلام ہوں



روکر فرماتے ہیں میرے آقاؑ ہمیں اتنا بھی مجبور نہ کریں کہ یہ ملعون ازل آپ کے

کرم کو کمزوری سمجھنا شروع کر دیں، آپ اتنی اجازت تو عطا فرمائیں کہ میں ان ملاعین کو ان کی اوقات بتلا دوں، مجھے اتنی اجازت ضرور عطا فرمانویں کہ میں قوم اشقیاء سے یہ پوچھ سکوں کہ ان کو اتنی بڑی جسارت کرنے کی جرأت کیسے ہوئی

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں میرے بھائی! ہمارا مقصد مظلومی میں ہے، جنگ میں نہیں ہے، آج جیسے ہم حکم دیں تم ویسا ہی کرو، جناب عباس علمبردار علیہ الصلوات والسلام آقاؑ کے قدموں پر جھک کر عرض کرتے ہیں کہ میں تو آپ کا غلام ہوں، تھوڑا سا غلامی کا موقعہ تو عطا فرمائیں

اپنے آقاؑ کا حکم مان کر ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے خیام اکھاڑنے شروع تو کئے مگر ان کی کیفیت یہ تھی کہ جسم میں جیسے سکت نہ ہو

میں اکثر عرض کیا کرتا ہوں کہ انسان جب تک کسی کیفیت سے خود نہ گزرے اسے اس کیفیت کا صحیح ادراک نہیں ہوسکتا ہے

اب اس ذات پاک کی کیفیات کا اندازہ کون کرسکتا ہے کہ جو جلالِ اِلٰہی کے مالک ہوں، جن کی رگوں میں سرکار امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام کی شجاعت خون بن کر دوڑ رہی ہو، جو اپنے نابکار دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کی مکمل صلاحیت و قدرت رکھتے ہوئے امرِ امام علیہ الصلوات والسلام میں مجبور اور پابند ہو کر کچھ بھی نہ کرسکیں

جو خیمہ دریا سے دور جا کر نصب فرماتے اس خیمہ کو مخاطب ہو کر فرماتے کہ خدا کرے تمہیں کوئی غیر نگاہ کبھی بھی مس نہ کرے، تم ہمیشہ دستِ ستم سے محفوظ رہو

جس وقت سرکارِ عباس علیہ الصلوات والسلام خیام اقدس لگانے میں مصروف تھے اس وقت معظّمہ کونین شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا اپنے پاک بھائی کے قریب تشریف لائیں اور

ان کو ریش اطہر چوم کر فرماتی ہیں بھیا ذرا مجھے بھی تو بتائیں کہ خیام کیسے نصب کیئے جاتے ہیں شاید کل یہی کام مجھے کرنا پڑ جائے ،آپ سب کے بعد اپنے یتیموں کیلئے مجھے خیام لگانا پڑیں

سب مومنین مل کر دعا کریں کہ ان پاک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کی خوشیوں کا دن بہت جلد آئے ، اب ان دکھی مستورات کو بچھڑے ہوئے بھائی مسکراتے ہوئے آکر ملیں ، خدا کرے کہ پاک عالیہ معظّمہ ام المصائب بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو وہ دن دیکھنا نصیب ہو کہ ان کے تمام پاک بھائیوں اور بیٹیوں کا انتقام لیا جائے ،ان کا پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان کی پاک آنکھوں کو ٹھنڈا کریں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 4

# آٹھ محرم الحرام

عزادارانِ گرامی!

سات محرم الحرام کی شام کو خیام نہر علقمہ کے کنارے سے دور صحرا میں نصب کئے گئے، اس کے باوجود نہر علقمہ خیام سے ایک کلومیٹر سے زیادہ دور نہ تھی کیونکہ وہ اس مقام پر تھی جہاں آج شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کا روضہ اطہر ہے

آٹھ محرم الحرام کی رات آئی، اب جنگ کے آثار وامکانات بڑھنا شروع ہوگئے، رات کو جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ نے عرض کی آقاؑ اگر آپ اجازت عطا فرمائیں تو میں کچھ لوگ آپ کی نصرت کیلئے بلاؤں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا آپ کسے ہماری نصرت کی دعوت دیں گے؟ انہوں نے عرض کی کہ یہاں سے قریب ہی جو غاضریہ کی بستی ہے ان میں بنی حی (جو بنی اسد کی ایک شاخ ہے) کا اور بنی اسد کا قبیلہ آباد ہے، وہ ہمارے ہم قبیلہ لوگ ہیں، اگر میں انہیں جا کر نصرت کی دعوت دیں تو امید ہے کہ وہ قبول کرلیں گے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہاں بے شک جاؤ......(R_65)

جس وقت رات کافی ہوگئی تو جناب حبیب سلام اللہ علیہ ناقہ بندی کرنے والوں سے چھپ کر غاضریہ کی بستی میں آئے، انہوں نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ان میں

شعورنصرت پیدا کرنے کی کوشش کی

صاحب بحار الانوار لکھتے ہیں کہ اس مجمع میں عبداللہ بن بشر (بشیر) الاسدی موجود تھا جو اس بستی کے لوگوں کا سردار بھی تھا، اس نے جناب حبیب سلام اللہ علیہ کی بات غور سے سنی اور لبیک بھی کہا اور اس نے وہاں ایک طویل رجزیہ نظم پڑھی اور نصرت کیلیئے لوگوں کو آمادہ کیا، سب سے پہلے اس کے ساتھ 90 نوجوانوں نے نصرت کا وعدہ کیا اور پر جوش نعرے بھی لگائے، ان کے جوش دلانے پر بنی اسد کے ایک ہزار افراد نصرت کیلیئے تیار ہو گئے ......(R_66)

انہوں نے یہ پروگرام بنایا کہ کل رات ہم یہاں سے نکل کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہِ قدس میں حاضر ہو جائیں گے، ان کو نصرت پر آمادہ کرنے کے بعد جناب حبیب سلام اللہ علیہ واپس آ گئے

اس سے اگلے دن یعنی 8 محرم کے دن بنی اسد میں سے ایک ملعون نے جا کر ابن سعد ملعون کو یہ اطلاع دی کہ بنی اسد کے لوگ آج رات کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کیلیئے آ رہے ہیں، یہ سن کی ابن سعد ملعون نے ارزق شامی ملعون (جس کو جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام نے فی النار کیا تھا) کو حکم دیا کہ جا کر بن اسد کی بستی پر حملہ کر دو

اس ملعون نے 8 محرم کے دن چار سو بروایت دیگر چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ جا کر ان کی بستی پر حملہ کر دیا، بنی اسد کے جوانوں نے ان کا بے جگری سے مقابلہ کیا اور روایت ہے کہ عبداللہ بن بشیر اسدی شہید ہو گئے اور باقی بنی اسد فرار ہو گئے، اس کے بعد کسی اور ناصر کے آنے کی امید باقی نہ رہی ......(R_67)

☆ 8 محرم الحرام!

آٹھ محرم الحرام کے دن ایک اہم واقعہ یہ ہوا جو میں نے ابھی بیان کیا ہے، دوسرا واقعہ یہ ہے کہ فرعونِ کوفہ کے دربار میں شمر ملعون کو عمر سعد ملعون کا نگران بنا کر بھیجنے کی تجویز ہوئی

شمر ذی الجوشن وہ ملعون ہے جو جنگ جمل اور صفین میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی فوج کا ایک اہم فرد تھا، جس وقت صفین میں نیزوں پر علم بلند ہوئے تو یہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے مخالف شیعہ دھڑے میں شامل ہوگیا جن کو خوارج کہا جاتا ہے، پھر خوارج نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ کی جو اس لئے جنگ نہروان کے نام سے مشہور ہے کہ وہ جنگ بغداد سے شمال مشرق کی طرف نہروان کی نہر کے کنارے ہوئی تھی، یہ نہر کردستان کی پہاڑیوں سے نکل کر دریائے دجلہ میں گرتی تھی ......(R_68)

اس جنگ نہروان میں خوارج کو شکست ہوئی اور بہت سے خارجی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے، ان قیدیوں میں ایک ملعون گرفتار ہوکر آیا کہ جنگ میں جس کی ایک آنکھ ضائع ہوچکی تھی، اس کی داڑھی کے بال خنزیر کے بالوں کی طرح موٹے موٹے تھے، یہ ملعون زخمی تھا، اس کے کرخت چہرہ سے خون جاری تھا، باقی قیدیوں کی اہل قبیلہ سفارش کرتے رہے اور اپنے قیدیوں کی ضمانت دے کر انہیں رہا کرواتے رہے، مگر اس ملعون کے بارے میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اس ملعون کی ضمانت کوئی نہ دے

تین دن گزر گئے مگر اس ملعون کی ضمانت کسی نے نہ دی، کسی شخص نے یہی بات کریم کربلا مولا امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں عرض کی کہ اکثر قیدیوں کے وارث ضمانت دے کر ان کو رہائی دلوا کر لے جا چکے ہیں مگر ایک بدبخت ہے کہ جس کی ضمانت کی اجازت بھی نہیں ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے دریافت فرمایا کہ اس کا نام کیا ہے؟ اس شخص نے بتایا کہ غالباً اس کا نام شرجیل بن ذوالکاح ہے اور لوگ اس کو شمر ذوالجوشن ملعون کہتے ہیں، یہ سن کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام فوراً اٹھ کر پاک بابا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بابا جان! آپ کے ایک قیدی کی ضمانت ہم دینے آئے ہیں اس کو رہا فرمائیں، امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور رو کر فرمایا کہ تمہاری اگر یہی خواہش ہے تو ٹھیک ہے

اس ملعون کو رسیوں کے ساتھ جکڑ کر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا، یہ اس وقت بہت پیاسا تھا، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اس کے ہاتھ آزاد کئے اور اس کو اپنے ہاتھوں سے پانی پلایا اور اسے رہائی دلوائی......(R_69)

اس ملعون کے متعلق امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ مستقبل میں کیا حشر برپا کرے گا، مگر اس گھر پاک کا شیوہ ہی یہی ہے کہ مقدرات اِلٰہیہ کی تکمیل میں ہمیشہ معاونت فرماتے ہیں اور یہ رہائی بھی اسی کا ایک حصہ تھا

8 محرم الحرام 61 ہجری کی صبح ابن زیاد ملعون کے پاس رپورٹ پہنچی کہ ابن سعد ملعون کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی معاملہ میں نرمی سے کام لے رہا ہے، اس ملعون نے فوراً شمر ذوالجوشن کو حکم دیا کہ چھ ہزار بروایت دیگر چار ہزار فوج کا سپہ سالار

بنا کر جا اور ابن سعد ملعون سے کہہ کہ اگر وہ تمام فوج کی قیادت نہیں سنبھال سکتا تو تو اس کی جگہ فوج کا سپہ سالار بن جا اور فوراً بیعت یا جنگ کا فیصلہ کر، سر شام تو کوفہ سے باہر مقام نخیلہ پر قیام کر اور لشکر جمع ہونے پر پچھلی رات یہاں سے کربلا کی طرف سفر شروع کر اور کل شام تک مجھے تیری طرف سے مثبت رپورٹ موصول ہونا چاہیے

یہ ملعون اپنے گھر آیا تاکہ تیاری کر سکے، اس ملعون کی تیاری کا علم فوراً تمام کوفہ کو ہو گیا، یہ ملعون جس وقت نماز مغرب کیلئے گھر سے تیار ہو کر باہر نکلا تو عین اسی وقت اس کے گھر میں جریر بن عبداللہ بن حزم کلابی داخل ہوا......(R_70)

مناقب علم الہدیٰ اور مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ یہ جریر، عبداللہ بن حزم بن عبداللہ بن ربیعہ بن خالد بن عامر بن صعصعہ الکلابی کا بیٹا تھا، اور عبداللہ بن حزم کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک کا بھائی تھا، اس حوالہ سے یہ جریر شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کا ماموں زاد تھا......(R_71)

ایک خیال یہ ہے کہ ضابی قبیلہ کلابیہ قبیلے کا حلیف تھا، بخیال دیگر یہ ضابی قبیلہ کلابیہ قبیلے کی ہی ایک شاخ تھی، میرا خیال یہ ہے کہ یہ آخری بات درست ہے کہ ضابی قبیلہ بنی کلاب کی ایک شاخ تھی

اس حوالہ سے جریر کلابی نے شمر ملعون کو آ کر روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ میں آج ایک اہم کام سے تمہارے پاس آیا ہوں تو اس وقت حکومت وقت کا منظور نظر ہے اور دربار ابن زیاد ملعون میں تیرا بڑا اثر و رسوخ ہے اور اب چار ہزار فوج کا سالار بن کر جا رہا ہے، میں تجھے اس موقعہ پر یہ بتانے آیا ہوں کہ وہاں بنی ہاشم علیہم

الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ ہونا ہے اور ان کی فوج کی تعداد بہت کم ہے، اس لئے جنگ کا نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ راہ چلتے مسافروں کا قتل عام ہوگا

مگر میں تجھے بتانا یہ چاہتا ہوں کہ ہم قبیلہ ہونے کی وجہ سے تو ہمارا بھائی ہے اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارا پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ بھی ایک رشتہ ہے تجھے یہ بھی علم ہے کہ ہماری وہ پھوپھی پاک جو امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام کے حرم کی زینت بنی تھیں ابھی زندہ ہیں، اگر ہمارے پھوپھی زادوں کو کچھ ہوگیا تو ہم پھوپھی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے، میں تجھے سمجھانا چاہتا ہوں کہ تو اُن کے بارے کچھ سوچ کر جا

شمر ملعون بڑا شاطر اور مکار انسان تھا، اس کے دماغ نے فوراً شاطرانہ چالیں سوچنا شروع کردیں اور اس ملعون نے سوچتے ہوئے سوال کیا بھائی تو مجھے بتا کہ تو چاہتا کیا ہے؟ جریر نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ تو ابن زیاد ملعون سے ہمارے پھوپھی زادوں کیلئے امان نامہ لکھوا لے تاکہ وہ ہر ظلم سے محفوظ رہیں

اس ملعون نے سوچا کہ ابھی تک اگر کربلا میں جنگ نہیں ہوسکی تو اس کی واحد وجہ سرکار شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کا خوف ہے جو پورے کوفہ و شام کے اعصاب پر مسلط ہے، جو فوجی کربلا پہنچ چکے ہیں ان کی راتوں کی نیند حرام ہے، اگر سرکارِ کردگارِ وفا علیہ الصلوات والسلام کسی طرح امان قبول کرتے ہوئے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو نعوذ باللہ چھوڑ دیں تو جنگ تو وہیں ختم ہو جائے گی

اس نے فوراً جریر بن عبداللہ سے کہا کہ تیرا والد میرا بھائی ہے اور اس کے ہمشیر زادگان میرے بھانجے ہیں، ان کی خیریت چاہنا میرا بھی فرض ہے مگر ایک کام

میں کروں گا ایک تم کرو یعنی ابن زیاد ملعون سے امان نامہ میں لکھواؤں گا اور اپنے پھوپھی زادوں کو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے (نعوذ باللہ) جدا تم کرنا، کیونکہ یہ قطعی امید نہیں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام چھوڑ دیں

یہ دونوں ابن زیاد ملعون کے دربار میں گئے، یہاں شمر ملعون نے جریر کی ترجمانی بھی کی اور اشارے سے اپنی سیاسی چال بھی بتادی، ابن مرجانہ ملعون بھی بڑا کایاں شخص تھا، وہ فوراً شمر ملعون کی چال کو سمجھ گیا اور جلدی سے امان نامہ لکھ کر اور مہر لگا کر جریر بن عبداللہ کے حوالے کر دیا...... (R_72)

میں نے اپنی سابقہ مجلس میں عرض کی تھی کہ 4 محرم الحرام کی شام کو ابن سعد ملعون 6000 کا لشکر لے کر سرزمین کربلا میں داخل ہوا تھا، اس کے بعد کوفہ میں فوجی تیاری ہوتی رہی اور 6 محرم کے دن سے افواجِ کفر نے کربلا میں آنا شروع کیا دشمن کی فوجیں سمندر کی لہروں کی طرح یکے بعد دیگرے آرہی تھیں، تمام پردہ دار خوف زدہ تھے، سہمے ہوئے معصوم بچے اپنی ماؤں کی گود سے باہر نہ نکلتے تھے، تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پھر طبل اور ناقوس بجتے تھے اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دیتی تھی

جناب ام المصائب بی بی عالیہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ 9 محرم کا دن تھا، ہم اپنے پاک بھائی کے خیام اقدس میں تشریف فرما تھے، ہمارے پاک بھائی کے رخِ انور پر دشمن کی فوجوں کے لشکر در لشکر آنے کا کوئی خاص اثر نہ تھا، ایک لشکر آیا پھر دوسرا لشکر آیا، پھر کوفہ کی طرف سے جنگی طبل، کوس اور نقارے بجنے کی آواز آئی، ہم نے کوفہ کے راستہ پر نگاہ فرمائی تو ہمیں گرد وغبار آسمان کی طرف بلند ہوتا

نظر آیا اور نعروں کا شور وغل سنائی دیا، اس وقت اپنے پاک بھائی علیہ الصلوات والسلام کے رخِ انور پر نگاہ فرمائی تو یہ دیکھ کر ہم حیران رہ گئیں کہ ان کے رخ انور کا رنگ متغیر ہو کر زرد زعفرانی ہو چکا تھا، نورانی پیشانی پر پریشانی کے آثار نظر آئے اور جبین مبین پر پسینہ کی بوندیں دیکھ کر ہم خود گھبرا گئیے

ہم نے عرض کی کہ بھائی دشمن کی فوجیں تو دن رات آرہی ہیں مگر آپ کے چہرۂ اقدس پر پریشانی اور غم کے آثار ظاہر نہیں ہوئے، اب آپ کے پاک رُخ پر غم والم کے آثار کیوں ظاہر ہو رہے ہیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ہماری طرف جھک کر آہستہ سے فرمایا بہن اگر برداشت کر سکو تو سنو کہ جس ملعونِ ازل نے انتہائے ظلم سے عرش عظیم کو متزلزل کرنا ہے، جس نے میرے صبر کی انتہا کو آزمانا ہے، جس نے میری معصومہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کو یتیم کرنا ہے، جس نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کو بیوہ کرنا ہے، وہ ملعون اب آرہا ہے...... (R_73)

## بیمارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام

یہ تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دستار مبارک کے پاک وارث دس محرم کے دن بیمار تھے مگر آپ کو یہ نہیں بتایا جاتا کہ یہ بیمار کس وقت اور کیوں ہوئے، میں اسی امر کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا

یہ غیور مدینہ سے لے کر کربلا تک بالکل صحت مند تھے، 9 محرم کی صبح تک بھی یہ صحت مند تھے، مگر جس وقت شمر ملعون کربلا میں داخل ہوا تو اس ملعون نے اپنے لشکر کا

رُخ لشکر گاہ کی بجائے سرکارؑ کے خیام اطہر کی طرف رخ کیا اور تمام فوج سمیت گھوڑے دوڑاتے ہوئے خیام کے اِرد ِگرد اس ملعون نے چکر لگایا

اس وقت خداوند جلال کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام اور غیرت اللہ امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام اور باقی شہزادگان ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے کہ انہوں نے شمر ملعون کے لشکر کو خیام کی طرف آتا ہوا دیکھا، شیر یزداں کے شیر شہزادوں نے اس ملعون کے عزائم دیکھے تو اٹھارہ شیر تلواریں بے نیام فرما کر اپنے خیام سے دوڑ کر باہر تشریف لائے اور سب شہزادوں نے مل کر نعرۂ تکبیر بلند فرمایا

ظالمین کے آتے ہوئے گھوڑے بدحواس ہوکر واپس پلٹے، ادھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خیمہ اقدس میں یہ آواز سنی، پاک ہمشیر کو فرماتے ہیں کہ ہمارے تمام جوان اس وقت جلال میں ہیں اور ہمارا مقصد خطرے میں آ گیا ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام جلدی سے اپنے خیمہ سے باہر تشریف لے آئے، ادھر اسدانِ کردگار نے تلواریں بلند فرمائیں، ادھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کے سامنے آ کر فرمایا کہ ہمارا حکم ہے کہ تم نے جنگ نہیں کرنا ہے، تمام جوانوں کے ہاتھ سے تلواریں گر پڑیں اور جلال سے پُر آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہوگئی مگر سب سے زیادہ اثر دو جوانوں پر ہوا، ایک کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام تھے جن کی آنکھوں کا رنگ سرخ نظر آتا تھا اور دوسرے جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام تھے جن کا ہاتھ ضبط جلال کی وجہ سے جگر پہ آیا

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ایک ایک جوان کو سینہ کے ساتھ لگایا، پیار کیا اور واپس اپنے خیام میں لے آئے، یہاں جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کو چند وصیتیں

فرمائیں اور آنے والے واقعات کے بارے میں کلی طور پر آگاہ فرمایا کہ ہم شہید ہونے کیلئے تشریف لائے ہیں، ہمارے بعد یہ خیام نہیں رہیں گے، یہ ازل کی پردہ دار شہزادیاں صلواۃ اللہ علیہن کوفہ بھی جائیں گی، بھرے بازاروں اور درباروں میں جانا پڑے گا، آپ کو مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ کوفہ سے شام جانا پڑے گا، اور شام میں یہ کچھ ہوگا......جس وقت یہ تمام واقعات بتائے گئے تو پھر جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام بستر سے نہ اٹھ سکے......(R_74)

ہم جس وقت کتب مقاتل کی چھان بین کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دس محرم کے دن جو کچھ ہوتا رہا جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام پر ظاہراً نیند طاری رہی اور یوم عاشور صرف سات مواقع ایسے تھے جب آپ نے آنکھیں کھولیں

(1) پہلا موقعہ وہ تھا کہ جس وقت اپنے غلام اسلم ترکی کو انہوں نے اپنی نیابت میں جنگ کرنے کا حکم فرمایا تھا اور ان کی جنگ دیکھنے کیلئے انہوں نے اپنے خیمہ کا پردہ بھی اٹھوا دیا تھا کہ ہم اپنی نیابت میں جنگ کرنے والے غلام کی جنگ دیکھنا چاہتے ہیں......(R_75)

(2) دوسرا موقعہ وہ تھا کہ جس وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام ان کے خیمہ میں آئے اور باقی تمام مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ وداع فرما کر وہ خیام سے باہر جانے لگے تو اس وقت انہوں نے آنکھیں کھولیں اور دریافت فرمایا کہ باہر مستورات میں کہرام کیوں برپا ہے؟ ان کو زوجہ اطہر نے بتایا کہ ہمشکل پیغمبر علیہ الصلوات والسلام میدان کی طرف روانہ ہو رہے ہیں

آپ خیام سے باہر آئے مگر ان کی کیفیت یہ تھی کہ ایک ہاتھ اپنے کمسن لعلؑ جناب

محمد باقرؑ علیہ الصلوات والسلام کے کاندھے پر تھا اور دوسرا ہاتھ زوجہ اطہرؑ کے کاندھے پر تھا ان کے سہارے چل کر جوان بھائی کو آکر گلے لگایا تھا ......(R_76)

(3) تیسرا موقعہ وہ تھا کہ جس وقت شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام وداع کیلئے خیام میں تشریف لائے ......(R_77)

شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کو جیسے بھی اجازت ملی سومل گئی، اجازت لینے کے بعد یہ ایک مرتبہ خیام میں تشریف لائے اور مستورات توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو دلاسہ دیا تسلی دی، اس کے بعد جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ میں تشریف لے گئے، انہوں نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے مالک کے قدموں پر ہاتھ لگائے کیونکہ یہ مستقبل کے امام زمانہ تھے

اس وقت جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے آنکھیں کھولیں اور چچا کو گلے لگا کر بے تحاشہ گریہ فرمایا......(R_81)

شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام ان کو دلاسہ دیتے رہے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ میرا لعلؑ ہم تمہیں چند وصیتیں کرنا چاہتے ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ اب ہماری تیاری ہے اور ہمارے بعد کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو خیام کی حفاظت کر سکے، اب معصوم بچے رہ گئے ہیں یا پھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ہیں اور ہمیں جو اجازت ملی ہے وہ بھی نہ ملنے کے برابر ہے، اس لئے آپ کو ہم اس بات کی تاکید کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ہو سکے تو ان خیام کی حفاظت کرنا اور پردۂ تطہیر کے محافظ بھی اب آپ ہی ہیں

جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے رو کر چچا کو گلے لگایا اور فرماتے ہیں کہ چچا جان میں بیمار ہوں، میں تو اُٹھ بیٹھ بھی نہیں سکتا، بغیر سہارے کے چل بھی نہیں سکتا، میرے

کمزور کاندھوں پر تم سب مل کر اتنا بوجھ ڈال رہے ہو کہ جسے اٹھانے کی مجھ میں سکت ہی نہیں ہے، تم نے اپنے لئے آسان کام چن لئے اور مجھ بیمار کیلئے سب سے مشکل کام پسند فرمائے ...... میری بیماری بھی دیکھیں اور ذمہ داریاں بھی دیکھیں انصاف تو تھا کہ میں بیمار تھا میرے لئے آپ آسان کام پسند فرماتے مگر آپ نے میری بیماری کا خیال نہیں رکھا، میں کمزور و ناتواں کس طرح ان مراحل سے گزر سکوں گا، بازار و دربار مستورات کے ساتھ میں کیسے عبور کر سکوں گا؟

(4) چوتھا موقعہ وہ تھا کہ جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خیام اقدس سے تیاری ہوئی اور اپنے پاک لعلؑ سے وداع کیلئے تشریف لائے ......(R_78)

(5) پانچواں موقعہ وہ تھا کہ جب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام جنگ کرنے میں مصروف تھے

(6) چھٹا موقعہ وہ تھا کہ جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ھل من ناصراً کی صدا بلند فرمائی، اس وقت یہ خیمہ سے باہر تشریف لائے ......(R_79)

(7) ساتواں موقعہ وہ تھا کہ جب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام 13 ضربیں پسند فرما کر معراجِ شہادت پر فائز ہوئے

جناب ام المصائب پاک بی بی عالیہ صلواۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ جس وقت ہمارے مظلوم بھائی علیہ الصلوات والسلام نے آخری سجدہ دینا پسند فرمایا عین اس وقت ہم نے بیمارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ کی طرف نگاہ فرمائی تو ان کے خیمہ میں ایک سفید پوش شخصیت داخل ہوتی نظر آئی اور وہ جناب جبرائیل سلام اللہ علیہ تھے جو ہمارے پاک بیٹے کو عرض کرنے آئے تھے کہ اب آپ کی امامت کا دور شروع ہونے والا ہے

اور آپ کے والد پاک آخری سجدہ دینا چاہتے ہیں

اس وقت بیمار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ہمیں فرمایا کہ آپ اب ہمارے خیمہ کا پردہ ہٹا دیں، ہم اپنے بابا پاک کا آخری سجدہ دیکھنا چاہتے ہیں ......(R_80)

یہ ہیں وہ سات مواقع کہ جب بیمارِ کربلا امام سید الساجدین علیہ الصلوات والسلام نے چشم کرم کھولی اور اب دعا کا وقت ہے اس لئے تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ اب تو اس پاک گھر کے مصائب کا موسم ختم ہو، بیمار کربلا علیہ الصلوات والسلام کو اپنا پاک گھر دوبارہ آباد دیکھنا نصیب ہو، اب تو ان کا منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف جلد آئے اور ان پاک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کی رداؤں کا انتقام لے، جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کے زخمی جگر سے پردہ پاک کی بے حرمتی کے تمام زخم دھل جائیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 5

# اما ن نا مہ

عزاداران گرامی !

کتب تاریخ ومقاتل وروضہ شاہد ہیں کہ کربلا کے سفر میں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بار بار اپنے اصحاب وانصار کو آزمایا اور بارہا فرمایا کہ تم ہمیں چھوڑ کر چلے جاؤ، کچھ بد بخت و بدنصیب لوگ اس آزمائش میں ناکام ہوکر فوجِ خداوندی سے جدا ہوتے رہے اور مجموعی تعداد میں کمی آتی چلی گئی، اور دسویں کی رات تک یہ آزمائش کاعمل جاری رہا

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خاندان کو صرف دس 10 محرم کی رات کو آزمایا اور کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو ایک مرتبہ نہیں بلکہ دومرتبہ حکم فرمایا کہ میرے بھائی تم ہمیں چھوڑ کر چلے جاؤ، اب میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے مواقع تھے

## پہلا موقع

میں نے اپنی سابقہ مجلس میں گذارش کی تھی کہ جریر بن عبداللہ بن حزم کلابی جو شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کا ماموں زاد تھا یہ شمر ذوالجوشن ملعون کے ذریعے شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام اوران کے تمام بھائیوں کیلیئے امان نامہ لکھوا کرلایا تھا ......(R_82)

جس وقت یہ 9 محرم کے دن کربلا میں پہنچے تو انہوں نے آکر خیام اطہر کے چاروں طرف گھوڑے دوڑائے ، جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مختصر فوج پر رعب اور ہیبت طاری ہو جائے گی اور یہ انصار و اصحاب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو بیعت پر مجبور کریں گے ، مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ بیعت کوئی معمولی مسئلہ نہ تھا اور یہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام فرد واحد نہ تھے بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے وارث تھے

آج تک تمام مومنین ان کے زیارت میں عرض کرتے ہیں کہ

اے جناب آدم سلام اللہ علیہ کے پاک وارث آپ پر سلام ہو

اے جناب نوح سلام اللہ علیہ کے پاک وارث آپ پر سلام ہو

اے جناب ابراہیم سلام اللہ علیہ کے پاک وارث آپ پر سلام ہو

اے جملہ انبیاء سلام اللہ علیہم کے پاک وارث آپ پر سلام ہو

اے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک وارث آپ پر سلام ہو...... (R_83)

یہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے وارث ہیں اور یزید ملعون نمائندہ شیطان تھا اس لئے ان کا بیعت کرنا گویا جناب آدم ، جناب نوح ، جناب سلیمان ، جناب عیسیٰ ، جناب موسیٰ اور حضرت ابراہیم سلام اللہ علیہم اجمعین کا بلکہ تمام انبیاء و مرسلین کا (نعوذ باللہ) یزید ملعون کی بیعت کرنا تھا ، ان کا بیعت کرنا گویا سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا (نعوذ باللہ) یزید ملعون کی بیعت کرنے کے مترادف تھا

ان کا بیعت کرنا گویا اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ) شیطان مردود و ملعون کی بیعت کرنا تھا ، یہ بیعت کوئی معمولی بات نہیں تھی مگر نمائندگان شیطان بزعم خویش نمائندگان

توحید و رسالت و نبوت کو ڈرا دھمکا کر بیعت لینے کے جھوٹے خواب دیکھ رہے تھے
حقیقت یہ ہے کہ پورا کاروانِ شہادت ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی نمائندہ اور وارث جماعت تھی، گویا اس جماعت کا ہر فرد اللہ کا نمائندہ اور وارث تھا
اور دشمن ملعون کی جماعت ابلیس ملعون کی نمائندہ اور وارث جماعت تھی
اس لئے مولا امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام کی جماعت کے اصحاب و انصار میں سے کسی فرد کا یزید ملعون کی بیعت کو قبول کر لینا گویا اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ) ابلیس ملعون کی بیعت قبول کرنے کے مترادف تھا
اصحاب و انصار کے ہر فرد نے یزید ملعون کی بیعت قبول نہ کر کے حقوق انبیاء و رسل کا تحفظ کیا ہے اور خود اللہ کی توحید کا تحفظ کیا ہے، جناب میر ببر علی انیسؔ مرحوم کربلائیوں کی شان میں یوم رقم طراز ہیں کہ



اللہ نے دل ان کے وفا سے بنائے تھے
دست کرم سخا و عطا سے بنائے تھے
سینے خمیر صدق و صفا سے بنائے تھے
اور جسم پاک خاکِ شفا سے بنائے تھے
اور لکھ دیا تھا روزِ ازل سرنوشت میں
پہنچیں گے یہ حسینؑ سے پہلے بہشت میں



اس لئے تو ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان پاک اصحاب و انصار کی مقدس

جماعت کو اس طرح مخاطب فرماتے ہیں کہ

☆السلام علیکم یا ذابون عن توحید الله......(R_84)

اے اللہ کی واحدانیت بچانے والے تم پر ہمارا سلام ہو

دشمن کی کوشش تھی کہ کسی صورت اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) ابلیسیت کے ساتھ اگریمنٹ (Agreement) کر لے مگر اس اگریمنٹ (Agreement) کا مطلب تھا کائنات کے دو با اختیار اللہ تسلیم کرنا اور دو اللہ تسلیم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی توحید و واحدانیت کیا باقی رہ جاتی ؟ ...... اللہ تعالیٰ کی محافظ جماعت نے یزید ملعون کی بیعت نہ کر کے اللہ کی الوہیت کے ساتھ اس کی واحدانیت کا بھی تحفظ کیا، اس لئے تو انہیں محافظانِ توحید کا خطاب ملا

ابلیسی جماعت نے خوف زدہ کرنے کی نیت سے جس وقت خیام اطہار کے باہر آ کر گھوڑے دوڑائے تو ان کی توقعات کے برعکس خیام سے بجلی کی طرح چمکتی ہوئی تلواریں برآمد ہوئیں اور اشجعانِ واحدانیت نے مل کر ایسا نعرہ بلند کیا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی کبریائی پر فخر محسوس ہونے لگا اور

☆واستکبرو کان من الکافرین

کی متکبر جماعت جو باطل کی کبریائی کا گمان لے کر آئی تھی

☆فاخرج انك من الصاغرین ......

کے جوتے کھا کر اپنے سامنے بھی پست قد اور بونا نظر آتی تھی

جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام پہنچے تو اس وقت شمر ملعون کی فوج میں گھوڑے واپس بھگانے کا ہوش بھی نہ تھا، جس وقت ان ملعونوں کے سروں پر برقِ قضا چمکنے

والی تھی عین اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے الوہیت کا انداز اپنایا گویا نمائندۂ توحید نے نمائندگان ابلیس کو ختم کرنے کی بجائے وقت معلوم کی مہلت دے دی، ہاں یقیناً اللہ کی طرح ان ملعونوں کا غرور وتکبر خاک میں ملا کر ان کو مہلت عطا فرمائی گئی

جس وقت شمر ملعون اور اس کی ابلیسی فوج کے سر سے موت کا خطرہ ٹل گیا تو اس وقت ان کے ہوش بحال ہوئے، جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے شہزادگان کو ساتھ لے کر واپس خیام کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت شمر ملعون کو اپنے لکھوائے ہوئے امان نامہ کا خیال آیا اور اس ملعون نے شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام اور ان کے پاک بھائیوں کو وہیں سے آواز دی کہ اے میرے ہمشیر زادگان آپ میری ایک بات علیحدگی میں سنیں میں تمہارے لئے ایک اہم خبر لایا ہوں

شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے اس ملعون کی آواز کی طرف کوئی توجہ نہ دی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو فرمایا کہ وہ ملعون آپ کو بلا رہا ہے آپ ضرور جائیں، آقاؑ کا حکم مان کر کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام اس ملعون کے پاس تشریف لائے مگر اس کو سلام تک نہ کیا، اس ملعون نے فوراً امان نامہ پیش کر کے کہا کہ آپ اگر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت سے دست بردار ہو جائیں تو ابن زیاد ملعون کی طرف سے آپ کو امان نامہ حاصل ہو جائے گا

شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ کیا میرے لئے امان ہے اور میرے آقاؑ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کوئی امان نہیں، تم نے یہ کیسے سوچ لیا ہے کہ میں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت سے دست کش ہو جاؤں گا...... (R_85)

فرماتے ہیں کہ اے ملعون ازل یہ مستورات توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کا قافلہ تو میری آس پر مدینہ سے کربلا آیا ہے، معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کی مظلوم بیٹیاں تو صرف مجھ غلام کی وجہ سے جنگلوں کو مدینہ سمجھ کر آرام وسکون کے ساتھ رہ رہی ہیں میں تو ان کو چھوڑنے کے بارے میں سوچنا بھی کفر سمجھتا ہوں، یاد رکھو ہم تمام بھائی تیرے امان نامے اور تجھ سمیت تیرے حکام کفر پر لعنت بھیجتے ہیں ......(R_86)

یہ فرما کر واپس خیام میں تشریف لائے مگر شرم کی وجہ سے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے سامنے نہیں گئے، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کو یاد فرمایا، وہ اس وقت اپنی پاک ہمشیر کے خیمہ میں تشریف فرما تھے، کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے سامنے تشریف لے تو آئے مگر شرم کی وجہ سے سر جھکا ہوا تھا اور نظریں زمین کے ساتھ ملی ہوئی تھیں

معظّمہ کائنات بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے انہوں نے فرمایا بھائی اس ملعون نے تمہیں کیا کہنے کیلئے بلایا تھا؟

کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام خاموش رہے جس وقت انہوں نے دوبارہ سوال فرمایا تو انہوں نے امان نامہ کا ذکر کیا

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ پھر آپ نے کیا سوچا ہے؟ شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے جواب نہیں دیا جو کہنا تھا آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں نے کہنا شروع کیا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اگر آپ امان نامہ قبول کر لیں تو ہمیں بہت خوشی ہوگی اور ہمارے لئے شہادت بہت آسان ہو جائے گی ......(R_87)

آپ کو بخوبی علم ہے کہ آپ ہی پاک بہنوں کے پردے کے محافظ ونگران ہیں،

جب آپ اس امان نامہ کو قبول کرلیں گے تو کم از کم ہمیں یہ اطمینان تو رہے گا کہ ہمارے پردہ دار ظالمین کے ظلم سے محفوظ ہیں اور ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ آپ ان بے وارث پردہ داروں کو ہمارے بعد بحفاظت وطن پہنچائیں گے

کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، روکر عرض کرتے ہیں آقاؑ ایک پریشانی آپ کو ہے اور ایک پریشانی پاک بہنوں کو بھی ہے

آپ ہمیں دشمن کی امان کو قبول کرنے کا کہتے ہیں یہ کیوں نہیں فرماتے ہیں کہ ان ملاعین کو صفحہ ءِ ہستی سے مٹادو، ہمیں جنگ کرنے کا حکم کیوں نہیں فرماتے ہیں؟

اس سے آپ دونوں بہن بھائیوں کی پریشانیاں ختم ہوجائیں گی، آپ کو اپنی پاک بہنوں کے پردے کی فکر ہے اور آپ کی پاک ہمشیرگان کو اپنے پاک بھائی کی سلامتی کی فکر ہے اور ان دونوں کا علاج تو یہ ہے کہ ہمیں جنگ کی اجازت دی جائے

اس کے بعد روکر عرض کرتے ہیں کہ آقاؑ آپ تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کوفہ میں اکیس ماہِ رمضان 40 ہجری کی رات کو ہمارے بابا پاک نے تمام پاک خاندان کو وصیتیں فرمائی تھیں اور ہمیں خصوصی طور پر سینہ سے لگا کر فرمایا تھا بیٹے جس طرح پاک شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں پابند امر کیا تھا اسی طرح ایک وقت آئے گا کہ جب میرا بیٹا حسینؑ علیہ الصلوات والسلام تمہیں اسی طرح پابند کردے گا، تمہاری حسرتیں دل ہی میں رہ جائیں گی لیکن یاد رکھنا کہ آخری دم تک میرے مظلوم بیٹے علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ وفا کرنا اور چاہے کچھ بھی ہوجائے اس کا ساتھ نہ چھوڑنا

اس موقعہ سے پہلے بھی ہمیں انہوں نے آگاہ فرمایا تھا کہ کربلا میں تمہیں پابند کردیا

جائے گا اور پھر ہمیں وصیت فرمائی تھی کہ ہر حالت میں تم نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا آسرا اور سہارا بننا ہے اور پاک پردہ داروں کے پردہ کی حفاظت کرنا ہے

اور جس وقت ہمیں بابا پاک علیہ الصلوات والسلام نے یہ وصیت فرمائی تو ہم نے ان کے ساتھ عہد کیا تھا اور ان کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر یقین دلایا تھا کہ انشاءاللہ میں ہر حال میں آپ کے فرزند اصغر کے ساتھ وفا کروں گا اور جب تک زندہ ہوں میں پاک پردہ تطہیر کی حفاظت کرتا رہوں گا

## دوسرا موقعہ

اب یہ بھی بتا تا چلوں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو دوسری مرتبہ کس وقت فرمایا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں

یہ واقعہ شب عاشور کا ہے، تین مرتبہ چراغ بجھایا گیا، جنہوں نے جانا تھا وہ چلے گئے، اس کے بعد جو خواص اور جاں نثار باقی رہ گئے ان کو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرداً فرداً فرمایا کہ تم ہمیں چھوڑ کر چلے جاؤ

اسی دوران امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آپ کو بھی اجازت ہے اگر آپ بھی اپنے بھائیوں اور بیٹیوں کو ساتھ لے کر جانا چاہیں تو اجازت ہے ......(R_88)

جناب عباس علیہ الصلوات والسلام فوراً اٹھ کھڑے ہوئے مگر کیفیت یہ تھی کہ جسم میں کپکپی تھی ہاتھوں میں بے نیام تلوار تھی، اس وقت جذبات کی شدت کی وجہ سے ہونٹوں میں تھرتھراہٹ تھی، آنکھیں جھکی ہوئی تھیں مگر آنکھوں میں لہو اترا ہوا تھا، انہوں نے

عرض کرنے کی کوشش کی مگر مکمل جسم کانپ کر رہ گیا اور صرف اتنا کہا

''اے میرے آقاؑ''

اتنا فرمایا تو جذبات سے گلا رندھ گیا اور آگے کچھ نہ کہہ سکے، دوبارہ کوشش کی مگر شدتِ جذبات کی وجہ سے آواز ہونٹوں سے باہر نہ نکل سکی، تیسری مرتبہ انہوں نے مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو مخاطب نہ کیا بلکہ نجف اشرف کی طرف منہ کر کے عرض کرتے ہیں بابا دیکھیں فرزند رسولؐ علیہ الصلوات والسلام ہمیں بھی فرماتے ہیں کہ تم بھی چلے جاؤ، کیا ان حالات میں انہیں یہ زیب دیتا ہے......(R_89)

رو کر فرماتے ہیں بابا جان ہمارے ساتھ جناب سیدہ طاہرہ معظّمہ کائنات صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیاں بھی ہیں اور آقاؑ مجھ جیسے غلام کو فرماتے ہیں کہ عباس علیہ الصلوات والسلام تم بھی چلے جاؤ، آپ خود بتائیں کہ میں پاک پردہ داروں کو چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں، بابا جان کیا میرے آقاؑ کو ایسا کہنا چاہیے جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں؟

اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنی مسند چھوڑ کر اُٹھے اور اپنے پاک بھائی کو گلے لگایا اور دلاسہ دیا

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ اب تو شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کو انتقام کا موقعہ ملے اب تک بہشت بریں کی فضاؤں میں پاک بیبیوں کے پردوں کو ہمیشہ روتے ہیں اب تو ان کا رونا ختم ہو، کربلا میں دشمنوں سے انتقام لینے کی حسرت پوری نہ ہو سکی تھی، خدا کرے کہ اب ان کے دل کی ہر حسرت پوری ہو، یہ تمام دشمنانِ اہل بیت کو نیست و نابود فرمائیں، تشنہءِ انتقام اب انتقام لے کر شادمان ہوں

﴿ آمین یارب العالمین ﴾



یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 6

# 9 محرم الحرام

عزادارانِ گرامی!

میں واقعات کربلا پیش کرنے میں مصروف ہوں مگر یہ میری مجبوری ہے کہ میں جس دن کے واقعات بیان کرتا ہوں ان واقعات کی کوئی نہ کوئی جز یا اس کا کوئی نہ کوئی حصہ اگلے ایام کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے اور اس کا بیان کرنا بڑا ضروری ہوتا ہے اس لئے بار بار اگلے واقعات سے واپس پچھلے واقعات کی طرف آنا پڑتا ہے

میں 9 محرم الحرام کی رات کے واقعات بیان کرنے میں مصروف ہوں مگر مجھے دس کی رات اور دس کے دن کے واقعات میں کچھ اجزاء بھی پیش کرنا پڑ جاتے ہیں، یہ میری مجبوری ہے کہ اگر ایسا نہ کروں تو بات واضح نہیں ہوتی ہے

جناب امام صادق آل محمد علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں 9 محرم کا دن وہ دکھ کا دن ہے کہ جس دن ہمارا پورا گھر امت ملعون کو فوجوں میں گھر چکا تھا اور نبی زادیاں وطن سے ناامید ہو چکی تھیں ......(R_90)

شیث بن ربعی کندی ملعون کے آنے کے ساتھ ہی خاندان رسالت علیہم الصلوات والسلام اور ان کے تمام اصحاب پر پانی بند کر دیا گیا، نہر علقمہ کے کنارے پر تین ہزار فوج اس

لئے متعین کی گئی کہ کریم کربلا تک پانی نہ پہنچنے دیا جائے
بروایت دیگر 500 سواروں کے فوجی دستہ کا انچارج بنا کر عمرو ابن حجاج زبیدی ملعون کو نہر کی ناقہ بندی پر معمور کیا گیا...... (R_91)

9 محرم الحرام کی رات کے بارے اکثر صاحب مقاتل یہ لکھتے ہیں کہ اس رات خیام میں پانی ختم ہو گیا تھا، مشکیں خالی ہو گئیں، یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ باقی تو پیاس کو برداشت کر سکتے تھے مگر معصوم بچے پیاس کو برداشت نہیں کر سکتے

معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کی مظلوم بیٹیوں کیلئے یہ قیامت کی رات تھی، صاحبانِ مقاتل نے اس رات کا ایک بہت بڑا دردناک منظر بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ اس رات تمام معصوم بچے بہت زیادہ پیاسے تھے مگر شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی کیفیت عجیب تھی اور پیاس کی وجہ سے مسلسل رو رہے تھے، نہ تو ان کو جھولے میں سکون آتا تھا اور نہ کسی کی گود میں سکون حاصل ہوتا تھا

اس وقت جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی کیفیت یہ تھی کہ انہوں نے معصوم لعل علیہ الصلوات والسلام کو سینہ سے لگایا ہوا تھا، وہ زمین سے کسی وقت اٹھتی اور کسی وقت بیٹھ جاتی تھیں مگر معصوم شہزادہ ماہیءِ بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا

جس وقت شہزادہ پاک کو سکون نہ آیا تو معظّمہ کائنات بی بی صلواۃ اللہ علیہا شہزادہ پاک کو گہوارے کے قریب لے آئیں، وہاں آکر معصوم شہزادے کو سلا دیا اور روتے ہوئے معصوم کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا

☆ صبراً صبراً یا بن اخی وانی لکَ الصبر وانت علی هذه الحالة ــ الخ (R_92)

اے میرے بھائی کا معصوم سرمایہ تم صبر کرو، صبر کرو، میرا لعلؑ تم جیسے معصوم بچے

ایسی شدید پیاس پر کیسے صبر کریں جبکہ تمہاری پیاس سے یہ حالت ہے اور تمہاری پھوپھی پاک اتنی مجبور ہیں کہ تمہارے رونے کی آواز تو سن سکتی ہیں مگر تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتیں ......(R_93)

صاحب وقائع الایام لکھتے ہیں کہ معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کیلئے وہ وقت قیامت خیز تھا جس وقت معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جا کر گھوارہ سے اپنے روتے ہوئے معصوم بھائی کو اٹھایا اور ایک ایک خیمہ میں پانی کی تلاش میں روانہ ہوئیں مگر حالت یہ تھی کہ ان کی آغوش میں معصوم بھائی رو رہا تھا اور ان کے پیچھے 42/40 بچے چل رہے تھے، کسی وقت کسی خیمہ میں جاتے، کسی وقت کسی خیمہ میں جاتے تھے، ان سب بچوں کے ہاتھوں میں خالی جام تھے، یہ کسی وقت جناب کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ میں، کسی وقت اصحاب کے خیام میں جاتے تھے......(R_94)

معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے پانی کیلئے اصحاب کے خیام کا بھی چکر لگایا تھا جس کی وجہ سے بریر ہمدانی نے دوسرے اصحاب کے ساتھ مل کر پانی لے آنے کی کوشش کی (R_95)

میں عرض کر رہا تھا کہ جناب معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے کمسن بھائی کو لے کر ایک ایک خیمہ میں جاتی تھیں اور رو کر فرماتی تھیں کہ اگر کسی کے بس میں ہو تو مجھے چند گھونٹ پانی دے دیں کیونکہ میرا بھائی پیاس کی شدت سے جاں بہ لب ہے

تمام خیام کا چکر لگا کر اور پانی سے ناامید ہو کر جناب معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے بھائی کو واپس لا کر جھولے میں سلایا اور پھر واپس آ کر کمسن بھائی کو رو کر بتلایا کہ بھیا! میں خالی مشکیزہ لے کر ہر خیمہ میں گئی ہوں اور ناامید ہو کر لوٹ آئی ہوں کہ کہیں سے بھی مجھے پانی نہیں مل سکا، بہن کی مجبوری ہے معاف کرنا

جناب معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کسی وقت معصوم بھائی کے پاس آتی ہیں، ان کی حالت دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتیں تو پھر کسی اور خیمہ میں چلی جاتی ہیں، معصوم بچے کے رونے کی آواز خیمہ میں نہیں بیٹھنے دیتی، پھر گھوارہ کے پاس آتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ بھائی میرا جی نہیں چاہتا کہ میں آپ سے ایک پل کیلئے دور ہوں مگر تمہاری یہ حالت بھی بہن سے دیکھی نہیں جاتی

خدا بہتر جانتا ہے کہ معصوم اصغرؑ علیہ الصلوات والسلام کے رونے کی آواز ان کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کے دل پر کیا قیامت ڈھا رہی تھی، وہ جب اپنے معصوم کو بے تاب دیکھتیں تو تڑپ کر فرماتی تھیں کہ اصغر مجبور ماں پر ناراض نہ ہونا کہ پانی پر پہرے لگے ہوئے ہیں اور میں تمہیں پانی کا ایک قطرہ تک نہیں دے سکتی

صاحب بحار الانوار اور فاضل محمد بن ابو طالب لکھتے ہیں کہ جس وقت معصوم بچوں کی پیاس زیادہ ہوئی اور ان کے گریہ اور آہ و بکا کی آواز بلند ہوئی تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پانی کا اہتمام فرمایا، وہ لکھتے ہیں

☆لما اضر العطش بالحسین علیہ الصلوات والسلام واصحابه فاخذ الحسین علیہ الصلوات والسلام ناسا وجا الی وراء خیمة النسا فخطی فی الارض تسع خطوة نحو القبلة ثم حفر هناك فنبعت له عین الماء العذب فشرب الحسین علیہ الصلوات والسلام و شرب الناس باجمعهم و ملئوا اسقیتهم ثم غارت العین فلم یرلها اثر

جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے اصحاب و انصار پر پیاس کی قیامت ٹوٹی اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے خیام کی پشت پر یعنی خیام کی جنوبی طرف تشریف لے گئے اور وہاں جا کر انہوں نے قبلہ کی

طرف نو 9 قدم اٹھائے اور وہاں جا کر ایک نشان لگا کر فرمایا یہاں پہ کنواں کھودیں، اصحاب نے کنواں کھودا تو انتہائی شفاف اور میٹھے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا اس پانی سے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ معصوم بچے تمام اہل حرم واصحاب وانصار سیراب ہوئے، اس کے بعد کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے حکم فرمایا کہ اس کنویں کو دوبارہ مٹی ڈال کر بند کر دیا جائے ......(R_96)

یہاں پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پاک خاندانِ قدیر مجبور نہ تھے بلکہ مامور من اللہ تھے، جو کچھ تھا ان کے اختیار میں تھا

یہاں پر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجبور کون ہوتا ہے اور مامور کون ہوتا ہے

اس کی ایک مثال میں اکثر دیتا رہتا ہوں کہ مثلاً ایک آدمی صحرا میں ہے، اس کے پاس پانی ختم ہوگیا ہے، کھانے پینے کا سامان بھی ختم ہو چکا ہے، اور وہ آدمی پیاس اور بھوک کے ساتھ مر رہا ہے، تو یہ مجبور ہے

مگر ایک آدمی وہ ہے جو دستر خوان پر بیٹھا ہوا ہے، تمام لوگ اسے کھانے پینے کی دعوت دے رہے ہیں مگر وہ انکار کر رہا ہے، کیونکہ وہ روزہ سے ہے، یہ شخص مجبور نہیں بلکہ مامور ہے یعنی امرِ الٰہی کی پابندی میں پیاسہ ہے

بلاتشبیہ پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کربلا میں مجبور نہ تھے کیونکہ اگر وہ چاہتے تو جنت سے مشروبات منگوا سکتے تھے، طعام جنت منگوانا تو ان کی کنیزوں کیلئے بھی معمولی بات تھی، مگر پیاسے تھے، لیکن یہ مجبور نہ تھے، امرِ الٰہی تھا کہ تم نے روزہ رکھنا ہے تو انہوں نے اس امر کی پابندی کرتے ہوئے پیاسا رہنا پسند فرمایا تھا

ہاں جس وقت اصحاب وانصار کی پیاس کا خیال آیا تو پھر انہوں نے کنواں برآمد

فرمایا جب کہ کربلا میں واٹر لیول (Water Level) بہت نیچے تھا، خود سوچیں جہاں تین تین منزلہ سرداب (تہہ خانے) زیرِ زمین ہوں وہاں پانی کم از کم 60/50 فٹ گہرائی میں ہونا چاہیے اور چند لمحوں میں پانی تک پہنچ جانا ناممکن تھا جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پانی برآمد فرمایا اس وقت تک انصار کا امتحان نہ ہوا تھا اور کم حوصلہ اور ناقص الاعتقاد و یقین لوگ بھی شامل تھے کیونکہ وہ تو شب عاشور کے امتحان کے بعد جدا ہوئے تھے، اس لئے شاید ان کی کمزوری کو سامنے رکھتے ہوئے پانی برآمد فرمایا گیا تھا، ورنہ جو خالص لوگ باقی رہ گئے تو پھر ان کیلئے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پانی کا کوئی انتظام نہیں فرمایا تھا

## ﴿اشعار بے ثباتی دہر﴾

اس 9 محرم کی رات کے بارے میں امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام سے روایت ہے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام 9 محرم کی رات اپنے اس خیمہ میں تشریف فرما تھے جو خیام حرم کے ساتھ متصل تھا، یہاں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب جون بن حوی سلام اللہ علیہ کو اپنے خیمہ میں طلب فرمایا، جناب جون حاضر بارگاہ ہوئے، یہ تلوار کی دھار لگانے میں اتنے بڑے ماہر تھے کہ اس رات تمام شہدائے کربلا نے ان سے اپنی اپنی تلواریں تیز کروائیں ......(R_97)

جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ کے باہر یہ ان کی تلوار تیز کرنے میں مصروف تھے تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے آہستہ آہستہ چند اشعار انشا فرمائے جن میں ناقدریٔ عالم کا شکوہ بھی تھا اور چرخ کہن کی کج رفتاری کا گلہ بھی تھا اور ان

میں بے ثباتی عالم اور اپنی آخرت کی تیاری کا ذکر بھی تھا جن کو سن کر ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں نے گریہ فرمایا تھا......فرما رہے تھے

## ﴿اشعار﴾

| | |
|---|---|
| یا دھر اف لك من خلیل | کم لك بالاشراق اصیل |
| من طلب و صاحب قتیل | والدھر لا یقنع بالبدیل |
| و کل حی سالك سبیل | ما اقرب الوعد من رحیل |

و انما الامر الی الجلیل

(R_98)

## ﴿ترجمہ﴾

اے دورِ دہر تجھ پر صد حیف ہے کہ تو کسی کا ساتھ نہیں دیتا، وہ کون سی صبح ہے یا کون سی شام ہے کہ تو کسی نہ کسی کو فنا کرتا ہے یا کسی سے قربانی طلب نہیں کرتا، اے چرخِ کہن تو جسے چاہتا ہے لے لیتا ہے اور کوئی متبادل قبول ہی نہیں کرتا، وہ کون سا زندہ ہے کہ جسے تو موت کی راہ نہیں دکھلاتا، تمہارا وعدہ کتنا جلد سر پہ آ گیا ہے اور ہم اس لئے سفر آخرت سے انکار نہیں کرتے کہ ہمارے خالق کا امر یہی ہے

جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام یہ مایوسی کے اشعار تلاوت فرما رہے تھے تو اس وقت ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا ساتھ والے خیمہ میں تشریف فرما تھیں، انہوں نے یہ اشعار سنے تو جلدی سے پاک بھائی کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئیں، ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کے سر اطہر کی ردائے تطہیر تھوڑی سے سرکی ہوئی تھی اور ان کی ردائے تطہیر کا ایک کونہ زمین پر لکیر لگا رہا تھا

معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا پاک بھائی کے قریب آکر بیٹھ گئیں اور روکر فرمایا کہ میرا بھائی آپ یہ کیسے اشعار تلاوت فرمارہے ہیں

☆ یا اخی ھذاکلام من ایقن بالموت ......(R_99)

میرے بھائی ایسی گفتگو تو وہ کرتے ہیں جن کو دنیا سے چلے جانے کا یقین ہو آپ یہ کیسا کلام فرمارہے ہیں؟ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پاک ہمشیر کے سراطہر کی پاک ردا کا بوسہ لے کر فرمایا

☆نعم یا اختاہ ہاں میری پاک ہمشیر، اب وہ دن قریب ہے جو وعدہ کا دن ہے اب آپ اس تمام قافلہ کی ذمہ داریوں کیلئے خود کو تیار رکھیں

معظّمہ کائنات بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بین کیا کاش آپ کے بدلے آپ کی ہمشیر اس دنیا سے چلی جاتی مگر آپ کو کچھ نہ ہوتا، آپ تو اپنے اجدادِ طاہرین کی واحد نشانی ہیں ان کے واحد وارث اور متبادل ہیں

اس وقت کربلا کے شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام نے عرب کا ایک محاورہ دہرایا کہ اگر ''قطا'' پرندے کو کوئی گھونسلے میں آنے دیتا تو وہ ضرور آتا ......(R_100)

امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہماری پھوپھی پاک نے پہلی مرتبہ اپنے سراطہر میں خاک شفا ملائی اور منہ پر ماتم کرنا شروع کیا اور اتنا ماتم کیا کہ ظاہراً غش فرما گئیے، جس وقت انہیں غش سے آفاقہ ہوا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ان کو ہمارے خیمہ میں چھوڑ گئیے ......(R_101)

ایک روایت یہ ہے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کو سینہ سے لگایا اور کچھ تلاوت فرمایا اس کے بعد معظّمہ بی بی کی پھر کبھی یہ حالت نہیں ہوئی ......(R_102)

9 محرم کی رات کو ابن سعد ملعون کے ساتھ مذاکرات جاری رہے جس کی تفصیل میں یہاں بیان نہیں کرسکتا ہوں

## ﴿روز تاسوعا، 9 محرم الحرام کا دن﴾

9 محرم کا دن ہوا، صبح سویرے شمر ملعون ابن زیاد ملعون کے تازہ احکام لے کر کربلا میں داخل ہوا، اس ملعونِ ازل کے آتے ہی وہ واقعہ پیش آیا جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں، اس کے بعد یہ ملعون ابن سعد ملعون کے پاس آیا اور آ کر کہا کہ اب جنگ کی تیاری کرو ہم نے آج جنگ شروع کرنا ہے، صرف آخری مرتبہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے پوچھ لے کہ انہیں بیعت منظور ہے یا کہ جنگ؟

ابن سعد ملعون نے کہا کہ یہ ہم معلوم کر چکے ہیں کہ ان کو بیعت قطعی طور پر نا منظور ہے، شمر ملعون نے کہا کہ پھر جنگ کی تیاری کرو اور مزید انتظار نہ کرو، اس وقت ابن سعد ملعون نے اپنی فوج کے عہدے تقسیم کیئے، جن کی تفصیل یہ ہے

| | |
|---|---|
| امیر الجیش | عمر ابن سعد ملعون |
| وزیر لشکر | حفص بن عمر ابن سعد ملعون |
| کل لشکر کا علمدار | درید ملعون، جو ابن سعد ملعون کا غلام تھا |
| سالار ساقۃ الجیش اور سالار سنگ انداز | ابوالحنوق ملعون |
| سالار لشکر | ابوالاشرس ملعون |
| سردار جاسوسان | ابن ابی جوبہ ملعون |
| سردار تیر اندازاں | حرملہ بن کاہلہ اسدی ملعون |

| | |
|---|---|
| سردار بیلدار | ابوایوب غنوی ملعون |
| سردار نیزہ داران | سنان بن انس بن مالک ملعون |
| سرداران موکلان شریعہ فرات اور سردار میمنہ | عمرو ابن حجاج زبیدی ملعون |
| نگران امیر الجیش اور حامل میسرہ | شمر ذوالجوشن ملعون |

(R_103)......

سب کو اپنے اپنے علم دے دِئے گئے اور اسی وقت شمر ملعون نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ اب چل کر خیام پر حملہ کرو تمام لشکر تیار ہو گیا، اس وقت عمر ابن سعد ملعون نے اپنے لشکر کو آواز دی☆یا خیل الله ارکبی و بالجنة ابشری

اے سواران اِلٰہی (نعوذ باللہ) اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ اور تمہیں جنت کی بشارت ہو، فوراً جا کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے خیام کا محاصرہ کرو......(R_104)

اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے خیمہ اقدس میں تشریف فرما تھے اور پہرہ دار پہرہ دینے میں مصروف تھے، اچانک انہوں نے دیکھا کہ ابن سعد ملعون کا گھوڑے سوار فوجی دستہ تیزی سے خیام کی طرف بڑھ رہا ہے، اس وقت کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو جلال آیا اور انہوں نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام یہ آواز سن کر فوراً اپنے خیام سے باہر تشریف لائے، دیکھا کہ حاملِ جلالِ اِلٰہی جناب عباسؑ علیہ الصلوات والسلام سمیت خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے تمام افراد اپنی اپنی تلواریں نکال کر آتے ہوئے لشکر پر حملہ کرنے کیلئے تیار کھڑے ہیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم نے جنگ نہیں کرنا ہے، خداوند جلال علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی آقا وہ ملعون ہمارے خیام کی طرف آ رہے ہیں اور بغیر کسی اعلان

کے حملہ کرنے والے ہیں، کیا اب بھی جنگ نہیں لڑنا ہے؟ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ آپ جا کر ابن سعد ملعون کو ہمارا پیغام دیں کہ ہمیں تم ایک رات کے مہلت دو تا کہ ہم ایک رات عبادت میں گزار سکیں، دس محرم کے دن ہماری جنگ ہو گی ......(R_105)

یہاں میں یہ عرض کروں گا کہ اس سے بڑھ کر صبر کی آزمائش ہو ہی نہیں سکتی کہ عین عالم جلال میں خداوند جلال کو فرمایا جائے کہ آپ خود جا کر امت ملعون سے ایک رات کی مہلت مانگیں، ممکن ہے کہ اس بات سے کوئی کم فہم آدمی کسی غلط فہمی کا شکار ہو یہاں پر میں اپنے ایک قطعہ کے ساتھ اس مہلت طلب کرنے کی حقیقت کو بیان کرنا چاہتا ہوں



کون کہتا ہے کہ شبیرؑ نے مہلت مانگی
ایک نقطہ ہے خرد میں جو سماتا ہی نہیں
ایک شب کی انہیں شبیرؑ نے مہلت دی تھی
دینا آتا ہے انہیں مانگنا آتا ہی نہیں

خداوند جلال 20 جوانوں کو لے کر آتے ہوئے لشکر کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور ان ملعونوں سے مخاطب ہو کر فرمایا افسوس یہ ہے کہ جو زبان تم سمجھتے ہو وہ زبان استعمال کرنے کی ہمیں اجازت نہیں ہے، ورنہ ہم تلوار کی زبان کے ساتھ گفتگو کرتے اور تمہیں ہماری بات سمجھ بھی آجاتی مگر اب ہمارے مالک نے حکم فرمایا ہے کہ ہم تم سے پوچھیں کہ تم کیا چاہتے ہو؟

ابن سعد ملعون نے کہا کہ ہم جنگ چاہتے ہیں، خداوند جلال علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہمارے شہنشاہ کا حکم ہے کہ تم ہمیں آج کی رات مہلت دے دو کہ ہم یہ رات اپنے حبیب جل جلالہ کی یاد میں گزارنا چاہتے ہیں، کل ہماری تلوار نیام سے باہر آئے گی ......(R_106)

ابن سعد ملعون نے کہا کہ ہمیں یہ بات منظور نہیں ہے، اس وقت اس ملعون کے ساتھ عمرو ابن حجاج زبیدی ملعون کھڑا تھا (جو جناب ہانی سلام اللہ علیہ کا سسر تھا) اس نے کہا او ملعون ازل اگر اس موقعہ پر ہمارے مقابلہ میں ترک و دیلم کے کفار بھی ہوتے اور وہ ہم سے اسی طرح ایک رات کی مہلت طلب کرتے تو ہمیں ان کو بھی مہلت دینا واجب تھا، یہ تو فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، تو ان کو مہلت نہیں دیتا اس وقت اس ملعون نے کہا کہ اب میں تمہیں ایک رات کی مہلت دے رہا ہوں ......(R_107)

## شبِ عاشور

9 محرم کی شام ہوئی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تمام اصحاب کو اپنے خیمہ اقدس میں یاد فرمایا اور حکم فرمایا کہ تم سب اپنے اپنے خیام اکھاڑ کر ہمارے خیام فلک احتشام کے ساتھ لگاؤ

اس کی وجہ یہ تھی کہ شب عاشور سے پہلے تمام اصحاب نے اپنے خیام ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں کے احترام کی وجہ سے پاک خیام سے دور لگائے ہوئے تھے تاکہ عالمین کی پاک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کی آواز ہم تک نہ پہنچ سکے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے حکم فرمایا کہ تم اپنے خیام اکھاڑ کر ہمارے خیام کے

باہر لگاؤ اوران کی رسیاں اس طرح آپس میں باندھ دوکہ ان میں سے کوئی جلدی سے نہ گزر سکے......(R_108)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم تمام خیام کواس انداز کے ساتھ لگاؤ کہ ان کی طنابیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوں، اس موقعہ پرامام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے سامنے سب خیام اور قناتیں لگوائیں اوران کی ترتیب یہ بنائی کہ درمیان میں اپنے خیام لگوائے ان کے چوگرد ایک قنات لگوائی، اس قنات کے باہراصحاب کی مستورات کے خیام لگوائے اوراس کے باہر پھرقنات لگوائی، اس قنات کے باہر خاندان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے مردوں کے خیام لگوائے اوران کے باہر پھرقنات لگوائی، اس کے باہراصحاب کے خیام تھے اور ان سب کے باہر پھرایک قنات لگوائی

اصحاب نے حکم کی تعمیل کی، جس وقت خیام لگائے جا چکے تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے حکم فرمایا کہ تم سب اصحاب مل کرخیام کے باہرایک خندق کھودوتاکہ خیام کی حفاظت آسانی کے ساتھ ہوسکے، ہماری فوج محدود ہے اور دشمن کی فوج بہت زیادہ ہے، ہمارا شریفوں کے ساتھ واسطہ نہیں بلکہ ہمارا کمینے لوگوں سے سابقہ ہے جلدی کے ساتھ خندق تیارکرو، اصحاب نے خندق کھودی، جس وقت رات ہوگئ تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اب اس خندق میں آتش روشن کردوتاکہ دشمن شب خون کا ارادہ نہ کرسکے، حکم سن کراصحاب نے خندق میں لکڑیاں ڈال دیں، اکثر اصحاب وانصار نے اپنی تلواروں کے نیام توڑکروہ بھی خندق میں ڈال دِیئے، اس کے بعد آتش روشن کردی گئی......(R_109)

اس خندق کے دروازہ کے سامنے خندق سے باہر امام **مظلوم** علیہ الصلوات والسلام نے اپنا خیمہ لگوایا، جس کے سامنے آج گنج شہداء ہے جہاں سے امام **مظلوم** علیہ الصلوات والسلام ہر شہید کو رخصت فرماتے تھے اور ہر شہید کی لاش اس خیمہ کے سامنے رکھی جاتی رہی ......(R_110)

صاحبان مقتل لکھتے ہیں کہ جس وقت اصحاب کے خیام پاک شہزادیوں کے خیام کے ساتھ آکر لگائے گئے تو جناب حبیب ابن مظاہر الاسدی سلام اللہ علیہ اپنے خیمہ میں آکر گریہ فرما رہے تھے اور روتے ہوئے **معظّمہ کائنات** صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت میں عرض کر رہے تھے کہ

☆ آہ آہ لوجدی یا سیدۃ صلوات اللہ علیک یوم تحملین علی البعیر ضالع یطاف بك فی البلدان و راس اخیك امامك آہ آہ...... (R_111)

میری عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ہم دیکھ رہے ہیں اور وہ دن ہمارے سامنے آج کی طرح موجود ہے کہ آپ بغیر سرپوش اونٹوں پر سوار ہیں، آپ کو امت ملعون مختلف شہروں سے گزار رہی ہے، آپ کے محملوں سے آگے آپ کے پاک بھائی کا سر اطہر ہے، ہائے میری شہزادی پاک

جناب حبیب ابن مظاہر الاسدی سلام اللہ علیہ رو رو کر آنے والے واقعات بیان فرما رہے تھے، ان کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی، جس وقت **معظّمہ کائنات** صلواۃ اللہ علیہا نے جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ کے یہ فقرے سنے

☆ ضربت راسها علی عمود الخیمة و قالت بهذااخبرنی اخی البارحة (R_112)

جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے خیمہ کی چوب کے ساتھ اپنی پیشانی کو ٹکرایا اور رو کر

فرمایا کہ حبیب بھائی سے کہو کہ یہ سب حالات ہمیں پاک بھائی نے پہلے بتلا دِئے تھے، ہم خالق کی رضا پر راضی ہیں، آپ فکر نہ کریں، ہم نے شام کی تیاری کر لی ہے، ہم وطن کی یاد کو خیر باد کہہ چکے ہیں

بنیادی طور پر اس رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور سرکاؑر نے نماز مغربین کے بعد اصحاب کے ساتھ مختصر سا وقت گزارا

لیکن تمام کتب یہ تفصیل نہیں بتاتی ہیں کہ اس رات خیام کے اندر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنی پاک بہنوں کے ساتھ کیا کیا کلام فرمایا اور ان کے ساتھ رات کا یہ حصہ کیسے گزارا

اگر پاکیزہ ذہن کے ساتھ ارتکازِ تصور کیا جائے تو اتنا تو محسوس کر ہی سکتے ہیں کہ وہ رات کیسے گزری ہوگی، یہ ایک حقیقت ہے کہ جذبات کی دنیا ہمیشہ کیفی صورت میں یکساں ہوتی ہے، اس کی مقداریں تو مختلف ہوسکتی ہیں مگر شکل جدا نہیں ہوسکتی جیسا کہ انسان اس بات کو محسوس کرسکتا ہے کہ جن بہنوں کو یہ معلوم ہو کہ ان کا بھائی آج رات کا مہمان ہے اور ان کے بعد ان پر ظلم کے طوفان الٹ پڑیں گے تو ان بہنوں کی بھائی کے ساتھ وہ رات کیسے گزری ہوگی

ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں کو معلوم تھا کہ آنے والا وقت کیسا ہے اور مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام آج رات کے مہمان ہیں، ان کے بعد ہمیں اس گھر کی رونقیں دوبارہ نظر نہ آئیں گی، ان کے بعد ہمارے خیام بھی نہیں رہیں گے، ہمیں کوفہ اور شام کے بازاروں اور درباروں میں بھی جانا پڑے گا، آنے والے تمام حالات سے وہ واقف تھے، جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام خیام میں تشریف لائے، اپنی

پاک مسند کو زینت بخشی تو اس وقت عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے تمام بہنوں کو بلا کر فرمایا کہ یہ ہمارے غریب بھائی کی آخری رات ہے، آج کی رات تمام احباب موجود ہیں، کل کا دن ہوگا تو کوئی کہیں ہوگا اور کوئی کہیں ہوگا ہمارا یہ بستا ہوا گھر ویران ہو جائے گا، ہمیں یہ فخر روزگار بھائی اور بیٹے دوبارہ دیکھنا نصیب نہ ہوں گے، اس لئے اسی رات کو غنیمت سمجھ کر مل کر گزاریں، میں چاہتی ہوں کہ ہر ماں کو اپنے بیٹوں کے ساتھ اور ہر بہن کو اپنے بھائی کے ساتھ بٹھا کر اپنے بھرے گھر کو ایک مرتبہ بستا ہوا دیکھ لوں کیونکہ ہمارے آباد گھروں کی تمام رونق صرف آج کی رات کی مہمان ہے، اس لئے ان لمحات کی آخری تصویر دل پر نقش کر لیں کہ باقی دکھوں بھری زندگی تو ہم نے اسی تصویر کے سہارے گزارنا ہے، کوفہ وشام کے سفر میں انہی یادوں کو دل میں بسا کر دل کو تسلی دوں گی کہ میرا بھی ایک ہنستا بستا گھر تھا کائنات سے حسین اور اچھے میرے بھائی تھے، فخر موجودات بیٹے تھے

رو کر فرماتے ہیں کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم تمام احباب کو ساتھ بٹھا کر اس رات کی گھڑیاں گزاریں اور اس آخری رات کو یادگار بنائیں

معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کی خواہش کے مطابق ہر پاک بی بی اپنے اپنے سرتاج کے پاس آ کر بیٹھی، ہر پاک بی بی کے ساتھ ان کے پاک فرزند بہت پیارے لگ رہے تھے، تمام بیبیاں صلواۃ اللہ علیہن یہ دیکھ کر اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا رہی تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اچانک امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی نظر پڑی کہ تمام مستورات کی جھولی میں ان کے لخت جگر موجود تھے مگر ان پاک مستورات کے پیچھے دو معصوم کھڑے ہوئے نظر آئے، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنی پاک بہن

صلواۃ اللہ علیہا سے فرمایا کہ ہر والدہ کی آغوش اس کے نونہالوں سے سجی ہوئی ہے مگر آپ کی اپنی آغوش خالی ہے، کیا آپ کا ان معصوموں سے کوئی رشتہ نہیں جو خاموش رہتے ہوئے ایک ایک کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں، ان کا دل بھی تو چاہتا ہے کہ ہمیں اپنی پاک والدہ گودی میں سلائیں کیونکہ ہم سب کی طرح ان کی بھی اس دنیا میں یہ آخری شب ہے، اس وقت جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا روکر فرماتی ہیں بھیا! آپ کا فرمان بجا ہے مگر میں ان دونوں کو آپ کا صدقہ بنا کر ساتھ لائی تھی اب میں ان کو کیسے اپنا بیٹا کہوں، سرکاؑر نے فرمایا کہ ہمارا حکم ہے کہ آج کی رات ان کو اپنی آغوش کی زینت بنا کر پیار کریں تاکہ ان کے دل میں یہ حسرت باقی نہ رہے اور یہ منظر دیکھ کر ہماری آنکھیں بھی ٹھنڈی ہوں

تمام مومنین ان بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ مل کر دعا کریں کہ ان پاک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے پاک گھر آباد کرنے والے ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہُ الشریف جلد تشریف لائیں، تمام مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کو ابدی اور لامتناہی مسرتیں نصیب ہوں، پہلے سے بھی زیادہ شان وعظمت کے ساتھ یہ اپنے گھر اطہر میں آباد وشاد ہوں، جن پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے اپنے جوان بیٹے راہ خدا میں قربان کیئے اب ان جوان بیٹوں کی بے انتہا خوشیاں ان کا مقدر ہوں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 7

# ﴿شب عاشور﴾

عزاداران گرامی!

نماز مغربین کے بعد کا وقت ہے، شب عاشور کا چاند عین نصف اللیل کے مقام پر ہے، زردرُو چاندنی نے تمام دشت میں صف ماتم بچھائی ہوئی ہے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا خیمہ اقدس ہے، اس میں تمام اصحاب کو جمع فرما کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ایک خطبہ انشا فرمایا، جس میں حمد وثنا کے بعد اصحاب سے فرمایا کہ ہم نے آپ سب سے اپنی بیعت کا بوجھ اٹھا لیا ہے، اگر تم ہماری بیعت پر پشیمان ہو یا بیعت شکنی سے خوف زدہ ہو تو ہم فرما رہے ہیں کہ ہماری بیعت کا قلادہ اب تمہاری گردن میں باقی نہیں رہا

﴿نوٹ﴾

استاذی المکرّم نے تین محرم سے شب عاشور تک کے واقعات پر جو مجالس پڑھی تھیں وہ زیادہ تھیں، جن میں ایک ایک شہید کے بارے میں تفصیل سے بیان فرمایا تھا کہ یہ دن انہوں نے کیسے گزارے تھے، خصوصاً شب عاشور کے بارے میں تفصیلات بیان فرمائی تھیں کہ کس مستور نے اپنے عزیزوں سے کس طرح وداع فرمایا اور یہ رات کیسے گزاری، میں یہ تمام واقعات یہاں نہیں لکھ سکتا، اس لئے میں نے سوچا ہے کہ ان واقعات کو انشاء اللہ ان شہیدوں کے علیحدہ علیحدہ واقعات میں بیان کروں گا

(مرتب ......مہتاب اذفر)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ سب سے پہلے ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ تم نے ہر مشکل میں ہمارا ساتھ دیا، اپنے گھربار، عزیز واقارب چھوڑے، ترک وطن کر کے صعوباتِ سفر برداشت کیں، ظالمین کے ظلم ہماری وجہ سے برداشت کر رہے ہو، بھوک اور پیاس کے دکھ برداشت کر رہے ہو

اس کے بعد فرمایا کہ اس وقت ہمارے سامنے کافی افراد ایسے موجود ہیں کہ جو ہمارے نانا پاک اور ہمارے بابا پاک کے ساتھ مختلف جنگوں میں شریک رہے تھے، ان جنگوں میں فتوحات حاصل ہوتی تھیں، مالِ دنیا اور خزائن بطور غنیمت حاصل ہوتے تھے، لیکن آج ہم تمہیں یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ ہم اس مقام پر فاتح کی حیثیت سے جنگ لڑنے نہیں آئے، ہمارا عظیم مقصد مظلومیت میں پوشیدہ ہے، جو لوگ جنگ لڑنے آتے ہیں وہ اپنے پردہ دار ساتھ نہیں لاتے، جو جنگ کرنے آتے ہیں وہ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو ساتھ لے کر نہیں آتے، جو جنگ لڑنے کیلئے آتے ہیں وہ چھ ماہ کے معصوم ساتھ نہیں لے آتے

ہاں کل کوئی شخص یہ نہ کہے کہ ہمیں لاعلم رکھا گیا تھا، ہم واضح فرما رہے ہیں کہ کل کا دن ہماری شہادت کا دن ہے، ہم اپنی تمام جماعت کے ساتھ اس ویرانہ کو عرش معلیٰ بنا کر خاک نشین ہو جائیں گے، اس کے بعد ہمارے پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن ہمارے عظیم مقصد کی تکمیل کی خاطر کوفہ اور شام تشریف لے جائیں گے

اس لئے ہم نے تمام افراد کی گردن سے بیعت کا قلادہ نکال لیا ہے، جو ہمیں چھوڑ کر جانا چاہے بے شک جا سکتا ہے، اپنے خیام اکھاڑ کر اور اپنے مستورات کو ساتھ لے کر صحرا میں نکل جاؤ، کوفی اور شامی ملاعین تم سے کوئی تعرض نہیں کریں

گے کیونکہ ان کو صرف اور صرف ہماری ضرورت ہے ...... (R_114)

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے یہ فرمایا اس وقت تمام مجمعِ اصحاب پر خاموشی چھا گئی اور پورے خیام میں سناٹا چھا گیا لیکن ان اصحاب میں سے کوئی آدمی بھی نہ اٹھا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے تھوڑی دیر انتظار فرمایا اس کے بعد فرمایا کہ ممکن ہے تمہیں ہماری آنکھوں سے شرم محسوس ہو رہی ہو، تم یہ سوچ رہے ہو کہ ہم فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر کیسے چلے جائیں تو ہم اس کا حل بھی بتائے دیتے ہیں

اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا کہ اس خیمہ میں جو مشعل روشن ہے اس کو بجھا دو، مشعل بجھائی گئی تو خیمہ میں تاریکی چھا گئی خیمہ میں کچھ آوازیں آئیں، تھوڑی دیر بعد جب مشعل دوبارہ روشن ہوئی تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی، بہت سے لوگ جا چکے تھے ...... (R_115)

اس وقت بہ اختلاف روایات 72 یا 64 یا 62 اصحاب خیمہ میں باقی رہ گئے، میرا خیال یہ ہے کہ 64 اصحاب رہ گئے تھے کیونکہ کل افراد جو شہید ہوئے ان کی تعداد 144 کے قریب ہے، ان میں سے 30/32 جوان وہ تھے جو شب عاشور لشکر شام کی مدد کیلئے آئے تھے اور انہوں نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے لشکر میں شمولیت اختیار کی تھی ...... (R_116) بعض صاحبان مقتل نے یہ لکھا ہے کہ اس وقت کربلا میں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے پاس صرف 48 اصحاب باقی رہ گئے تھے (R_117)

10 شہید وہ ہیں جو دس محرم کو آکر شامل ہوئے تھے، اس حساب سے پاک خاندان کے علاوہ شہید ہونے والوں کی تعداد 104 تھی اور جو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی

شہادت کے بعد لشکر شام سے نکل کر شہید ہوئے وہ ان کے علاوہ تھے اور خاندان پاک کے 18 افراد وہ تھے جنہوں نے باضابطہ جنگ کی تھی یعنی جوعین جوان تھے، باقی معصوم بچے اور وہ شہزادگان جن کی عمر 15 سال سے کم تھی وہ شامل کر کے کل افراد کی تعداد 40 تھی

جن لوگوں نے یہ لکھا ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے کل جانثار 72 تھے تو انہوں نے اس حوالے سے لکھا ہے کہ اس سفر میں ساتھ آنے والوں میں سے 72 باقی بچے تھے اور انہوں نے کل شہداء کی تعداد 166 لکھی ہے یہ ہمارے اندازے ہیں اصل حقیقت تو مالک ذات ہی بہتر جانتی ہے، ہم نے تو کتابوں کی بیساکھیوں پر چلنا ہوتا ہے، یہاں پر یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کی تعداد صاحبان تاریخ اور مقتل نے کیا لکھی ہے؟

کچھ صاحبانِ مقتل لکھتے ہیں کہ جس وقت سورج غروب ہوا تو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بڑے خیمہ میں اپنی کرسی لگوائی اور اصحاب کو یاد فرمایا اور خطبہ انشا فرمایا جس میں انہوں نے اپنی بیعت اٹھا لینے کا اعلان فرمایا اس وقت اصحاب کی تعداد 100 سے بھی زیادہ تھی ......(R_118)

سب سے زیادہ تعداد عبدالعلی ہروی طہرانی نے لکھی ہے جو 3000 کے قریب ہے اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ 1100 سوار تھے اور باقی پیادہ تھے ......(R_119)

اس مقام پر بعض لوگ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خطبہ کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ انہوں نے تو یہ فرمایا تھا کہ ''تم جیسے اصحاب کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئے'' پھر اتنی تعداد میں لوگوں کا چھوڑ کر جانا ممکن نہیں ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ صاحبان تاریخ ومقاتل نے ایک تو متعدد خطبات کو خطبہ واحد سمجھ کر لکھا ہے جبکہ صورت حال اس کے برعکس ہے یعنی غروب آفتاب کے قریب جو خطبہ انشا فرمایا جس کے بعد ہزاروں لوگ چھوڑ کر چلے گئے اور وہ خطبہ یہ ہے کہ جس میں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی بیعت اٹھانے کا ذکر فرمایا

اور جس خطبہ میں اصحاب کی تعریف فرمائی ہے وہ باقی لوگوں کے جانے کے بعد جو خطبہ انشاء فرمایا تھا وہ خطبہ ہے جس کے بارے میں تفسیر امام العسکریؑ میں ہے کہ غروب آفتاب کے وقت جو خطبہ انشا فرمایا اس میں فرمایا

☆ قد جعلتکم فی حل من مفارقتی فانکم لا یطیقونهم......(R_120)

یہ فرمان سن کر جو بے وفا تھے وہ چلے گئے اور جن کے نام شہداء کی فہرست میں لوح محفوظ پر لکھے ہوئے تھے انہوں نے عرض کی تھی ☆ واللّٰہ لا نفارقك

اللہ کی قسم ہم آپ سے ایک لمحہ کیلئے بھی جدا نہ ہوں گے ......(R_121)

اور اس کی تائید میں جناب معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے جو روایت نقل ہوئی ہے وہ کافی ہے کہ جناب معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ہم اس وقت پردہ کے اندر کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے کہ بابا پاک اصحاب کے ساتھ کیا کلام فرماتے ہیں جس وقت بابا پاک نے ان سے فرمایا کہ جو جانا چاہتے ہیں وہ چلے جائیں تو شہزادی معصومہ پاک صلواۃ اللہ علیہا فرماتے ہیں ......(R_122)

☆فواللہ ما اتم کلامه الا تفرقوا عنه من نحو عشرة عشرة وعشرین وعشرین

فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہے کہ ابھی ہمارے بابا پاک کا سلسلہ کلام ختم بھی نہ ہوا تھا کہ لوگ دس دس اور بیس بیس ہو کر جانے لگے اور ہمارے بابا مظلوم علیہ الصلوات والسلام

کے سامنے 70 کے قریب افراد بیٹھے ہوئے تھے……(R_123)

جناب معصومہ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جس وقت یہ تمام واقعات آکر اپنی پھوپھی جان سے بیان کیئے تو انہوں نے یہ سن کر بین کیا

☆وا جداہ واعلیاہ وا حسناہ وا حسینا واقلۃ ناصراہ این الخلاص من الاعداء

ہائے نانا پاک، ہائے بابا پاک، ہائے میرا حسنؑ بھائی، ہائے میرا مظلوم بھائی حسین علیہ الصلوات والسلام جس کے ناصر بھی بہت کم رہ گئے، پاک بھائی کو مخاطب ہوکر فرماتے ہیں اب تمہیں دشمنوں سے بچا کر کیسے لے جاؤں کیونکہ اب نجات کا کوئی راستہ بھی نظر نہیں آتا ہے……(R_124)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام یہ گریہ وزاری کی آواز سن کر خیام میں تشریف لے آئے اور آکر پاک ہمشیرہ کو تسلی دی تو معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہم بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے خوبصورت جوانوں کی لاشوں کو زمین پر بے کفن کیسے دیکھ سکیں گے ان اقمارِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے سرہائے انور کو نوک سناں پر دیکھ کر کیسے برداشت کریں گے……(R_125)

میں عرض کر رہا تھا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے چراغ گل کروایا بہت سے لوگ چلے گئے اور باقی صرف 64 اصحاب رہ گئے، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو دنیا کی غرض لے کر آئے تھے وہ چلے گئے ممکن ہے تمہارے ذہن میں یہ ہو کہ ہم اگر چھوڑ کے چلے گئے تو جنت سے محروم ہو جائیں گے ہم تمہارے ساتھ وعدہ فرماتے ہیں کہ تمہارا آخرت کا حصہ بھی کم نہ ہوگا تم بے شک چلے جاؤ، یہ فرمان سن کر پاک اصحاب میں سے کوئی بھی نہ اٹھا

پھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم عرب لوگ طعنہ کو موت سے زیادہ مشکل سمجھتے ہو، اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ ہم اگر چھوڑ کر چلے گئے تو لوگ طعنہ دیں گے کہ تم مشکل وقت میں فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ آئے تھے تو اس کا حل یہ ہے کہ

☆ لیاخذ کل رجل منکم بید رجل (والنسا) من اهلبیتی ثم تفرقوا فی سواد کم و مدائنکم حتیٰ یفرج الله...... (R_126)

تم میں سے ہر فرد ہمارے خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے ایک ایک فرد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اپنے وطن کی طرف لے جائے، تمہارا یہ عذر بن جائے گا کہ ہم اہلبیت کو بچانے کیلئے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو چھوڑ آئے ہیں اور ہمیں یہ فائدہ ہو گا کہ ہمارے خاندان سے کچھ لوگ تو بچ جائیں گے، اور ہمارے پردہ داروں کے پردے دست ستم سے بچ جائیں گے

☆فان القوم انما یطلبوننی فلو قد اصابوا للهوا عن طلب غیری...... (R_127)

فرماتے ہیں کہ اس قوم ملعون کا صرف ہمارے ساتھ واسطہ ہے جس وقت ہمیں شہید کر لیں گے اس کے بعد تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے

اس کے بعد پھر چراغ بجھایا گیا، اس وقت خیام میں کچھ آوازیں، کچھ آہٹیں پیدا ہوئیں، جس وقت آوازوں کا سلسلہ بند ہوا تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لخت جگر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا کہ تم اب چراغ روشن کر دو

جس وقت انہوں نے چراغ روشن فرمایا تو خیمہ میں کافی تبدیلی واقع ہو چکی تھی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی تو دیکھا کہ سب لوگ اپنی اپنی تلواروں کے

نیام گھٹنوں پر رکھ کر توڑ چکے تھے، جو جوان تھے وہ اپنا سینہ تان کر کھڑے تھے، جو ضعیف تھے وہ اپنے ابروں پر رومال باندھ چکے تھے اور اپنی کمر سیدھی کر کے جوانوں کے ساتھ جوان نظر آرہے تھے، جو کمسن تھے اپنی ایڑیاں اٹھا کر جوانوں کے ساتھ قد ملا کر کھڑے تھے اور ان کے چہروں کی معصومیت پر جلال کی سرخی ان کے جذبات محبت کی ترجمانی کرتی ہوئی بڑی خوبصورت لگ رہی تھی ......(R_128)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے یہ منظر دیکھا مگر پھر بھی اتمام حجت کا سلسلہ نہ روکا، اس کے بعد تمام کو فرداً فرداً مخاطب فرمایا، ان میں سب سے پہلے جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کی آل سے مخاطب ہو کر فرمایا

☆یا بنی عقیل علیہم الصلوات والسلام حسبکم من الشهادة بمسلم علیہ الصلوات والسلام فاذهبوا انتم فقداذنت لکم......(R_129)

اے پاک عقیل علیہ الصلوات والسلام کی اولاد! تمہاری طرف سے جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام کی قربانی کافی ہے، ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی مستورات کو ساتھ لے کر اس ویرانہ سے کہیں دور چلے جاؤ

جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام کے پاک بیٹوں اور بھائیوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے یک زبان ہو کر عرض کی آقا

☆فقبح الله العيش بعدك......(R_130)

آقاً جو آپ کے بعد زندگی ملے اس پر اللہ کی لعنت ہو، سب رو کر عرض کرتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ معراجِ سعادت ہے کہ ہماری یہ زندگی حضور کی نعلین کا صدقہ بن کر آپ کی پاک ذات پر قربان ہو سکے

اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب باوفا کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہم نے تم سب کو بیعت سے آزاد کیا ہے اب تم رات کی تاریکی کو اپنی سواری بنا کر صحرا میں نکل جاؤ، تم تو اپنی بیٹیوں کے پردے بچالو

اس وقت سب سے پہلے جناب مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ اٹھے مگر کیفیت یہ تھی کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، سفید ریش سے آنسو موتی بن کر زمین پر برس رہے تھے، روکر عرض کرتے ہیں آقاؑ میں نے تمام زندگی آپ کے بابا پاک کی خدمت اقدس میں گزاری ہے، اس کا صلہ یہی ہے کہ عین سعادت کے وقت ہمیں اپنی نصرت سے محروم کرنا چاہتے ہیں، مگر یاد رکھیں کہ ہم اس سعادت ازلی کے حصول کے موقعہ کو ہاتھوں سے ایسے نہیں جانے دیں گے، ہم تمہاری نصرت میں اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک ہماری تلواریں نہ ٹوٹ جائیں، جب تلواریں ٹوٹ جائیں گی اور کوئی ہتھیار ہمارے پاس نہیں رہے گا تو زمین سے پتھر اٹھا کر آپ کے دشمنوں پر برسائیں گے، جب تک آپ کی نعلین پاک پر اپنا سر قربان نہیں کریں گے آپ کی نصرت سے دست کش نہ ہوں گے ......(R_131)

ان کے بعد سعید بن عبداللہ حنفی سلام اللہ علیہ اٹھے اور انہوں نے روتے ہوئے عرض کی آقاؑ میں تو یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ اگر آپ کی نصرت میں مجھے ستر مرتبہ شہید کیا جائے اور پھر لاش کو نظر آتش کیا جائے تب بھی میں آپ کی نصرت کو زندگی پر ترجیح دوں گا ......(R_132)............ ان کے بعد جناب زہیر بن قین سلام اللہ علیہ اٹھے، انہوں نے روتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا ......(R_133)

ان کے بعد خیمہ کے ایک طرف سے سفید ریش بزرگ جناب حبیب ابن مظاہر سلام

صلی اللہ علیہ اٹھے، برستی ہوئی آنکھوں اور کانپتے ہوئے ہونٹوں کے اندر ہزاروں باتیں تڑپ کر زبان پر آنا چاہتی تھیں مگر جذبات کی شدت ان کے سامنے دیوار بن کر کھڑی تھی ......(R_134)

آہستہ آہستہ عرض کرتے ہیں آقاؑ آپ کی ذات تو ازل سے بے نیاز ہے، بے غرض ہے، غرض مند تو ہم ہیں، ہمیں یہ امید نہ تھی کہ آپ کی ذات اس قدر بے نیازی کا مظاہرہ فرمائے گی کہ اپنے بچپن کے ساتھی سے بھی بے نیاز ہو جائے گی، آپ یہ فرمائیں کہ اگر آج ہم یہاں سے چلے بھی جائیں تو کیا موت سے بچ جائیں گے؟ ہرگز نہیں، اور جب انسان کا انجام موت ہی ہے تو پھر وہ موت آپ کی نعلین پاک کے سائے میں آئے تو اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی؟

آقاؑ کل ہم سب نے آپ کے نانا پاک کی خدمت میں حاضر ہونا ہے اور اگر انہوں نے یہ سوال کیا کہ حبیب تم بھی میری بیٹیوں کو دشمنوں میں چھوڑ کر چلے گئے تھے تو میں کیا جواب دوں گا، عرض کرتے ہیں کہ



یہ بجا ہے کہ نہیں تجھ کو ہماری احتیاج
شانِ اِستَغنٰی میں پلتا ہے امامت کا مزاج
اس ترے فرمان پر زیبا نہیں ہے احتجاج
ہے ترے کردار میں شان صمد کا اِمتزاج
اتنے بے بس ہم نہ تھے آقا! جو بے بس آج ہیں
تو نہیں محتاج آقا ، ہم ترے محتاج ہیں

تو ہمیں گر ٹھوکریں مارے نہ ہرگز جائیں گے
تو نکالے بھی اگر سو بار ہم لوٹ آئیں گے
تجھ کو چھوڑیں گے اگر آقا تو ہم مر جائیں گے
تیرے قدموں ہی میں جاں دیں گے تو راحت پائیں گے
اس قدر جذبات میں بوڑھے نے یہ فقرہ کہا
شدتِ جذبات سے وہ لڑکھڑا کر گر گیا

(از انتصار مظلومؑ)

آمدم برسر مطلب

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام جس وقت اصحاب کا امتحان لے کر پاک خیام میں واپس تشریف لائے تو مقصد عظیم میں شریکۃ الحسینؑ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بھائی کے رخ انور پر اداسی کے آثار دیکھے، پاک بھائی کے قریب آ کر فرماتی ہیں

بھیا! سنا ہے کہ آپ نے اتمام حجت کی خاطر لوگوں کو بیعت سے آزاد فرمایا ہے اور بہت سے لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں، سرکارؑ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ آپ نے صحیح سنا ہے، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ پھر اس میں گھبرانے یا پریشان ہونے والی کون سی بات ہے؟ جب میرے پردوں کا محافظ عباس علیہ الصلوات والسلام جیسا بھائی موجود ہے تو کوئی فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے

سرکارؑ علیہ الصلوات والسلام نے پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کا سر اطہر سینہ سے لگایا اور ردا پر بوسہ دے کر فرمایا بہن دعا کرو کہ تمہارا یہ ناز اور آسرا ہمیشہ سلامت رہے

پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا بھائی کو تسلی دے کر فرماتی ہیں میرے بھائی! جب شرفاء پر

دُکھ آتے ہیں تو مطلب پرست لوگ تو چھوڑ ہی جایا کرتے ہیں، مگر یہ فکر مند ہونے کا مقام نہیں کیونکہ آپ کی بہن جو آپ کے ساتھ ہے

میں آج آپ کے ساتھ وعدہ کرتی ہوں کہ جتنے بھی دکھ آئیں گے آپ کے مقصد عظیم کی ناؤ کو کامرانی و کامیابی کے ساحل تک پہنچا کر ہی دم لوں گی، آپ کے نام نامی کو ابدیت عطا کروں گی، حشر تک آنے والی نسلیں آپ کا کلمہ پڑھیں گی

بھیا! ذرا شام کا بازار تو آنے دو، انشاء اللہ آپ کے مقصد شہادت کو وہ اوجِ کمال عطا کروں گی کہ دشمن بھی آپ کا اسم گرامی صلوات پڑھ کر تلاوت کریں گے

دعا فرمانویں کہ ان بہن بھائی کا مقصد اعلیٰ اب پایۂ تکمیل تک پہنچے، آلِ محمد پاک علیہم الصلوات والسلام کی ابدی اور دائمی حکومت اِلٰہیہ کا قیام جلد از جلد ہو، منتقم آلِ عبا عجل اللہ فرجہ الشریف اپنی ذوالفقار کو بے نیام فرمائیں اور تمام اعدائے ملاعین کا قلع قمع فرمائیں، تمام جگر سوختہ مظلومین ان کے سایۂ عاطفت میں ہمیشہ سکھ کی سانس لیں، مومنین کی ترستی ہوئی آنکھیں جو آلِ محمد پاک علیہم الصلوات والسلام کے غم میں ہمیشہ اشک آلود رہی ہیں اب کو آباد و شاد دیکھ کر ٹھنڈی ہوں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 8

# ﴿شبِ عاشور﴾

عزاداران گرامی!

دوستو کل کی مجلس میں میں شب عاشور کے بارے میں عرض کرر ہا تھا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے چراغ بجھا کر تمام اصحاب وانصار کو آزمایا، جس وقت سب کے جذبات کا امتحان ہوگیا تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے تمام اصحاب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا

☆السلام علیك یا اولیاء الله ......(R_135)

یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ شب عاشور کے امتحان میں جو قدسی پاس ہو گئے ان کو ایک اعزاز امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے عطا فرمایا اور ایک اعزاز شہزادی دو جہاں شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے عطا فرمایا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے وہ اعزاز عطا فرمایا جو اولین میں سے کسی کو بھی نہ ملا تھا یعنی ان کو سلام کر کے فرمایا اے ''اولیاء اللہ'' تمہاری عظمت کو ہم سلام کرتے ہیں ...... یہ وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان واقف سر قدر ہو جاتا ہے یعنی اس پر اَسرارِ اِلٰہیہ منکشف ہو جاتے ہیں اور اس سے پھر کسی بے صبری کا مظاہرہ ہو بھی

نہیں سکتا، کیونکہ بے صبری عدم علم کی وجہ سے ہوتی ہے، جتنا علم کا دائرہ وسیع ہوگا اسی طرح صبر کا دائرہ بھی وسیع ہوگا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کے بارے میں فرمایا ہے کہ

☆ ان اولیا الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

کہ اولیا اللہ کو نہ کوئی خوف طاری ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی غم لاحق ہوتا ہے

خوف آنے والے خطرے کا ہوتا ہے اور غم کسی ماضی کے نقصان کا ہوتا ہے کیونکہ اولیاء اللہ پر اَسرارِ اِلٰہیہ ومصالح اِلٰہیہ منکشف ہوجاتے ہیں اس لئے ان پر کوئی جذبہ اثر انداز نہیں ہوسکتا یعنی نہ کسی آنے والے نقصان کی پریشانی ہوتی ہے اور نہ کسی ہونے والے نقصان کا دکھ ہوتا ہے، گویا اسرار اِلٰہیہ کے کلی انکشاف کے مقام کا نام ہے ''ولایت اللہ'' یہ مقام شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے عطا فرمایا

جس وقت تمام اصحاب وانصار کا امتحان ہوچکا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام حرم پاک میں تشریف لائے، ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بھائی کو تکیہ پیش کیا، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام تکیہ کی ٹیک لگا کر نیم دراز ہوگئے تو معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا میرے بھائی ہم امت سے بہت ڈرے ہوئے ہیں، ساباطِ مدائن کا واقعہ کل کی بات ہے کہ شیعہ کہلوانے والے اصحاب نے عین موقعہ پر دھوکہ دینے کا پروگرام بنایا تھا انہوں نے دشمنوں سے مل کر سازش کی تھی کہ عین جنگ کے دوران آپ کے پاک بھائی امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کو دشمنوں کے حوالے کردیں گے

کیا آپ نے اپنے اصحاب کا اچھی طرح امتحان لے لیا ہے کہ یہ تو عین موقعہ پر آپ کو نہ چھوڑ دیں گے، اس کے بعد فرمایا

☆یااخاہ ءَ اُشاھد مصرعك وابتلی برعایة هذه لمذاعیر من النساء والقوم کما تعلم ماهم علیه من الحقد القدیم ذالك خطب جسیم یعز علی مصرع هولا الفتیة والصفوه واقمار بنی هاشم یا اخی هل استعلمت من اصحابك نیاتهم فانی اخشی ان اسلموك عند الوثبة واصطکاك الاسنة......(R_136)

میرے بھائی ہم یہ جانتے ہیں کہ کل آپ نے شہید ہو جانا ہے اور نازک دل مستورات صلواۃ اللہ علیھن کی تمام ذمہ داری ہمارے کاندھوں پر آ جانا ہے اور آپ دشمن ملاعین کے مزاج کو تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے دلوں میں قدیم دورِ جاہلیت کی دشمنی اور کینہ بھرا ہوا ہے

یہ بھی حقیقت ہے کہ ہاشمیوں کا ایک دم شہید ہو جانا ہمارے لئے کائنات کی سب سے بڑی مصیبت ہے، کیا آپ نے اپنے اصحاب کی نیتوں کی پوری طرح آزمائش فرمائی ہے؟ کیا یہ کوفی اور مدائنی شیعوں کی طرح آپ کو عین موقعہ پر دھوکہ تو نہیں دیں گے؟

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پاک ہمشیر کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا کہ ہم ان کی ظاہری طور پر مکمل آزمائش کر چکے ہیں، آپ فکر مند نہ ہوں یہ تمام شہادت کیلئے جس طرح مشتاق ہیں اس طرح کوئی پیاسہ معصوم بچہ ماں کے دودھ کیلئے بھی بے قرار نہیں ہوتا......(R_137)

جس وقت معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیھا یہ کلام فرما رہی تھیں اس وقت جناب ہلال بن نافع سلام اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کہیں قریب ہی بہن بھائی کی یہ گفتگو سن رہی تھیں، انھوں نے جناب ہلال بن نافع سلام اللہ علیہ کو تمام بات بتائی

یہ جناب ہلال بن نافع سلام اللہ علیہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں ابومخنف لکھتے ہیں
☆کان رباہ امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام وکان یرمی بالنبلة وکان یکتب اسمه واسم ابیه علی النبلة...... (R_138)

جناب نافع سلام اللہ علیہ کی پرورش امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے خود فرمائی تھی اور یہ اپنے وقت کے ماہر ترین تیرانداز تھے اور ان کا یہ معمول تھا کہ یہ اپنے ہر تیر پر اپنا اور اپنے والد کا نام لکھ کر آتے تھے تا کہ معلوم ہو سکے کہ کون کون سا ملعون ان کے تیر سے واصل جہنم ہوا ہے...... (R_139)

جس وقت ان کی زوجہ نے انہیں آگاہ کیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ، وہ روتے ہوئے جناب حبیب ابن مظاہر الاسدی سلام اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہم نے اپنے طور پر تو یقین دہانی کرائی ہے مگر معظّمہ کائنات جناب سیدۃ صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں کو ہماری وفاداری کا یقین کامل نہیں ہے اور جناب شریکۃ الحسینؑ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا غیر مطمئن بھی ہیں اور غمگین بھی ہیں، اس لئے مناسب ہوگا کہ ہم ان کو اپنی جانثاری اور وفاداری کا یقین دلائیں

جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ اپنے خیمہ سے فوراً باہر آئے اور انہوں نے تمام اصحاب اور انصار کو جمع کیا اور ان کے سامنے ایک خطبہ انشاء فرمایا، جس میں انہوں نے فرمایا کہ سب نبی زادیاں آج بہت پریشان ہیں اور ان کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی یہ بھی ہے کہ ان کو ہم غلاموں کی وفاداری پر کلی طور پر یقین نہیں ہے، اب تم بتاؤ کہ ہم جناب سیدہ طاہرہ صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں کو اپنی وفاداری اور جانثاری کا کیسے ثبوت دیں؟

اس کے بعد جناب حبیب سلام اللہ علیہ نے تمام اصحاب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہمیں اب تہہ دل سے عہد کرنا چاہیے کہ اپنی زندگی میں معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کی بیٹیاں محفوظ رہیں گی ورنہ کل جب یہ نواسیاں روتے ہوئے اپنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لے کر جائیں گی تو اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے سوال کریں گے

☆الیس حبیب و اصحاب حبیب کانوا حاضرین ......(R_140)

پاک بیٹیو ہمیں یہ بتاؤ کہ تم پر جو اتنے ظلم ہوتے رہے کیا حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ اور ان کے ساتھی وہاں موجود نہ تھے، یہ سن کر تمام اصحاب و انصار میں گریہ کی آواز بلند ہوئی اور انہوں نے اپنے عمامے اتار کر زمین پر پھینک دِئے اور اپنی تلواریں بے نیام کر دیں اور عرض کی اے ابن مظاہر ہمیں اس رب کریم کی قسم جس نے ہمیں اس مقام پر آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ہم آل اطہار علیہم الصلوات والسلام کے ان دشمنوں اور مخالفوں کا سر اڑا کر سکھ کا سانس لیں گے، واللہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وصیت پر لازماً عمل پیرا ہوں گے اور اس وصیت کو ضائع نہ ہونے دیں گے جو کہ انہوں نے پاک نواسوں کے بارے میں فرمائی ہے

جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ نے تمام اصحاب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو مناسب ہے کہ ہم سب خیام اطہر کے سامنے جا کر ملکہ عالمین علیہا الصلوات والسلام کی بیٹیوں کو اپنی جانثاری کا یقین دلائیں

اس وقت سب اصحابِ باوفا روتے ہوئے خیام اطہر کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گلے میں عمامہ ڈال کر اور ہاتھوں پر اپنی تلواریں اٹھا کر روتے

ہوئے بلند آواز کے ساتھ عرض کی

☆یا معشر حرائر رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم هذه صوارم فتيانكم الوا ان اقسموا لا يغمدوها الا فی رقاب من ينبغی سوء فيكم و هذه اسنة غلمانكم اقسموا ان لا يركضوها الا فی صدورمن يفرق ناديكم...... (R_141)

اے ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی پاک وارث شہزادیو آپ کے غلاموں کی یہ تلواریں حاضر ہیں اوران غلاموں نے دل سے عہد کیا ہے کہ ہم ان تلواروں کا اب آپ کے دشمنوں کی نجس گردنوں کو نیام بنائیں گے

یہ آپ کے غلاموں کے نیزے ہیں ان کیلئے بھی ہم نے قسم اٹھائی ہے کہ اپنے جیتے جی پاک بہنوں سے ان کے پاک بھائی کو جدا نہ ہونے دیں گے اور جو آپ بہن بھائیوں کو جدا کرنا چاہتے ہیں یہ نیزے ان کے سینوں میں نصب کرنا ہمارا مقصد حیات ہے......(R_142)

جس وقت یہ تمام اصحاب وانصار خیام اقدس کے سامنے گریہ وبکا کررہے تھے تو ایک قیامت کا منظر تھا، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس گریہ وزاری میں ارضِ کرب وبلا کا ذرہ ذرہ شامل ہے......(R_143)

حضرت امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام سے روایت ہے کہ جس وقت اصحاب وانصار نے گریہ وبکا کے ساتھ محشر بپا کیا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام خیام سے باہر تشریف لائے اور سب سے فرمایا کہ ہم تمہیں بشارت دیتے ہیں

☆انكم تقتلون غداً ولا يفلت منكم ...... (R_144)

فرمایا کل تم ہمارے ساتھ سفینہءِ شہادت پر سوار ہوگے اور کوئی بھی تم میں سے

محروم نہ ہوگا اس وقت تمام اصحاب وانصار کی زبان سے بے ساختہ نکلا

☆الحمد لله الذی شرفنا بالقتل معك

لاکھ لاکھ حمد ہے اس کریم ازل کا جس نے ہم کو آپ کے ساتھ شہادت کا اعزاز عطا فرمایا ہے...... یہ کہتے ہوئے تمام پاک اصحاب بارگاہِ امام عالی مقام میں سجدہ ریز ہوئے اور عرض کی کہ آپ کی ذات کے لاکھ لاکھ احسان ہیں کہ آپ نے ہمارے ان حقیر سروں کے نذرانے قبول فرمائے ہیں، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ان جھکے ہوئے سروں کی طرف دیکھ کر فرمایا

☆ارفعوا رؤسکم وانظروا فجعلوا ینظرون الی مواضعهم و منازلهم من الجنة و هو یقول هذا منزلك یا فلان و هذا منزلك یا فلان ...... (R_145)

اب تم اپنے سر سجدہ سے اٹھا لو اور اپنے آخرت کے مقام عالیہ پر نظر کرو

اس وقت ان کی آنکھوں سے حجابات اٹھا دئے گئے اور انہوں نے جنت الفردوس میں اپنے اپنے مقاماتِ اعلیٰ کو دیکھا، اس وقت امام کائنات علیہ الصلوات والسلام ایک ایک کو فرما رہے تھے کہ یہ گھر جناب حبیب سلام اللہ علیہ کا ہے، یہ میرے جون سلام اللہ علیہ کا گھر ہے، یہ میرے بابا پاک کے صحابی مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ کا گھر ہے ......(R_146)

جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے انہیں ان کے مقامات عالیہ کا نظارہ کرایا تو عین اسی وقت شریکۃ الحسینؑ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی کنیز خاص کو حکم فرمایا کہ تم سب اصحاب وانصار کو ہماری طرف سے پیغام دو فرماؤ

☆ایها الطیبون حاموا عن بنات رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وحرائر امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام

اے ''اصحاب طیبین'' اب نبی زادیوں صلواۃ اللہ علیھن کی حمایت اور حفاظت کے ضامن تم ہو، یہاں پر ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیھا نے انہیں طیبین کا خطاب عطا فرمایا اور یہ وہ مقام ہے جو''منیٰ اھل البیت'' سے بھی بڑا خطاب اور اعزاز ہے

حقیقت یہ ہے کہ ''منیٰ اہل البیت'' کچھ افراد کو فرمایا گیا تھا مثلاً جناب سلمان پاک سلام اللہ علیہ کو بھی فرمایا گیا، جناب مالک اشتر سلام اللہ علیہ کو بھی فرمایا گیا، جناب امراء القیس بن عابس سلام اللہ علیہ کو بھی فرمایا مگر''اھل بیتہِ الطَّیبین'' صرف ان معصومین کو فرمایا گیا جو عصمت صغریٰ اور عصمت کبریٰ کے مالک تھے

اور پھر ان اصحابِ کرب و بلا کو طیبین کا خطاب عطا فرمایا گیا جس کا یہ نتیجہ تھا کہ ہمارے آئمہ ہدیٰ میں سے جنہوں نے بھی کربلا معلیٰ جا کر ان کی زیارت کی انہوں نے زیارت کا یہ فقرہ ضرور فرمایا ☆ بِاَبی اَنتُم واُمّی

اے نبی زادیوں صلواۃ اللہ علیھن کے پاک پردہ کے محافظو تم پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں، ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف آج بھی جب زیارت پڑھتے ہیں تو یہ فقرہ وہ بھی ادا فرماتے ہیں کہ ہمارے والدین آپ کی عظمت پر قربان کہ تم نے مشکل وقت میں ہماری مظلوم دادیوں صلواۃ اللہ علیھن کی نصرت فرمائی تھی

یہاں پر یہ وضاحت کرتا چلوں کہ ہمارے آداب زیارت جو مقرر ہیں یہ جناب صفوانِ جمال سے مروی ہیں اور انہوں نے امام صادق آل محمد علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ آ کر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کی تھی اور جو بھی آداب پاک امام نے ملحوظ رکھے تھے آج بھی وہی آدابِ زیارت شمار ہوتے ہیں اور زیارتِ صفوانِ جمال میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ امام صادق علیہ الصلوات والسلام نے اصحاب

کرام کی زیارت پڑھتے ہوئے یہ فقرہ فرمایا تھا ☆بابی انتم وامی ......(R_147)

## 32 خوش نصیب

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شب عاشور کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا، پہلا حصہ اصحاب کو عطا فرمایا جس میں تمام اصحاب کا امتحان ہوا، اس کے بعد آپ نے اصحاب کو حکم فرمایا کہ تم اپنے اپنے خیمہ میں بیٹھ کر بہ آوازِ بلند قرآن کی تلاوت کرو، اس رات کو آخری رات سمجھ کر عبادت کرو، یہ فرما کر اپنے پاک خیام میں تشریف لے گئے

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اصحاب کو تلاوت کا حکم فرما کر واپس تشریف لائے اور انھوں نے بہ آوازِ بلند قرأت شروع فرمائی

صاحب لہوف اور دیگر کتب مقاتل لکھتے ہیں کہ اس وقت کوفہ سے 30 یا 32 نوجوان کربلا معلیٰ میں داخل ہوئے کہ جنہیں ابن زیاد ملعون نے ابن سعد ملعون کی مدد کیلئے کربلا بھیجا تھا، ان کو رات کی تاریکی میں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ ابن سعد ملعون کی فوج کے خیام کس طرف لگے ہوئے ہیں اور سرکارؑ کے خیام کس طرف ہیں

مقدر نے یاوری کی، اقبال کے شمس الضحیٰ رات کی تاریکی میں چمک ماری، بخت بیدار ہوئے اور یہ تمام نوجوان ایک ایسے مقام پر آ کھڑے ہوئے کہ جہاں ایک طرف سرکارؑ کے خیام تھے اور دوسری طرف ملاعین کوفہ وشام کے خیام تھے

یہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو روکا اور آواز سننے کی کوشش کی، ایک طرف دف بجائی جارہی تھی اور لونڈیاں طربیہ گیت گارہی تھیں...... دوسری طرف

بہ آواز بلند قرآن پاک کی تلاوت جاری تھی

اب ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ گانا کس لشکر میں گایا جارہا ہے اور قرآن کی تلاوت کی آواز کس لشکر کی طرف سے آرہی ہے، ان جوانوں میں سے ایک جوان بولا گویا اس کی زبان پر روح القدس بولا، اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا

بھائیو! اس وقت ہم جنت اور جہنم کے درمیان کھڑے ہیں، ایک طرف ہمیں جنت بلا رہی ہے، ایک طرف جہنم بلا رہی ہے، اب مناسب یہ ہے کہ ہم یہیں پر فیصلہ کر لیں کہ ہمیں جنت میں جانا چاہیے یا کہ جہنم میں، ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کس طرف کس کے خیام ہیں مگر ہمیں ایک طرف سے قرآن پاک کی تلاوت سنائی دے رہی ہے اور دوسری طرف فحش گیت گائے جارہے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ جس طرف قرآن ہے وہ جنت ہے اور جس طرف گانے گائے جارہے ہیں وہ جہنم ہے

اب تم سب بتاؤ کہ ہم کس طرف جائیں؟

ایک نوجوان نے کہا کہ اس وقت ہم تمام آزاد اور خود مختار ہیں، ہم جس طرف جانا چاہیں ہمیں کوئی روک نہیں سکتا، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ زندگی فانی ہے، ہم یہاں کچھ لوگوں کو مارنے آئے ہیں تو ہمارے اپنے قتل ہونے کا امکان بھی تو موجود ہے، ممکن ہے کہ ہم کسی کو مارنے کی بجائے کسی کی تلوار کا لقمہ بن جائیں، اس لئے دنیا کی زندگی کو بھلا کر وہ فیصلہ کرو جو آخرت کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہو، اس وقت سب نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ ہمیں وہ راستہ اختیار کرنا چاہیے جو کہ جنت کا ہو، عقل یہی کہتی ہے کہ جہنم سے اجتناب واجب ہے

انہوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے خیام کی طرف

موڑ دیں، جس وقت یہ خیام کی طرف روانہ ہوئے اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائی کچھ ایسے خوش نصیب کہ جن کا نام ازل سے میرے ناصرین اور شہداء کی فہرست میں شامل تھا اب ہماری طرف آرہے ہیں، وہ اس لحاظ سے بہت ذی عزت ہیں کہ کل انہوں نے نبی زادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے پاک پردوں کی حفاظت کی خاطر اپنی جان قربان کرنا ہے، آپ شہزادگان اور اصحاب کو ساتھ لے جاکر ان کا استقبال کریں

میرا ذاتی فیصلہ یہ ہے کہ سارے زمانہ کی سادات عظام آج تک ان اصحابِ باوفا کی ممنونِ احسان ہے اور ان کے احسانات کا بدلہ چکا ہی نہیں سکتی کیونکہ انہوں نے انتہائی مشکل وقت میں پاک پردۂ توحید اور امام زمانہ کی نصرت کی تھی ......(مصنف)

یہ 32 نوجوان بارگاہِ قدس میں علیحدہ علیحدہ حاضر ہوئے، ان کا شایانِ شان استقبال ہوا، اور علی الصبح یہ کشتیءِ شہادت پر سوار ہوئے ......(R_148)

واقعہءِ کربلا بھی عجیب واقعہ تھا جس میں مقدر کے لکھاری نے بہت انوکھے انوکھے فیصلے لکھے، کچھ لوگ وہ تھے جو مدینہ منورہ سے ساتھ آئے اور عین حصول سعادت کے وقت ساتھ چھوڑ گئے اور کچھ خوش قسمت وہ تھے جو بظاہر آئے تو دشمن بن کر مگر کریم ازل کے بے کراں کرم نے انہیں سیدھا جنت میں پہنچا دیا

## جناب سجادؑ علیہ الصلوات والسلام

شب عاشور گزر رہی ہے، اس رات غیرت الٰہیہ جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے زیادہ وقت بظاہر بیماری کی وجہ سے نیند میں گزارا، مگر اس رات ایک مرتبہ ان کی آنکھ

کھلی ، اس وقت اصحابِ با وفا حکم امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی تعمیل میں بہ آوازِ بلند قرآنِ کریم کی تلاوت میں مصروف تھے اوران کے خیام بھی پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کے خیام کے قریب لگے ہوئے تھے، اس لئے ان کی تلاوت کی آواز خیام میں آرہی تھی

جونہی جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے یہ آواز سنی تو غیرتِ الٰہیہ کو جوش آیا، اس وقت دریافت فرمایا کہ یہ کیسی آواز آرہی ہے؟ ان کے حرم محترم نے عرض کی کہ اصحاب قرآن کی تلاوت کررہے ہیں ،فرماتے ہیں کیا اصحاب کو اتنا لحاظ نہیں ہے کہ ان کی آواز ہماری حدودِ پردہ کو عبور کر کے خیام میں آرہی ہے، کیا ان کو کسی نے نہیں روکا کہ آواز اتنی بلند نہ کرو، یہ فرما کر جلدی سے بستر علالت سے اٹھے اور لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے خیام سے باہر تشریف لائے ،اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام جلدی سے اپنے غیور بیٹے کے پاس آئے اور سینہ سے لگا کر پوچھا کہ میرے لعل تم کہاں جارہے ہو؟ غیور آل محمد علیہ الصلوات والسلام روکرعرض کرتے ہیں بابا جان ہم اصحاب کے پاس جارہے ہیں

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے یہ سنا تو اپنے لعل کو سینہ سے لگا کرفرماتے ہیں کہ بیٹا آج کی رات نظام امامت ہمارے پاس ہے،ہمیں اپنے انداز سے یہ نظام چلانے دو،کل شام سے کائنات کا نظام امامت آپ کے پاس ہوگا ، پھرآپ کی مرضی ہوگی ، جیسے آپ کا دل چاہے ویسے کرنا ،آج ان سے کچھ نہ کہو

اوراگر ہو سکے تو کل کسی کو ان خیام کے نزدیک نہ آنے دینا ، نہ ہی کسی کی آواز خیام تک پہنچنے دینا ، ہم بھی یہی چاہتے ہیں اوردعا فرماتے ہیں کہ خدا کرے کسی

ملعون کی گستاخانہ آواز آپ کے پردہ کی حدود کو عبور نہ کرنے پائے

ہم تو فقط آج رات کے مہمان ہیں، آج یہ نظام ایسے ہی چلنے دیں جیسا کہ ہم نے پسند فرمایا ہے، کل ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، پھر آپ کی مرضی ہو گی کہ کسی کو خیمہ میں آنے دینا یا نہ آنے دینا، لیکن ہم سب یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ خیام فلک احتشام بھی ہماری طرح آج ہی رات کے مہمان ہیں، کل کوفی اور شامی زائرین انہیں متبرک سمجھتے ہوئے شاید سنبھال لیں ......(R_149)

تمام مومنین مل کر دعا فرمائیں کہ غیرتِ اِلٰہیہ بیمارِ کربلا اور مریض غیرت علیہ الصلوات والسلام کو ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کم از کم اتنی خوشیاں عطا فرمائیں کہ ان کے زخمی دل سے تمام مصائب کے داغ دھل جائیں، یہ اپنے پاک پردہ داروں کو گھر اطہر میں سرکارِ وفا علیہ الصلوات والسلام کے سایہ میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے شاد و آباد دیکھیں



آمین یارب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٓ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 9

# ﴿شبِ عاشور﴾

عزادارانِ گرامی!

شب عاشور کے بہت سے چھوٹے چھوٹے ایسے واقعات ہیں جن کو بیان کرنا کتاب کی ضخامت بڑھانے کے مترادف ہے، اس لئے ان واقعات کو میں ان سے متعلقہ ذوات کے ضمن میں بیان کروں گا

میں نے سابقہ مجلس میں گذارش کی تھی کہ ابن سعد ملعون کا رویہ ابتدا میں ہمدردانہ محسوس ہوتا تھا، مگر یہ ملعون چاہتا یہ تھا کہ میں دنیا بھی لوٹ لوں اور آخرت بھی برباد نہ ہو یعنی معرکہ ءِ کربلا سر کرنے کے عیوض جن انعامات کا وعدہ اس سے کیا گیا تھا وہ بھی حاصل ہوں، اور کوئی ایسی صورت سامنے آئے کہ عذاب آخرت سے بھی چھٹکارا مل سکے، مگر جب اس کے سامنے دونوں میں سے ایک چیز منتخب کرنا لازم ہو گیا تو پھر اس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی تھی

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ 9 محرم کی رات تک خفیہ مذاکرات کرتا رہا، صبح شمر ذوالجوشن ملعون پہنچا اور اس نے آتے ہی ابن زیاد ملعون کا حکم نامہ اسے دِکھایا جس میں درج تھا کہ اگر تو جنگ سے بچنا چاہتا ہے تو عہدے سے استعفیٰ یا ریزائن

(Resign) دے دے اور اپنا چارج شمر ملعون کو سنبھال دے

اس وقت اس ملعون نے چاروں طرف دیکھا، کسی طرف کوفہ کی فوج کھڑی تھی، کسی طرف بصرہ کی فوج کھڑی تھی، کسی طرف موصل، تکریت، حمس اور عسقلان کی فوجیں تھیں اور عسقلان و موصل وغیرہ کے حاکم اس کے ماتحت اور اس کے حکم کے پابند تھے، پھر اس نے سوچا کہ اگر میں نے اقتدار چھوڑ دیا تو شمر ملعون حاکم بن جائے گا، یہ سوچ کر اس ملعون نے شمر ملعون کی زد میں آ کر ابدی جہنم میں چھلانگ لگا دی

پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو یہ ملعون خود شہید کرنے بھی گیا تھا، جس وقت یہ ملعون کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قریب پہنچا تو اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا......☆انت جئت بقتلی

اب تو ہمیں شہید کرنے آیا ہے؟ کیا تمہارے اس بدبخت لشکر میں تم سے زیادہ شقی القلب کوئی ملعون نہ تھا کہ تو آیا ہے؟ ،فاستحی منه یہ ملعون شرمندہ ہو کر واپس بھاگ گیا تھا......(R_150)

دوستو! شب عاشور گویا قیامت کی رات تھی، اس شب کے بارے میں جملہ صاحبانِ تاریخ لکھتے ہیں کہ یہ رات کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اور ان کی ذی شرف اصحاب و انصار نے عبادت میں گزاری، معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں نے بھی یہ رات عبادت میں گزاری، ہر پاک مستور نے اپنا زیادہ وقت مصلیٰ پر گزارا

شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ پھوپھی پاک

نے اس رات کا زیادہ تر حصہ مصلیٰ پر کھڑے ہوکر گزارا، اس رات تمام مستورات توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیھن میں سے کوئی پاک مستور نہیں سوئی اور نہ ہی تمام رات کسی شہزادی پاک کی آنکھوں سے آنسو خشک ہوئے......(R_151)

اس رات کے بارے بعض کتب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا اس رات بہت پریشان اور اداس تھیں، اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس رات بہت سے لوگ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو چھوڑ کر چلے گئے تھے جس کی وجہ سے تمام پردہ دار پریشان تھے

اس رات کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب کو بشارت دی اور فرمایا کہ

☆انکم تقتلون غداً ولا یفلت منکم

کل تم سب ہمارے ساتھ سفینۂ شہادت پر سوار ہوگے اور کوئی بھی تم میں سے محروم نہ ہوگا، اس وقت شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی آقاؑ کیا میں بھی معراجِ شہادت پر فائز ہوں گا......(R_152)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کو جواب دینے سے پہلے ایک سوال فرمایا

☆یا بنی کیف عندك الموت

میرے لعل تمہیں موت کا ذائقہ کیسا لگتا ہے؟

انہوں نے عین بچپن کے انداز میں عرض کی

☆احلی من العسل

چچا جان موت کا ذائقہ شہد سے زیادہ میٹھا محسوس ہوتا ہے، یہ جواب سن کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا میرے لعل تم سب نے معراجِ شہادت پر فائز ہونا ہے

حتیٰ کہ ہمارے چھوٹے شہزادہ جناب عبداللہ رفیع علیہ الصلوات والسلام بھی شہید ہوں گے
(R_153)

جس وقت شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام نے یہ فقرہ سنا تو ان کے چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا، غیور کے چہرہ پر غیرت کے درد نے کروٹ لی، آنکھوں میں آنسو آ گئے، عرض کرتے ہیں کیا ظالمین ہمارے خیام میں بھی آ جائیں گے

☆یا عم یصلون الی النساء حتیٰ یقتل عبد الله وھو رضیع

چچا جان! کیا ظالمین ہماری مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن تک بھی پہنچ جائیں گے اور یہاں شہزادہ عبداللہ کو شہید کریں گے حالانکہ وہ تو ابھی دودھ پیتے ہیں
(R_154)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے معصوم غیور کی آنکھوں سے جاری آنسوؤں سے دل کے اندر قیامت بپا کرنے والے غیرت کے درد کو محسوس کرتے ہوئے ان کو یہ نہیں فرمایا کہ خیام میں ظالمین نہیں آئیں گے بلکہ فرمایا کہ ہم تمہارے بھائی کو پانی پلانے میدان میں لے جائیں گے اور ظالمین وہاں انہیں تیر کا پانی پلا کر سیراب کریں گے ...... (R_155)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تمام شہزادگان پاک کو آنے والے واقعات سے آگاہ فرمایا، کیونکہ امام پاک کیلئے ماضی حال و مستقبل کا علم علم غیب نہیں ہوتا بلکہ حال جاری کی طرح ہوتا ہے، امام سے کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی، اس لئے انہوں نے ایک ایک شہید کو ان کی شہادت کی خبر دی، حتیٰ کہ شہادت کے طریقے اور اندازِ شہادت سے بھی آگاہ فرمایا کیونکہ امام وقت عالم الغیب والشہادۃ ہوتا ہے

گزر رہی ہے شب عاشور، خیام فلک احتشام میں مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن نے ہر جوان کو اپنے اپنے پاس بلایا اور جی بھر کے پیار فرمایا

متقدمین روضہ خوان بیان کرتے ہیں کہ اس رات شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ پاک بہنوں نے عجیب انداز سے وداع فرمایا

## وداع بہ سرکار عباسؑ علیہ الصلوات والسلام

دسویں کی رات گویا قیامت کی رات ہے، اہل حرم خیام میں جمع ہیں، تمام شہزادیاں آنے والے حالات کے مطابق تیاریاں کرنے میں مصروف ہیں، اس وقت جناب بی بی عالیہ صلواۃ اللہ علیہا نے جناب فضہ سلام اللہ علیہا کو یاد فرمایا اور حکم دیا کہ جا کر ہمارے قمر بنی ہاشم بھائی سے کہیں کہ وہ خیام میں تشریف لائیں اور کم از کم ہمیں یہ تو بتائیں کہ ان کے بعد ہم نے کس طرح وقت گزارنا ہے، کس طرح پردہ کی حفاظت کرنا ہے اور کس طرح خیام لگانا ہیں؟

جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے جا کر کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی کہ آپ کو پاک بہنوں نے خیام میں یاد فرمایا ہے

جناب قمر بنی ہاشم کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام حکم کی تعمیل میں فوراً خیام میں تشریف لائے سب پاک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن نے اپنے پاک پردوں کے محافظ کا اٹھ کر استقبال کیا، کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نہایت مؤدب انداز میں سر جھکا کر حاضر بارگاہ ہوئے تو جناب شریکۃ الحسینؑ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پردوں کے محافظ بھائی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے بھائی ہم سب یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ کل میرے

سب بھائی راہِ رضائے حق میں معراجِ شہادت پر فائز ہوں گے اور ہم اس ویرانہ میں اکیلے رہ جائیں گے، آپ مجھے یہ سمجھائیں کہ اگر کل مجھے پہرے دینا پڑیں تو میں کیا کروں گی؟ پردہ داروں کے پردے دستِ ظلم سے کیسے بچاؤں گی؟

اس وقت پاک علمدار علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو رواں ہوئے اور عرض کی کہ اے میری پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیکِ آپ با اختیار رہیں، مجھے صرف ایک مرتبہ اپنے پاک بھائی سے جنگ کرنے کی اجازت دِلا دیں تو آپ ان تمام آلام سے انشاءاللہ ہمیشہ محفوظ رہیں گی

پاک عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو فرمایا کہ بھیا! آپ کو یاد ہوگا کہ چالیس ہجری 21 ماہِ رمضان کی رات تھی، کوفہ میں ہمارے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کا آخری وقت تھا، اس وقت ہم نے بابا پاک سے پوچھا تھا کہ جو حدیث بی بی ام ایمن نے بیان فرمائی تھی جس میں ہمارے کوفہ اور شام جانے کا ذکر تھا، کیا وہ وقت آ گیا ہے؟ ...... (R_156)

انہوں نے فرمایا تھا میری لائق بیٹی! وہ موسم ابھی دور ہیں، ہاں جس وقت تمہارا بھائی عراق کی اس سرزمین پر پہنچ جائے جس کا نام کربلا ہے تو پھر تم سمجھ لینا کہ وہ وقت آ گیا ہے، اب آج کی رات ہم نے پاک بھائی کی جو باتیں سنی ہیں ان سے ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہمارے سر پر تمہارے پہروں کی آخری رات ہے، کل تم سب چلے جاؤ گے، اور ہم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ بازار ہوتے کیا ہیں، میری یہ خواہش ہے کہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ بازار کس طرح عبور کرنا پڑتے ہیں، دربار کیسے ہوتے ہیں، میرے ساتھ پردہ داروں کا نازک سا قافلہ ہے، سامنے میرے

بھائیوں اور بیٹوں کے قاتل ہوں گے، بدخصلت لوگوں کا ہجوم ہوگا، تو ایسے ماحول میں میں کیا کروں گی؟

کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے پاک بہن کی جب یہ دکھ بھری باتیں سنیں تو روتے روتے زمین پر بیٹھ گئے، اس وقت ان کی عجیب کیفیت تھی کہ نہ تو ان سے گریہ ضبط ہو رہا تھا اور نہ جلال پر قابو پا سکتے تھے، روتے ہوئے عرض کی پاک بہنو! اس غلام کو معاف کر دینا، میں آپ سب کے سامنے شرمندہ ہوں کہ حکم امام زمانہ کا اسیر ہوں اور طاقت وقدرت رکھتے ہوئے بھی آپ کیلئے کچھ نہیں کرسکتا

## ﴿زندہ آذان﴾

شب عاشور گزر گئی، روزِ عاشور کی صبح کاذب ہوئی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے ہمشکل پیمبرانام بیٹے سے فرمایا میرا لعلؑ عاشور کی صبح ہو رہی ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ آج حجاج ابن مسرور کی بجائے آپ آذان دیں

یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ مدینہ منورہ سے کربلا تک کسی مقام پر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے آذان نہیں دی بلکہ جناب حجاج بن مسرور سلام اللہ علیہ ہی مؤذن رہے

یہاں پہلی مرتبہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو اپنے پاس بلایا اور ان کو حکم فرمایا کہ تم آذان دو......(R_157)

ایک عجیب منظر ہے، عاشور کی شب رو رو کر صحرا میں سو چکی ہے، ہر طرف ایک مہیب سناٹا چھایا ہوا ہے، گویا کائنات کا ذرہ ذرہ گوش بر آواز ہے، تحت الثریٰ سے عرش علیٰ تک ہر چیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لہجہ میں آذان سننے کی مشتاق

ہے، یوں کیوں نہ کہوں کہ کربلا سے لے کر مدینہ تک تمام رشتہ دار چند لمحوں کے مہمان کی آخری آذان سننے کیلئے بے تاب ہیں، شہزادہ علیؑ اکبر شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام نے پاک بابا کا حکم مان کر آذان دینا شروع کی

☆الله اکبر...... الله اکبر...... الله اکبر

کی پر درد آواز نے فضا کی خاموشی کو توڑا، دشت کا سکوت ٹوٹا، بڑی دردناک آواز سے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے پھر فرمایا ''الله اکبر''

جناب اکبر علیہ الصلوات والسلام کی زبان اطہر سے اللہ اکبر کی آواز اتنی سج کر نکلی کہ پاک عالیہ بی بی کا خیام سے بے ساختہ بین آیا کہ خدا کرے ہمیشہ سلامت رہو بیٹے! تمہاری آواز میں خدا جانے اتنا درد کیوں ہے؟ ماں کا دل ڈوب رہا ہے

اہل حرم میں اس آذان کے ساتھ کہرام بپا ہوا، جناب علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ گرامی نے بین کیا کہ کاش آج تمہاری بہن ملکۂ ملک فراق موجود ہوتی اور وہ تمہاری آذان سنتی تو خدا جانے اس کے دل پر کیا گزرتی؟

جس وقت آذان دینے کے دوران شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے پردہ داروں کے رونے کی آواز سنی تو انہوں نے بھی گریہ فرمانا شروع کر دیا، بیٹے کے رونے کی آواز سن کر معظّمہ کائنات سیدہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے رو کر فرمایا بیٹے رونا تو ہمارے نصیب میں ہے، ہم نے زندگی بھر روتے رہنا ہے، جوان بیٹے تو نہیں رویا کرتے، خدا جانے تمہیں کس نے رونا سکھلایا ہے؟

میں جو واقعہ بیان کرتا ہوں میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ تاریخ سے ہٹ کر اس سے متعلق جملہ کیفیات بھی بیان کروں تاکہ واقعات کی اصل تصویر ذہن پر مرتسم ہو

سکے، حالانکہ کسی مؤرخ نے آج تک کیفیات بیان نہیں کی ہیں
جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے آذان دی کوئی تاریخ تو یہ نہیں بتاتی کہ آذان کی یہ آواز مدینہ پہنچی تھی اور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی بہن نے یہ آواز سنی تھی، مگر میرا دل یہ مانتا ہے کہ یہ آذان ہجر کی ملکہ بہن صلواۃ اللہ علیہا کے دل نے ضرور سنی ہوگی، دنیا میں بہن بھائی کی محبت ہمیشہ مثالی ہوتی ہے، اور محبت کے معجزات عقل سے ماوریٰ ہوتے ہی ہیں، اس نقطہءِ نظر سے اگر دیکھا جائے تو یہ بات عین ممکن ہے کہ بھائی کی آخری آذان پاک بہن نے ضرور سنی ہوگی اور آذان کے ہر فقرہ کے ساتھ ترستی ہوئی پاک بہن نے ضرور دعا کی ہوگی کہ
میرے بھائی! مہجور بہن کی دعا ہے کہ ہمیشہ نگاہِ بد سے محفوظ رہو، آپ کی جوانی کا آفتاب ظلم وستم کے گرہن سے ہمیشہ محفوظ رہے، خدا کرے جلد وطن واپس آکر بہن کے ہجر وفراق کو وصال میں بدل دو، ربِ محمد وآلِ محمد علیہم الصلوات والسلام جلد وہ وقت لائے کہ جب میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے سہرے پہناؤں
ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی شب وروز تہہ دل سے یہی دعا کریں کہ اب تو آلِ محمد علیہم الصلوات والسلام کا صحن اقدس چمن علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے حسن کی ٹھنڈی روشنی سے منور ہو اوران کی شادی کی رسمیں ادا کی جائیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**
**وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

# تحقیق اولاد امامِ مظلومؑ

علیہ الصلوات والسلام

دوستو! جب ہم اولادِ امامِ مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں تحقیق کی نظر سے کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ان کی ازواج مطاہرات صلواۃ اللہ علیہن اوراولاد اطہار علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں بھی وہی الجھا ہوا غیرمربوط و غیرتو ثیقی مواد ملتا ہے جیسا کہ باقی آئمہ ہدی علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں ملتا ہے، اس لئے ہمیں صاحبانِ انساب وروضہ ومقاتل وتاریخ کا رویہ تجمیعی لگتا ہے نہ کہ تحقیقی ......

کیونکہ جب ہم کتب میں دیکھتے ہیں تو ہمیں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی ازواج مطاہرات صلواۃ اللہ علیہن میں سے بعض کے اسمائے مبارکہ ملتے ہیں اور بعض کے صرف قبائل کے نام ملتے ہیں اوران کے اسمائے مبارکہ کہیں بیان یا درج نہیں ہیں یا کم ازکم میری نظر سے نہیں گزرے...... وہ نام پاک یہ ہیں

(1) جناب سیدۃ الزمان شہزادی ایران صلواۃ اللہ علیہا بنت یزدجرد کسریٰ ایران

(2) جناب سیدہ ام الاکبرؑ (لیلیٰ) صلواۃ اللہ علیہا بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی

(3) جناب سیدہ ام الاصغر (ام رباب) صلواۃ اللہ علیہا بنت امرأ القیس بن عابس کندی

(4) جناب سیدہ (ام رباب) صلواۃ اللہ علیہا بنت امرأ القیس یمنی

(5) جناب سیدہ ام اسحاق صلواۃ اللہ علیہا بنت طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن سعد بن تیم بن مروہ تمیمی

(6) جناب سیدہ ام الجعفرؑ قضاعیہ صلواۃ اللہ علیہا (نام معلوم نہیں)

(7) جناب حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن ابوقحافہ (درست نہیں ہے)

(8) ہند بنت عامر (یہ بھی ایک افسانوی وضعی کردار ہے)

(9) ارنیب بنت اسحاق (یہ بھی ایک وضعی وافسانوی کردار ہے جو حقیقی نہیں)

اسمائے اولاد وازاوج کیلئے یہ کتب دیکھیے ...... () الارشاد مفید علیہ الرحمہ 253 () عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالبؑ 191 () اعلام الوری 250 () منتھی الآمال 462/1 () کشف الغمۃ 248/2 سر السلسلۃ العلویۃ 30 () ائمتنا 166 () زندگانی امام حسینؑ 187/1 () انساب بن حباب 245/1 () جمرۃ الانساب () المناقب ابن شہر آشوب () ریاض القدس جلد دوم () مقاتل الطالبین () الانساب العرب () النہایا وغیرھم ......

آپ کسی تاریخ وسیرت وانساب کی کتاب میں دیکھیں گے تو اولاد وازواج اطہار صلواۃ اللہ علیہن کے بارے میں کچھ نہ کچھ مواد مل جائے گا

اسی طرح اولاد اقدس کے بارے میں ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں ان کے متعدد اسمائے مبارکہ ملتے ہیں، ان ساری کتب کے اسمائے مبارکہ کو جمع کیا جائے تو ان کی تعداد زیادہ سے زیادہ 22/21 نظر آتی ہے

حالانکہ ہمارے علمائے کرام ایک طرف یہ فرماتے ہیں کہ امامِ مظلوم علیہ الصلوات والسلام قلیل الاولاد تھے، پھر اس کے باوجود ہمیں تعداد 22 تک ملتی ہے

مناسب ہوگا کہ میں وہ سارے نام لکھ دوں جو مختلف کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں وہ نام اس طرح ہیں

(1) امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوات والسلام (محتاج تعارف نہیں)

صاحب منتھی الآمال اور دیگر اکثر صاحبان انساب نے انہیں علی الاکبر علیہ الصلوات والسلام لکھا ہے اور انہی کو فرزند اکبر مانا ہے

(2) شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام (محتاج تعارف نہیں)

انہیں صاحب منتھی الآمال اور ان کی علمی جماعت نے علیؑ الاوسط علیہ الصلوات والسلام لکھا ہے، علامہ مجلسی بحار 329/45 میں انہیں علیؑ الاصغر علیہ الصلوات والسلام لکھتے ہیں مگر ابوالفرج اصفہانی نے انہیں فرزند اکبر لکھا ہے

علامہ مجلسی نے کربلا معلٰی میں ان کی عمر اٹھارہ سال لکھی ہے

(3) شہزادہ علی الاصغر علیہ الصلوات والسلام (محتاج تعارف نہیں)

علامہ مجلسی نے انہیں عبداللہ اصغر علیہ الصلوات والسلام بھی لکھا ہے

(4) شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام

شیخ مفید نے انہیں اولاد میں لکھا ہے اور یہ وضاحت بھی کی ہے کہ سرکارؑ علیہ الصلوات والسلام کی کنیت ابی عبداللہ علیہ الصلوات والسلام انہی کی وجہ سے ہے

(5) شہزادہ قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام

علامہ مجلسی، ابن شہر آشوب اور صاحب ریاض القدس نے امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام ابن امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے بعد ان کی شہادت لکھی ہے اور ایک رجز بھی لکھی ہے

ان تنکرونی فانا ابن حیدرہؑ ...... ضرغام اجام و لیث قسورہ

علی الاعداء مثل ریح صرصره ......اکیلکم بالسیف کیل السندرة

صاحب روضۃ الشہداء نے انہیں رد کیا ہے اور اس روایت کو ضعیف بتایا ہے

(6) شہزادہ محسن علیہ الصلوات والسلام

ان کا حلب میں مشہد ہے، بعض مؤرخین نے ان کی دنیا میں آمد روز عاشور لکھی ہے

(7) شہزادہ جعفر علیہ الصلوات والسلام (بچپن میں وصال فرما گئے تھے، حالات نا معلوم)

(8) شہزادہ محمد علیہ الصلوات والسلام (حالات نا معلوم)

(9) شہزادہ ابراہیم علیہ الصلوات والسلام (حالات نا معلوم)

(10) شہزادہ حمزہ علیہ الصلوات والسلام (حالات نا معلوم)

(11) شہزادہ زید علیہ الصلوات والسلام (حالات نا معلوم)

(12) شہزادہ حسن علیہ الصلوات والسلام (حالات نا معلوم)

آخری پانچ فرزندان میں سے کچھ کا ذکر کشف الغمہ میں بھی ہے اور ان میں سے کچھ کا ذکر ابن شہر آشوب نے کیا ہے اور کچھ کا ذکر ابن خشاب نے کیا ہے اور انساب الذہبیہ میں بھی کچھ کا ذکر ہوا ہے

جب ہم پاک دختران کے بارے میں دیکھتے ہیں تو ان کی تعداد بھی معروف سے بہت زیادہ ہے اور اس میں ایک یہ بات بھی میرے سامنے آئی ہے کہ اگر کسی ایک شہزادی کو کچھ اسمائے مبارکہ سے پکارا جاتا تھا تو صاحبانِ انساب نے انہیں ایک علیحدہ شہزادی کا مقام دے دیا ہے

پہلے آپ شہزادیوں صلوٰۃ اللہ علیہن کے اسمائے مبارکہ دیکھ لیں

(1) شہزادی سیدہ ام عبداللہ صلوٰۃ اللہ علیہا

ان کے حالات میں نے تفصیل سے لکھے ہیں

(2) شہزادی پاک سیدہ کبریٰ صلواۃ اللہ علیہا

ان کے حالات بھی تفصیل سے بیان ہوں گے

(3) شہزادی سیدہ صغریٰ صلواۃ اللہ علیہا

ان کے واقعات تیاری کے ضمن میں تفصیل سے بیان ہوتے ہیں

(4) شہزادی سیدہ معصومہ (س ک ی ن ہ) صلواۃ اللہ علیہا (ان کے واقعات مجالس کی پانچویں جلد میں دیکھیں، وہاں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں

(5) شہزادی صغیرہ (ر ق ی ہ) صلواۃ اللہ علیہا

ان کے واقعات مجالس کی پانچویں جلد میں ملاحظہ فرمانویں

(6) شہزادی سیدہ (ز ی ن ب) صلواۃ اللہ علیہا

یہ نام دراصل سیدہ کبریٰ صلواۃ اللہ علیہا کا ہے اور انہیں علیحدہ شخصیت لکھنے والوں کو اشتباہ ہوا ہے

(7) شہزادی سیدہ (ک ل ث وم) صلواۃ اللہ علیہا

یہ نام شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی چھوٹی ہمشیر جناب ام القاسم بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا ہے انہیں دختر لکھنے والوں کو اس میں اشتباہ ہوا ہے

(8) شہزادی سیدہ امینہ صلواۃ اللہ علیہا یہ نام پاک دراصل معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا ہے انہیں علیحدہ شخصیت سمجھنے والوں کو اشتباہ ہوا ہے ہاں کچھ لوگوں نے یہ وضاحتیں کی بھی ہیں

(9) شہزادی سیدہ امیمہ صلواۃ اللہ علیہا یہ نام بھی دراصل معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا ہے اور

انہیں علیحدہ شخصیت سمجھنے والوں کو اشتباہ ہوا ہے

یہ تو وہ نام ہیں جو احباب سیرت وانساب وتاریخ وروضہ نے لکھے ہیں جو میری نظر سے گزرے ہیں شاید اور نام بھی ہوں کیونکہ میرا مطالعہ تو بہت محدود ہے اور یہ بھی عرض کر دوں کہ بعض علماء نے دختران کی تعداد صرف دو بیان کی ہے، جیسا کہ شیخ مفید اور ان کی ہمنوا علمی جماعت ہے، اسی طرح کچھ لوگوں نے تعداد میں کمی بیشی کو تسلیم کیا ہے مگر ناموں میں اتفاق نہیں ہے

اس لئے ضروری ہے کہ میں یہاں یہ عرض کروں کہ میں نے اپنے محدود مطالعہ اور تحقیق کے بعد حالات وواقعات اور شواہد کو مدنظر رکھتے ہوئے 22/21 اولادوں میں سے صرف 10 اولادوں کو قبول کیا ہے......فرزندان میں سے

( ) امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوات والسلام (فرزند اکبر)

( ) شہزادہ علیؑ الاکبر علیہ الصلوات والسلام (شہید اکبر)

( ) شہزادہ علیؑ الاصغر علیہ الصلوات والسلام

( ) شہزادہ عبداللہ اصغر رضیع علیہ الصلوات والسلام

ان کی شخصیت کے متعلق صاحبانِ انساب کو جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی شخصیت پر اشتباہ ہوا ہے، جبکہ میری تحقیق کے مطابق یہ دونوں علیحدہ فرزند ہیں

( ) شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام

ان کے واقعات جناب امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کے واقعات سے گڈمڈ ہوئے ہیں اور شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے بعض واقعات کو ان کے واقعات سے ملا کر بیان کیا گیا ہے، مکس اپ (Mix-up) کر دیا گیا ہے

( ) شہزادہ محسن علیہ الصلوات والسلام (قاسم )

شہزادہ حلب...... ان کے حالات میں نے تفصیل سے لکھے ہیں

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اکیس یا بائیس پاک اولادوں کے ذکر کے باوجود میں نے صرف دس اولادوں والے قول کو کیوں قبول کیا ہے؟

اس کی وجوہات یہ ہیں کہ اگر ہم کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی پاک اولاد کے واقعات کو جمع کر کے بانٹتے ہیں تو یہ تقسیم کا عمل کسی دوسری صورت میں پورا ہی نہیں اترتا یعنی پانچ دختران والے قول کو قبول کئے بغیر دختران کے واقعات پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے ، اگر ہم دو یا تین یا چار دختران والے قول کو مانیں تو ہمیں شام میں شہزادی معصومہ صلواۃ اللہ علیہا یا شہزادی صغیرہ صلواۃ اللہ علیہا کے وجود ہی سے انکار کرنا پڑتا ہے، جبکہ ان کے مشاہد علیحدہ علیحدہ موجود ہیں جیسا کہ میں نے ان کے ذکر میں تفصیلاً بیان کیا ہے اور زائرین بھی ان مشاہد کے گواہ و عینی شاہد ہیں

اسی طرح اگر ہم بیمار مدینہ سیدہ صغریٰ صلواۃ اللہ علیہا کے وجود سے انکار کرتے ہیں تو ان کا بھی ایک مشہد مقدس شام میں موجود ہے، اسی طرح اگر ہم شہزادی سیدہ ام عبداللہ صلواۃ اللہ علیہا کے وجود سے انکار کرتے ہیں تو جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کی پوری اولاد کی نفی ہو جاتی ہے، اسی طرح ہم دلہن پاک صلواۃ اللہ علیہا کے وجود سے انکار کرتے ہیں تو کربلا میں ان کے نام سے منسوب خیمہ، لاکھوں مقامات پر سالانہ حجلہ عروسی کی شبیہ اور کروڑوں کی تعداد میں اس موضوع پر لکھے ہوئے نظم و نثر کے مخطوطات و ملفوظات کو ردی کی ٹوکری میں جانا پڑتا ہے یعنی کسی بھی شہزادی کے وجود سے انکار کرنے سے روایات اور معروفاتِ مذہب کی نفی کرنا لازم آتا ہے

اوراس طرح اہل مذہب میں انتشار کی فضا پیدا کرنے اورفساد فی الارض کے ارتکاب سے بہتر ہے کہ فاضل مؤلفین وعلمائے اعلام کے ان اقوال کو کیوں نہ تسلیم کیا جائے کہ جو شایانِ شان بھی ہوں، مشاہداتی بھی ہوں، روایتی بھی ہوں اور ہمارے مذہب کے معروفات میں بھی شامل ہوں اور تاریخ ومقتل وسیرت کی کتابوں کی انہیں تائید بھی حاصل ہو

اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیخ مفید علیہ رحمہ اوران کی علمی جماعت نے باقی اولاد کی نفی کیوں کی ہے؟

اس موضوع پر تحقیق کرتے ہوئے جب ہم اُس دور کے سیاسی وملکی حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم انہیں حق بجانب سمجھتے ہیں اوران کے اس عمل کو بہ نظر تحسین دیکھتے ہیں اوران کا یہ فیصلہ دانش مندی اور نیک نیتی پر مبنی نظر آتا ہے کیونکہ اس دور میں اموی وعباسی وکلاء خاندان توحید ورسالت علیہم الصلوات والسلام کے ان ملعونوں کے ساتھ رشتے جوڑنے میں لگے ہوئے تھے اورانساب سازی کا عمل ہورہا تھا، الاغانی جیسے کتب لکھنے والے بدنام زمانہ لوگ اموی خباثتوں پر رشتوں کا پردہ دینا چاہتے تھے اور انساب کشی کا عمل کر رہے تھے اوران کی بازگشت آج بھی ہماری کتب میں دیکھی جاسکتی ہے (میں اسے بیان نہیں کروں گا کیونکہ اس سے اغیار سوئے استفادہ کریں گے اورمومنین کی دل آزاری ہوگی)

اس لئے اتنا عرض کروں گا کہ اس دور میں اس غلیظ موضوع کو عوام میں زیر بحث لانا، اس غلیظ پروپیگنڈے کا علمی جواب دینا اورعوام کو تلواروں کی نیچے جھونک دینا دانش مندی نہیں تھا بلکہ اس کا واحد حل یہی تھا کہ جن شہزادیوں کے بارے

میں لوگ خرافات بک رہے تھے ان کے وجود ہی سے انکار کر دینے سے معاملہ زیادہ اچھل ہی نہ سکا اور بات دب گئی، میں سمجھتا ہوں کہ وہ جانتے تھے کہ ہماری قوم اتنی جاہل نہیں ہے جو آنے والے وقت میں تحقیق نہیں کرے گی، بلکہ انہوں نے اپنے اپنے دور میں عملی طور پر ان شہزادیوں کو تسلیم کیا، ان کے مشاہد کو تسلیم کیا، روایات کو باقی رکھا، حجلہ عروسی کی تعمیر میں شاہانِ صفوی و قاچار کی طرح علماء بھی شامل رہے یعنی عملی طور پر انہوں نے سب کو تسلیم کیا، قلمی طور پر نفی سے دشمن کی زبان بند کر دی، اسی طرح ہمارے بہت سے عقائد ہیں جو قلمی طور پر موجود نہیں ہیں اور عملی طور پر صدیوں سے جاری ہیں (سمجھنے والے سمجھ لیں)

اسی طرح اغیار کی زبان و قلم کو روکنے کا بہترین طریقہ وہی تھا جو انہوں نے اپنایا اور اس کی وجہ سے وہ طوفان بدتمیزی کتابوں میں دفن ہو گیا

دوستو یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ماضی کے جتنے علماء تھے انہوں نے تحقیق کی بجائے تجمیع کا کام کیا ہے، اگرچہ انہوں نے اپنی ایک سرسری سی رائے بھی دی ہے مگر ہم اسے تحقیق کا نام نہیں دے سکتے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے متقدمین نے تجمیع کا کام بھی بہت دیر بعد شروع کیا ہے یعنی ہمارے کتب تیسری صدی ہجری میں باضابطہ طور پر لکھے گئے ہیں، اس سے قبل جو مواد تھا وہ بہت بکھرا ہوا تھا، اس میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ ہمارے کتب کیلئے جو مآخذات تھے وہ کتب اغیار ہی تھے اور دوسو سال سے جو مواد سینہ بہ سینہ آرہا تھا وہ بھی بہت سے تغیرات کے امکان کے ساتھ آیا تھا، اس لئے اس تجمیع کے کام کو تحقیق سمجھ کر اس پر کوئی علمی عمارت کھڑی کرنا درست نہیں ہے

جیسا کہ ہماری کتب میں متناقضات ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ تحقیق نہیں ہے......
اس لئے آج ہمارا کوئی معمولی عالم بھی صحاح اربعہ کو کلی طور پر درست نہیں مانتا کیونکہ ان میں بھی ہمارے مسلّماتِ مذہب کے خلاف مواد موجود ہے اس لئے ہمیں مقتل کے میدان میں ہر روایت کے درست یا نادرست ہونے کا ایک معیار یا پیمانہ بنانا چاہیے، جس روایت میں یہ خصوصیات ہوں اسے درست مانا جائے

(1) مجہول کی بجائے معروف کے قریب ہو

(2) مسلّماتِ مذہب کے خلاف نہ ہو

(3) خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کی عظمت و منصب و شان کے منافی نہ ہو

(4) خلافِ عقل نہ ہو، بشرطیکہ صاحب عقل کو ڈیفائین (Define) کیا جائے

(5) کسی ایسے معروف کی تردید نہ ہو جو مندرجہ بالا شرائط کو پورا کرتا ہو

(6) اگر اس کا کوئی ثبوت آج بھی بصورت مشاہد موجود ہو تو بات کو اور تقویت ملے گی بشرطیکہ مشہد کسی ایک مقام پر ہو، اگر مشہد متعدد ہوں پھر اس پر تحقیق کی مزید ضرورت ہو گی اور اس میں معروف کو ترجیح دی جائے گی

(7) کسی بھی دور کے پروپیگنڈا یا ذاتی و سیاسی و مذہبی مفادات کا حصہ نہ ہو

جیسا کہ بعض لوگوں نے ہر مقام کو مشکوک کرنے کی کوشش کی ہے، حتیٰ کہ نجف اشرف میں بھی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی موجودگی کو مشکوک کرنے کی کوشش کی ہے اسی طرح باقی مقامات عالیہ کو بھی مشکوک کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں

اس لئے ہمیں اپنے انہی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے توثیق یا تضعیف کرنا چاہیے، ہاں جب دو متناقض روایات سامنے آئیں تو پھر ان میں سے اسے اختیار

کرنا چاہیے جوعظمت اورشان کوزیادہ اجاگر کرنے والی ہو

انہی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے اپنے مجالس کو موزوں کیا ہے، جو روایت ان اصولوں کے خلاف ہو چاہے کتنی ہی قدیم کتاب میں موجود ہو اس روایت کو ترک کرنا چاہیے کیونکہ ہمارے مذہب کے مسلّمات میں سے ہے کہ اگر کوئی آیت بھی شان رسالت یا شان آئمہ ہدیٰ و آل اطہار علیہم الصلوات والسلام کے منافی ہو تو اس میں بھی تاویل کرنا چاہیے

اسی سے سمجھ لیں کہ جب قرآن کی کوئی آیت بھی شان آئمہ علیہم الصلوات والسلام کے منافی ہو تو اس کی تاویل کرنا لازم ہے تو کسی غیر معصوم کی کسی کتاب کی کیا اہمیت ہے؟

## ازواجِ مطاہرات صلواۃ اللہ علیہن

ازواج مطاہرات صلواۃ اللہ علیہن کے تفصیلی واقعات تو ان کے اپنے ذکر میں آئیں گے یہاں صرف ترتیب عرض کرنا چاہوں گا

(1) اس میں تو شک ہی نہیں ہے کہ سب سے اول حرم توحید کو زینت دینے والی سیدۃ الزمان شہزادی ایران صلواۃ اللہ علیہا ہی تھیں جو خلیفہ ثالث کے دور میں تشریف لائی تھیں

بعض روایات میں ہے کہ وہ خلیفہ ثانی کے دور میں تشریف لائی تھیں، یہ روایت درست نہیں ہے کیونکہ خلیفہ ثانی کا دور 17 ہجری تک ہے اور اس دور میں ایران کے شہنشاہ کسریٰ سے جو جنگ ہوئی تھی وہ عراق یعنی قادسیہ میں ہوئی تھی، اس جنگ میں ایرانیوں کو شکست ہوئی تھی مگر کسریٰ اپنے قصر کو چھوڑ کر ایران پہنچ گیا تھا اور

اس کے گھر کا کوئی فرد گرفتار نہیں ہوا تھا

دوسری بات یہ ہے شہزادی ایران صلواۃ اللہ علیہا کی مدینہ میں آمد کے ضمن میں لکھا ہوا ہے کہ ان کی دوسری ہمشیر کو اسی دن یعنی آنے والے دن ہی جناب محمد بن ابی بکر کے عقد میں دے دیا گیا تھا

یہ بات اس حوالے سے درست نہیں ہے کہ 17 ہجری میں فتح قادسیہ کے وقت محمد بن ابی بکر کی عمر 7 سال تھی کیونکہ ان کی ولادت 10 ہجری میں ہوئی تھی اور سات سال کے کم عمر کے بچے کے عقد کا کوئی امکان نہیں ہے

ہاں خلیفہ ثالث کے دور میں ہمدان کی جو جنگ ہوئی تھی جس کے بعد ہمدان کا حاکم جناب حریث بن جابر جعفی کو بنایا گیا تھا، اس میں خاندان کسریٰ گرفتار ہوا تھا، اس میں یہ شہزادیاں صلواۃ اللہ علیہا بھی تھیں اور جناب حریث بن جابر جعفی انہیں باپردہ طریقے سے مدینہ لائے تھے، بقول علامہ دربندی جب ان کے محمل مدینہ سے گزرے تھے تو عورتوں نے ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی تھیں کیونکہ عرب ہمیشہ ایران کے زیر احسان رہتے تھے اس لئے انہیں وہ شہزادیوں جیسا پرٹوکول دے رہے تھے

یہ واقعہ 30 ہجری کا ہے اس کے بعد جناب حریث بن جابر جعفی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے دور تک وہاں کے حاکم رہے، پھر معاویہ نے انہیں معزول کر کے زیاد ملعون کو وہاں کا حاکم بنایا، جناب حریث بن جابر جعفی نے ان شہزادیوں کو مدینہ میں پہنچایا تھا

چونکہ انہیں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ وہاں سے تم نے

ہماری دو امانتیں لانا ہیں اس لئے وہ انہیں شایان شان طریقہ سے اور مکمل حفاظت سے مدینہ میں لائے تھے، کیونکہ یہ حریث بن جابر جعفی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خواص شیعوں میں سے تھے اور صفین میں انہوں نے معاویہ کے خلاف جنگ میں بھرپور حصہ لیا تھا، جیسا کہ شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید 241/5 CD پر تفصیل سے لکھا ہے، ہاں علامہ مجلسی نے بحار الانوار 330/45 پر اسے کلبی کے حوالے سے لکھا ہے، پھر اس روایت کے کچھ اجزا انہوں نے 12/46 پر بھی لکھے ہیں، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ان شہزادیوں کو حریث بن جابر جعفی والئ ہمدان امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے زمانہ حکومت میں لایا تھا جو 36 ہجری کا زمانہ ہے مگر یہاں علامہ نے امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد 38 ہجری مدینہ میں لکھی ہے جو خلاف واقعہ ہے، کیونکہ امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد 37/36 ہجری میں کوفہ میں ہوئی ہے

ان کے واقعات میں نے اس شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کے حالات پر مبنی مجالس جو 1990 سے پہلے پڑھے تھے ان میں تفصیل سے عرض کئے تھے یہاں اعادہ نہیں کرتا، ہاں عزیزی مہتاب اذفر جس طرح کام کر رہا ہے شاید بہت جلد وہ مجالس بھی عوام کے سامنے آجائیں

(2) جناب سیدہ (ل ی ل یٰ) صلواۃ اللہ علیہا بنت ابی مرۃ بن عروہ بن مسعود بن معتب ثقفی

بقول شیخ مفید ان کی پھوپھی (یعنی جناب عروہ بن مسعود کی دختر) جناب (ل ی ل یٰ) صلواۃ اللہ علیہا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے حرم کی زینت تھیں ...... (R_158)

جس وقت ملکہء ایران سیدۃ الزمان صلواۃ اللہ علیہا کا وصال الیٰ اللہ ہوا جو امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کے چند ماہ بعد ہوا تھا تو اس وقت حرم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی کوشش سے ان کی دو برادرزادیاں صلواۃ اللہ علیہا پاک گھر کی زینت ہوئیں کیونکہ اس دور میں جناب عروہ بن مسعود کے دو بیٹے اور ایک بھائی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خواص میں شامل تھے یعنی جناب ابی مرۃ ثقفی، جناب ابی عبیدہ ثقفی (جناب مختار کے والد) اور جناب سعد بن مسعود ثقفی ......(R_159)

جنگ صفین میں ان تینوں شخصیات نے معاویہ کے خلاف امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کی تھی حالانکہ معاویہ کی بہن میمونہ ابی مرۃ کی زوجہ تھیں ......(R_160)

یہ ساری باتیں ہمیں بتاتی ہیں کہ یہ عقد امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے حرم محترم صلواۃ اللہ علیہا کی کوشش سے ہوئے تھے



﴿واللہ اعلم بالصواب﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف

وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 10

# شہزادیِ ثقیف صلواۃ اللہ علیہا

عزادارانِ گرامی!

سرورِ چمنستان جمال، یوسف کنعانِ حسن، اسماعیل میدانِ شباب، خضر دشت جوانی، شبیہِ محبوبِ کبریا، کردگارِ عنفوانِ شباب، کائناتِ حسن وشباب کا ربِ صمد، آسمانِ صباحت کا خداوندلم یلد یعنی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے 5 شعبان سن 42 ہجری بمطابق 22 نومبر 622 عیسوی بروز جمعۃ المبارک کی صبح کاذب کی مبارک اور حسین ساعتوں میں شہزادی وجاہت وثقیف کی آغوش کو زینت بخشی

جب بھی کسی عظیم فرد یا شخصت کا ذکر ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کے مادری وپدری نسب کے آئینے میں اس کے موروثی، اکتسابی، وہبی، نسبی وحسبی صفات کو دیکھا جاتا ہے، آج جدید دور میں بھی (Law of Inheritance) لا آف ان ہیری ٹینس یعنی قانون موروثیت کو تقسیم کیا جا چکا ہے، یعنی کوئی بھی انسان کافی چیزیں اپنے اجداد اور مادری اسلاف سے جینز (Genes) کے ذریعے حاصل کرتا ہے بلکہ اب تو یہ کہا جاتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ اپنے مادری اور پدری سلسلہ نسب میں موجود جملہ صفات مختلفہ کا ایک مجموعہ اور مرکب ہوتا ہے اور ذاتی صفات نام کی کوئی چیز اس کے اندر موجود ہی نہیں ہوتی حتی کہ جملہ بیماریاں، خوف، جذبات،

احساسات، ملکات، محبت، نفرت اور رجحانات حتیٰ کہ خودکشی کا رجحان بھی موروثی ہوتا ہے اور جینز (Gense) کی شکل میں انتقال پذیر رہتا ہے، ان وجوہات اور حقائق کو دیکھتے ہوئے مناسب یہ ہے کہ میں شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں بھی اس حوالہ سے بات کرتا چلوں

یہ تو تمام اہل ایمان مانتے ہیں کہ ان کے پاک بابا جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور ان کا شجرۂ طیبہ تو قرآن کی طرح خالق سے جا ملتا ہے اس لئے اس سلسلہ میں تحقیق وتشریح کی گنجائش ہی نہیں ہے، یہاں میں صرف ان کی والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں

دوستو! مکہ مکرمہ سے شمال مشرق کی طرف تقریباً 80 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک پر فضا مقام ہے جس کا نام طائف ہے، یہ شہر ایک پہاڑی سلسلہ کے اوپر واقع ہے بڑا خوبصورت، زرخیز وشاداب، درختوں سے اٹا ہوا یہ علاقہ تمام عرب کیلئے بڑی کشش رکھتا ہے کیونکہ گرمیوں میں اس چھوٹے سے قطعہ اراضی کا موسم شام کی طرح کافی ٹھنڈا ہوتا ہے اور جیسا کہ ہمارے علاقہ کے امیر لوگ گرمیوں میں مری یا شملہ چلے جاتے ہیں، ویسا ہی عرب کے امراء اور رؤساء گرمیوں میں طائف یا شام کی طرف چلے جاتے تھے

سیاحت ناموں (کتب مسالک) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ طائف، شام اور اصفہان کا موسم ایک جیسا ہے، طائف کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہوئی ہے کہ جس وقت جناب ابراہیم سلام اللہ علیہ نے اپنے حرم کو مکہ مکرمہ میں آباد کیا تھا تو اس بے آب وگیاہ وادی کو دیکھ کر اشکبار ہوئے تھے اور عرض کی تھی خالق میں اپنے خاندان کو وادی غیر ذی زرع

میں تمہاری رضا کی خاطر چھوڑ کر جا رہا ہوں ان کی ہر چیز کا خیال خود فرمانا
مکہ مکرمہ میں بیت اللہ یعنی کعبہ محترم کو طوفان نوح کے بعد دوبارہ تعمیر کیا گیا تھا اور اس کے بعد جناب ابراہیم سلام اللہ علیہ نے دعا فرمائی تھی تو اس وقت شام کی سرزمین کے ایک خوبصورت ٹکڑے کو خالق نے حکم فرمایا تھا کہ جاؤ تم بھی میرے مقدس گھر کا طواف کرو، یہ زمین کا ٹکڑا شام سے چل کر آیا تھا اور اس نے آ کر حرم توحید کا طواف کیا تھا اور طواف کے سات چکر مکمل کرنے کے بعد اس کو حرم توحید کے شمال مشرق کی طرف قیام کا حکم ملا تھا اور طوافِ کعبہ کی وجہ سے اس کو نام ملا تھا ''طائف'' یعنی طواف کرنے والا ...... (R_161)

عرب سرزمین پر طائف کی بڑی اہمیت تھی اور اس طائف کی سرزمین پر ایک قبیلہ آباد تھا جو بنو ثقیف کے نام سے مشہور تھا

عرب میں خاندانِ بنو ثقیف حسن اور وقار میں ایک مستند حوالہ مانا جاتا تھا یعنی بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کے بعد حسن، وقار، دبدبہ اور وجاہت میں ثقفی خاندان کا کوئی جواب نہ تھا

گرمیوں کے موسم میں عرب کے تمام رئیس اور قبائل کے سردار تفریح کیلئے طائف چلے جاتے تھے اور یہ تمام بنو ثقیف کے سردار کے مہمان ہوتے تھے اور ان قبائل کے سرداروں کی رہائش اور خورد و نوش کی تمام ذمہ داری قبیلہ ثقیف کے سردار کے ذمہ ہوتی تھی

جس وقت یہ تمام سردار طائف میں جمع ہوتے تھے تو ان کی تفریح طبع کیلئے طائف کا سردار کچھ دن کے میلہ کا اہتمام کرتا تھا اور وہاں بازار لگائے جاتے تھے

عرب ، یمن ، نجد اور تہامہ تک کے تجار اپنا اپنا سامانِ تجارت طائف پہنچا دیتے تھے ، عام ''ہینڈی کرافٹس'' سے لے کر اونٹ ، بکریاں ، بھیڑیں اور گھوڑوں تک ہر چیز کی منڈیاں لگتی تھیں اور یہاں لونڈیوں ، کنیزوں اور غلاموں تک کی فروخت ہوتی تھی ، اور اس تمام میلہ کی سرپرستی بنوثقیف کا سردار ہی کرتا تھا

یہی گرمیوں کے میلہ کا موسم تھا جب عرب کے تمام اوباش سردار طائف میں جمع تھے ، اس میلہ میں اللہ کی کل کی کل رحمت ان کی ہدایت کیلئے طائف تشریف لے گئی تھی ، یہاں عربی قبائل اکسانون اور بنوثقیف کے بدبخت لڑکوں نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زخمی کیا تھا اور اتنا زخمی کیا تھا کہ سراطہر کے خون سے نعلین مقدس رنگین ہوگئی تھی ، وہ زمانہ جناب عروہ بن مسعود ثقفی کی سرداری کا تھا جس وقت ان کو علم ہوا تو وہ دوڑ کر آئے اور انہوں نے بدبخت لڑکوں کو ظلم سے روکا تھا......(R_162)

یہ جناب عروہ بن مسعود ثقفی وہ سردار ہیں جن کے بارے میں کفار مکہ کا قول تھا کہ اگر قرآن نازل ہونا بھی تھا تو ان پر ہوتا ، ایسے چند اور آدمیوں کے بھی وہ نام لیتے تھے کہ ان پر نہ ہوا تو پھر فلاں فلاں آدمی پر قرآن نازل ہونا چاہیے تھا
(R_163)

اس کی وجہ یہ تھی کہ جناب عروہ ابن مسعود ثقفی کی شخصیت دولت ، امارت اور وقار کے لحاظ سے تمام رؤساء میں تسلیم شدہ تھی

صلح حدیبیہ میں بھی یہ بطور ثالث شامل کئے گئے تھے اور اسی دوران ایک اہم واقعہ ہوا تھا ، اس واقعہ کو بیان کرنے سے پہلے میں عرب کا ایک دستور بتاتا چلوں عربوں میں داڑھی مردانگی کی علامت سمجھی جاتی تھی اور اگر کسی شخص سے مردانگی

کے خلاف کوئی کام سرزد ہوتا یا اس کی مردانگی کو کوئی نقصان پہنچنے کا امکان ہوتا تو وہ اپنی داڑھی پکڑ کر بات کرتا تھا یا داڑھی نوچتا تھا، اور عام طور پر اپنے مخاطب کو مردانگی کا احساس دلانے کیلیئے عرب لوگ دوسرے کی داڑھی کو ہاتھ لگا کر بات کرتے تھے...... یہ ایک رواج تھا

جس وقت صلح کے مذاکرات ہونا تھے تو سب سے پہلے شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ انشاء فرمایا، جسے سنتے ہی جناب عروہ ابن مسعود ثقفی پر نورِ ایمان کا نزول ہوا لیکن یہ بطور ثالث کفار کے ساتھ ہی کھڑے رہے، مگر ان کے ایمان کا اظہار اس واقعہ سے ہوتا ہے

جس وقت صلح حدیبیہ کے مذاکرات جاری تھے تو اس دوران ایک طرف کفار بیٹھے تھے، دوسری طرف شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور جناب عروہ بن مسعود دونوں کے درمیان تلوار لے کر کھڑے تھے کیونکہ یہ ثالث تھے

اسی دوران مغیرہ ملعون نے عرب کے عام رواج کے مطابق شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش اطہر کی طرف ہاتھ بڑھایا، ابھی اس ملعون کا ہاتھ تھوڑی دور تھا کہ جناب عروہ بن مسعود ثقفی نے تلوار نیام سے نکالی اور بڑے جوش میں فرمایا

ارے مغیرہ! اپنے آتے ہوئے ہاتھ کو واپس کر لے ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا، یعنی انہوں نے یہ گستاخی ہونے ہی نہیں دی، اس روایت کو تمام صاحبان سیرت نے لکھا ہے...... (R_164)

جس وقت عروہ بن مسعود ثقفی مشرف بہ اسلام ہوئے تھے تو یہ ایسی عابد اور زاہد شخصیت قرار پائے تھے کہ اللہ کی ازلی رحمت نے فرمایا تھا کہ ہماری امت میں

سے جناب عروہ بن مسعود ثقفی جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کی مکمل شبیہ ہیں، جس نے زہد میں جناب عیسی سلام اللہ علیہ کو دیکھنا ہو وہ جناب عروہ بن مسعود ثقفی سلام اللہ علیہ کو دیکھے (R_165)

مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اسلام کی تبلیغ کیلیئے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف میں ان کو اپنا نائب قرار دیا تھا اورانھوں نے بنوثقیف کے کافی لوگوں کو کلمہ پڑھایا تھا اور مخالفین اسلام قبائل نے ان کے مسلمان ہونے کو کفر کی مکمل شکست قرار دیا تھا اور ان کو شہید کرنے کی سازش کی گئی، ان پر عین دورانِ نماز قنوت کی حالت میں ایک ملعون نے چھپ کر تیر کا ایسا وار کیا جو ان کی شہادت کا سبب بنا تھا...... (R_166)

جناب عروہ بن مسعود ثقفی کے کچھ فرزند ہیں جن میں جناب ابی مرۃ (قرہ) بن عروہ بن مسعود ثقفی ان کی دستار کے وارث تھے

ان کے دوسرے فرزند ہیں جناب ابوعبیدہ بن عروہ بن مسعود ثقفی

جناب قرہ بن عروہ کی عزت، وقار اور وجاہت تمام عرب میں مشہور تھی

جناب عروہ بن مسعود کے بھائی جناب سعد بن مسعود ثقفی تھے، یہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خواص میں سے تھے، ان کے زمانہ میں یہ حدائق اور زوابی کے حاکم بھی رہے تھے اور جس وقت جناب امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی معاویہ کے ساتھ صلح ہوئی تھی اور ساباطِ مدائن کے واقعات پیش آئے تھے تو اس وقت یہ جناب سعد بن مسعود ثقفی مدائن کے حاکم تھے اور امام پاک نے انہی کے گھر قیام فرمایا تھا

(R_167)

اس زمانہ میں عرب کے عام قبائل کے سرداروں کی خواہش ہوتی تھی کہ کسی مشہور

قبیلہ کا کوئی پر وقار شخص ان کی دختر کے ساتھ عقد کر لے تو اس کے ساتھ اس عام قبیلہ کے سردار کی قوتِ بازو یا سٹرنتھ (Strength) بڑھ جائے گی

اور ایسے ہی بہت سے غیر معروف قبائل کسی بڑے قبیلہ کے سرداروں کو رشتہ دے کر اپنی عزت اور سٹیٹس (Status) بلند کر لیتے تھے

یہی وجہ تھی کہ ابو سفیان (جس کا اصل نام صخر تھا) نے جناب عروہ بن مسعود بن معتب ثقفی کو اپنی دختر قبول کرنے پر آمادہ کیا اور اس کی بیٹی آمنہ (جس کی کنیت اُم داوٗد تھی) کے ساتھ ان کا عقد ہوا تھا، آمنہ داوٗد بن عروہ کی والدہ تھی اور ابو سفیان نے اپنی دوسری بیٹی میمونہ (جو معاویہ کی سگی بہن تھی) کا عقد جناب عروہ کے فرزند جناب ابی قرہ کے ساتھ کیا تھا...... (R_168)

جناب ابی قرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کی دو دختران پاک نے خاندان تطہیر میں شمولیت کا اعزاز پایا...... (R_169)

ایک تھے جناب (ل ی ل ئ) ام الاکبر صلواۃ اللہ علیہا

دوسرے تھے جناب (ف روہ) ام القاسمؑ صلواۃ اللہ علیہا

یعنی ان کی ایک دختر پاک شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک تھیں

اور دوسری شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک تھیں اور یہ دونوں شہزادیاں معاویہ کی ہمشیر بی بی میمونہ کی بیٹیاں تھیں ...... (R_170)

آپ سب لوگوں نے جناب مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کا نام سنا ہوا ہے

یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ جناب ابو عبیدہ بن عروہ بن مسعود ثقفی جو جناب مختار کے والد تھے اور جناب ابو قرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کے سگے بھائی تھے

اس حوالہ سے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام اور شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ گرامی القدر اور جناب مختار چچا زاد تھے اور یہ شہزادیاں ظاہری رشتہ سے یزید ملعون کی پھوپھی زاد تھیں

یہی وجہ تھی کہ جس وقت قافلہءِ تسلیم و رضا دربار کی پیشی کیلیئے قصر خضرا ( جو قصر یزید ملعون تھا ) کے دروازہ پر پہنچا تو اس وقت مروان ملعون کا بھائی یحییٰ بن حکم ان کے ساتھ سے گزرا، اس کو معلوم تھا کہ ان پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن میں دو شہزادیاں وہ بھی موجود ہیں جو یزید ملعون کی پھوپھی جناب میمونہ کی بیٹیاں ہیں، اس کو یہ دیکھ کر شاک لگا کہ ملعونِ شام اس درجہ گر گیا ہے کہ ان کی پھوپھی زاد اور ان کی بیٹیاں دربار کے سامنے انتظار میں کھڑی ہیں اور ملعون شام حکومت اور شراب کے نشہ میں ایسا غرق ہے کہ اس کو اپنے رشتوں کا بھی کوئی احساس نہیں رہا

وہ روتا ہوا پردہ پاک کے ساتھ آ کھڑا ہوا اور سر جھکا کر معذرت خواہانہ لہجے میں کہا کہ ہمیں علم نہ تھا کہ یزید ملعون بنی امیہ ملعون کی عزت اور خاندانی حمیت کو اس طرح نیلام کرے گا، کیا کوئی انسان اپنی بہنوں کے ساتھ بھی یہ سلوک کر سکتا ہے؟

یہ کہہ کر یحییٰ بن حکم ملعون چلا گیا اور کہتا گیا کہ ملعون شام کی اس بے غیرتی کی وجہ سے ہم تمام عرب کے شریفوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے اور شرمندگی کی وجہ سے یحییٰ بن حکم جنگلوں میں نکل گیا اور پھر پوری زندگی کسی کو نہ ملا تھا (R_171)

جس وقت قافلہ پاک دربار میں پیش ہوا تو تخت کے پیچھے ایک باریک پردہ لگا ہوا تھا جس کے پیچھے یزید ملعون کی بیویاں، بیٹیاں، پھوپھیاں اور باقی خاندان کی

عورتیں موجود تھیں

جس وقت پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن دربار میں داخل ہوئیں تو پس پردہ بیٹھی ہوئی اموی عورتوں میں گریہ وزاری کا طوفان بپا ہوا اور یزید ملعون کی پھوپھیاں بہ آواز بلند یزید ملعون کو برا بھلا کہہ رہی تھیں جس کی وجہ سے دربار میں کوئی کاروائی نہیں ہوسکی تھی، اس وقت یزید ملعون نے اپنے ساتھ کرسی پر بیٹھے ہوئے مروان کے دوسرے بھائی یعنی عبدالرحمٰن بن حکم ملعون کو کہا کہ جاؤ اور ان عورتوں کو چپ کراؤ

جس وقت وہ ملعون اموی عورتوں کے قریب گیا تو یزید کی ایک پھوپھی نے کہا کہ ام الخبائث شراب نے اس بدبخت کو اندھا کر دیا ہے کہ اس کو اپنے تمام رشتے بھول گئے ہیں، اگر یہ ملعون رسول زادیوں کا احترام نہ کرتا تو کم از کم ان دو شہزادیوں کا لحاظ ہی کر لیتا کہ جو اس کی پھوپھی کی بیٹیاں تھیں اور ان کی بیٹیاں ہماری بیٹیاں تھیں، اس ملعون نے ان کو دیلم وحبش کے اسیروں کی طرح دربار میں آ کھڑا کیا ہے اور تمام بنوامیہ کی عزت خاک میں ملا دی ہے

عبدالرحمٰن بن حکم ملعون نے واپس آ کر کہا کہ تم سب نظریں جھکا دو کیونکہ اس قافلہ میں بنی امیہ کی چند عزتیں موجود ہیں، ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ کوئی ان کے پردہ پر نگاہ کرے یا تمہاری نگاہ ہماری عورتوں پر پڑے...... (R_172)

عبدالرحمٰن نے ملعونِ ازل یزید سے کہا کہ وہ عورتیں سچ کہتی ہیں اصل میں تیرا دماغ خراب ہے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی میں تمہیں اپنے رشتوں کا خیال بھی نہیں رہا

☆فضرب یزید ملعون لعن اللہ فی صدرہ فقال اسکت......(R_173)

ملعون شام نے اس کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ تو چپ کر...... اس کے بعد ملعون شام نے تمام قافلہ پاک کو پس پردہ بھجوا دیا تھا اور اپنی پھوپھی زادیوں سے معذرت بھی کی تھی ...... (اس کی تفصیل مجالس المنتظرین جلد پنجم میں دیکھیں)

## ﴿واقعہ عقد سعید ومبارک﴾

میں عرض کر رہا تھا کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک طائف کے عظیم خاندان بنوثقیف کے سردار جناب ابی قرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کی شہزادی تھیں ان کا نام پاک (ل ی ل یٰ) تھا بعض لوگ ''ام'' کے لفظ کا اضافہ کرتے ہیں جو درست نہیں ہے، ہاں کچھ لوگوں نے ان کا نام پاک (ب رّہ) بھی لکھا ہے جو شاید درست نہیں، البتہ یہ ممکن ہے کہ ان کا اسم ثانیہ ہو......(R_174)

میں اکثر عرض کرتا رہتا ہوں کہ اس پاک گھر کے ساتھ ملحق ہونے والے تمام رشتے اس دنیا میں اتفاقی نہیں ہوتے بلکہ ازل میں جو اللہ کے نورِ اول کی بزم قدسی میں جو فیصلے ہوئے تھے، یہ رشتے عین اس کے پروگرام کے مطابق تھے اسی بارے میں سورہ یٰسین میں خلاقِ عوالم نے وضاحت فرمائی ہے

☆خلق ازواج کلھا مماتنبت الارض و من انفسھم و ممالا یعلمون()

یعنی اللہ نے کل تین قسم کے جوڑے بنائے ہیں

نمبر ایک وہ جوڑے ہیں جو زمین سے پیدا ہوتے ہیں جیسے نباتات کے جوڑے ہیں

نمبر 2...... وہ جوڑے جو ایک دوسرے کے نفوس و نوع میں سے ہوتے ہیں جیسے حیوانات اور انسان کے جوڑے ہیں

نمبر 3...... وہ جوڑے ہیں جن کی حقیقت کوئی نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کے درونِ پردہ اسرار سے کوئی بھی واقف نہیں ہو سکتا

دیکھیں انسان کے اندر اس کی روح اس کا رکن اعلیٰ ہے، جس کی پر اسراریت سے خود انسان واقف نہیں ہے، اس کے باوجود اس کے بارے میں خالق اکبر نے فرمایا

☆وما اوتیتم من العلم الا قیلاً......

یعنی اس کا علم بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اگر چہ وہ بہت قلیل ہے

یعنی روح کے بارے میں قلیل ہی سہی مگر کچھ نہ کچھ علم ضرور عطا فرمایا گیا ہے

مگر ان جوڑوں کے بارے قطعی فیصلہ سنا دیا گیا ہے کہ

☆ممالا یعلمون

یعنی ان کے بارے میں علم عطا ہی نہیں کیا گیا، اسی لئے تو کوئی جانتا ہی نہیں یعنی ان جوڑوں کے مابین جو باہمی رشتہ تھا وہ روح سے بھی زیادہ لطیف رشتہ ہے جس کو سمجھنا محال ہے

دوستو! خود سوچیں کہ جب لفظ کن کے امر کے ساتھ تمام روحیں خلق ہوئی تھیں تو اس وقت ان روحوں کے درمیان کیا رشتہ تھا

اس دنیا میں آنے کے بعد جنہوں نے آپس میں میاں بیوی بننا تھا اور آگے ان کی اولاد ہونا تھی، ان کی روحیں بھی یہاں موجود تھیں تو یہاں میاں بیوی اور اولاد،

بیٹیاں، بیٹوں کا جو رشتہ تھا کیا وہ اس دنیا میں آنے کے بعد والے رشتوں کے ساتھ بھی کچھ مطابقت رکھتا تھا

بس ہمیں اتنا تو عقیدہ رکھنا ہی چاہیے کہ ان رشتوں کے بارے اللہ تعالیٰ نے ☆مما لا یعلمون کا اعلان فرمایا ہے تو ان کا اس دنیا میں جو آپس میں رشتہ تھا وہ عالم ارواح میں موجود رشتوں کی طرح تھا

بات اس سے بہت آگے ہے یہ میں کم از کم عقیدہ بیان کر رہا ہوں ہاں اگر اتنا بھی عقیدہ قائم ہو جائے تو اس پاک گھر کے بارے میں جو نجس خیالات اچھالے جا رہے ہیں ان کی غلاظت سے عقیدہ پاک ہو جائے گا اور یہ بھی کافی ہے

دوستو جن مخدراتِ عصمت کو ظرفِ نور قرار دیا گیا ان کی اس نور وحدت کے ساتھ کلی مطابقت ہونا ضروری ہے، فطرت کا تقاضہ ہے کہ ظرف اور مظروف کے مابین ایک مطابقت ہو، خوشبو کا ظرف کم از کم پھولوں جیسا ہونا چاہیے اور بد بو کا ظرف کریہہ المنظر اور ادنیٰ ہونا چاہیے، کبھی غلاظت کو مقدس برتن نصیب نہیں ہوتا اگر کوئی ایسا کام کرے تو ضمیر بشر لعنت کرے گا اور جو ظرفِ نورِ اول ہوں ان کے بارے میں کم از کم یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ وہ معدنِ عصمت ہوں گے، خود سوچیں کہ جس جبین اقدس میں نورِ معصوم ہو وہ ذات غیر معصوم کیسے ہو سکتی ہے؟

ایک عام انسان جب گود میں قرآن لے کر تلاوت کر رہا ہو تو دیکھنے والا سمجھ جاتا ہے کہ یہ باوضو ہوگا اور طاہر حالت میں ہوگا اور جن کی جبین مبین یا آغوش میں قرآنِ ناطق جلوہ آرا ہو تو ان کے بارے فیصلہ تو عقل سلیم بھی کر دے گی

جب جناب آدم کی نسل چلی تو ایک سلسلۂ نسل عام انسانی تھا اور دوسری نسل میں

انبیاء کا سلسلہ تھا...... جو عام نسل چلی اس کیلئے ایک جن عورت کو قابیل کے ساتھ جوڑا بنایا گیا، اور جس نسل میں انبیاء نے آنا تھا اس کیلئے جنت سے ایک حور منگوا کر اسے جناب ہابیل کا جوڑا بنایا گیا تھا

یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام نبی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی تھے، آل ؑ نہ تھے اب خود سوچیں کہ جس کی امت کا ظرف جنت کی حور ہو، ان کی پاک آل ؑ کا ظرف کیا ہونا چاہیے

دوستو! پاک گھر میں جتنی بھی مستورات مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن تشریف لائیں اور ان کو صاحب اولاد ہونے کا شرف بھی عطا ہوا، تو ان کا رشتہ ازلی تھا، ان کا کسی غیر گھر میں پیدا ہونا ایسے تھا جیسے ظلمات میں سے نور کو ظاہر فرمایا گیا ہو

میرے پاس مثالیں موجود نہیں کہ ان ماورائے عقل رشتوں کو کسی عقل میں منتقل کر سکوں، یہاں پر یہ بھی بتاتا چلوں کہ ازل سے لے کر آج تک ایسی تمام عورتیں جو کسی غلط مقصد یا کسی بد نیتی کی وجہ سے کسی مقدس گھر میں داخل ہوئیں یا کی گئیں تو خالق نے انہیں کسی مقدس شخصیت کی والدہ بننے کے شرف سے ہمیشہ محروم رکھا

آمدم بر سر مطلب

شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے زمانہ میں جناب عروہ بن مسعود ثقفی کے پوتے جناب ابو عبیدہ اور جناب ابو قرہ سرکارؑ کے معاون رہے، اور جمل اور صفین میں انہوں نے شہنشاہ کائنات علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کی ہے اور اس کے بعد ان کو کوفہ کے باہر خطرانیہ کی طرف لقف کے مقام پر ایک جاگیر عطا ہوئی تھی، پھر یہ

مستقل کوفہ میں رہ گئے تھے

جناب عروہ بن مسعود کی ایک دختر (جناب ل ی ل یؑ) جن کی کنیت ام سعید تھی یہ پاک بی بی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے حرم کی زینت تھیں، یہ معظّمہ جناب عبداللہ (جناب ابوبکر) اور جناب (رم ل ہؑ) اور جناب ام الحسنؑ کی والدہ تھیں (R_176)

جس وقت امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی 37/36 ہجری میں دنیا میں آمد ہوئی تو ان کی آمد سے چند ماہ بعد بروایت دیگر چند ہفتے بعد ان کی والدہ ماجدہ کا وصال باللہ ہوا......(R_177)

ان کے وصال کے بعد حرم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام جناب ام سعید نے عرض کی کہ آقاؑ اگر آپ پسند فرمائیں تو ہمارے بھائی ابی قرۃ بن عروہ بن مسعود کی دو شہزادیاں ہیں، ان میں سے کسی ایک کو اپنی بہو بنانے کا اعزاز بخشیں، شہنشاہ کائنات علیہ الصلوات والسلام مالک موجودات نے فرمایا ایک دختر کیوں؟ ہم ان کی دونوں شہزادیوں کو اپنی بہو بنانا چاہتے ہیں...... (R_178)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ شادی خانہ آبادی کس سن میں ہوئی؟

اس کا جواب کسی کتاب میں تو مجھے نہیں ملا

البتہ ہم (Chronologically) کرونالوجی کے اصولوں کو اپنا کر کچھ قریب ترین نتائج ضرور حاصل کر سکتے ہیں

دیکھیں 40 ہجری ماہِ رمضان کے اواخر میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شہادت ہے، 36 ہجری میں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث پاک امام علی زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہے

بعض صاحبان مقتل نے ان کی آمد خلیفہ ثالث کے دور میں لکھی ہے اور بعض نے 39 ہجری میں لکھی ہے، یہ دونوں تاریخیں خلافِ واقعہ اور خلافِ تحقیق ہیں

37 ہجری میں ملکہ ایران پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا وصال الیٰ اللہ ہوا، 39 ہجری میں امراء القیس یمنی کی تین بیٹیوں نے گھر اطہر کو زینت بخشی، ایک بیٹی نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے حرم کو، دوسری بیٹی نے امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کے حرم کو اور تیسری بیٹی نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے حرم کو زینت بخشی ......(R_179)

اب ان تاریخوں کو ہم سامنے رکھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہءِ عقد 37 ہجری کے بعد اور 39 ہجری سے پہلے ہوا ہے، یعنی ثابت ہوا کہ یہ واقعہ 38 ہجری میں ہوا...... حقیقت مالک پاک بہتر جانتے ہیں

## ﴿ تقریب خانہ آبادی ﴾

دوستو! یہ تو یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ شہزادہ پاک کی والدہ ماجدہ کا عقد کون سی تاریخ کو ہوا کیونکہ کسی مؤرخ یا صاحب مقتل وسیرت نے کوئی تاریخ نہیں لکھی، ممکن ہے کسی محقق نے کوئی تاریخ لکھی بھی ہو مگر میری نظروں سے نہیں گزری

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ شادی خانہ آبادی کی تقریب کی تفصیلات بھی مجھے کسی کتاب میں نظر نہیں آئیں، ہاں اتنا تو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ یہ دو عظیم خاندانوں کا ملاپ تھا، ایک طرف ثقفی قبیلہ کے پروقار سردار کی دختر نیک اختر تھیں، دوسری طرف جوانانِ جنت کے سردار تھے، دونوں روایتی عظیم گھر تھے اور عظیم گھروں کی

روایات اور ایٹی کیٹ(Etiquitte) اور مائزرز(Misers) یعنی رسومات بھی پروقار ہوتی ہیں، اس لئے یہ عقد اپنے روایتی انداز میں ہوا ہوگا، پھر یہ شادی ایک نہ تھی بلکہ دو تھیں، اس لئے خصوصی انتظام کئے گئے ہوں گے، اس وقت امیر کائنات مالک موجودات علیہ الصلوات والسلام کی کوفہ میں شاہی تھی، اس لئے تمام کوفہ کو دعوت دی گئی ہوگی اور یہ بھی تھا کہ جناب ابی قرہ کا گھر کوفہ سے چند کلومیٹر باہر لقف (خطرانیہ) میں تھا جہاں پر ان کی جاگیر تھی اور ایک عظیم قصر بھی تھا، یہاں بارات بھی گئی ہوگی، یہ معلوم نہیں کہ ملکہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیاں وہاں تشریف لے گئی تھیں یا نہیں، مگر جو روایتی رسومات تھیں وہ ادا بھی ہوئی ہوں گی جوانانِ جنت کے دونوں سرداروں کو دولہا بھی بنایا گیا ہوگا......(R_180)

ادھر ملکہ عالمین کی صلواۃ اللہ علیہا ہر پاک بہو کو دلہنوں کی طرح آراستہ کیا گیا ہوگا، مہندی زعفران اور سہرے وغیرہ سجائے گئے ہوں گے

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ شادی اور غیر شرعی طریقہ میں فرق تو صرف دف اور سہروں کا ہوتا ہے

☆فصل مابين الحلال والحرام الدف والصوت......(R_181)

یعنی دف اور سہروں کے ساتھ گویا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی شریف زادی آج والد کے گھر سے عزت کے ساتھ رخصت ہو رہی ہے، اس لئے سہرے بھی گائے گئے ہوں گے، دفیں بھی بجائی گئی ہوں گی، شان وشوکت کے ساتھ جب بارات پہنچی ہوگی تو روایتی انداز سے جناب ابی قرہ نے پہلے آ کر شہنشاہ مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھوں پر اپنی تلوار رکھی ہوگی، اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھ ان کے ہاتھوں

میں پکڑائے ہوں گے، پھر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھوں پر تلوار رکھی ہوگی اور اپنے ہاتھ پکڑائے ہوں گے، اس کے بعد ان کی بیٹیوں نے باری باری اپنے ہاتھ ان کو پکڑائے ہوں گے

کیونکہ یہ عرب کی ایک روایت تھی کہ جب دو مختلف قبائل کے درمیان رشتہ ہوتا تھا تو لڑکی والے گھر کا سردار آکر دولہا کے ہاتھوں پر اپنی تلوار رکھ کر اقرار کرتا تھا کہ اب ہماری تلواریں تمہاری ہیں جہاں چاہو انہیں استعمال کرو، پھر اپنے ہاتھ ان کو پکڑوائے جاتے تھے کہ اب ہمارے ہاتھ تمہارے ہیں گویا ہمارا قبیلہ اب تمہارا قوتِ بازو بن کر رہے گا، اس تقریب میں قبیلہ کی عورتیں ہلو لولو کی آواز دیتی تھیں اور موسم کے پھل برساتی تھیں اور میوہ جات نثار کرتی تھیں

یہاں بھی دو قبائل کا ملاپ تھا، ایک طرف ثقفی قبیلہ تھا، ایک طرف خاندانِ توحید ورسالت علیہم الصلوات والسلام تھا، یہاں بھی یہ رسمیں ادا ہوئی ہوں گی، پھر روایتی انداز کے ساتھ سجے ہوئے گھوڑوں پر سوار دونوں دولہا پاک دلہنوں کی ڈولیوں کے ساتھ بارات کی نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں کوفہ داخل ہوئے ہوں گے، یہاں ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں نے روایتی انداز میں استقبال کیا ہوگا اور سہرے گانے والیوں کو انعامات سے بھی نوازا گیا ہوگا

اس گھر کی روایت کو بحال رکھتے ہوئے عرش بریں پر جشن بھی منائے گئے ہوں گے، خالق نے شجر طوبیٰ کو موتی نثار کرنے کا حکم فرمایا ہوگا، جنت کی حوریں گھر اقدس کی نوکری کیلئے حاضر ہوئی ہوں گی

یہ تمام تفصیلات کتابوں میں نہیں ملتی ہیں کہ کون سی رسم کیسے ادا کی گئی مگر یہ ایک

فطری بات ہے کہ جب کسی شخص کی شادی کا لکھا جائے تو شادی کے لفظ کے اندر ہی تمام رسومات اور سگن وغیرہ آجاتے ہیں، یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ ہر علاقہ کی رسومات اور سگن مختلف ہوتے ہیں، ہاں ہم عرب کی چند رسومات سے آشنا ضرور ہیں اور شادی کی کچھ رسمیں تو ہر قوم میں مشترک ہیں، جیسے مہندی، سہرے، آرائش دف اور سہرے پڑھنے کا ہر قوم میں رواج ہے، عرب کی روایات کے مطابق یہ رسومات بھی ادا ہوئی ہوں گی

اس شان وشوکت کے ساتھ حرم اطہر کے دروازہ پر بارات پہنچی، محملوں کے استقبال کیلئے معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیاں دروازہ پر آکر کھڑی ہوئیں، قران کریم کے سائے میں پاک دلہنوں کو محملوں سے اتار کر دروازے تک پہنچایا گیا، جس وقت یہ پاک دلہنیں درِ اقدس پر پہنچیں تو کچھ توقف کیا، اس وقت جناب عالیہ پاک نے صلواۃ اللہ علیہا فرمایا کہ آؤ بسم اللہ اندر تشریف لے آئیں

اس وقت شہزادی نے اپنے پاک سرتاج کی طرف نگاہ فرمائی اور سر جھکا کر عرض کرتی ہیں کہ آقاؐ آپ کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کا حکم ہے کیا ہم آپ کے گھر میں قدم رکھ سکتی ہیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بسم اللہ اب یہ آپ کا گھر ہے

تاریخ ہمیں اتنا ضرور بتاتی ہے کہ اس دن کے بعد شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے گھر سے باہر قدم نہیں رکھا، حتیٰ کہ اپنے والدین کے گھر بھی کبھی نہیں گئیں، اس دوران بھائی دنیا سے رخصت ہوئے، والد دنیا سے رخصت ہوئے مگر اس شہزادی پاک نے گھر سے باہر قدم نہیں آنے دیا۔۔۔۔۔۔(R_182)

پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے یہ پہلی اجازت اپنے سرتاج مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے

مانگی یعنی اس گھر اطہر میں آتے وقت اِذنِ دخول طلب کیا، اب یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک سرتاج سے آخری اجازت کس وقت مانگی ہے؟

دس محرم کا دن اپنے جملہ مظالم سمیت گزر گیا، اہل البیت کے باقی ماندہ غریبوں کے سر شام ہوگئی جسے ہم شام غریباں کہتے ہیں، امت نے پرسہ داری کا پروگرام بنایا، اور خیام کے گرد جمع ہو گئے، میں یہی کچھ عرض کرسکتا ہوں کہ تین دن کے پیاسوں کو پانی پلانے کا خیال آیا ہوگا، خیام سیراب ہونے لگے

متقدمین بزرگ ذاکرین پڑھتے تھے کہ ایک خیمہ ٹھنڈا ہو جاتا تھا تو پاک پردہ دار دوسرے خیمہ میں چلے جاتے تھے، دوسرا خیمہ سیراب ہو جاتا تھا تو مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن تیسرے خیمہ میں تشریف لے جاتے تھے

لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ شام غریباں ان پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو پرسہ دینے والا کوئی ایک آدمی تو نہیں تھا، ہر طرف فوجِ اشقیاء کا ہجوم تھا اور کوفی، رومی اور شامی ملاعین ان پاک مستورات کو بیٹوں اور بھائیوں کا پرسہ دینے آئے تھے، تو صرف اتنا عرض کرسکتا ہوں کہ چاروں طرف سے بیک وقت تحائف ملنا شروع ہوئے اور ہر طرف دھواں چھا گیا

آخر پر صرف جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کا خیمہ جو تمام خیموں کے تقریباً درمیان میں نصب تھا باقی بچا، اس وقت جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام سے پوچھا میرا لعلؑ ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ آپ کے پردوں کا اللہ محافظ ونگہبان ہے، بے شک خیام اطہر سے باہر چلی جائیں، اس وقت جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے تمام بھابھیوں، بہنوں اور

بیٹیوں کو حکم فرمایا کہ ہمارے پردہ کا انتظام خالق نے فرما دیا ہے، اب تم چھوٹے چھوٹے بچے آپس میں تقسیم کر لو تا کہ یہ امت ملعون کے ڈر سے بکھر نہ جائیں، تم بچوں کے ہاتھ پکڑ کر خیام سے باہر چلی جاؤ

جس وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا نے باہر آنے کا ارادہ فرمایا تو ایک مرتبہ مقتل کی طرف نگاہ فرمائی اور روتے ہوئے سر جھکا کر عرض کی میرے سرتاج آپ کی پاک ہمشیر کا حکم ہے کیا ہم آپ کے گھر اقدس سے باہر قدم رکھ سکتے ہیں؟ ہم نے تو تمام زندگی اپنے والدین کے گھر جانا بھی مناسب نہیں سمجھا کیونکہ آپ کے گھر اقدس سے باہر قدم رکھنا ہمیں پسند ہی نہیں تھا، اب کیا حکم ہے، کیا آپ کے گھر سے باہر قدم رکھ سکتے ہیں؟ ......(R_183)

شہزادیءِ ثقیف صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کی آقاؐ آپ کے گھر اقدس سے قدم باہر رکھنا قیامت سے کم نہیں ہے، کیونکہ شریف والدین ڈولی دیتے وقت بیٹیوں سے کہتے ہیں کہ جس گھر میں تمہاری ڈولی جا رہی ہے اس گھر سے تمہارا جنازہ نکلنا چاہیے

ہم نے بھی یہی عہد کیا تھا کہ زندگی میں آپ کے گھر سے باہر ہمارا قدم نہیں آئے گا ہمارا جنازہ آپ کی دہلیز کو عبور کرے گا، مگر آج جو حالات ہیں ان کو دیکھتے ہوئے اب آپ کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا نے حکم فرمایا ہے کہ تم خیام سے باہر چلی جاؤ

سرتاج! آپ خود شاہد ہیں کہ میں تو اپنے یوسف آل محمد علیہم الصلوات والسلام بیٹے کی شہادت کے وقت بھی باہر نہیں آئی، آپ نے ھل من ناصر کی صدا دی تو چاہتے ہوئے بھی میں خیام سے باہر نہیں آ سکی، حتیٰ کہ آپ کی شہادت کے موقعہ پر بھی پردہ کا احساس دامن گیر رہا، اب میں کیسے باہر آؤں؟ آپ یوں سمجھ لیں کہ میرا

جنازہ باہر آرہا ہے کیونکہ کسی پردہ دار کا اس حالت میں باہر آنا موت سے کم تو نہیں ہوتا ہے، اور میں نے جو عہد کیا تھا وہ پورا ہو چکا ہے

تمام مومنین مل کر یہی دعا کریں کہ اب تو اس معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا کو چاند جیسے بیٹوں کی خوشیاں نصیب ہوں، یہ اپنے ہاتھوں سے چن علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو سگن کے سہرے پہنائیں تا کہ ان کے زخمی دل سے جوان بیٹے کی شہادت کے داغ دھل سکیں، ان کو سرتاج وسہاگ کی چھاؤں دوبارہ نصیب ہو، ان کے منتقم حقیقی ہمارے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام جلد تشریف لائیں، تمام شہدائے کربلا علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ اس معظّمہ بی بی کے لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام کا انتقام لیں، تمام مخدراتِ عصمت کو اپنے اپنے گھر اطہر میں پھر سے آباد فرمائیں، ان کے پاک گھر میں ابدی اور دائمی بہار جلوہ آراء ہو جو ہمیشہ خزاں نا آشنا رہے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 11

# ولادت باسعادت

## شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام

عزاداران گرامی!

40 ہجری 21 ماہ رمضان کو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی رحلت ہوئی، 41 ہجری ربیع الاول تک پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام نے کوفہ میں رہائش رکھی، یہ چھ ماہ شورش اور فتنہ کے تھے، جس کی تفصیلات میں یہاں پیش نہیں کرسکتا، اس کے بعد سب کے متفقہ فیصلہ کے تحت کوفہ سے مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے

5 شعبان 42 ہجری بمطابق 22 نومبر 662 عیسوی کا سورج مطلعِ مدینہ منورہ پر طلوع کرنے کا پروگرام بنانے میں مصروف ہے، آسمان پر رحمت اِلٰہیہ کی بدلیاں جھوم کر آئی ہیں، آج کائنات کی ترستی نگاہوں میں اللہ کے حبیب ازل کے رخ انور کی زیارت کا شوق دیوانہ وار کروٹیں بدل رہا ہے، آسمان پر قدسیوں کی نظریں مدینہ کی فضا میں طلوعِ شمس شباب کی منتظر ہیں، ساری کائنات ہمہ تن چشم ہوکر گھر اطہر کی طرف دیکھ رہی ہے، کیونکہ اللہ کے حبیب اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ اکبر یعنی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کا اعلان ہو رہا ہے

حسن و شباب کا آفتاب لا جواب، گلشن توحید کا تر و تازہ گلاب، حقیقت محمدؐیہ کا جلوۂ نایاب، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دعائے مستجاب اپنی وحدتِ مطلقہ کا نقاب الٹ کر اپنے حسن ازل کو بے حجاب کرنے کیلئے بے تاب ہے

شہنشاہِ یزداں جناب اپنی محبت و رحمت بے حساب کو بے نقاب کرنے کیلئے بیتاب ہیں، اب تواب و وہاب اپنے حبیب وحدت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ بے اکتساب کے انتخاب پر مسرت کے سرسبز و شاداب لمحات نچھاور کرنے میں کامیاب نظر آتا ہے

صبح مسرت طلوع ہوئی، آسمانوں پر شادیانے بجائے گئے، مسرتوں نے دھمال ڈالی، قران پاک نے آیاتِ الٰہیہ تصدق کیں، عرش نے اپنے جلوۂ نور فدا کیئے، جبرائیل امیں وحی والہام کی مشعلیں لے کر ملکوت کے ساتھ مدینہ کی سرزمین پر نازل ہوا کہ صاحب نطق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزول اجلال ہوا ہے

ذاکرین بیان کرتے ہیں کہ جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں کی دعائے کاملہ کا ظہور ہوا تو جناب شریکۃ الحسینؑ عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے مبارک بادی کا پروگرام بنایا کہ ہم جا کر وارثِ حسن پیغمبرانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک باد دیں گے اوراس مبارک باد کے عیوض ان سے یہی لعلؑ طلب فرمائیں گے، اِرادہ تو یہی تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ جناب شریکۃ الحسینؑ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جا کر یہ لعلؑ طلب نہیں فرمایا، جس وقت معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا خود مبارک باد کیلئے تشریف لے گئیں تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کو فرمایا کہ اے پاک بہن ایک فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہے جو اپنی مشاہداتی صورت میں زمانہ کے سامنے نہیں آیا

سرورِ کونین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی پاک والدہ ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کو "اُمّ اَبِیھــا" کا خطاب عطا فرمایا تھا کہ یہ وہ دختر ہیں جو اپنے بابا پاک کی بھی ماں ہیں ......ہم چاہتے ہیں کہ اس فرمان کی مشاہداتی تفسیر کائنات کے سامنے آئے آپ وارثِ ردائے بتولِ عذرا ہیں اور ہمارا یہ لعلؑ بعینہٖ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

آپ اس لعلؑ کو اپنی آغوش میں پال کر (پرورش کر کے) تمام کائنات کو دکھا دیں کہ جو پاک بی بی باپ کی والدہ ہیں وہ ہم ہیں، یہ میرا بیٹا عین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور ہم عین والدہ پاک ہیں، جس نے دیکھنا ہو آکر دیکھے کہ اپنی گود میں ایک دختر اپنے بابا کو ماں بن کر کیسے پروان چڑھا رہی ہے

علامہ محمد حسنین سابقی صاحب لکھتے ہیں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کو فرمایا کہ آپ ہمشکل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں اس طرح پروان چڑھائیں کہ جب جوان ہو تو ہم خالق سے گواہی لے سکیں کہ اے اپنے حبیب اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبّ اکبر میرے اکبر علیہ الصلوات والسلام کو دیکھ کر یہ گواہی دے کہ اس میں اور تیرے حبیب میں ایک ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے

☆ اللھم اشھد علی ھولاء القوم

اس قوم کے سامنے تو گواہی دے کہ یہ عین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے نہ ظاہر کا فرق ہے اور نہ باطن کا فرق ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کو فرمایا کہ ہمارے لعلؑ عین حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ان کو پروان چڑھانے والی آغوش کم از کم ملکہ عالمین صلواۃ اللہ

علیہا کی عظمت وشان اور مرتبہ کی حامل ہونا چاہیے، جو آپ کی آغوش عاطفت ہی ہے، لہٰذا اس گود کے علاوہ کسی گود میں اس شہزادہ کا پروان چڑھنا مناسب ہی نہیں ہے

میں نے کتب سیرت وتاریخ کا حتی المقدور مطالعہ کیا ہے مجھے یہ کسی کتاب میں نظر نہیں آیا کہ شہزادہ پاک کی پرورش کس غذا سے ہوئی تھی، کسی صاحب کتاب نے یہ نہیں لکھا کہ انہوں نے اپنی پاک والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا کا دودھ پیا ہو یا ان کو جناب معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا نے دودھ پلایا ہو، حالانکہ ان کی آغوش عاطفت میں جناب علی بن عبداللہ بن جعفر طیار صلواۃ اللہ علیہم آچکے تھے جو جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کے سب سے بڑے فرزند ہیں، اس وقت ان دونوں شہزادوں کو رضائی بھائی بنانے میں کوئی شرعی تکلیف بھی موجود نہ تھی، مگر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو نہ تو معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کے دودھ پلانے کا کہیں ذکر ہے اور نہ سگی والدہ محترمہ کے دودھ پلانے کا ذکر موجود ہے

علماء کے اس مسلّمہ پر میں فضائلیہ خطبات میں کئی مرتبہ عرض کر چکا ہوں کہ شیر مادر والدہ کا جزو بدن ہوتا ہے اور وہ اولاد کے خون کا جزو بنتا ہے، اور ان پاک بیبیوں کے ہر جزو بدن کو کلی طور پر پردہ ہوتا ہے، کوئی غیر معصوم ان کے کسی جزو بدن کے مشاہدے پر قادر ہو ہی نہیں سکتا

اگر شہزادہ پاک کو معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا نے دودھ پلایا ہوتا تو شہزادہ پاک کا خون کسی کو نظر ہی نہ آتا، مگر ہم کتابوں میں یہ دیکھتے ہیں کہ شہزادہ پاک کے خون کا مشاہدہ ہر شخص کر رہا تھا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کو جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا

نے دودھ نہیں پلایا تھا بلکہ ان کی غذا بھی بابا پاک کی طرح لسان کوثر شان سے حاصل ہوتی رہی ہے، یعنی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو غذا سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملی ہے اور شہزادہ پاک کو غذا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی زبان اطہر سے ملتی رہی ہے گویا دونوں کی غذا کا مبدۂ اول ایک ثابت ہوتا ہے

ہم دیکھتے ہیں کہ کربلا میں جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنی تشنگی کا اظہار فرمایا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ پاک کو ان کی غذا اوّلیہ کی طرف توجہ دلوائی اور ان کے دہن مبارک میں اپنی زبان مبارک دے کر پھر وہ نوری غذا عطا فرمائی تھی جو عالم مادیات سے ماوریٰ واجل وارفع واعلیٰ تھی

اس پر میں تفصیلی روشنی اپنے موقعہ پر ڈالوں گا، یہاں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج جہالت کا طوفان علم کے روپ میں آچکا ہے جو بظاہر خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے نام نہاد موالی کہلواتے ہیں اور وہ خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کی دشمنی وتنقیص وتوہین پر اپنی تمام توانائیاں صرف کررہے ہیں

ان کی مجالس عزا پر تھوڑا سا غور کیا جائے تو فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ کی عظمت کو بیان کرنے کے بہانے آل پاک علیہم الصلوات والسلام کی نعوذ باللہ توہین وتنقیص کرتے ہیں اس لئے ہمیں بھی عرفائے عظام کے نظریات کو پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ورنہ یہ باتیں کتابوں میں بیان نہیں ہوتی تھیں کیونکہ عرفائے عظام کے دین کا آغاز ''اقرا'' سے شروع ہوتا ہے اور ''قل'' پر ختم ہوجاتا ہے اس میں ''اکتب'' کی گنجائش ہی موجود نہیں تھی مگر ہمیں اب ان نظریات میں سے کچھ چیزوں کو لکھنا لازم ہوگیا ہے جو کہ بوجوہِ مجبوری ہے

دوست دارانِ عرفان!

آپ کو یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری کوئی معتبر کتاب ایسی نہیں جس میں یہ فرمان نقل نہ کیا گیا ہو چاہے وہ بحار ہے یا کتب اربعہ ہیں یعنی تمام کتابوں میں یہ فرمان موجود ہے اور یہ فرمان مختلف کتابوں میں مختلف انداز اور طریق کے ساتھ موجود ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا

☆ اولنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اوسطنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آخرنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کلنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... (R_184)

یعنی ہم تمام کے تمام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اس فرمان میں اول و آخر کے بعد "کُلّنَا" کا اضافہ بتا رہا ہے کہ اس گھر کا ہر فرد اس مقام اعلیٰ پر فائز ہے جس پر اس گھر کا فردِ اوّل موجود ہے، یہ نور ایک ہے، یہ ذات ایک ہے، یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ عہد ہائے نبوت و امامت محدود ہیں، ان کو نبی یا امام کہنا جائز نہ ہو، ورنہ ان کی استعداداتِ باطنیہ میں کوئی کمی نہ تھی، یہ تمام نبوت اور امامت کے میرٹ پر پورا اترتے ہیں، بلکہ اس گھر کا ہر معصوم بچہ بھی منصب نبوت و امامت کی کلی صلاحت رکھتا ہے، مگر یہ عہدہ ہائے اِلٰہی مخصوص افراد اقدس کیلئے مقرر ہیں بہ الفاظ دیگر نبوت و امامت کے سیٹیں (نشستیں) محدود ہیں، ورنہ ان کی استعدادات سے انکار جائز نہیں، جیسا کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا فرمان ہے ☆

ان ابراهیم بن محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لو عاش بعد رسول الله لکان نبیا (R_185)

یعنی اگر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جناب ابراہیم علیہ الصلوات والسلام اپنے بابا پاک کے بعد ظاہراً زندہ رہتے تو لازماً وہ اپنے وقت کے نبی ہوتے

ایسے ہی سرور کونین علیہ الصلوات والسلام کے فرزند جناب قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں بھی فرمایا گیا تھا

بعینہٖ ایسے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں فرمایا کہ اگر یہ بابا پاک کے بعد ظاہراً زندہ رہتے تو یہ لازماً امام ہوتے ، یعنی امامت کے عہدہ پر فائز ہونا ایک علیحدہ بات ہے اور صلاحیت امامت ہونا ایک علیحدہ بات ہے

اس لئے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی صلاحیت امامت کے اثبات پر اکثر علماء وعرفاء متفق ہیں کہ ان میں بھی صلاحیت امامت موجود تھی بعض نے تو عالم تشیع کے اس مسلّمہ سے استدلال بھی کیا ہے کہ معصوم کو غسل اس جیسا معصوم ہی دے سکتا ہے اور انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ امام حسن المجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کے غسل میں جناب شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کا شریک ہونا ثابت کرتا ہے کہ یہ بھی انہی کی طرح عصمت کبریٰ کے حامل ہیں ......(R_186)

پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے تمام افراد اقدس میں صلاحیت واستعداد نبوت وامامت موجود تھی اور یہ تمام مقام عصمت کبریٰ پر فائز تھے جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں صاحب ثمرات الحیات یعنی علامہ سید محمود الاصفہانی لکھتے ہیں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو روز عاشور تین مرتبہ ظاہراً غش طاری ہوا

(1) اس وقت ظاہراً غش آیا جس وقت شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کو رخصت فرمایا......(R_187)

(2) اس وقت ظاہراً غش آیا جس وقت کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر

ہوئی ......(R_188)

(3) مگر سب سے پہلی مرتبہ اس وقت ظاہراً غش آیا جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے جوان بیٹے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو روانہ فرمایا ......(R_189)

امام وقت کا کسی کی جدائی پر ظاہراً غش کرنا بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ احساسِ درد ظاہری رشتوں کی وجہ سے نہ تھا بلکہ وہ عصمت کبریٰ کے مٹنے کا درد اور صدمہ تھا جس کے یہ افراد حامل تھے، یہ کوئی ذاتی یا جذباتی دکھ نہ تھا

صاحبان مقتل لکھتے ہیں کہ جس وقت شہزادہ پاک کی تیاری ہوئی اور یہ اپنے راہوار برق آثار پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو کچھ دور تک امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام راہوار کے پیچھے پیچھے ہاتھ دراز کر کے چلتے آئے ......(R_190)

جس وقت شہزادہ پاک نے مڑ کر دیکھا اور ضعیف باپ کی دردناک حالت دیکھی تو فوراً اپنے راہوار سے اترے اور آ کر اپنے بابا پاک کے قدموں پر گر پڑے، رو کر عرض کرتے ہیں بابا جان آپ نے اجازت عطا فرمائی ہے اور آپ کی حالت ہمیں میدان میں جانے سے روک رہی ہے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بیٹے کو گلے لگایا اور رو کر فرماتے ہیں بیٹا حکم شریعت ہے کہ ہر شخص کیلئے وصیت کرنا واجب ہے...... اور احباب کیلئے ان کی وصیت سننا واجب ہے اور اس وصیت پر عمل کرنا بھی واجب ہوتا ہے، اگر تم کوئی آخری وصیت کرنا چاہتے ہو تو کرلو......(R_191)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، رو کر عرض کی بابا جان میری پاک والدہ ضعیف ہیں اور ضعیف ماں کیلئے جوان بیٹے کی بے وقت رحلت

نا قابل برداشت ہوتی ہے، ہاں اگر سرتاج وسہاگ کی چھاؤں سر پر ہو اور سرتاج ان کو دلاسہ دیں تو وہ صدمہ کچھ کم ہوسکتا ہے، آپ میری ضعیف ماں کا خاص خیال رکھنا ...... کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے فخر یوسف کی وصیت سنی پھر رو کر فرماتے ہیں بیٹا دانا ہو اور سب کچھ سمجھتے بھی ہو، ایسی وصیت تو اسے کرنا تھی جس نے اس دنیا میں باقی رہنا ہو، ہم سب تو راہیءِ ملک عدم ہیں، تم جیسے فرزند کی شہادت کے بعد میں چند لمحے بھی شاید مشکل سے جی سکوں گا،

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ خدا کرے کہ اس جوان کی خوشیوں کا موسم اب تو جلد آئے، حسرت زدہ ماں اپنے ہاتھوں سے اپنے لعل کو سہرے پہنا کر دکھے دل کی ہر حسرت کی تکمیل فرمائیں، یہ بادشاہِ حسن شہزادہ سہرے پہن کر اپنی پاک والدہ سے دعائیں لے



آمین یارب العالمین



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 12

# جوانانِ رعنا

عزاداران گرامی!
شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے حسن و جمال کو بیان کرنے کیلئے سب سے بڑی بات اور سب سے بلندی وفضیلت تو یہ ہے کہ یہ شبیہ پیغمبرانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے کیونکہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال تو وہ حسن تھا جو اللہ کی جمالیت ازلیہ کا مظہراتم وکامل تھا اور جو ذات ان کے حسن ازلی کی کلی آئینہ دار ہو اس کیلئے اور کوئی تشبیہ تراش وتلاش کرنا بھی گناہِ عظیم ہے
ایک یورپین ماہر جمالیات کا قول ہے کہ ''مزاجِ انسانی کیلئے اصل سے شبیہ زیادہ پرکشش ہوتی ہے'' اس کی وہ کچھ مثالیں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ انسان کسی خوبصورت پھول کو دیکھتا ہے، پھر دیکھتا ہے کہ کوئی بہت بڑا آرٹسٹ اس پھول کی ایک شبیہ بنا رہا ہے، بعینہٖ اسی کے رنگ بھر رہا ہے، وہی شیپ اور شکل کینوس پر اتارنے میں مصروف ہے تو انسان اس بننے والی شبیہ کو پھول سے بھی زیادہ شوق سے دیکھتا ہے، ایسے ہی انسان اپنی ذات سے زیادہ اپنی تصویر یا ویڈیو میں کشش محسوس کرتا ہے، کسی بھی حسین چیز سے اس کی شبیہ یا تصویر یا اس کی نقل میں زیادہ

کشش محسوس کرتا ہے، کوئی انسان جب کسی آدمی کی نقل اتار رہا ہوتو انسان اس نقل کو اصل سے زیادہ دلچسپی کے ساتھ دیکھتا ہے

ماہر جمالیات کہتے ہیں کہ یہ انسان کی عین فطرت ہے کہ وہ اصل سے زیادہ شبیہ میں کشش محسوس کرتا ہے، اب اس کلیہ کی رو سے دیکھیں کہ اصل ذات تو ہیں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ تو پردہ فرما گیئے، عام نگاہوں سے ان کا رخ روشن غائب ہوگیا اور خالق اکبر نے ان کی شبیہ اکبر بنا کر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو بھیجا، جن لوگوں نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن اِلٰہی کی طرف کبھی اتنا زیادہ غور نہیں کیا تھا ان کیلئے شبیہ پیغمبر انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی پرکشش تھی کہ دور دور سے لوگ ان کی زیارت کو آتے تھے بلکہ خود کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام جو بعینہٖ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے وہ بھی فرماتے تھے کہ جب ہمیں نانا پاک کی زیارت کا اشتیاق ہوتو ہم اپنے اس بیٹے کی زیارت کرتے ہیں

صاحب حدائق الانس لکھتے ہیں کہ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے اٹھارہ جوان ایسے ہیں جو ایک دوسرے سے زیادہ خوبصورت تھے اور تمام اپنی جگہ پر ایک منفرد حسن کا مرقعہءِ کامل تھے اور تمام اپنی مثال آپ تھے، مثلاً آلِ عقیلؑ میں سے جناب عبداللہ بن مسلم علیہا الصلوات والسلام جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام کے شباب کی تصویر ہیں ان کو تمام اہل مدینہ غرۃ النامیہ آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کہتے تھے...... (R_192)

دوسرے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام تھے جو شبیہ وجہ اِلٰہی کے حسن وشباب کی بے عیب چٹان تھے، جن کو تمام اہل مدینہ قمر بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کہتے تھے

تیسرے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے لخت جگر جناب محمدؐ علیہ الصلوات والسلام تھے جو امیر

کائنات علیہ الصلوات والسلام کی اٹھتی جوانی کی مکمل شبیہ تھے ان کو تمام اہل مدینہ اصبح الناس کہتے تھے یعنی ان کو سب سے زیادہ صبیح رنگت کا مالک مانا جاتا تھا

ادھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث جناب امام علی زین العابدین علیہ الصلوات والسلام تھے تو وہ حسن عرب وعجم کا ایک عظیم اور انتہائی پر کشش امتزاج تھے ان کی رنگت تمام جوانانِ بنی ہاشم میں سے زیادہ کھلی ہوئی تھی، لوگ کہتے تھے کہ جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کے رخ انور پر حسن کی صبح صادق ہمیشہ طلوع رہتی ہے ان کا رنگ تمام خاندان پاک سے زیادہ گورا تھا اور ان کا لقب تھا غیرت اللہ (غیرۃ اللہ)

ادھر شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام ہیں تو وہ اپنے بابا پاک کی شبیہ کامل تھے، ان کو فلقۃ القمر (چاند کا ٹکڑا) کہا جاتا ہے، ایسے ہی جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام تھے تو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک بابا کی شبیہ تھے، ادھر جناب علی بن عبداللہ بن جعفر علیہم الصلوات والسلام طیار تھے تو وہ جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کے جمال بے مثال کی زندہ تصویر تھے، جناب قاسم بن عبداللہ بن جعفر طیار علیہم الصلوات والسلام تھے تو وہ جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کی وجاہت، وقار اور حسن کی بولتی ہوئی تصویر تھے

یہ تمام جوانانِ رعنا جب عالم شباب کے امنڈتے ہوئے بادلوں کی گھن گرج میں مدینہ کے بازار کا رخ کر لیتے تو ان کے نورِ جمال کی کرنوں کی بارش سے مدینہ کی گلیاں سنہری ہو جاتی تھیں

جب یہ تمام جوان مل کر مدینہ کی سیر کو جاتے تو تمام بازار پر سکوت چھا جاتا تھا اور کاروبار رک جاتا تھا، گلیوں میں مخلوق جمع ہو جاتی تھی اور تمام ایک دوسرے کو بلا کر کہتے تھے کہ آج بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کا کل کا کل حسن بازار میں آ گیا ہے آؤ

زیارت کرلو......(R_193)

میرا دل مانتا ہے کہ جب یہ تمام جوانانِ رعنا ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر مدینہ کی گلیوں میں سے گزرتے ہوں گے اور مسکرا مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوں گے تو حسن کائنات بھی سانس روک کر ان کے مقدس چہروں کی تلاوت کرتا ہوگا

عورتوں اور مردوں سے گلیاں بھر جاتی ہوں گی، جیسے زہرہ اور مشتری کے ہجوم میں چودھویں کا چاند محوخرام ہوتا ہے، تمام ایک دوسرے کو بلا کر کہتے ہوں گے کہ جس نے زیارت کرنا ہے آج دل کھول کر زیارت کر لے، آج اللہ کے گھر کا تمام حسن مقدر کے ساتھ بازار میں آ گیا ہے، تمام لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہوں گے کہ جس نے حسنین علیہما الصلوات والسلام کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو مسکراتا ہوا نہ دیکھا ہو، جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جناب جعفر علیہ الصلوات والسلام کو سر جھکا کر چلتا نہ دیکھا ہو، جس نے جناب حمزہ اسد الرسول علیہ الصلوات والسلام کو تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سینہ پھیلا کر چلتا ہوا نہ دیکھا ہو، آئے اور آج شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ بخت بیدار چلتا ہوا دیکھے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام کو چلتا دیکھتے

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جوان اولاد والوں کے دلوں سے بے ساختہ یہ دعا نکلتی ہوگی کہ خدا کرے تمہاری جوانیاں قائم و دائم رہیں، خدا کرے یہ جوڑے سلامت رہیں، یہ بھی دل مانتا ہے کہ جب یہی حسن ازل کا نادر کارواں گھر واپس آتا ہوگا اور عونؑ و محمدؑ علیہما الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا دیکھتی ہوں گی تو پاک شہزادی کو

تمام دکھ بھول جاتے ہوں گے اور وہ اپنی پاک ردا کا دامن دراز فرما کر ضرور دعا فرماتی ہوں گی کہ خدا کرے یہ پاک شہزادے ہمیشہ سلامت رہیں

جناب یعقوب سلام اللہ علیہ نے اپنے گیارہ بیٹوں کو فرمایا تھا کہ تم ایک ساتھ ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا، کہیں کسی کی نظر نہ لگ جائے ...... (R_194)

یہاں اٹھارہ یوسف کنعانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، عالیہ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا ان کو بھی فرماتے ضرور رہوں گے کہ تم مل کر بازار نہ جایا کرو، کہیں کسی بدنظر کی نظر نہ لگ جائے

انصاف کی بات ہے کہ امت ملعون کو ایسے خوبصورت جوانوں کے ناز خاک میں ملانا کیا زیب دیتا تھا؟ کیا ایسا کرنا مناسب تھا؟

## وداع شہزادگان بہ یک دیگر

کربلا میں عاشور کی خون آشام صبح طلوع ہوئی، دسویں کا سورج افق کی مقتل گاہ سے خون آلودہ چہرہ لے کر ظاہر ہوا، بادِ سحر نے ہر پودے کے سر میں خاک ڈالی، نہر علقمہ کسی ضعیف ماں کی طرح دردِ جگر سے پیچ وتاب کھا رہی تھی، آسمان کبود رخ نے چند اشک شبنم کربلا کی خاک کے دامن میں برسائے

ادھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے خیام میں سے ضعیف، بچے اور جوان نمازِ نصرت امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی تیاری کر کے، اپنی اپنی کمر کے ساتھ تلواریں آراستہ کر کے خیام کے سامنے والی خندق کے دروازہ کے سامنے قطار میں کھڑے ہو گئے

سب کو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی آمد کا انتظار تھا کہ وہ آ کر اپنی مختصر سی فوج کی

ترتیب کیلئے جو حکم صادر فرمائیں اس پر عمل کیا جائے، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے حرم سرا سے باہر تشریف لے آئے، ان کے ساتھ تمام جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام خوبصورت ترتیب بنا کر باہر تشریف لائے، مگر آج کسی کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے، اور سب بڑے مطمئن تھے

صاحبان مقتل و تاریخ لکھتے ہیں کہ جس وقت تمام مسافران راہ شہادت جمع ہو گئے اس وقت سب نے ایک دوسرے کی طرف حسرت آمیز نگاہ کی، اس کے بعد سب جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام نے ایک دوسرے سے کہا کہ اب تھوڑی سی دیر کے بعد ہماری قربانیوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا پھر شاید ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ وداع کرنے کا وقت نہ ملے، مناسب یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو آخری مرتبہ گلے لگا لیں اور ایک دوسرے سے آخری وداع کر لیں

جس وقت تمام ضعیف اور جوان آخری وداع کیلئے ایک دوسرے کی طرف چلے اور رو رو کر ایک دوسرے کو گلے لگایا تو یہ ایک قیامت کی گھڑی تھی ☆

فکم من شاب یتاوه الزمان ما یومله الشبان والشیخ یتاسف علی الشاب (R_195)

نوجوانوں کی لاجواب جوانیاں دیکھ کر ضعیف اصحاب کی آنکھیں اشک بار تھیں تمام جوان ضعیفوں کی ضعیفی پر گریہ کر رہے تھے

عین اس وقت دائی پاک نے دراطہر سے حرم سرا میں معظّمہ کائنات عالیہ پاک کو اطلاع دی کہ آپ کے تمام شہزادگان اور جوانانِ رعنا ایک دوسرے کے ساتھ آخری وداع کر رہے ہیں، ایک دوسرے کو آخری مرتبہ گلے لگا رہے ہیں

یہ سن کر تمام مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن دراطہر پر جمع ہو گئیں، جس وقت

انہوں نے اپنے شہزادوں، بھائیوں اور بیٹوں کو حسرت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملتے ہوئے دیکھا تو خیام میں ایسا کہرام بپا ہوا کہ عرشِ الٰہی متزلزل ہو گیا اور زمین کربلا لرز اٹھی ......(R_196)

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت تمام پاک شہزادیوں نے ردا کے دامن کو دراز کر کے یہ دعا ضرور کی ہو گی کہ خدا کرے یہ جوانانِ رعنا ہمیشہ سلامت رہیں، خدا کرے کہ ان جوانوں کی جوانیوں کو کسی کی نظر نہ لگے

یہ سمائے حرم توحید جب دسویں کی شام کو اپنے چاند ستاروں سے محروم ہوا ہوگا یا یہ آباد اور بھرا ہوا گھر ایسے پیارے خوبصورت بیٹیوں سے یکدم خالی ہوا ہوگا تو خدا جانے کہ ان دکھی ماؤں کے دلوں پر کیا گزری ہو گی

گیارہ محرم کی رات ہوئی، دکھ درد کی تمام رسوماتِ عزا سے فارغ ہو کر جب پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن ایک جگہ آ بیٹھے تو کافی دیر تک کسی نے کوئی کلام نہیں فرمایا، شاید کہنے سننے کو باقی کچھ رہا ہی نہیں تھا، ڈھلتی ہوئی شب کو ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ کل بھی ایک رات تھی، آج بھی ایک رات ہے، مگر اِس رات اور اُس رات میں بہت فرق ہے

کل ہر ماں کے ساتھ بیٹا موجود تھا، کسی کی آغوش میں اس کا لعلؑ تھا، تو کسی ماں کے ساتھ جوان بیٹا تھا، ہر بہن کے ساتھ ان کے بھائی موجود تھے، آج کی ہر بیوہ کے سر اطہر پر کل رات تک سہاگ و سرتاج کا سایہ موجود تھا، آج ہم ہر طرف دیکھتی ہیں مگر کسی طرف کوئی بھی نظر نہیں آتا، نہ اکبر لعلؑ علیہ الصلوات والسلام ہے، نہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام ہے، نہ عونؑ و محمدؑ علیہما الصلوات والسلام ہیں، تمام شہزادگان اپنی ماؤں کو

چھوڑ کر چلے گئے ہیں، آج نہ پردوں کا محافظ ہے، نہ عونؑ علیہ الصلوات والسلام بھائی ہے، نہ جعفرؑ علیہ الصلوات والسلام بھائی ہے، نہ میرے دنیا سے حسین وجمیل بھائی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ہیں، چند گھڑیوں میں ہمارا گھر اطہر کیسا خالی ہوگیا ہے

کل بھی ایک رات تھی اور آج بھی ایک رات ہے، کل رات میرا کریم بھائی ایک ایک بہن کی ردا چوم کر دلاسے دینے میں مصروف تھا، پردوں کا محافظ ننگی تلوار کے ساتھ پہرہ دینے میں مصروف تھا، آج ہر مستور کو ردا کی فکر دامن گیر ہے اور آج ہمیں خود "الحافظ الحفیظ" کی آواز دے کرامت ملعون سے ڈرے ہوئے بچے سلانا پڑیں گے

ایسے ہی آپس میں کلام جاری تھا، جس وقت رات کافی گزر گئی تو جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے تمام مستورات توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو فرمایا کہ ہم اس رات کے پردے میں جا کر اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے ساتھ آخری ملاقات تو کرلیں ......کل تو شاید ہمیں وقت نہیں ملے گا

تمام پردہ دارانِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن اپنے خیام سے روانہ ہوئے اور تطہیر کے پردوں میں مقتل میں تشریف لائے، جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے آکر اپنے آپ کو بھائی کی لاش پر گرادیا اور گریہ فرمانا شروع کردیا...... (R_197)

تمام مستورات پاک صلواۃ اللہ علیہن یہیں کھڑے ہوگئے کوئی پاک مستور اپنے کسی بیٹے یا بھائی کی لاش پر نہ گئی، کافی دیر بعد جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے سر اٹھا کر دیکھا تو تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن ان کے پیچھے کھڑی رونے میں مصروف تھیں، اس وقت انہوں نے فرمایا کیا آپ نے اپنے بیٹیوں اور بھائیوں سے وداع نہیں کرنا؟

تمام شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن نے عرض کی کہ ہم آپ کے حکم کے بغیر کیسے جاسکتی تھیں قافلہ سالار جناب شریکۃ الحسینؑ عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ تم جاؤ اور اپنے بیٹوں اور بھائیوں سے وداع کر لو، اجازت ملنے پر تمام مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن اس طرح مقتل گاہ میں بکھر گئیں جس طرح کسی عابد شب زندہ دار کی تسبیح کے دانے بکھر جاتے ہیں، پھر کسی بی بی کی کسی طرف سے رونے کی آواز آتی تھی اور کسی مستور کی کسی طرف سے دہائی آتی تھی، ایسے ہی کافی دیر گزر گئی، صبح کاذب کے آثار نظر آنے لگے، اس وقت لٹے ہوئے قافلہ کی سالار شہزادی معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہن نے آواز دی کہ اب تمام مستورات واپس آجاؤ تاکہ تمام مل کر واپس خیام میں جائیں

تمام مستورات پاک صلواۃ اللہ علیہن واپس آگئیں، مگر دو شہزادیاں نظر نہ آئیں معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہمیں پردوں کے محافظ کی سگی ہمشیر پاک اور شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نظر نہیں آئی ہیں، آؤ انہیں دیکھیں کہ خیریت تو ہے...... (R_198)

دائی پاک سے فرمایا کہ آپ جاکر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی لاش سے ان کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کو لے آئیں، ممکن ہے انہوں نے ہماری آواز نہ سنی ہو

خود پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ علقمہ کی طرف رخ فرمایا، وہاں جاکر دیکھا تو وہ کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کو گلے لگا کر رونے میں مصروف ہیں، اور فرما رہی ہیں کہ بھیا! میری طرف دیکھو میں آپ کی بیوہ بہن ہوں، میرا گھر خالی ہو گیا ہے، اب میں کدھر جاؤں، کوفہ و شام کا سفر درپیش ہے،

میرے ساتھ ملکہ دو جہاں صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بہو بیٹیاں ہیں اور ہمارے پردے بچانے والا بھی کوئی نہیں ہے

اُدھر جس وقت جناب فضہ سلام اللہ علیہا شہزادہ پاک کی لاش پر پہنچیں تو انہوں نے دیکھا کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا زمین پر بیٹھی ہیں، اٹھنے کی کوشش تو کرتی ہیں مگر جوان بیٹے کی جوانی کے درد کا وزن اٹھنے نہیں دیتا

جس وقت ان کی نگاہ جناب فضہ سلام اللہ علیہا پر پڑی تو پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے روکر دائی پاک کو فرمایا کہ آؤ ہمیں سہارا دے کر اٹھاؤ، ہم اٹھ نہیں سکتے، معذرت خواہانہ انداز میں پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ جس وقت کا ہمیں معظّمہ کائنات شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا نے یاد فرمایا ہے ہم اٹھنے کی کوشش میں مصروف ہیں، مگر اٹھ نہیں سکتی ہیں، ہم نے اپنے یوسف ثانی جوان بیٹے سے بھی کہا کہ میرا لعلؑ مجھے آپ کی ماں یاد فرما رہی ہیں اور میں اٹھ نہیں سکتی، بیٹا تم مجھے سہارا دو تاکہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو سکوں

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ اب تو اس پاک ماں کے دل کی امیدیں بر آئیں ان کو جوان بیٹے کی خوشیاں نصیب ہوں، اپنے علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پیشانی پر سگنوں کے سہرے دیکھیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 13

# ﴿چار شخصیات کا پیار﴾

عزادارانِ گرامی!

شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام چونکہ محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ کامل تھے اور ان کی شبیہ ہونے کی وجہ سے تمام گھر کو بہت زیادہ محبوب تھے، تمام گھر ان کو محبت اور عقیدت کی نظر سے دیکھتا تھا، میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ تمام گھر والوں کو بہت پیار تھا مگر تمام گھر میں سے چار شخصیات کو ان کے ساتھ بے پناہ محبت تھی، ان چار شخصیات نے شہزادہ پاک کی شہادت کو سب سے زیادہ محسوس کیا اور ان پر شہزادہ کی دردانگیز شہادت کا فوری اثر ہوا

ان چار شخصیات میں سے پہلی شخصیت کون سی ہیں

## ﴿پہلی شخصیت﴾

معظّمہ کائنات، ردائے تطہیر کی وارث شہزادی، گھر اطہر کی بتولِ عذرا، ام المصائب، مسافرۂ شام کہ جن کی آغوشِ عاطفت میں اس شہزادہ پاک کا بچپن گزرا، یعنی شریکۃ الحسینؑ پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کو اس شہزادہ کے ساتھ بے پناہ محبت تھی، ان کی محبت کا ثبوت وہ نقاب تھے جو اس نوجوان شہزادہ کے رخ انور پر

ہمیشہ رہتے تھے، ان کی محبت کا اندازہ کوئی کر ہی نہیں سکتا، یہاں میں اپنے سامعین اور قارئین سے معذرت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس وہ الفاظ موجود ہی نہیں ہیں کہ میں ان کی محبت کو الفاظ میں بیان کرسکوں

## دوسری شخصیت

ان چار شخصیات میں سے دوسری شخصیت وہ بہن تھیں کہ جو اس بات کی داعی تھیں کہ تمام بھائیوں میں سے جناب شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام میرے حصہ کے بھائی ہیں، یعنی ملکۂ ملک فراق، بھائی کے ہجر کی زندہ تصویر کہ جنھوں نے قیامت تک آنے والے مومنین کو انتظار کا عملی نمونہ بن کر سمجھایا ہے کہ ہمشکل پیمبر علیہ الصلوات والسلام کا انتظار اس طرح کرنا واجب ہے، یعنی جو بھی فراق کے درد کو محسوس کرے گا اس کی کیفیت میری طرح ہوگی، ان کی محبت کی گواہ ان کی سات سال کی عمر میں جھکی ہوئی کمر تھی

ان کی محبت کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ جب انہوں نے اپنے بھائی کی شہادت کی خبر سنی تو ایک دم ضعیف ہوگئیں، اتنا جلدی ضعیف ہونے کی مثال سوائے ان کے اپنے گھر اقدس کے کہیں سے نہیں ملتی ہے

پہلی مثال ان کی جدہ طاہرہ ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی ہے کہ جس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو یہ پاک شہزادی عین جوان تھیں، جس وقت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سپرد فردوس فرما کر واپس گھر تشریف لائے اس وقت جناب سیدہ طاہرہ صلواۃ اللہ علیہا کی کمر جھک چکی تھی، سر اطہر کے بال

سفید ہو چکے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ستر برس کے ضعیف ہوں
دوسری یہ ہجر و فراق کی ملکہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا تھیں کہ دس محرم کے دن تک ان کا بچپن کا عالم تھا، دس محرم کے دن بعد از دو پہر یہ شہزادی نانا پاک کی مزار پاک پر گئیں اور عرض کی کہ نانا دعا فرمائیں کہ میرا بھائی خیر و عافیت سے ہوں، آج ہمارا دل بہت اداس ہے، رو کر عرض کرتی ہیں نانا مجھ پر اتنا کرم فرمائیں کہ ابھی ابھی ہمیں آ کر کوئی اطلاع دے کہ تمہارے بھائی کو بابا سگن کے سہرے پہنا کر آپ کی مزار کی زیارت کیلئے آ رہے ہیں
اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزار اقدس سے باہر تشریف لا کر ان کو پیار بھی فرمایا اور دلاسہ بھی دیا اور یہ بھی بتایا کہ آپ کا بھائی سہرے پہن کر کربلا کی زمین پر سو چکے ہیں، ہم ابھی وہیں سے آ رہے ہیں، ہم خود ان کو گھوڑے سے اتار کر اپنے ہاتھوں سے زمین پر سلا آئے ہیں، یہ سن کر ہجر کی ملکہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ظاہراً غش فرما گئے، جس وقت غش سے افاقہ ہوا تو اس وقت سر بھی سفید ہو چکا تھا اور کمر بھی خم کھا چکی تھی اور ضعیفوں کی طرح کمر جھکا کر یہ شہزادی گھر میں تشریف لائیں
اس شہزادی پاک کو پاک بھائی کے ساتھ بے پناہ محبت تھی اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ یہ ملکہءِ دو جہاں معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی شبیہ تھیں اور شہزادہ پاک اپنے نانا پاک کی شبیہ تھے، اس لئے ان کو بھی شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہجر و فراق ویسے ہی محسوس ہوا کہ جیسے ان کی دادی پاک کو اپنے پاک بابا کا ہجر محسوس ہوا تھا

# تیسری شخصیت

تیسری شخصیت خود کریم کر بلا علیہ الصلوات والسلام تھے، ان کو اپنے پاک شہزادہ سے سب سے زیادہ پیار تھا، تاریخ بتاتی ہے کہ جب بھی اس شہزادہ پاک نے کوئی فرمائش کی تو بابا پاک نے فوراً پوری فرمائی ،یعنی کریم کر بلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کی کبھی کوئی فرمائش رد نہ کی تھی

کثیر بن شاذان سے روایت ہے کہ ایک دن کریم کر بلا علیہ الصلوات والسلام مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور خطبہ دینے میں مصروف تھے کہ اچانک گھر اطہر کے دروازہ سے ایک کمسن شہزادہ ظاہر ہوا، کریم کر بلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنا سلسلہ ءِ کلام منقطع فرمایا اور چند قدم چل کر اپنے لعلؑ کو اٹھایا اور واپس اپنی مسند پر تشریف لائے، اس وقت معصوم شہزادہ نے عرض کی باباجان ہمیں انگور عطا فرمائیں

کثیر بن شاذان کہتا ہے کہ ہم نے سوچا کہ یہ انگور کا موسم تو نہیں ہے اور یہ معصوم شہزادہ اپنی معصومیت کی وجہ سے خلافِ معمول سوال کر رہا ہے، مگر کریم کر بلا علیہ الصلوات والسلام نے توقف نہیں فرمایا بلکہ اپنا ہاتھ آسمان کی طرف دراز فرمایا، بروایت دیگر مسجد کے ستون کی طرف ہاتھ دراز فرمایا اور انگوروں کا ایک گچھا اپنے لعلؑ کے ہاتھوں پر رکھا، اس وقت ہم حیران ہو گئے کہ یہ بے موسمی انگور کہاں سے آ گئے اس وقت کریم کر بلا علیہ الصلوات والسلام نے ہماری حیرت کی دیوار توڑنے کیلئے فرمایا کہ تم کیوں حیران ہو؟ اولیائے اِلٰہی کیلئے اس سے بھی بڑے بڑے انعام خالق کے پاس موجود ہیں، یہ انگور کیا چیز ہیں ......(R_199)

تمام زندگی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لختِ جگر کی کوئی فرمائش رد نہیں فرمائی مگر کربلا میں روز عاشور شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے تین مرتبہ بابا پاک کو عرض کی

☆یا ابتاہ العطش قد قتلنی ...... بابا جان پیاس بہت ہے

یہاں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ہر مرتبہ عجیب انداز اختیار فرمایا، کسی وقت اپنی انگوٹھی شہزادہ پاک کے دہن میں دی، کسی وقت اپنی زبان مبارک ان کے دہن مبارک میں دی اور کسی وقت اپنی جیب سے جنت الفردوس کا سیب نکال کر فرمایا کہ اس کی خوشبو لیں

تین مرتبہ شہزادہ پاک نے مختلف الفاظ میں اپنی پیاس کا تذکرہ فرمایا اور ہر مرتبہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ان کے سوال کے جواب میں کوئی تدبیر فرمائی یعنی انہوں نے خالی نہیں لوٹایا......(R_200)

## محبت کا اثر

جس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جوان بیٹے کو میدان کی طرف روانہ فرمایا تو اس وقت تک ریش اطہر کے کچھ بال سفید تھے جن کو خضاب فرماتے تھے لیکن جب شہزادہ پاک نے زین سے زمین کو زینت بخشی اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام خیام سے روانہ ہوئے بس لاش اطہر کے آنے تک تمام ریش مقدس اور سر اطہر سفید ہو چکا تھا......(R_201)

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو جوان بیٹے کے ساتھ کتنی محبت تھی اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جس وقت قافلہ پاک کوفہ سے شام کی طرف روانہ ہوا تو

اس شہزادہ پاک کا سر اطہر اس تمام سفر کے دوران منقذ بن مرہ عبدی ملعون کے پاس رہا، یہ ملعون ازل خود روایت کرتا ہے کہ اس تمام سفر میں میں شہزادہ پاک کے سر اطہر کو معراج کی منزل پر اٹھا کر تمام لشکر میں فخر کرتا ہوا چلتا رہا، اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے سر اطہر کی مسلسل یہی کیفیت رہی کہ جس طرف میں شہزادہ پاک کے سر اطہر کو اٹھا کر جاتا تھا مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا رخ اسی طرف پھر جاتا تھا......(R_202)

## چوتھی شخصیت

چوتھی شخصیت وہ ذی عزت وعظمت والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا تھیں کہ جنھوں نے اپنا لعلؑ

ایک مرتبہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے سپرد فرمانے کے بعد پھر بیٹے کو بیٹا نہیں کہا

جب بھی یاد فرماتے تو فرماتے تھے کہ جناب عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے بیٹے، معظّمہ کائنات صلوٰۃ اللہ علیہا کے نورِ نظر، بنت بتول صلوٰۃ اللہ علیہا کی آنکھوں کی ٹھنڈک

شب عاشور تھی ......تمام جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام خیام فلک احتشام کا پہرہ دینے مصروف تھے، اس وقت کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ پاک کو فرمایا میرا لعلؑ ہم نے دیکھا ہے کہ تمام جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام نے اپنے گھر والوں سے وداع فرمایا ہے مگر آپ اپنی والدہ پاک کے ساتھ وداع کرنے نہیں گئے

اب ہم تمہاری طرف سے خیام کا پہرہ دیں گے، مناسب ہے کہ تم پاک والدہ سے وداع بھی فرمالو تاکہ ان کا دل بھی خوش ہوجائے اور انہیں کچھ تسلی ہوجائے

شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا کے خیمہ میں تشریف لے گئے،

یہاں انہوں نے دیکھا کہ ان کی والدہ پاک نماز میں مصروف ہیں اور ان کا سر اطہر سجدہ میں ہے، پاک شہزادہ خیمہ کے دروازہ پر رک گئے اور انتظار کرنا شروع کیا کہ وہ نماز اختتام پر پہنچائیں تو ہم ان کے قریب جائیں، کافی دیر ہوگئی، اچانک دائی پاک کی نگاہ پڑی، دیکھا کہ ضعیف والدہ نماز میں مصروف ہیں اور شہزادہ پاک ان کے انتظار میں دروازہ پر کھڑے ہیں، دائی پاک جلدی سے خیمہ میں آئیں اور رو کر عرض کی معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نمازوں کا وقت بہت ہے مگر جوان بیٹا دوبارہ نظر نہیں آئے گا، نماز مختصر فرمائیں اور روتے ہوئے لعلؐ کو آخری مرتبہ گلے لگالیں، آج کی رات ان کی زندگی کی آخری رات ہے، ان کو گلے لگا کر پیار کرنے کی تمام حسرتیں آج پوری فرمالیں، زندگی بھر ان کو بیٹا کہہ کر مخاطب نہیں فرمایا، آج یہ ارمان بھی پورا کرلیں ورنہ زندگی بھر پچھتاوا ہی رہے گا

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے نماز مختصر فرمائی اس کے بعد دائی پاک کو مخاطب ہو کر فرماتی ہیں کہ ہر ماں کی اولین خواہش ہوتی ہے کہ جوان بیٹے کو گلے لگائے اور پیار کرے، مگر تمہیں یہ معلوم ہے کہ میرا لعلؐ کیوں آیا ہے؟ میں ماں ہوں، مجھے علم ہے کہ جو چیز مانگنے آج میرا لخت جگر آیا ہے میں اگر ماں بن کر سوچوں تو میں وہ نہیں دے سکتی ہوں، بتاؤ کوئی ماں اپنے جوان بیٹے کے منہ سے ''موت'' کا لفظ برداشت کرسکتی ہے؟ زندگی میں پہلی مرتبہ یہ دکھیاری ماں سے سوال کرنے آیا ہے اور وہ بھی ایسا سوال کہ کوئی ماں بیٹے کے ہونٹوں سے یہ سوال نہیں سن سکتی

شہزادہ پاک کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی ان پر نگاہ پڑی رو کر فرماتے ہیں بیٹا آؤ ماں کو گلے لگا کر میرا دل ٹھنڈا کرو، نو جوانوں کو رونا

زیب نہیں دیتا اور وہ بھی ماں کے سامنے، آپ کی آنکھوں میں آنسو میرا دل برداشت نہیں کرتا، شہزادہ پاک نے جلدی سے آکر والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کی آغوش میں سر رکھا، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا شہزادہ کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرماتی ہیں کہ میرا لعلؑ دنیا کی ہر ماں کی سب سے بڑی حسرت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے کم سن بچوں کو خود غسل دیں، ان کو کپڑے پہنائیں، ان کو کنگھی کریں، ان کی زلفیں سنواریں، ان کی آنکھوں میں سرمہ لگائیں، اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں سے سنواریں، سجائیں اور گود میں سلا کر ان کو پیار کریں

مگر ہم تو اٹھارہ برس تک ترستی ہی رہی ہیں کہ ہمیں بھی کبھی یہ سعادت نصیب ہوگی مگر بیٹے تقدیر کے فیصلے بھی عجیب ہوتے ہیں، اٹھارہ برس بعد آج قسمت نے یاوری کی اور ہمیں لخت جگر ملنے آیا ہے تو وہ بھی ان حالات میں کہ جب وہ چند لمحوں کا مہمان ہے، اور مجھ سے موت کی طرف جانے کی اجازت لینے آیا ہے

(R_203)

شب عاشور کے بارے میں آپ سن چکے ہیں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اس رات خیام کا ایک خفیہ چکر لگایا تھا اور ہر خیمہ کے حالات کا خود مشاہدہ فرمایا تھا جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اس شہزادیِ ثقیف کے خیمہ کے سامنے تشریف لائے تو ایک ایسا منظر دیکھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام جتنے بڑے صابر تھے مگر جگر کو تھام کر بیٹھ گئے، انہوں نے دیکھا کہ اٹھارہ سال کا جوان بیٹا بالکل بچپن کے انداز میں ماں کی آغوش میں سویا ہوا ہے، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے ایک ہاتھ میں کافوری شمع ہے، دوسرے ہاتھ سے شہزادہ کی زلفوں میں کنگھی کرنے میں مصروف

ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں

گویا لعلؑ کو پیار کرنے اور سنوارنے کی پوری زندگی کی حسرت معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اس ایک رات میں پوری کرنے کی کوشش فرما رہی ہیں......(R_204)

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا لعلؑ کی واللیل کی زلفوں میں کنگھی بھی فرما رہی ہیں اور فرماتی ہیں میرے نورِنظر آج تم بولو، ہم سننا چاہتی ہیں، زندگی بھر جی بھر کے کبھی آپ نے ہمارے ساتھ کلام نہیں کیا اور تمہاری آواز پھر ہمیں زندگی بھر سننا نصیب نہ ہوگی، اب تم ہمیں ماں کہو، بچپن کی طرح اپنی ماں سے پیار لو، ہمیں ماں کہہ کر پکارو، شہزادہ پاک رو کر عرض کرتے ہیں اماں جان آپ ہمیں بیٹا کہیں، ہم آپ کو ماں کہیں گے، زندگی کی حسرت پوری ہو جائے گی، اس کے بعد شہزادہ پاک نے اپنی والدہ پاک کے ہاتھوں کا بوسہ لیا اور عرض کی ''اماں جان'' آج جو حکم فرمائیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے، جس وقت شہزادہ پاک نے اماں جان کہہ کر خطاب فرمایا اس وقت پاک شہزادی نے اپنا رخ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ کی طرف کیا، رو کر فرماتی ہیں کوئی علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے پاک بابا کو جا کر عرض کرے کہ وہ خود آ کر دیکھیں میرے شہزادہ بیٹے کے ہونٹوں سے اماں کا لفظ کتنا پیارا لگ رہا ہے، ماؤں کیلئے وہ مسرت کا دن ہوتا ہے جب بچے بولنا سیکھتے ہوئے پہلی مرتبہ اپنی ماں کو ماں کہتے ہیں اور ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ اٹھارہ سال بعد بیٹے نے آج بولنا سیکھا ہے، ہمیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہمیں یہ آج پہلی مرتبہ ''ماں'' کہہ کر پکار رہے ہیں

ذاکرین بیان کرتے ہیں کہ پوری زندگی شہزادہ پاک نے سگی والدہ پاک کو ماں

نہیں کہا تھا، اس پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے تو میں عرض کروں گا کہ شہزادہ پاک نے شاید زندگی میں ہزاروں مرتبہ انہیں ماں کہا ہوگا مگر جذبات کی اس گہرائی اور کیفیت کے ساتھ یقیناً پہلی مرتبہ ماں کہا ہوگا، کیونکہ ماں اولاد کی پوری زندگی کے لمحات بھول سکتی ہے مگر آخری لمحات کی کوئی بات کبھی نہیں بھول سکتی اور آخری لمحات کی ہر بات ان کیلئے گویا پہلی اور آخری بات ہوتی ہے اس لئے اس موقعہ پر شہزادہ پاک کا اپنی والدہ پاک کو ماں کہہ کر پکارنا گویا پہلی مرتبہ ماں کہنے کے برابر تھا

جس وقت شہزادہ پاک نے والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کو اس انداز کے ساتھ پیار کرتے ہوئے دیکھا تو اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے انہوں نے عرض کی اماں جان آج میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میرے چاند تم کیا مانگنا چاہتے ہو؟ شہزادہ پاک نے سلسلۂ کلام شروع فرمایا اور عرض کی کہ ماں اس وقت ہمارے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام پر بہت کڑا وقت ہے اور آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتی ہیں کہ نصرتِ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام واجب نہیں بلکہ اوجب فریضہ ہے، کل نصرت امام میں ہر ماں اپنی اپنی قربانی پیش کرے گی اور بارگاہِ قدس میں سرخرو ہوگی، میں آپ سے فقط اتنی سی التجا کرتا ہوں کہ مجھے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے ناصرین میں شامل فرمائیں اور ان کی نصرت کیلئے میدانِ جنگ میں جانے کی اجازت عطا فرمائیں

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا رو کر فرماتی ہیں آج زندگی میں تم نے پہلا سوال کیا ہے اور یہ اتنا مشکل سوال ہے کہ اسے پورا کرنا بھی ضروری ہے، مگر اس کا جواب ایک ماں

کیلئے مشکل بھی ہے، انصاف کرو بیٹا کیا کوئی ماں اپنے جوان بیٹے کو موت کی اجازت دے سکتی ہے، کم از کم مجھ میں تو اتنی سکت نہیں ہے کہ میں آپ جیسے فخر روزگار نورِ چشم سے یہ بات کہہ سکوں

شہزادہ پاک نے محسوس کیا کہ والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا ہمیں اجازت نہیں دینا چاہتے اسی احساس کے تحت شہزادہ پاک نے والدہ کے سامنے رونا شروع کردیا

جوان بیٹوں کا رونا کوئی ماں کیسے برداشت کرسکتی ہے، بیٹے کا منہ چوم کر معظّمہ فرماتی ہیں اکبر علیک الصلوات والسلام مجھ سے زیادہ حق تم پر اس معظّمہ کائنات پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا ہے کہ جس نے اٹھارہ برس آپ کی پرورش کی ہے، مناسب یہی ہے کہ انہی سے جا کر اجازت مانگو، تمہارا اپنے بابا پاک پر قربان ہونا میری خوش نصیبی ہے اور دنیا میں ہزاروں نوجوان اپنی ماؤں کے سہاگ پر قربان ہوتے آئے ہیں، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے مگر میرا لعلؑ نوجوان بیٹوں کی زبان سے موت کا لفظ سننا بھی ماؤں کیلئے قیامت ہوتا ہے، میں اب تمہیں روک بھی نہیں سکتی مگر یہ ضرور کہوں گی کہ اے جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا محمدؐ نما بیٹا علیک الصلوات والسلام ماں کے حق میں صبر کی دعا ضرور کرنا، میں ثقفی خاندان کی ذی عزت مستور تو ہوں مگر میں کوئی نبی زادی نہیں کہ جوان بیٹے کی لاش دیکھ کر زندہ رہ سکوں، میرا بھی ماں کا دل ہے

## آذان صبح

عاشور کی رات گزر گئی، صبح کے آثار ظاہر ہوئے تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے یوسف ثانی لخت جگر کو یاد فرمایا اور حکم دیا کہ تم آذان دو تاکہ آج ہم سب مل کر صبح

کی آخری نماز ادا کرلیں

یہاں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ شب عاشور سے پہلے ہر آذان جناب حجاج بن مسرور (مسروق) جعفی سلام اللہ علیہ دیتے رہے تھے، یہ مکہ سے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے مؤذن تھے، مگر آج شہزادہ پاک کو آذان کا حکم ہوا......(R_205)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے حکم کی تعمیل میں آذان دینا شروع کی، جیسے ہی یہ آواز پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن نے سنی تو ان میں ایک کہرام بپا ہوا، سب ایک دوسرے سے کہتی ہیں کہ آج جوان بیٹے کی آخری آذان سن لو پھر شاید یہ آذان سننے کا موقعہ نہ ملے

اس آذان کا اثر صرف پردہ داران توحید رسالت صلواۃ اللہ علیہن تک محدود نہ تھا بلکہ اصحاب وانصار بھی اس آواز پر رو رہے تھے، مگر ایک ہستی پر اس کی آذان کا عجیب اثر ہوا، جناب کردگارِ وفا ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام نے اتنا گریہ فرمایا کہ روتے روتے زمین کو زینت بخشی، ان کی یہ کیفیت دیکھ کر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام بھی رو پڑے اور گلوگیر لہجہ میں آذان دینا شروع فرمائی تو اہل حرم میں گریہ وزاری کا کہرام بپا ہوگیا، تمام شہزادیاں صلواۃ اللہ علیہن رو رو کر فرما رہی تھیں کاش کہ آج تمہارے حصہ کی بہن ملکہ ہجر صلواۃ اللہ علیہا ہوتی تو وہ بھی تمہاری آخری آذان سن لیتی، وہ تو وطن میں تمہاری شادی کے خواب دیکھنے میں مصروف ہوگی، کاش وہ آج کا دردناک منظر دیکھتی، کچھ پاک بیبیوں صلواۃ اللہ علیہن نے زبان حال کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہوگا کہ شکر ہے کہ ملکہءِ ہجر و فراق صلواۃ اللہ علیہا آج کربلا میں موجود نہیں ہے ورنہ یہ دردناک آذان سن کر دنیا سے رخصت ہو جاتی، جناب مخدومہ

سیدہ عالیہ بی بی نے بین کیا کہ بیٹا میں نے تو ساری زندگی تمہیں کبھی رونے نہیں دیا تھا خدا جانے تم نے رونا کہاں سے سیکھا ہے، تمہارا رونا مجھ سے برداشت نہیں ہوتا، خدا کرے تیری آنکھوں میں کبھی آنسو نہ آئیں کیونکہ آپ تو تمام آلِ عبا کی زندگی ہیں، آپ کی مسکراہٹ کے ساتھ سب کی خوشی وابستہ ہے

تمام مومنین مل کر دعا فرمانویں کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی جو پاک ہمشیران کیلئے ترستی رہی مگر زندگی بھر بھائی کا دیدار نصیب نہ ہوسکا، خدا کرے کہ وہ اب اپنے پاک بھائی کی خوشیوں کی آذان سنیں، انہیں ان کی سہرہ بندی کی نوید ملے، اس پاک شہزادہ پر جوانی کی دائمی بہاریں جھوم کر آئیں جن کی کوئی انتہا نہ ہو اور یہ بہن بھائی اپنے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے سایہ عاطفت میں ہمیشہ ہمیشہ ہنستے مسکراتے رہیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف

وَصَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلٰى آلِهٖ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 14

# شہید اول

عزادارانِ گرامی!

ماہرین فن مقتل نگاری کے مابین شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں جو چار موضوع زیر بحث نظر آتے ہیں وہ یہ ہیں

(1) امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی اولاد میں سے سب سے بڑے فرزند کیا امام علی زین العابدین علیہ الصلوات والسلام ہیں یا شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام ہیں

(2) شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام پاک کا بوقت شہادت سن مبارک کیا تھا

(3) کیا شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام معیل یعنی شادی شدہ تھے یا غیر شادی شدہ

(4) کربلا میں اصحاب کے بعد سب سے پہلا شہید کون ہے؟

جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہ الصلوات والسلام ...... یا شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام

## فرزند اکبر

کریم کربلا مولا امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام کی اولادِ طاہرہ کے ضمن میں اس امر پر میں سیر حاصل تبصرہ کر چکا ہوں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے سب سے بڑے فرزند جناب علیؑ زین العابدین علیہ الصلوات والسلام تھے اور شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام ان سے

چھوٹے تھے، حوالہ کے طور پر عرض کرتا چلوں کہ شیخ مفید شیخ محمد بن حسن قمی صاحب تاریخ قم، صاحب مہیج الاحزان فاضل یزدی، علامہ شیخ عباس قمی، صاحب مفاتیح الجنان اور ایسے کچھ نامور علمائے کرام ہیں جن کا متفقہ فیصلہ ہے کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام امام علی زین العابدین علیہ الصلوات والسلام سے چھوٹے ہیں

ابصار العین طبع بمبئی میں صفحہ 31 پر علامہ شیخ محمدؐ سماوی لکھتے ہیں کہ شہزادہ علیؑ اکبر پاک علیہ الصلوات والسلام کی ولادت باسعادت جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے دو سال بعد سنہ 42 ہجری میں ہوئی تھی

جو صاحبان مقتل اس بحث سے بچنا چاہتے ہیں وہ لکھ دیتے ہیں کہ

☆اول من خرج من اھل بیته علی ابن الحسین الاکبر علیه الصلوات والسلام و کان من اصبح الناس وجهاً و احسنهم خلقاً وکان عمره تسع عشرة سنة او ثمانية عشرة سنة او خمسة عشرين

یعنی سب سے پہلے میدان میں آنے والے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام تھے اور اس وقت ان کی عمر مبارک 18 یا 19 یا 25 سال تھی، یعنی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی عمر کے بارے مختلف نظریات پیش کئے جاتے ہیں، جس میں سے اگر سب سے آخری بات کو تسلیم کیا جائے تو یہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے سب سے بڑے فرزند ثابت ہو سکتے ہیں مگر یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو رخصت فرماتے وقت جو الفاظ استعمال فرمائے تھے وہ اس قول کی تردید کیلئے کافی ہیں، انہوں نے فرمایا تھا

☆"برز الیهم الغلام"

اگر ہم عربی لغت میں دیکھتے ہیں تو لفظ غلام کے معانی ہیں ''ایسا جوان جس کے رخ پر ابھی داڑھی آ رہی ہو'' اور 25 سال کی عمر میں تو ریش کامل ہو جاتی ہے

جناب علامہ محمد حسنینؒ سابقی صاحب ثابت کرتے ہیں کہ تمام علمائے تشیع کا اس معاملہ پر اجماع ہے کہ ملکہ ایران بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے پہلے مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے حرم اطہر کو کسی شہزادی نے زینت نہیں بخشی تھی اور ان سے پہلے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک کے عقد کا کسی مؤرخ و سیرت نگار و صاحب مقتل نے ذکر تک نہیں کیا

یہاں سے ثابت ہوا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام امام علی زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کے چھوٹے بھائی تھے نہ کہ بڑے بھائی

باقی رہا 19 سال والا قول تو وہ بھی درست نہیں ہے، کیونکہ اکثر ماہرین فن نے لکھا

☆ وهو يومئذ ثماني عشر سنة

ابو الفرج علی بن حسینؒ اصفہانی، سید محمدؒ بن ابی طالب حائری، علامہ عبد الرزاق مقرم ان سب نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی ولادت باسعادت 11 شعبان 42 ہجری درج کی ہے

صاحب عمدۃ المطالب نے جناب امام علی زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کا ابن زیاد ملعون کے دربار میں یہ بیان نقل فرمایا ہے کہ

☆كان لی اخ اصغر منی قتله الناس ......(R_206)

یعنی شہزادہ پاک ہمارے چھوٹے بھائی تھے جن کو امت ملعون نے شہید کیا

ان روایات سے ثابت ہے کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام 18 برس کے نوجوان تھے

اوراٹھارہ سال والے قول کے خلاف جو روایات ہیں وہ معروف کے خلاف ہیں اور شاذ ہیں، اس لئے ان کو ترک کرنا ہی بہتر ہے

کچھ لوگ عمداً شاذ روایات کا سہارا لیتے ہوئے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا جو تصور شیعہ کینوس پر موزوں ہے اس کو (خدا نہ کرے) مسخ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں، انہوں نے یہ لکھا ہے کہ شہزادہ پاک معیل تھے یعنی شادی شدہ تھے اور اس کے ضمن میں انہوں نے جو روایت پیش کی ہے وہ خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کی خاندانی روایات اور اصولوں کے بالکل خلاف ہے، اور توہین کی موجب ہے اس لئے میں اسے نقل کرنا مناسب نہیں سمجھتا

بلکہ اتنا عرض کروں گا کہ اس دور میں شیعہ قوم کو اپنی متاع ایمان وعقائد کی سختی سے حفاظت کرنا چاہیے کیونکہ غیر ملکی ایجنٹ (لابیاں) بہت سے لوگوں کو اپنی گرفت میں لے چکے ہیں، جوان کے ایما پر اپنے گمراہ کن نظریات پھیلانے میں مصروف ہیں، ہمیں ہر لمحہ اپنے زمانہ کے امام عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے ساتھ رابطہ برائے توفیق جوڑے رکھنا چاہیے، ورنہ خطرات بہت زیادہ ہیں، مولا پاک عجل اللہ فرجہٗ الشریف ہر مومن کو خود ہی ان دین دشمنوں کی زد سے محفوظ فرمائیں

جن لوگوں نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی شادی کے بارے میں لکھا ہے ان کی نیت درست نہیں ہے، ورنہ ہر مومن کا دل چاہتا ہے کہ شہزادہ پاک کی خوشیاں ان کی ضعیف والدہ پاک نے دیکھی ہوں اور ان کی اولاد کو پاک والدہ نے اپنی آغوش میں کھلایا ہو، مگر افسوس یہ ہے کہ ایسا نہ ہو سکا اور اس درد کو مٹانے کیلئے شاذ روایات کا سہارا لے کر لکھ دیا گیا کہ ان کی شادی ہو چکی تھی مگر شادی والی روایت

کو درست ماننے والے حضرات بھی اولاد پاک اور ان کی زوجہ پاک کے بارے میں کلی طور پر خاموش ہیں، جناب علامہ مجلسی جیسے جامع روایات عالم بھی مکمل طور پر خاموش ہیں اور ابو الفرج اصفہانی جو تیسری صدی کا مؤرخ ہے وہ لا عقب له کہہ کر خاموش نظر آتا ہے

فاضل قمی معیل ہونے کے بڑے دعویدار ہیں مگر بعد میں وہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ

☆هل كانت فى الكربلاام لا لم اظفر بشى من ذالك

ان کے اہل وعیال کے کربلا میں موجود ہونے یا نہ ہونے کے متعلق کوئی ایک روایت بھی موجود نہیں ہے

اس طرح یہ روایت بھی روایات شاذ میں شامل ہو جاتی ہے اور معروف کے خلاف ثابت ہوتی ہے، یعنی شادی وعقد کی روایت شاذ کو پیش کرنے کے بعد مکمل خاموشی ہے اور یہ نہ ختم ہونے والی خاموشی ثابت کرتی ہے کہ یہ روایت درست نہیں اور روایاتِ شاذ میں سے ہے اور روایات شاذ کے بارے میں ہمیں جو حکم پاک خاندان توحید و رسالت علیہم الصلوات والسلام نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ شاذ کو ترک کر دو، معروف پر عقیدہ رکھو، اور تمام علمائے اعلام کا بھی یہی حکم ہے

فرمان آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام ہے

☆خذ ما اشتهر بين اصحابك دع الشاذ النادر...... (R_207) (معالم)

فرمایا کہ تم اس روایت کو قبول کر لو جو تمہارے شیعہ افراد میں معروف ہو اور جو روایت شاذ و نادر ہو اس کو چھوڑ دو

امام صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام نے نصر خثعمی کو فرمایا تھا کہ

☆یترك الشاذ الذی لیس بمشهور عند اصحابك ......(R_208)

جو روایت شاذ ہو اور تمہاری شیعہ جماعت میں مشہور نہ ہو اس کو قبول نہ کرو، ترک کر دو، جناب زُرارہ ابن اعین کو امام محمد باقر علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆یازراره خذبما اشتهر بین اصحابك و دع الشاذ النادر ......

اے زرارہ جو روایت مومنین میں مشہور ہو اس کو قبول کر لو اور جو شاذ و نادر ہو اس کو ترک کر دو......(R_209)

اس فرمان میں بھی شاذ کو ترک کر دینے کا حکم ہے

عمر بن حنظلہ کو امام صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا

☆یترك الشاذ الذی لیس بمشهور عند اصحابك ......

جو روایت تمہارے مومنین میں مشہور نہ ہو اس شاذ روایت کو ترک کر دو (R_210)

ان فرامین و احادیث کو دیکھتے ہوئے جناب علامہ مجلسی نے بھی یہی مشورہ دیا کہ

☆ولا یضر خروج شاذ من المعروفین من اصحابنابعد تحقیق الاجماع ......

معروف روایت کے سامنے شاذ روایت ترک کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ مومنین کا اس معروف روایت پر تحقیقی اجماع بھی ہو......(R_211)

روایاتِ معروفہ میں سے شاذ روایات کو نکال دینے میں کوئی نقصان نہیں

لہٰذا ہمیں اپنی روایت معروفہ کی نفی کرنے والی روایات کو قبول نہیں کرنا چاہیے اور کچھ تخریب کار لوگ ان روایات کو ہوا دے کر شیعہ قوم میں انتشار پھیلانے میں مصروف ہیں، ان سے بچنا لازم ہے

اب ہمارے سامنے سوال یہ ہے کہ جس وقت اصحاب وانصار شہید ہوگئے تو بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام میں سے سب سے پہلا شہید کون ہے؟

اس بارے میں بھی کئی نظریات ہیں، کچھ علمائے مقتل لکھتے ہیں کہ شہید اول جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہ الصلوات والسلام تھے، دوسری رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے شہید شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام تھے، جن لوگوں نے اجتماع بین الروایتین کیا ہے ان میں سے کچھ لکھتے ہیں کہ آل عقیل علیہ الصلوات والسلام میں سے پہلے شہید جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام تھے اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے پہلے شہید شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام تھے، کچھ یہ لکھتے ہیں کہ آل عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام میں سے پہلے شہید جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام تھے اور جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی اولاد میں سے سب سے پہلے شہید شہزادہ پاک جناب علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام تھے

جناب ادریس جن کی کنیت ابی زیاد تھی ان کو امام صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا

ان اول قتيل من ولد ابی طالب مع الحسين ابنه علی الاكبر علیہ الصلوات والسلام ......

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے شہید اول ہونے کی دلیل خود شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کا یہ فقرہ ہے جس میں فرماتے ہیں کہ

☆ السلام علیك يا اول قتيل من نسل خير السليل

اس بحث کے بعد اب میں واقعات کی طرف آتا ہوں اور اپنے بیان کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں

# تہیہ ءِ جہاد

عاشور کا دن ہے، جس وقت تمام اصحاب وانصار راہِ رضائے حق وصداقت میں قربان ہو چکے تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اب ہماری باری ہے، آپ سب جوان پردہ داروں کی حفاظت کرو، ہم بہ نفسِ نفیس میدان میں جانا چاہتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ قوم ملعون کو صرف اور صرف ہماری ہی ضرورت ہے، جب یہ ملاعین ہمیں شہید کریں گے تو بعد ازاں آپ میں سے کسی کے ساتھ کوئی تعرض نہیں کریں گے، آپ پردہ داروں کو بہ حفاظت وطن لے جانا، ہمیں یہ اطمینان رہے گا کہ ہماری نسل اور پردہ دونوں محفوظ ہیں ......(R_212)

اس وقت تمام شہزادگان روتے ہوئےقدموں میں گر پڑے اور عرض کی کہ آقا غلاموں کی موجودگی میں شہنشاہوں کا میدان میں جانا کسی طور مناسب نہیں ہوتا

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ایک ایک بھائی کی پیشانی کا بوسہ لیا، ہر ایک فرزند کو گلے لگایا اور اس کے بعد فرمایا تمہارے جانے کا موسم تو نہیں ہے، ہاں ہم ضعیف ہیں، ہمارے چلے جانے کا عین موسم ہے

پاک شہزادگان نے عرض کی آقا ہم اپنی زندگی میں آپ کی ذات پاک کو میدان میں نہیں جانے دیں گے، اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اچھا تم ایک دوسرے کے ساتھ وداع کرلو، جس وقت جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام نے ایک دوسرے کے ساتھ آخری وداع کیا خیام کے دراطہر پر مستورات توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن میں ایک کہرام بپا ہوا

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو فرمایا میرالعلؑ تم جاکر مستورات پاک کو دلاسہ دو

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے جاکر مستورات پاک کو دلاسہ دیا، جس وقت مستورات توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو خاموش کرواکر واپس تشریف لائے تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں میرالعلؑ یہ تم تھے کہ تمہارے دلاسہ دینے پر پردہ دار خاموش ہوگئے ہیں، مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے جانے کے بعد کیا یہ پردہ دار ہمارے دلاسہ دینے پر بھی خاموش ہوسکتے ہیں......(R_213)

اس وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے پاک بابا کے قدموں میں سر رکھ کر عرض کی کہ باباجان اب سب سے پہلے ہمیں اجازت عطا فرمائیں

یہاں پر دو روایات ہیں، پہلی روایت یہ ہے کہ جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام میں سے سب سے پہلے شہید جناب عبداللہ بن مسلم علیہ الصلوات والسلام تھے، دوسری روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے شہید شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام تھے، اگر ہم جمع بین الروایتین کا کلیہ اختیار کریں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آل عمرانؑ میں سب سے پہلے شہید جناب عبداللہ بن مسلم علیہ الصلوات والسلام تھے اور آل امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام میں سے سب سے پہلے شہید ہمشکل پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام تھے (واللہ اعلم بالصواب)

## ﴿پہلے رخصت کرنے کی وجہ﴾

اگر اس مقام پر ہم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے اصحاب باوفا کو پہلے روانہ فرمانے کے فلسفہ کو دیکھتے ہیں تو اس کی حقیقت یہ سامنے آتی ہے کہ جیسے کوئی شریف اور ذی

عزت میزبان اپنے معزز مہمان کو کھانا پہلے پیش کرتا ہے، یا کسی کمرے میں داخل ہوتے وقت اپنے مہمان کو مقدم رکھتا ہے تو درحقیقت ان آداب کو ملحوظ رکھنے میں اپنے مہمان کی عزت افزائی، اس کا اکرام اوراس کے ساتھ دلی محبت کا اظہار ہی مقصد ہوتا ہے، بعینہٖ اس معاملہ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کریم ابن کریم ذات نے شہادت کا ابدی وازلی شرف عطا فرماتے وقت بھی ایثار کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے معزز مہمانوں کو درجاتِ عالیہ سے مشرف وبہرہ مند فرمایا تھا اوراس تقدم کی وجہ اصحاب کی محبت اور عزت افزائی ہی تھی

جہاں تک معاملہ ہے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام پاک کو پہلے روانہ فرمانے کا تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب کسی گھر میں کھانے کی کوئی اچھی چیز آتی ہے یا تیار کی جاتی ہے تو سب سے پہلے وہ چیز بچوں کو دی جاتی ہے، اوران میں سے جو بچہ زیادہ پیارا ہواس کو اوّلیت دی جاتی ہے اور گھر کا جو ذمہ دار شخص ہو وہ سب سے آخر میں وہ چیز استعمال کرتا ہے، یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا ادراک تقریباً ہر شخص کو ہوگا کیونکہ ہر شخص تقریباً ایک نہ ایک مرتبہ اس تجربہ سے ضرورگزرچکا ہوگا اب کربلا میں جس وقت سعادت عظمیٰ کی تقسیم کا وقت آیا تو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام میں سے سب سے پہلے یہ اعزاز اپنے سب سے زیادہ محبوب لختِ جگر ہمشکل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی عطا فرمایا، اس کے بعد اس گھر اطہر کے باقی افراد اس سعادت سے مستفید ہوئے اوراس میں ایک عجیب اورلطیف نقطہ یہ بھی ہے کہ گھر اطہر کے زیادہ ذمہ دار فرد کی حیثیت سے سب سے آخر پر شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کو یہ اعزاز عطا کیا گیا اوران کے بعد خود درجہ ءِ

شہادت پر فائز ہوئے

# ﴿اجازت طلبی﴾

عزاداران گرامی ! یہاں پر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمشکل پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے پاک بابا سے اجازت کس طرح حاصل کی تھی

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے بہ نفس نفیس جنگ کرنے کا ارادہ فرمایا اور حکم فرمایا کہ اب ہمیں تیار کریں، اپنا راہوار طلب فرمایا تو اس وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے آ کر پاک بابا کو عرض کی

☆فقال یاابتاه لاابقانی الله بعدك طرفة العین...... (R_214)

بابا جان ہمیں آپ کے بغیر تو زندگی کا ایک لمحہ بھی نصیب نہ ہو، آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ اب ہمیں اجازت عطا فرمائیں، پھر پاک بابا کے قدموں کے سامنے زمین پر سر رکھ دیا اور رونا شروع کر دیا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے بیٹے کو کاندھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا کہ میرا لعلؑ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ ہم تو یہ چاہتے تھے کہ ہمارے بعد ہمارے نانا پاک کی یادگار کو ہمیشہ باقی رہنا چاہیے، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے روتے ہوئے عرض کی بابا جان شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی یادگار تو آپ کی ذات پاک ہے، آپ کو ہمیشہ محفوظ رہنا چاہیے، ہم سب تو آپ کی نعلین کا صدقہ ہیں

آپ ہمیں کون سی زندگی کا فرما رہے ہیں، ہمارے لئے آپ کے بعد زندگی کا تصور بھی گناہ ہے، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں میرا لعلؑ تم خود سوچو کہ

ہمارے لئے بھی اپنے جد اطہر کی یادگار کو اپنے ہاتھوں سے مٹانا مناسب نہیں ہے

صاحب ریاض القدس لکھتے ہیں کہ شبیہ پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قدم پکڑ کر قسم دی کہ بابا جان آپ کو اس نانا پاک کی قسم جن کی ہم شبیہ ہیں، ہمیں جنگ کی اجازت عطا فرمائیں......(R_215)

جس وقت دائی پاک نے یہ اطلاع دی کہ اب شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام میدان کی طرف جانے کی اجازت حاصل کر چکے ہیں تو تمام مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن آخری قنات کے دروازہ پر آ گئے اوران میں گریہ و بکا کی آواز بلند ہوئی اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا میرے لعلؑ ان مستورات کو ایک مرتبہ خود دلاسہ دیتے جاؤ اور ان سے آخری وداع کر لو، اس حکم کے تحت شبیہ پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام خیام میں تشریف لائے......(R_216)

شبیہ پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام مسکراتے ہوئے خیام میں داخل ہوئے یہ اس سفر کی چھ ماہ کے دوران پہلی مسکراہٹ تھی، خدا جانے ان کو شہادت سے کتنا پیار تھا، ان کے جد اطہر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ہم شہادت سے اس طرح مانوس ہیں جیسے کوئی معصوم بچہ اپنی والدہ کے دودھ کے ساتھ مانوس ہوتا ہے......آج جس وقت شبیہ پیغمبر علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے سامنے شیر مادر سے زیادہ لذیر چیز یعنی شیر شہادت آیا تو ان کے ہونٹوں پر مدت کے بعد پہلی مسکراہٹ آئی

صاحب مہیج الاحزان علامہ یزدی لکھتے ہیں کہ جس وقت اہل حرم کو یہ معلوم ہوا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام میدان جانے کی اجازت لے کر اب اہل حرم سے وداع

ہونے آئے ہیں تو تمام مستورات توحید ورسالت علیہم الصلوات والسلام نے ان کے گرد حلقہ بنایا اور گریہ وبکا کی آواز بلند ہوئی......(R_217)

مستورات پاک کو گریہ فرماتے دیکھ کر پاک شہزادہ نے اپنی پردوں میں پالنے والی ماں سیدہ شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا کے قدموں پر ہاتھ رکھا اور عرض کی کہ ہمیں بابا پاک علیہ الصلوات والسلام نے اجازت عطا فرما دی ہے، اب آپ بھی ہمیں مسکراتے ہوئے اجازت عطا فرمائیں، جناب سیدہ عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا میرے چاند والدین ہمیشہ اولاد کی پرورش اس لئے بھی کرتے ہیں کہ یہ بیٹے ہماری ضعیفی کا سہارا بنیں گے، آپ نے تو میرے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ ''اماں میں اپنی دادی معظّمہ سیدہ ملکۂ دوجہاں صلواۃ اللہ علیہا کی طرح آپ کا میت رات کو اٹھاؤں گا، اب تمام عہد و پیمان بھول کر پردیس میں داغِ مفارقت دینے کیلئے تیار کھڑے ہیں، ذرا یہ تو بتائیں کہ ہم آپ کی جدائی کا صدمہ کس طرح برداشت کریں گی

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے محسوس کیا کہ شاید ہمیں پاک پھوپھی اجازت نہیں دیتے اور اگر انہوں نے اجازت نہ دی تو پھر بابا پاک بھی اجازت نہیں دیں گے یہ سوچ کر شہزادہ پاک نے پاک پھوپھی کے قدم پکڑ کر رونا شروع کر دیا، جناب سیدہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں نوجوان بیٹے والدہ کے سامنے نہیں رویا کرتے دوسری بات یہ ہے کہ رونے سے نوجوانوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے

شہزادہ پاک نے عرض کی کہ ہم آپ سے اپنے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی نعلین پر فدا ہونے کی اجازت چاہتے ہیں، اس وقت جناب سیدہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ یہ اتنا اہم اور واجب فریضہ ہے کہ جس پر تمام کائنات کو قربان کر دیا جائے تو

پھر بھی حق امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام ادا نہیں ہوسکتا، آج آپ جیسے میرے لاکھوں بیٹے اس میدان میں موجود ہوتے تو میں سبھی کو نصرت امام حق کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہ کرتی، اس لئے رونے یا پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے، میری طرف سے آپ کو اجازت ہے، آپ جا سکتے ہیں

البتہ دکھی ماں کی آخری خواہش ہے کہ ایک مرتبہ مجھے گلے لگا لو، آخری مرتبہ مجھے اپنی ریش اطہر چومنے کا موقعہ دو، بیٹا میں نے بہت دکھ جھیلنا ہیں، انہی لمحات کا تصور میری زندگی کا سہارا ہوگا

تمام مومن مل کر دعا کرو کہ جس معظّمہ طاہرہ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اٹھارہ سال اپنے لخت دلِ آلِ عبا بیٹے کو پردوں میں پالا تھا اب وہ اس فرزند کی خوشیاں دیکھیں، اپنے ہاتھوں سے انہیں دولہا بنائیں، اللہ کرے اب تو ان کا انتقام ہو، سرکار قائمؑ آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف ان پاک شہزادوں کو ترستی ہوئی ماں متا سے ملائیں، ان کے غم و آلام ہمیشہ کیلئے ختم ہوں اور ابدی بہاریں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک نعلین ہمیشہ چومتی رہیں



**آمین یارب العالمین**



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**
**وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 15

# آراستگی برائے جہاد

عزاداران گرامی!

دس محرم کا دن ہے، دن کا پہلا پہر ہے، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے سبھی وفادار اصحاب وانصار نصرت امام عالی مقام کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے فدا ہو چکے ہیں، آلِ امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام میں سے شہزادہ ذی وقار، شبیہ خیرالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حامل حسن خداوند آمادۂ جہاد ہیں، بابا سے اِذن وِغا لے کر خیام فلک احتشام میں اہل حرم سے آخری وداع کیلئے تشریف لا رہے ہیں، چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی ہے، دلنواز گلابی ہونٹوں پر تبسم رقصاں ہے، شہزادہ پاک کی پاک والدہ گرامی القدر نے جب اپنے ثمر حیات کی کیفیت دیکھی تو سمجھ گئیں اور تمام نبی زادیوں کو مخاطب ہو کر عرض کرتی ہیں کہ میرے نورِ چشم کو اذن جہاد مل چکا ہے دیکھو تو میرا بیٹا کیسے مسکراتا ہوا آرہا ہے

شہزادہ پاک حرم سرا میں تمام اہل حرم سے آخری وداع کرنے میں مصروف ہیں، تمام اہل حرم توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن گریہ فرمانے میں مصروف ہیں، ایک ایک پاک مستور سے دعائیں لے ہی رہے تھے کہ اچانک باہر سے کسی دشمن کی کریہہ آواز خیام میں پہنچی ......ھل من مبارز...... یہ آواز سن کر شہزادہ پاک چونکے،

اتنے میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام یہ آواز سن کر خیام میں تشریف لائے اور بہن کو فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیاری آپ خود کروائیں، ہمارے لعل کو تبرکاتِ انبیاء سے آراستہ کریں اور ایسے سنواریں کہ تمام زمانہ کو یہ محسوس ہو کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا نانا پاک ابھی معراج سے واپس تشریف لائے ہیں

جناب سیدہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے بیٹے عونؑ سے فرمایا کہ جا کر شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کا گھوڑا خیام میں لاؤ، مستورات پاک جمع ہوئے اور سب نے مل کر شہزادہ پاک کو تیار کیا، کوئی بی بی صلوات میں مصروف تھیں، کوئی مستور بین کر رہی تھی، ایک عجیب منظر تھا، اس منظر کو صاحب ریاض القدس نے عجیب انداز میں پیش کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ



یکی ستادہ بہ حسرت بر او نظر میکرد
یکی نشستہ و خاکِ بسیط سر میکرد
یکی ستادہ و یا قاھرالعدو می گفت
یکی نشستہ و ابیات طرقوا می گفت
کشید سرمہ یکے چشم سرمہ سائش را
نمود شانہ یکے گیسوئے رسائش را
یکی بدور کمربند تیغ می بستش
یکی گرفتہ عنانِ عقال بر دستش



کوئی مستور شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کی ریش اطہر کی طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھ کر رورہی تھی

کوئی شہزادی زمین پر بیٹھ کر علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی جوانی کے غم میں سر میں خاک ڈال رہی تھی

کوئی شہزادی رورو کر یا قاھر العدو یا والی الولی پڑھ رہی تھی

کوئی شہزادی بدنظر دور کرنے کیلئے ابیات طرقوا پڑھنے میں مصروف تھی

کوئی مستور شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کی چشمین زینت حرمین میں سرمہ درست فرما رہی تھی

کوئی مستور پاک شہزادہ کی گھنگھر یالی زلفوں میں کنگھی کرنے میں مصروف تھی

کوئی مستور جوان بیٹے کا کمر بند درست کر کے اس کے ساتھ تلوار موزوں کر رہی تھی

کوئی مستور شہزادہ پاک کے راہوار عقاب کی لگام پکڑے رو رہی تھی

جناب سیدہ عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے خاندان نبوت کے تبرکات طلب فرمائے جس میں تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ عمامے، دو زرہیں، دو تلواریں، ایک زرہ جناب امیر حمزہ علیہ الصلوات والسلام کی تھی، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ ذوالفصول تھی، دیگر تبرکات میں چار گھوڑے، دو اونٹنیاں اور دیگر ملبوسات بھی تھے، یہ پاک راہوار عقاب بھی انہی سواریوں میں سے ایک تھا...... (R_218)

جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کے ساتھ مل کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے شہزادہ کو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات سے آراستہ کرنا شروع فرمایا

# عظمت شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمارے شیعہ مذہب کے مسلّمات میں سے ہے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات صرف اس ہستی کے جسم پر مکمل طور فٹ آتے ہیں جو منصب امامت پر فائز ہو یا منصب امامت کی استعدادِ کلی رکھتا ہو، یعنی معصوم اکبر ہو

یہ وہ مسلّمہ ہے جس کے بارے میں امام صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ آج بھی زرہ ذوالفصول ہمارے پاس موجود ہے جو سوائے امامِ حق کے کسی کے جسم پر فٹ نہیں آتی ہے، جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کو یہ زرہ پہنا کر دیکھی گئی تھی اور وہ ان کے جسم سے ایک بالشت لمبی ثابت ہوئی تھی جس سے لوگوں پر ثابت ہوگیا تھا کہ یہ امام برحق نہیں ہیں ......(R_219)

یعنی اس زرہ کی یہ صفت ہے کہ معصوم اکبر یا منصب امامت کے قابل ہستی کی پہچان کرواتی ہے اور معصوم اکبر کی پہچان کی کسوٹی ہے اور یہ صرف منصب امام کی سزاوار ہستی کو فٹ آتی ہے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ کربلا کے میدان میں یہ زرہ شہزادہ پاک کے جسم اطہر پر مکمل طور پر فٹ آئی اور اس بات نے ثابت کردیا کہ یہ شہزادہ پاک بھی امامت کلی کے میرٹ پر پورے اتر رہے تھے

عرفاء کا قول ہے کہ اس پاک گھر کا ہر شہزادہ منصب امامت کے میرٹ پر پورا اترتا تھا مگر امامت کی سیٹیں محدود ہونے کی وجہ سے ان کو امام نہیں بنایا گیا

جیسے کسی کالج میں اگر کسی پروفیسر کی سیٹ خالی ہو اور اس کو پر کرنے کیلئے میرٹ مقرر کر کے انٹرویو کیلئے لوگوں کو بلوایا جائے اور ان آنے والے آدمیوں میں سے

ایک ہزار آدمی ایسے ہوں جو عین میرٹ پر پورا اترتے ہوں یعنی سب کی ڈگریاں، نمبر، کوائف برابر کے ہوں تو انٹرویو کرنے والی کمیٹی ان سے کہتی ہے کہ ہمیں تمہاری صلاحیتوں سے انکار نہیں ہے، تم سب ہمارے میرٹ پر پورے اترتے ہو مگر ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہمارے پاس سیٹ ایک خالی ہے

بلا تشبیہ اس گھر کا ہر فرد امامت کے میرٹ پر پورا اترتا ہے مگر امامت کی سیٹیں بارہ تھیں مگر صلاحیت ہر شہزادہ میں موجود تھی

آمدم برسر گفتگو

شہزادہ پاک تیار ہوئے، عمامۂ سحاب سر اطہر پر ہے، زرہ ذوالفصول زیب بدن ہے، ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے جناب عونؑ کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا اس شہزادہ کو سجانے میں دولہا بنانے کی تمام حسرتیں پوری کرنے میں مصروف ہیں

سجانے کے بعد امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام نے اپنے جوان لعلؑ پر نگاہ فرمائی، بڑے عجیب انداز کے ساتھ جوان بیٹے کی طرف دیکھتے ہیں، فاخرہ لباس کی طرف دیکھتے ہیں، رو کر فرماتے ہیں کہ میری دعا ہے کہ خدا کرے یہ لباس میرے بیٹے کو نصیب ہو، جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا عرض کرتی ہیں بھائی اگر سجانے میں کوئی کمی ہے تو آپ آگاہ فرمائیں

اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے آکر خود شہزادہ کا گریبان چاک کیا اور عمامہ سحاب کے دامن کی تحت الحنک ایسے بنائی جیسے کسی متوفی کی آخری وقت تحت الحنک بنائی جاتی ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں جس طرف آپ کا لعلؑ جا رہا ہے مناسب تو

یہ تھا کہ کفن زیب تن ہوتا

پاک شہزادیوں نے مل کر تیاری کروائی، میدان کی طرف مکمل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا کر روانہ کرنا چاہتے تھے کہ شاید امت ملعون کو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرم آ جائے

☆رتب علیٰ قامته اسلحة الحرب والبسه الدرع وشد فی وسطهم نطقة له من الادیم فوضع علیٰ مفرقه مغفرا فولادی وقلده سیف مصری و ارکبه العقال براق

نوجوان لعلؑ کی قامت موزوں پر سامان حرب مرتب فرمایا، نانا پاک کی زرہ ذوالفصول پہنائی، کمر بند آراستہ فرمایا، سر پر جد اطہر کا خود مبارک آراستہ فرمایا، حضور پاک کی مصری تلوار کمر بند کے ساتھ لگائی اور رکاب پکڑ کر شہزادہ کو خیام کے اندر سوار کیا گیا......(R_220)

جس وقت شہزادہ پاک عقال برق پا پر سوار ہو چکے اور روانگی کا وقت ہوا تو 80 مستورات مخدرات ان کے راہوار کے ساتھ حلقہ بنا کر آخری قنات کے دروازہ تک تشریف لائیں، جس وقت شہزادہ پاک نے باہر جانے کا ارادہ فرمایا تو ایک قیامت کا منظر تھا

☆فاخذت عماته واخواته برکابه و عنانه وقوائم مرکبه وامطرن علیه متحائب العیون الهاطلة ندبن علی شبابه و قامتِ وَلوَلةُالقیامة......(R_221)

پاک پھوپھیوں اور پاک بہنوں میں سے کسی نے آ کر راہوار کی باگ پکڑی، کسی نے آ کر رکابیں پکڑیں، کسی شہزادی نے آ کر کوچ پکڑا، آنکھوں کے بادل کھل کر برس رہے تھے، بینوں کی آواز سے قوائم عرش ہل رہے تھے، خیام کے اندر ایک

محشر بپا تھا، بعض مستورات پاک نے آ کر اپنے آپ کو عقال کے قدموں میں گرا دیا

صاحب انوار الشہادۃ لکھتے ہیں جس وقت شہزادہ پاک خیام سے روانہ ہونے لگے تو اہل حرم نے اپنے سروں میں خاک ڈال کر پتھروں سے ماتم کیا (R_222)

جس وقت شہزادہ پاک نے یہ منظر دیکھا پھر گھوڑے پر بیٹھ نہ سکے بلکہ جلدی سے گھوڑے سے اتر کر مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ رونا شروع کر دیا، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ پاک کی یہ حالت دیکھی، پھر مستورات کو گریہ فرماتے ہوئے دیکھا، پھر چاروں طرف نگاہ فرمائی تو ان کو اس موقعہ پر شہزادہ پاک کی والدہ نظر نہ آئے، انہوں نے جناب فضہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا آپ جا کر شہزادہ پاک کی والدہ سے عرض کریں کہ وہ بھی اپنے بیٹے کو آخری مرتبہ گلے لگا کر الوداع کہیں

اس وقت منظر یہ تھا کہ شہزادہ پاک مستورات کے درمیان گھوڑے کی باگ پر ہاتھ رکھے رو رہے تھے، جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے شہزادہ پاک کی والدہ کو اطلاع دی کہ بی بی بیٹے کو آخری مرتبہ گلے لگا لیں، پاک بی بی نے سر جھکا کر فرمایا فضہ میں نے رات بیٹے سے وداع کر لیا تھا

میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاک بی بی یہ چاہتے ہوئے اس موقعہ پر تشریف نہیں لانا چاہتی تھیں کہ شاید ہم اپنے آپ کو ضبط نہ کر سکیں اور ہمارے رونے سے اگر وہ بھی رو پڑے تو ہماری قربانی میں فرق آ جائے گا

جناب فضہ سلام اللہ علیہا واپس آئے تو شہزادہ پاک پھوپھیوں اور بہنوں کے ساتھ مل کر

رونے میں مصروف تھے، جس وقت والدہ پاک نے مستورات کے گریہ میں شہزادہ پاک کے رونے کی آواز پہچانی تو پھر خیمہ میں نہ بیٹھ سکیں، پاک بی بی نے جلدی سے آنسوؤں کو صاف کیا، خیمہ کا کونہ اٹھایا، بڑے صبر اور ضبط کے ساتھ آنسوؤں کو روک کر جوان بیٹے کے قریب تشریف لائیں، شہزادہ پاک سر جھکا کر رونے میں مصروف تھے، مستورات میں کہرام بپا تھا، پاک بی بی نے جوان بیٹے کے پیچھے سے آ کر کاندھا ہلایا، شہزادہ پاک نے مڑ کر دیکھا، سامنے والدہ پاک نظر آئیں، شہزادہ علیؑ اکبر نے والدہ کو گلے لگانا چاہا مگر معظّمہ بی بی نے فرمایا میرا لعل کیا تم نے جنگ نہیں لڑنا ہے کہ مستورات کی طرح رو رہے ہو، کیا اپنے فریضہ سے غافل تو نہیں ہو رہے ہو......(R_223)

میرے لعلؑ جنگ کرنے کیلئے تو مضبوط دل کی ضرورت ہوتی ہے اور مستورات کے ساتھ مل کر رونے سے دل کمزور ہو جاتا ہے، جوان مرد کو رونا اچھا نہیں لگتا، تمہیں بالکل نہیں رونا چاہیے، تمہارا دل کمزور ہو جائے گا اور اگر تمہارے بابا پاک کی نصرت میں کمی آئی تو دودھ کا حق کبھی نہیں بخشوں گی، ہمارے دودھ کی لاج تو تم نے رکھنا ہے، جاؤ بیٹے تمہارا یہاں زیادہ دیر رکنا مناسب نہیں ہے......(R_224)

آخری مرتبہ بیٹے کی پیشانی پر بوسہ دیا، پیار کر کے عقال کی باگ پکڑ کر آخری قنات کی طرف روانہ کیا، اور فرمایا کہ ہمیں اپنی دادی پاک کے سامنے سرخرو تو تمہیں نے کرنا ہے

☆استو دعك الله فرماتے ہیں امان ہماری اللہ کے حوالے

عام طور پر ذاکرین عظام و روضہ نگاران جناب حاجرہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ اس پاک

شہزادہ کی پاک والدہ کا موازنہ کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ موازنہ کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے، کیونکہ کہاں والدۂ اسماعیل سلام اللہ علیہ کا صبر اور کہاں اس معظّمہ بی بی کا صبر؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ جب جناب اسماعیل سلام اللہ علیہ کو جناب ابراہیم سلام اللہ علیہ قربانی کیلئے لے گئے تھے تو انہوں نے جناب اسماعیل سلام اللہ علیہ کی والدہ کو پہلے بتایا بھی نہیں تھا کہ کیا ہونے والا ہے، بلکہ انہیں اس وقت اطلاع ملی تھی جب دنبہ ذبح ہو چکا تھا لیکن معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے لعلؐ کو خود تیار کر کے میدان کی طرف روانہ فرمایا جناب اسماعیل سلام اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا صبر یہ تھا کہ جس وقت فرزند کا سنا کہ ان کی گردن پر چھری رکھی گئی تھی بس یہ تصور ہی ان کیلئے اتنا دردناک تھا کہ یہ بیٹے کو گود میں سلا کر بیٹے کی گردن چومتے رہتے تھے اور رو رو کر کہتے تھے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ چھری نہ چلی تھی ورنہ وہ چھری ماں کے جگر پر چل جاتی، بیٹے کا گلا چوم کر بین کرتے تھے کہ خدا جانے چھری کیسے رکھی گئی تھی ......(R_225)

صرف چھری کے گلے پر رکھے جانے کا اتنا صدمہ ہوا کہ اس صدمے کی وجہ سے چند دن زندہ رہنے کے بعد جناب اسماعیل سلام اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ رحلت فرما گئیں اور ان کی رحلت کا سبب صرف یہی بات بنی تھی کہ بیٹے کی گردن پر چھری رکھی تو گئی ہے ......(R_226)

اب خود دیکھیں کہ یہ معظّمہ صلوٰۃ اللہ علیہا لعلؐ کو خود فرماتے ہیں اکبر علیہ الصلوات والسلام اگر بابا پاک کی نصرت میں ذرا برابر فرق آیا تو میں ماں بھی نہ بنوں گی اور دودھ کا حق بھی نہ بخشوں گی، کل اپنی دادی پاک کے سامنے دکھی ماں کو سرخرو بھی تم نے کرنا

ہے، اس صبر واستقامت کے ساتھ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے شہزادہ کو میدان کی طرف روانہ کیا مگر اس کے بعد صرف اتنی خواہش کی کہ میرا خالق ایک احسان فرما کہ مجھے صرف ایک مرتبہ میرا العلؑ زندہ ملا دے، میں تیری ہر رضا پر راضی ہوں

## تین مرتبہ واپسی

میں پہلے اجمالی طور پر عرض کر چکا ہوں کہ شہزادہ پاک جس وقت میدان میں جنگ کیلئے گئے تو وہ جنگ کے دوران تین مرتبہ واپس آئے، دو مرتبہ خیام کے قریب نہیں آئے بلکہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام ان کی طرف تشریف لے گئے، تیسری مرتبہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بیٹے کو خیام کے قریب بلایا

پہلی مرتبہ طارق بن کثیر ملعون اور اس کے بیٹوں سے جنگ کر کے واپس تشریف لائے مگر خیام سے باہر رہے، اور بابا پاک کے سامنے اپنی پیاس کا ذکر فرمایا اور یہ عرض کی ☆یا ابتاہ العطش...... بابا میں بہت پیاسا ہوں

اس مرتبہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جنت کا سیب برآمد فرمایا اور لخت جگر کو فرمایا کہ تم اس سیب کی خوشبو حاصل کرو شاید پیاس کم ہو جائے، سیب کی خوشبو کے حصول کے بعد شہزادہ پاک میدان میں تشریف لے گئے، اس مرتبہ انہوں نے بکر بن غانم ملعون کے ساتھ جنگ کی، اس کے بعد ایک اجتماعی جھڑپ ہوئی جس میں لشکر شام فرار ہوا

## دوسری واپسی

جس وقت پہلی مرتبہ شہزادہ پاک نے اہل حرم کے ساتھ وداع فرمایا تھا تو شہزادہ

پاک رونے میں مصروف تھے، مستورات صلواۃ اللہ علیہا میں کہرام بپا تھا، اس وقت شہزادہ پاک کی والدہ تشریف لائیں اور بیٹے کو صبر کی تلقین فرما کر رخصت کیا
(R_227)

یہاں سے تو معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بڑے صبر کے ساتھ خیمہ میں واپس آئیں، مگر جس وقت اپنے خیمہ میں واپس آئیں تو پھر صبر وضبط کے تمام بند ٹوٹ گئے، آخر ماں کا دل تھا، آنکھیں ٹوٹ کے برسیں، جہاں قرآن شریف موجود تھا معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اس مقام پہ آ کھڑی ہوئیں، سراطہر سے مقنع اتار کر زمین پر رکھا اور سفید سراطہر سے ردا ایک طرف کی، سفید زلفیں پریشان کر کے قرآن کو کھول کر سفید سر پر رکھا اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمائے اور دعا فرمائی کہ

☆یامن راد یوسف علیٰ یعقوب و یا راد اسماعیل علیٰ ھاجرۃ رد علی ولدی......

فرماتی ہیں اے یعقوبؑ کو یوسفؑ ملانے والا، اے ہاجرہؑ کو اسماعیلؑ واپس کرنے والا میرا لعلؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام ایک مرتبہ مجھے واپس کر دے

فرماتی ہیں کہ ہاجرہ کتنی خوش قسمت تھی کہ اس نے سنا تھا کہ اسماعیلؑ بچ گیا ہے اور دنبہ ذبح ہو گیا ہے، جبکہ مجھے تو اپنے لخت دل کی زندگی کی کوئی امید ہی نہیں ہے مجھے ایک مرتبہ زندہ بیٹے کا چہرہ دکھا......(R_229)

ابھی دعا میں مصروف تھیں کہ قنات کے باہر انہوں نے بیٹے کی آواز سنی

☆یَا اَبتَاہ اَلعَطش فَھَل اِلٰی شَربَۃً مِنَ المَاءِ سَبِیلُ......

پاک بابا کیا پانی کی کوئی سبیل ہو سکتی ہے؟ ہمیں بہت پیاس ہے

شہزادہ پاک کی والدہ اقدس صلواۃ اللہ علیہا نے فوراً خیام کے دروازہ کی طرف نگاہ

فرمائی، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے لعل ؑ کو فرمارہے تھے

☆یا بنی یعز علی محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم و علیٰ علی علیہ الصلوات والسلام وعلیٰ ابیك ان تدعوهم فلا یجیبونك و تستغیث بهم فلا یغیثونك و یا بنی هات لسانك فاخذ بلسانه فمصه……(R_230)

میرا لعل ؑ یہ تمہارے نانا پاک اور تمہارے جد پاک امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اور تمہارے پاک بابا کیلئے کتنی حسرت ناک بات ہے کہ تم ہمیں اپنی ضرورت کیلئے بلاؤ اور ہم بوجہِ امرِ الٰہی جواب نہ دے سکیں اور تم ہمارے سامنے فریاد کرو اور ہم فریادرسی نہ کر سکیں

☆یا بنی هات لسانك فاخذ بلسانه فمصه

بیٹا تم ہماری زبان مبارک چوسو شاید تمہارا مدعا پورا ہو جائے

جس وقت مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بیٹے کے دہن مبارک میں اپنی زبان داخل فرمائی تو شہزادہ پاک کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے رو کر عرض کرتے ہیں

☆یا ابتاه لسانك ایبس من لسانی

بابا جان آپ کی زبان مبارک تو ہماری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے (R_231)

یہ منظر شاید ضعیف ماں نے دیکھا ہوگا معلوم نہیں ان کے دل پر کیا گزری ہوگی

صاحب لہوف لکھتے ہیں کہ تیسری مرتبہ واپسی کی وجہ یہ تھی کہ

☆رمیٰ بسهم فوقع فی حلقه …… (R_232)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام مصروف جہاد تھے کہ ایک ملعون نے تیر کا تحفہ پیش کیا تھا جس کی وجہ سے گلے سے خون جاری ہو گیا اور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام زخم پر پٹی

بندھوانے کیلئے واپس آئے تھے اور اسی وجہ سے مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کو اپنے خیمہ میں بلا لیا تھا

اس شہزادہ پاک کی جو زیارت امام صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام سے منقول ہے اس میں اس موقعہ کی منظر کشی فرمائی گئی امام پاک فرماتے ہیں

☆بابی انت وامی من تقدم بین یدی ابیك یحسبك ویبکی علیك محرق علیك قلبه یرفع دمك الیٰ عنان السما ولا یرجع منه قطرة ولا تسك علیك من ابیك ذفرة و ودعك للفراق

ہمارے پاک والدین قربان ہوں اس نوخیز جوان پر جو بڑی جگر سوختگی کے عالم میں پاک بابا کے سامنے گریہ فرمارہے تھے اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ان کو تسلی بھی دے رہے تھے اور ان کی ریش مقدس سے خون کے قطرات (انگلی کے ساتھ) صاف کر کے آسمان کی طرف ہدیہ فرمارہے تھے اور ان کے خون کا کوئی قطرہ زمین پر واپس نہیں آرہا تھا یعنی وہ اپنی انگشت مبارک کے ساتھ جوان بیٹے کے خون کا ایک ایک قطرہ اپنے حبیب ازل جَلَّ جَلَالُہٗ کو ہدیہ فرمارہے تھے

نہ اس خون کے قطرات رکتے تھے اور نہ ہی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے آنسو رک رہے تھے لیکن پھر بھی ہجر و فراق کو قبول فرما کر بیٹے کو وداع کرنا پڑا تھا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے عمامہ سے پٹیاں تیار کر کے شہزادے کے زخموں پر باندھنے میں مصروف تھے مگر خون نہیں رک رہا تھا ......(R_233)

جس وقت یہ منظر ضعیف والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے دیکھا ہوگا تو خدا جانے کہ ان کے دل پر کیا گزری ہوگی، اس کے باوجود معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا شہزادہ کے قریب نہ آئیں

بلکہ اپنی دعا پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے خیمہ میں بیٹھی رہیں
امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم اب زخم پر پٹی بندھوانے کیلئے والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت میں جاؤ، شہزادہ پاک خیام میں پٹی بندھوانے کیلئے داخل ہوئے شہزادے کے حلق سے خون جاری تھا، باقی جسم پر بھی زخم آچکے تھے اور ان سے بھی خون جاری تھا، پاک والدہ ماجدہ کا صبر خداوندی قابل ستائش ہے کہ اس حالت میں پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی ردا سے بیٹے کے گلوئے اطہر سے خون صاف کرنا شروع کیا، ایک دامن رنگین ہو جاتا تھا تو پھر دوسرے دامن سے خون صاف کرتی تھیں......(R_234)
میرا دل مانتا ہے کہ جس وقت والدہ پاک خون صاف کرنے میں مصروف ہوں گی اور ان کا ہاتھ شہزادے کے ہونٹوں کے سامنے آتا ہوگا تو والدہ پاک کا ہاتھ ضرور چوم لیتے ہوں گے
پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا خون صاف کرنے میں مصروف تھیں، پاک ردا خون کے ساتھ رنگین ہو رہی تھی، اس وقت شہزادہ پاک نے عرض کی اماں جان! آپ اپنی ردا کے ساتھ یہ خون کیوں صاف کر رہی ہیں؟ دوسرے کسی کپڑے سے صاف کر لیں
پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے رو کر فرمایا بیٹا میں تو اپنا کفن تیار کرنے میں مصروف ہوں لوگ کفن پر قرآن لکھواتے ہیں، مگر یہ خون میری مامتا کا قرآن ہے، یہی قرآن میں اپنی ردا پر تحریر کر رہی ہوں، میں یہی چادر کفن کے ساتھ رکھواؤں گی، یہ خون آلود چادر میں تمہاری پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت میں پیش کروں گی اور خون کے یہ نشان دکھا کر کہوں گی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا یہ خون

گواہ ہے کہ میرے بیٹے نے ماں کو سرخرو فرمایا تھا، دعا کرنا کہ ماں کو یہی چادر نصیب ہو، شہزادہ پاک نے والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کی یہ کیفیت دیکھی تو پوچھا کہ اماں جان آپ گریہ کیوں فرما رہی ہیں؟ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا بیٹا آخر ماں کا دل ہے، پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میں کوئی نبی زادی تو نہیں ہوں، اتنا عظیم صدمہ میری برداشت سے باہر ہے، پاک شہزادے نے ماں کو تسلی دیتے ہوئے ان کی پاک ردا چوم کر فرمایا ماں! آپ کو اتنا دکھی نہیں ہونا چاہیے کیونکہ میری جگہ میرے بھائی سجاد علیہ الصلوات والسلام موجود ہیں، شام کے طویل سفر میں جب وہ آپ کی آغوش میں سر رکھ کر آرام فرمائیں گے تو آپ کی ممتا ان کے قرب سے بہل جائے گی، اب آپ میری بجائے ان سے پیار کیا کریں، انہی کے پیار سے اپنی ممتا کی پیاس بجھایا کریں

اس کے بعد شہزادہ پاک نے والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کو ایک عجیب سی وصیت کی، ہاتھ چوم کر عرض کرتے ہیں اماں آپ کو اپنا عہد تو یاد ہی ہوگا کہ آپ نے مجھے میری پاک پھوپھی کا فرزند قرار دیا تھا، اب میری آخری گذارش یہی ہے کہ اگر ہو سکے تو میری لاش پر زیادہ بین نہ کرنا، تھوڑی دیر بعد اگر میری لاش سامنے آئے تو بے تابی کا مظاہرہ نہیں کرنا، بلکہ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی قربانی سمجھ کر نہایت صبر و استقامت سے یہ دکھ جھیلنا، اور آئندہ میری بجائے سجاؑد علیہ الصلوات والسلام بھائی کو پیار اور شفقت سے نوازتے رہنا، کیونکہ انہوں نے ہم سے بہت زیادہ دکھ جھیلنا ہیں ماں! جان کی بازی لگا کر قربان یا شہید ہو جانا آسان ہے مگر پاک مخدرات عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ بازاروں اور درباروں کے نجس ماحول میں جانا بصد

مشکل ہے، ہماری نسبت اب انہیں آپ کی شفقت کی زیادہ ضرورت رہے گی، ان کا ہر منزل پر خیال رکھنا

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ خدا کرے اب تو ایک لمحہ بھی دیر نہ ہو اور یہ پاک گھر ایسے آباد ہو جیسے اس گھر پاک کو آباد ہونا چاہیے، اس گھر اطہر کی رونقیں دوبارہ بحال ہوں، جناب علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو اپنے صحن میں ہنستا مسکراتا دیکھ کر پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے دل کو سکون نصیب ہو، اور خدا کرے کہ ان خوشیوں کے مسرت آمیز جھونکوں میں پاک مستورات کو تمام دکھ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بھول جائیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 16

# روانگی از خیام

عزاداران گرامی!

شام کے شہر دمشق میں حاکم وقت کا دربار آراستہ ہے، امیر شام معاویہ اپنی موج مستی میں مشغول ہے، اس کے چاروں طرف اس کے حاشیہ نشین موجود ہیں، اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا، اس نے اپنے چاروں طرف بیٹھے ہوئے گماشتوں کی طرف دیکھا، پھر ان سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ آج میں ایک بہت اہم سوال تم سب سے پوچھنا چاہتا ہوں تم مجھے اس کا درست جواب دینا

مغیرہ بن شعبہ روایت کرتا ہے کہ ہم سب نے اس کے چہرے پر سنجیدگی دیکھی اور سب نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا کہ وہ کیا سوال کرتا ہے

اس نے نہایت سنجیدہ انداز میں کہنا شروع کیا کہ اب میرے سامنے خلافت کا کوئی مسئلہ نہیں رہا کیونکہ جوانان جنت کے بڑے سردار سید حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں، مگر میں تم سے پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ

☆ من احق لھٰذالامر……(R_235)

اس زمانہ میں مسند نبوت و رسالت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے

اس وقت اس کے گرد تمام اراکین سلطنت اور امرائے مملکت موجود تھے، ان

سب نے بطور خوشامد کہا

☆انت یا امیر

اے امیر شام خلافت کا تو ہی سب سے زیادہ حقدار ہے...... اس نے سب کی طرف دیکھ کر کہا کہ آج میں تمہیں اپنے دل کی بات بتاتا ہوں کہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں یہی جواب دوں گا کہ اس دور میں مسند رسالت کیلئے کوئی موزوں ترین شخصیت ہیں تو وہ ہمشکل پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام ہیں

سب حیران ہو کر کہتے ہیں کہ تیرے اس دعویٰ کا ثبوت کیا ہے؟ وہ کہتا ہے

☆ و فیه شجاعة بنی هاشم علیهم الصلوات والسلام و سخاء بنی امیه و زهو بنی ثقیف

تم شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے حسب ونسب پر غور کرو تو میری بات کی صداقت خود بخود سامنے آ جائے گی کہ ان میں خاندان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کی شجاعت موجود ہے، بنی امیہ کی سخاوت ہے اور حسن و جمال بنی ثقیف کا ہے گویا وہ شہزادہ تین قبیلوں کے اوصاف حسنہ کا مجموعہ ہے......(R_236)

دوستو یہ سٹیٹ منٹ(Statement) اس شخص کی ہے جو خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کا سب سے بڑا مخالف اور ازلی دشمن ہے، وہ بھی یہ کہہ رہا ہے کہ پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کلی طور پر مسند رسالت کی زینت بننے کے قابل ہیں، یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ اس نے اپنے خاندان کے اندر نا موجود صفت کو شامل کیا ہے یعنی سخاوت کو بنی امیہ کی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ سخاوت بھی پورا عرب اس پاک در سے سیکھا ہے، ورنہ معاویہ جسے سخاوت کا نام دیتا تھا وہ اس کی سخاوت نہیں تھی بلکہ وہ تو مخصوص لوگوں کو سیاسی رشوت دے کر اس کو سخاوت کا نام دیتا تھا

مگراس کا یہ اقرار کرنا ہی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی عظمت کا بہت بڑا ثبوت ہے کیونکہ فضیلت وہ جو دشمن بھی تسلیم کرے، آج کچھ لوگ ان کے فضائل کو چھپانے کیلئے بنی امیہ کی نمک خواری کا ثبوت دے رہے ہیں، مگر یہ وہ سٹیٹ منٹ (Statement) ہے جس پر کوئی بحث کر ہی نہیں سکتا

## ﴿روانگی از خیام﴾

کربلا کا میدان ہے، گرم لُو چل رہی ہے، معظّمہ کائنات صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں کے خیام میں گریہ وزاری کا کہرام بپا ہے، مگر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام خیام سے باہر تشریف فرما ہیں، تمام جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کی آنکھیں اشکبار ہیں

یہ رونے کی آواز کیوں آرہی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی ابھی پاک بابا سے جنگ کی اجازت طلب کر کے شبیہ پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام اہل حرم کے ساتھ آخری وداع کرنے کیلئے تشریف لے گئے ہیں، خدا جانتا ہے کہ اندر کیا منظر ہے

حمید بن مسلم ازدی روایت کرتا ہے کہ میں مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیام کی طرف چلا گیا کہ جا کر دیکھوں کہ اب کون نوجوان میدان کی طرف آتا ہے

جس وقت میں مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیام کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ خیام سے باہر کسی نوجوان کو تیار نہیں کیا جارہا تھا بلکہ جس نوجوان نے میدان میں آنا تھا اس کی تیاری خیام میں ہورہی تھی، میں انتظار میں تھا کہ اب کوئی جوان باہر آئے گا تو دیکھوں گا کہ وہ کون سا جوان ہے، میں نے دیکھا کہ ایک مرتبہ خیام کا پردہ اٹھایا گیا، کوئی جوان باہر آنے کیلئے تیار کھڑا تھا، اس نے ایک قدم خیام

سے باہر رکھا مگر کسی نے اس جوان کی عبا کا دامن پکڑ لیا......(R_237)

پاک دائی نے خیام کا پردہ چھوڑ دیا، جوان باہر نہیں آیا، تھوڑی دیر بعد پھر خیام کا پردہ اٹھا، پھر جوان نے ایک قدم باہر رکھا لیکن کسی نے عبا کا دامن پکڑ کر اسے واپس بلا لیا، حمید کہتا ہے کہ میں گن رہا تھا کہ سات مرتبہ اس جوان کا قدم باہر آیا مگر پھر اس کا دامن پکڑ لیا گیا، یعنی سات مرتبہ خیام کا پردہ اٹھایا بھی گیا اور پھر گرایا بھی گیا

حمید نے صرف یہی بتایا ہے کیونکہ وہ خیام سے دور کھڑا تھا، وہ اندر کے حالات کیسے بتا سکتا تھا، مگر اس کے ایک فقرے سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے دامن کو کون پکڑ رہا تھا؟

دیکھیں اگر بزرگوں میں سے کوئی پاک بی بی دامن پکڑتیں تو ان کو دامن پکڑنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ وہ بازو سے پکڑ کر واپس بلاتیں یا آواز دے کر بلاتیں، یہ دامن پکڑنے والی کوئی ایسی شہزادی تھیں کہ جن کا ہاتھ صرف عبا کے دامن تک ہی پہنچ سکتا تھا......(R_238)

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام خیام سے باہر آنا چاہتے تو کسی وقت معصومہ بہن صلواۃ اللہ علیہا ان کا دامن پکڑ لیتی تھیں اور کسی وقت صغیرہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا ان کا دامن پکڑ کر روک لیتی تھیں

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام تیار ہو کر روانہ ہو رہے ہیں، مستورات آخری قنات تک گھوڑے کے ساتھ آ رہی ہیں، ماتم کر رہی ہیں، گریہ وزاری سے ایک حشر بپا ہے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے گھوڑے کی باگ پکڑی ہوئی ہے، چوگرد مستورات کا

حلقہ ہے، جس وقت آخری قنات کا دروازہ نزدیک آیا تو پاک شہزادے علیہ الصلوات والسلام نے تمام مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن پر الوداعی نگاہ فرمائی

یہاں پر جو آخری گفتگو ہے اسے کسی مؤرخ و صاحب مقتل نے تفصیل سے بیان نہیں کیا ہے کہ کس پاک بی بی کے ساتھ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے کیا کلام فرمایا مگر کچھ چیزیں زبانِ قال کی بجائے زبانِ حال کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں جن کو شعراء کرام شاعری کے رنگ میں پیش کرتے ہیں

یہاں پر بھی یہی صورت حال ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے جس وقت تمام مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن پر الوداعی نگاہ فرمائی تو سامنے جناب علی اصغرؑ علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا پر نگاہ پڑی، ان کے قدموں کی طرف جھک کر عرض کرتے ہیں پاک ماں! میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میں ان تین دنوں میں آپ کے خیمہ میں نہیں آیا، مگر ہمارے نہ آنے کی وجہ یہ تھی کہ مجھ سے اپنے صغیر بھائی کی پیاس دیکھی نہیں جاتی تھی، میں ان کے پیاسے ہونٹ دیکھنا برداشت نہیں کرسکتا تھا، میری معذرت قبول فرمائیں ......(R_239)

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بیٹے کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرماتی ہیں کہ نورِ چشم ہمارے لئے آپ کی ذات اقدس کئی حوالوں سے ذی عزت ہے، آپ ایسی بات نہ کہیں، بلکہ آپ کو میدان کی طرف تیار دیکھ کر ہماری تو یہ خواہش ہے کہ آپ اپنے معصوم بھائی کو اپنا صدقہ بنا کر ساتھ لے جائیں، اور اپنی ذات پر بے شک اسے قربان کردیں، کیونکہ آپ کی بقا میں ہی اس پاک گھر کے تمام پاک افراد کی بقا مضمر ہے

جس وقت وداع میں تاخیر ہوئی تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے مستورات توحید و

رسالت صلواۃ اللہ علیہن کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب جوان بیٹے کو اجازت دیں کیونکہ راہِ رضا میں جو قربانی دینا ہو اس میں دیر نہیں کرنا چاہیے

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا خیام سے باہر آنے کا منظر بڑا دردناک تھا، جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام خیام کا پردہ اٹھا کر باہر تشریف لائے تو کچھ معصوم بچے ان کی عبا کا دامن پکڑ کر ساتھ روتے ہوئے آرہے تھے، ان کے پیچھے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام آہستہ آہستہ گریہ فرماتے ہوئے ایسے چلے آرہے تھے کہ جیسے حجاج کرام منا میں اپنی قربانی کے پیچھے چلتے ہیں......(R_240)



بینوں کا شور گریہ و ماتم کی یہ صدا
واحسرتا سے ہلنا زمیں آسمان کا
اس آخری قنات پہ لگتا ہے اس طرح
گویا نکل رہا ہے جنازہ جوان کا



صاحبانِ مقتل یہ روایت بھی لکھتے ہیں کہ جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام خیام میں آخری وداع کیلئے تشریف لے گئے تو انہوں نے سب عزیزوں سے وداع کیا اور اس دوران شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث اپنے بڑے بھائی بیمار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ وداع فرمانے کیلئے ان کے خیمہ اطہر میں بھی تشریف لے گئے تھے......(R_241)

جس وقت یہ جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ میں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کی آنکھیں بند ہیں، شہزادہ امام محمد باقر علیہ الصلوات والسلام ان کی مسند کے

ساتھ کھڑے ہیں اور ان کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا اپنے سرتاج کی خدمت میں مصروف ہیں، انہوں نے یہاں تھوڑی دیر قیام فرمایا مگر جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے آنکھ نہیں کھولی، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنے سوئے ہوئے بھائی کے قدموں کا بوسہ لیا، کچھ آنسو ان کے قدموں کی نظر کیئے، اس کے بعد پاک بھابھی کی طرف نگاہ فرمائی، جو اِن بھائیوں کا پیار دیکھ کر گریہ فرما رہے تھے، انہوں نے جا کر پاک بھابھی کے سر اطہر پر ہاتھ رکھا، ساتھ کھڑے ہوئے معصوم بھتیجے کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو صاف کرتے ہوئے خیمہ سے باہر آ گئے......(R_242)

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے آخری وداع فرما کر خیام کے دروازے کا رخ کیا ادھر پیٹھ پیچھے مدہم سی آواز آئی☆ مہلاً مہلاً یا اخی......(R_243)

اے میرے فخر یوسف بھائی ذرا آہستہ چلو، میرے بھائی ذرا اپنے قدموں کو روکو مجھ غریب کو بھی گلے لگا لو...... شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے واپس مڑ کر دیکھا تو جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام اپنے خیمہ سے باہر تشریف لا رہے تھے، مگر ان کی کیفیت بڑی عجیب تھی، ان کا ایک ہاتھ معصوم بیٹے کے کاندھے پر تھا، ایک ہاتھ میں عصائے ضعیفی و نحیفی تھا، کمر جھکی ہوئی تھی، چلتے ہوئے ان کے قدم مبارک لڑکھڑا رہے تھے، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے راہوار کو چھوڑ دیا اور فوراً پاک بابا کی دستار کے بیمار وارث علیہ الصلوات والسلام کی طرف روانہ ہوئے، جلدی سے آ کر بھائی کے گلے میں ایسے بانہیں ڈال دیں جیسے کوئی معصوم بچہ اپنے باپ کے گلے میں بانہیں ڈالتا ہے......(R_244)

جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام رو کر فرماتے ہیں بھیا! کیا مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے بین ایک

مجھ بیمار نے سننا ہیں، میری حالت بھی دیکھو اور مصائب کا وزن بھی دیکھو، کیا مجھ بیمار سے یہ وزن اٹھایا جا سکتا ہے؟

یہ فرما کر جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام اس دنیا سے بے نیاز ہو کر غش فرما گئے، شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے ان کا سر اطہر گود میں لیا اور عرض کی بھائی ذرا آنکھیں کھولو، میری طرف دیکھو، میں تو آپ کو نبی زادیوں کے پردہ کی حفاظت کی تاکید کرنا چاہتا ہوں، ہر طرف دشمن ہی دشمن ہیں، ہمارے بعد ان لٹے ہوئے پردہ داروں کا خیال رکھنا، اللہ تعالیٰ کے بعد ان کے پردوں کے اب آپ ہی محافظ ہیں

جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے آنکھیں کھولیں اور جوان بھائی کی ریش اقدس پر بوسہ دے کر فرمایا کہ تم مجھے پردہ کی حفاظت پر مامور کر رہے ہو، میں تو بیمار و لاچار ہوں، تم مجھ پر یہی احسان کرو کہ اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام سے میری سفارش کرو کہ وہ آپ کی بجائے مجھے میدان بھیج دیں، میں یہ دکھ شاید برداشت نہیں کر سکوں گا، رو کر فرماتے ہیں بھائی! میں تو بیمار ہوں، بیماروں کو تو کوئی آسان کام بتانا چاہیے، آپ نے اپنے لئے آسان کام چن لئے ہیں اور مجھ بیمار کیلئے سب سے مشکل کام پسند فرمایا ہے، آپ تو جانتے ہی ہیں کہ غیور کیلئے کیا کام آسان ہوتا ہے اور کیا مشکل ہوتا ہے، میرے خیال میں سفرِ شہادت یا قضا کا سفر تو بہت ہی آسان ہے، اس کی نسبت شام کا سفر بہت مشکل ہے، سینہ پر نیزہ کا وار سہہ جانا بھی آسان ہے مگر پردہ داروں کے ساتھ بازاروں میں جگہ جگہ قتل ہونا بہت مشکل ہے، اگر ہو سکے تو کوفہ و شام میں ہماری حالت زار دیکھ کر خود انصاف کرنا، آپ تو اب میدان کی طرف جا رہے ہیں، چند لمحوں کا یہ سفر ہے، ہمارے حق میں دعا

کرنا کہ مصائب کے ان طوفانوں میں ثابت قدم رہ سکوں، پاک پھوپھیوں، بہنوں اور بیٹیوں کو بازاروں اور درباروں میں دیکھ کر برداشت کرسکوں اب دعا کا وقت ہے، ان اشک آلود آنکھوں کو منتقم آل محمد عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی پاک بارگاہِ قدسی میں وسیلہ بنا کر فریاد کریں کہ اب شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام اپنے فخر کائنات بھائی جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ اپنے پاک گھر میں آباد ہوں، بیمارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام اب تو شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یوسف آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام کو خوشیوں کا سہرہ پہنائیں، ان کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے پاک دل کی ہر حسرت پوری ہو، اور ان خوشیوں کی کم از کم حد یہ ہو کہ تمام آلِ اطہار علیہم الصلوات والسلام کو تمام صدمات ہمیشہ کیلئے بھول جائیں اور کوئی بھی دکھ ان کو یاد تک نہ رہے



آمین یارب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 17

# شباہت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عزاداران گرامی!

شہزادۂ حسن و جمال، ذاتِ بے مثل کے حسن کا کمال، ذاتِ ذوالجلال کے حبیب بے مثال کے حسن سے بھرپور تمثال یعنی جناب عالیہ صلواۃ اللہ علیہا کا ذی عز وشرف لعل ؐ خیام سے تیار ہوکر باہر تشریف لا رہے ہیں، سرمئی رنگ کی عبا قامت موزوں پر آراستہ ہے، گلابی رنگ کا عمامہ زیب سراطہر ہے، عمامہ کا ایک دامن نقاب بن کر چہرۂ پرنور کو نگاہِ بد سے چھپانے کی کوشش کررہا ہے، کمر کے ساتھ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار ہے، عبا کے اوپر زرہ ذوالفصول پہنی ہوئی ہے، تبرکاتِ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آراستہ ہوکر جس وقت خیام سے باہر تشریف لائے تو بلا مبالغہ عالم ملکوت کو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم شباب نظر آنے لگا، کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے عقال کی باگ پکڑی، ان کے ساتھ جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام شہادت کی دلہن کو حق مہر میں اپنے اپنے پاک سر دینے کیلئے تیار نظر آئے ......(R_245)

جس وقت شہزادے نے آخری اجازت کیلئے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر ہاتھ لگایا تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے آسمان کی طرف دست مبارک دراز فرما کر اس وقت ایک عجیب جملہ فرمایا

☆رفع سبابته نحو السماء و قال اللهم اشهد علیٰ ھؤ لاء القوم فقد برز الیھم الغلام اشبه الناس خلقا و خلقا و منطقا برسولك کنا اذا شتقنا الیٰ نبیك نظرنا الیٰ وجھه

یہ فرمان کتب مقاتل میں مختلف طریق سے موجود ہے حتیٰ کہ صاحب سعادت الدارین نے بھی صفحہ 371 پر اس فرمان کو نقل کیا ہے، باقی بہت سی احادیث اور فرامین سے مختلف علماء نے مختلف وجوہات کی بنا پر انکار کیا مگر اس فرمان سے کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا ہے......(R_246)

اس فرمان میں جو راز پوشیدہ ہیں اگر وہابیت کے زنگ خوردہ اذہان سمجھ لیتے تو ضرور انکار کر دیتے، ہاں مستقبل میں فضائل دشمن عناصر سے اس فرمان سے انکار کی توقع ضرور رکھنا چاہیے، مگر فی الحال سب مانتے ہیں یہ فرمان اس وقت ہوا تھا جس وقت شبیہ پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام مظلوم بابا پاک علیہ الصلوات والسلام سے اجازت لے کر میدان کی طرف روانہ ہوئے تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے کیا کیا

☆رفع شیبته اوسبابته الی نحو السماء......(R_247)

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنی سفید ریش کو ہاتھوں پر رکھا اور اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا☆ اللھم اشھد علیٰ ھولاء القوم

اے ذوالجلال والاکرام! اے ہمارے ازلی رازوں کے راز دار! تم گواہ رہنا

یہ فقرہ اس لحاظ سے قابل غور ہے کہ یہاں گواہی مخلوق سے نہیں بلکہ خالق ازل سے لی جا رہی ہے، یعنی اب ایسی چیز بیان فرمانا چاہتے ہیں جس کیلئے اللہ کے علاوہ کوعینی شاہد موجود ہی نہیں ہے، فرمایا

اے ذوالجلال والاکرام تم تو واقف ہو، تم تو جانتے ہو، تم تو سب راز جانتے ہو،

ذرا دو نہ گواہی، کیونکہ یہ قوم بے حیا تو ہماری حقیقت نہیں سمجھ سکتی، اس نا سمجھ قوم کے سامنے تم گواہی دو...... گویا خالق کی طرف سے ضرور آواز آئی ہو گی کہ کس چیز کی گواہی؟ فرماتے ہیں ☆فقد برزالیهم غلام

محبوبِ ازل میں یہ چاہتا ہوں کہ تم گواہی دو کہ میں اب اس نوجوان بیٹے کو میدان کی طرف روانہ کرر ہا ہوں، اس شہزادہ کو رخصت کرر ہا ہوں، جو

☆اشبه الناس برسولك

تیرے پاک حبیب کی سب سے اکمل، سب سے زیادہ کامل شبیہ ہے

دوستو! اگر بیان یہاں رک جاتا تو اس کیلئے گواہی لینے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ ظاہری شکل و شباہت میں اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ ہونے کی گواہی کی ضرورت ہوتی تو سرکار کے لشکر میں 8 اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے

اگر چہ اس وقت وہ شہید ہو چکے تھے مگر شہید تو زندہ ہوتے ہیں ان سے گواہی دلائی جا سکتی تھی، اگر ان سے گواہی نہ بھی لیتے تو اس وقت لشکر شام میں بہت سے افراد ایسے تھے جنہوں نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تھی

جیسا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے فضائل میں جو احادیث بیان فرمائی ہیں ان کے بارے تمام لشکر شام و کوفہ کو مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ ہم فرما رہے ہیں تم سنان کے باپ انس بن مالک سے اس فرمان کی تصدیق کر سکتے ہو کیونکہ وہ آج بھی تم میں موجود ہے

ایسے ہی کچھ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر فرمایا فلاں سے گواہی لو، فلاں سے گواہی لو، ظاہری شباہت کے بارے میں تو مؤرخین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

☆فاتفقِ المخالفُ والموالفُ علیٰ انه کان فی عصره اشبهِ الناسِ برسولِ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم............یعنی اپنے اور بیگانے سب اس پر متفق ہیں کہ اس زمانہ میں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان سے زیادہ کوئی مشابہہ تھا ہی نہیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام یہاں یہ نہیں فرماتے کہ لشکر کوفہ وشام میں موجود اصحاب گواہی دیں، بلکہ فرماتے ہیں کہ اے ذوالجلال والاکرام تم گواہ رہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ گواہی ظاہری شباہت پر نہیں تھی، یہ کوئی باطنی راز تھا، وگرنہ ظاہری شباہت تو اتنی مشہور تھی کہ دشمن بھی جانتے تھے

مثلاً خود معاویہ کے قول کو کافی شہرت حاصل تھی اور اکثر لوگ جانتے تھے کہ اس نے کہا تھا ☆من احق الناس لھٰذاالامر

لوگو تم بتاؤ خلافت کی مسند کا حقدار کون ہے؟

لوگوں نے اسی کا نام لیا تو معاویہ کے تیور بگڑ گئے اور اس نے کہا تھا کہ خلافت کا اصل حق دار وہ ہے جو شجاعت ہاشمیہ، سخات امویہ اور حسن و وقارِ ثقیفہ کا مالک ہے اور گویا وہ مکمل شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

یعنی اس نے اقرار کیا تھا کہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صرف وہ شخص جچتا ہے جو سراپا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اور شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے کسی کا کوئی حق نہیں کہ منبر پر بیٹھے......لوگ پوچھتے ہیں وہ کون ہے؟ سر جھکا کر کہتا ہے

☆ھو علیؑ ابن الحسینؑ علیھما الصلوات والسلام

وہ مولا حسین علیہ الصلوات والسلام کا لخت جگر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام ہے......(R_248)

ثابت ہوا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے یہاں اللہ کو ظاہری شباہت پر گواہ نہیں

بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ کو گواہ ان رازوں کا بنایا جارہا تھا جن کو نہ کربلا میں موجود ملاعین جانتے تھے اور نہ آج کوئی جانتا ہے، گویا کربلا کی سرزمین پر آنے والے لوگوں کو آشنا کیا جارہا تھا کہ یہاں چھوٹے بڑے کی بات ہے ہی نہیں

سرکارؑ فرماتے ہیں میرا خالق تو تو جانتا ہے، اب گواہی دے کہ ہم وہ شہزادہ میدان کی طرف روانہ کر رہے جو تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر پہلو سے مکمل شبیہ ہے، اپنے سلسلہ بیان کو شہنشاہِ کائنات علیہ الصلوات والسلام نے یہاں روکا نہیں ہے بلکہ شباہت کی تفصیل بیان فرمائی، فرماتے ہیں☆ خُلقاً وخَلقاً ومَنطِقاً

سب سے پہلے فرمایا کہ یہ شہزادہ ''خُلق'' میں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل شبیہ ہے، اخلاق حسنہ میں خلق عظیم کا مالک ہے، یہ اپنے خلق میں عین شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور خلق میں یہ انك علیٰ خلق عظیم کا مصداق ہے اور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متصف با خلاق اللہ ہیں تو یہ بھی خلق اِلٰہی کا مظہر کامل ہے ......(R_249)

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات پر ظلم کرنے والوں کو دعا دی تو یہ بھی اسی خلق کا مالک ہے، نہ وہ اپنی ذات کیلئے میدانِ جہاد میں آئے تھے، نہ یہ آج اپنی ذات کیلئے تلوار اٹھا رہے ہیں، گویا اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا جارہا تھا کہ اے اللہ تو گواہی دے کہ تیرے اخلاق کے مکمل نمونہ کو میدان میں بھیج رہا ہوں

یہاں پر یہ مناسب ہوگا کہ میں اس پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کے خلق عظیم کی طرف ایک اشارہ کئے جاؤں ...... ذرا دربار یزید ملعون میں دیکھو، ایک سیاہ فام غلام دربار یزید ملعون میں حاضر ہے، جس کا نام صدیف ہے، یہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا ذاتی غلام تھا اور اس نے ان کی شہادت کے بعد اتنا ماتم کیا تھا کہ اس کے

رخسار پھٹ گئے تھے اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئی تھیں، اس سیاہ فام غلام سے ملعونِ شام پوچھتا ہے ہم نے سنا ہے کہ پاک شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام عظیم خلق کے مالک تھے، کیا یہ سچ ہے؟ صدیف منہ پر ماتم کر کے کہتا ہے پروردگار عالم کی قسم ہے کہ آخری وقت پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے میری طرف دیکھ کر فرمایا تھا کہ اگر تم وطن پر واپس جاؤ تو مدینہ میں میرے جو نوجوان دوست ہیں ان کو ہمارے سلام کہنا اور کہنا کہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے آخری وقت بھی تمہیں فراموش نہیں کیا تھا، یہ خلق کی پہلی گواہی تھی ......(R_250)

اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے اللہ تو جانتا ہے، تو تو ہمارے ازلی رازوں سے واقف ہے، اس لئے تو گواہ رہ کہ اب ہم اس شہزادہ کو میدان کی طرف روانہ فرما رہے ہیں کہ جو تخلیق میں تمہارے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل شبیہ ہے، یعنی یہ شہزادہ اپنے مادۂ تخلیق میں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل شبیہ ہے، فرماتے ہیں خالق تو تو جانتا ہے جیسے تیرے نور میں سے تیرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ظاہر ہوا تھا، ویسے ہی اس میرے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا نور تیرے نور میں سے جدا ہوا تھا، ذرا امت کو بتا دے کہ یہ اکبر علیہ الصلوات والسلام نہیں بلکہ ☆الحسین منی وانا من الحسین علیہ الصلوات والسلام کی تفسیر ہے یہ بھی

☆اول ما خلق الله نوری کا مصداق نور ہے......(R_251)

دوستو! احادیث نورانیت سے جو شخص آشنا ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق کی وضاحت جو خود آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام نے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ

☆ان الـله خلق نور محمدؐ صلی الله علیه و آله وسلم من نور اخترعه من عظمته و جلاله و هو نور هویته الذی بدامنه و تجلیٰ لموسیٰ ابن عمران......(R_252)

اللہ تعالیٰ نے اپنی نور عظمت و جلال میں سے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اخذ فرمایا تھا، وہ نور کیا تھا؟ وہ اللہ کی ہویت ذات کا نور تھا، جس میں سے ان کے نور کو اختراع فرمایا گیا تھا اور جس کی ایک جھلک جناب موسیٰ سلام اللہ علیہ کو طور پر دکھائی گئی تھی، اور وہ کلیم اللہ ہونے کے باوجود اس نور کی ایک جھلک برداشت نہیں کر سکے تھے اور بے ہوش ہو گئے تھے...... یہ وہ راز تھا جس کو سوائے خالق کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس شہزادہ پاک کا نور اور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ایک تھا اس لئے اللہ کو گواہ بنایا جا رہا تھا کہ تو تو ہمارا محرم راز ہے، آج یہ بات کھول دے کہ یہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نہیں بلکہ

☆اول ما خلق الله نوری کا مصداق میدان کی طرف بھیج رہا ہوں

تاریخیں اٹھا کر دیکھو، سب لکھتے ہیں کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام جس طرف حملہ کرتے تھے شامی اور کوفی ملاعین ان کے سامنے تلوار نہیں اٹھاتے تھے

☆کان اهل الکوفة یکر هون عن قتله......(R_253)

ان پر تلوار اٹھانے سے اجتناب کرتے تھے اور لوگ ان پر حملہ کرنے کی جرأت بھی نہیں کرتے تھے، اکثر شامی اور کوفی یہی سمجھ رہے تھے کہ بیٹے کی امداد کیلئے آج خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کرنے تشریف لے آئے ہیں، اب خود سوچیں کہ اس راز کا گواہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کون ہو سکتا تھا

اس فرمان کا آخری حصہ تھا

☆وتجلی لموسیٰ ابن عمران

یعنی جب اس نور کا دیدار ہوا تھا تو جناب موسیٰ سلام اللہ علیہ کو بھی ہوش نہ رہا تھا

یہاں اس بات کی وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اس پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کو پاک پھوپھیوں نے پردے میں کیوں پالا تھا، یعنی اگر یہ نورِ ذاتِ ربِ اکبر بے نقاب ہوتا تو انبیاء کا جگر رکھنے والے بھی بیہوش ہو جاتے، امت کی کیا اوقات تھی

میں عرض کر رہا تھا کہ یہ گواہی ظاہری شباہت پر نہیں تھی بلکہ یہاں خالق کو مخفی رازوں کا گواہ بنایا جا رہا تھا، اَسرار مخفی پر گواہی دلائی جا رہی تھی

اس فرمان کا ایک پہلو ایسا بھی ہے کہ جس پر مجھ سے پہلے روشنی ڈالنے کی شاید کسی نے جرأت کی ہی نہیں ہے اور وہ پہلو مذکورہ بالا دونوں پہلوؤں سے اتنا اہم اور بلند ہے کہ غیر تو غیر ہمارے نور ماننے والے علماء بھی یہاں آکر ٹھہر جائیں گے، ماننے اور نہ ماننے کے درمیان متحیر ہو جائیں گے، کیونکہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شباہت کی تین کڑیاں بیان فرمائی تھیں () خُلق () خَلق () منطق

یہاں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اگر ''منطق'' کی بجائے ''کلام'' کا لفظ استعمال فرماتے تو اس سے لب ولہجہ کا تصور پیدا ہو سکتا تھا، مگر مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے خاص طور پر ''منطق'' کا لفظ کیوں استعمال فرمایا اور کلام کا لفظ کیوں استعمال نہیں فرمایا؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ ان کی شباہت کلامی نہیں، لب ولہجہ کی نہیں بلکہ منطقی ہے، مناسب ہو گا کہ میں اس خاص لفظ کی وضاحت کرتا چلوں

ہر مقرر و متکلم و مفسر و مبین کا یہ اصول ہے کہ گفتگو میں اہم پوائنٹ آخر پر رکھتا ہے یعنی عام سے ابتدا کرے گا اور خاص پر اختتام کرے گا، یعنی جوں جوں کلام کا

سلسلہ آگے بڑھائے گا پہلے کلام سے دوسرے کلام کا معیار بڑھاتا چلا جائے گا
اس کلمہ کے تحت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پہلے خلق کا ذکر فرمایا اس کے بعد اس سے بلند یعنی تخلیق کا ذکر فرمایا، اب اصول کلام کے مطابق اگلا پوائنٹ تخلیق سے بھی اہم اور بلند ہونا چاہیے، اس لئے اس آخری لفظ کو بڑی اہمیت حاصل ہے
اب ذرا غور کریں کہ فرمان ہے کہ یہ شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے منطق میں نطق میں
میں سوال کرتا ہوں میرا خالق تو گواہ ہے، ذرا بتا تو سہی کہ نطق سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی اہمیت کیوں حاصل ہے؟ آواز آتی ہے ذرا قرآن میں تلاش کر شاید تمہاری تسلی ہو جائے، سورہ النجم میں نطق سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے اللہ نے گواہی دی ہے

☆وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی...... (R_254)

جب تک وحی نازل نہ ہو میرے حبیب علیہ الصلوات والسلام کلام نہیں فرماتے
گویا شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے یہاں اللہ کو گواہ بنا کر یہ گواہی دلوائی ہے کہ اکبر علیہ الصلوات والسلام صرف میرا بیٹا ہی نہیں بلکہ صاحب وحی بھی ہے، یہ شہزادہ بھی اس وقت تک کلام نہیں فرماتا جب تک وحی نازل نہ ہو
نور ماننے والے علماء بھی آئمہ اطہار علیہم الصلوات والسلام کے نزول وحی پر توقف کرتے ہیں حالانکہ جہاں اللہ نے آئمہ کے دو گروپ بنائے ہیں اور آئمہ حق وہدیٰ علیہم الصلوات والسلام کی پہچان کروائی ہے تو فرمایا ہے کہ

☆و اوحینا الیھم فعل الخیرات......(R_255)

کہ آئمہ حق کے پر افعال خیرات کی وحی نازل ہوتی ہے

ایک بات سامنے آ گئی ہے تو اس کی بھی وضاحت کرتا چلوں کہ یہ وحی کیا ہے؟

دوستو! عوامی طور پر وحی کی دو وضاحتیں کی جاتی ہیں، پہلی وضاحت یہ ہے کہ وحی سے مراد جناب جبرائیل سلام اللہ علیہ ہیں جب تک جبرائیل سلام اللہ علیہ نہ آئیں اور آ کر کان میں بات نہ کریں سرور دو جہاں سلام اللہ علیہ کلام ہی نہیں فرماتے، خاموش بیٹھے رہتے ہیں کہ جبرائیل آئے گا اور سرگوشی کرے گا تو کلام فرمائیں گے

سچ کہوں تو یہ بات میرے دل کو نہیں لگتی، کیونکہ شب معراج دو مسافر چلے، ایک گائیڈ ہے یعنی راستہ بتاتا ہے، ایک منزل پر گائیڈ کے قدم رک گئے، شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کیوں رک گئے ہو؟ عرض کرتا ہے آقا یہاں سے ایک بال برابر آگے جاؤں تو جل جاؤں گا، وہ راستے میں یعنی سدرۃ المنتہیٰ پر رک گیا کیونکہ سدرۃ المنتہیٰ عالم تکوین کی آخری منزل ہے، اس سے آگے تکوینی مخلوق جا ہی نہیں سکتی، مگر شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام اَوادنیٰ تک پہنچے، نوے ہزار 90000 کلام ہوئی، رات بھی نوے ہزار سال کی ہوئی

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک کلام ایک ہزار سال کا ہوئی، ایک کلام اتنی طویل کہ زمینی اعتبار سے ایک ہزار سال کی

مگر بقولِ دیگر مشکل یہ ہے کہ یہ تو بولتے نہیں جب تک جبرائیل سلام اللہ علیہ نہ آئے اب سوچیں کہ یہ کلام کیسے ہوئی ہو گی

اب یا تو اس نوے ہزار کلام سے انکار کریں یا یہ بات مانیں کہ وحی کے معنی یہ نہیں جو عام طور پر لئے جاتے ہیں، اب لازم ہے کہ وحی کے دوسرے معنی تسلیم کریں کہ ان کی وحدتِ ذات ہے، ادھر مشیت اِلٰہی آمادۂ کلام ہوتی ہے، ادھر لب

ہائے سرورانبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متحرک ہوجاتے ہیں

اب ان میں سے جو معنی بھی سمجھیں، چاہے یہ سمجھیں کہ یہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام وہ شہزادہ ہیں کہ جب تک جبرائیل سلام اللہ علیہ نہ آئیں یہ کلام نہیں فرماتے

یا پھر یہ سمجھ لو کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی پاک زبان بھی اپنے پاک نانا کی طرح مشیت اِلٰہی کے ماتحت ہے کہ جب تک اللہ نہ چاہے یہ گفتگو فرماتے ہی نہیں، یا پھر یہ سمجھو کہ گویا یہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نہیں بلکہ خود خالق مصروف کلام ہے

☆اولنا محمدؐو اوسطنا محمدؐو آخرنا محمدؐو کلنا محمدؐ......(R_256)

اول اوسط اور آخر میں سب آ گئے، مگر لفظ ''کلنا'' کی تفسیر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اس بیٹے کو رخصت کرتے ہوئے فرمائی کہ لفظ کل میں ہمارا بچہ بچہ شامل ہے

سب مل کر دعا کریں اب ان کے انوارِ ازلیہ اِلٰہیہ کے انکشافِ جبروت کا وقت جلد آئے، ان کے جاہ وجلال کو ظاہر فرمانے والی ذات یعنی شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا ظہور وخروج جلدی ہو اور پاک گھر کو ابدی خوشیاں نصیب ہوں



آمین یارب العالمین



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍّ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللّٰہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 18

# ﴿میدانِ کارزار﴾

## روانگی اور انفرادی جنگ



عزاداران گرامی!

عاشور کا دن نہیں بلکہ قیامت کا دن ہے، مملکت حسن کے خداوند لاشریک نے اہل حرم کے ساتھ وداع فرمایا، بہتی ہوئی آنکھوں کے صدقات نچھاور کر کے ہر معظّمہ بی بی نے پیکر حسن ازل اور شہزادۂ ملک شباب علیہ الصلوات والسلام کو رخصت فرمایا بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے قدموں میں سر جھکا کر شفقت وکرم ذوالجلال کے حصول کے بعد شاگردانہ سعادت مندی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر ہاتھ لگا کر مظہر شجاعت حسینیہ میدان کی طرف روانہ ہوئے

جب رہوار میدان کی طرف روانہ ہوا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام راہوار کے پیچھے پیچھے چلتے آئے اور ان کا ہاتھ پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کی طرف دراز تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے

جس وقت میدان کے قریب پہنچے تو عقال نے خون کی بو محسوس کی، اس نے کان کھڑے کیئے، کنوتیاں اٹھائیں، جو اس امر کی علامت تھی کہ اب آگے خطرہ ہے

اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے عقال برق کمال کو ایڑ لگائی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اس وقت یہ آیت تلاوت فرمائی

☆ان اللہَ اصطفیٰ آدمَ و نوحاً وَ آل ابراھیم وآلَ عمرانَ علی العالمین ذریةً بعضُھا من بعضٍ واللّٰہ سمیع علیم ()......(R_257)

اللہ نے جناب آدم سلام اللہ علیہ و جناب نوح سلام اللہ علیہ وابراہیم سلام اللہ علیہ کو مصطفیٰ بنایا ہے اور آل عمران سلام اللہ علیہ کو بھی مصطفیٰ بنایا ہے اور بعض بعض کی ذریت ہیں اور اللہ سمیع وعلیم ہے

اس کے بعد کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے آسمان کی طرف نگاہ فرمائی اور فرمایا

☆اللھم امنعھم برکات الارض و فرقھم تفریقاً ومزقھم تمزیقاً و اجعلھم طرائق قدداً ولاترضا الولاۃ عنھم ابداًفانھم دعونا لینصرونا ثم عدوا علینایقاتلوننا...... (R_258)

اے رب ذوالجلال والاکرام ان ملاعین پر سے برکاتِ ارض کو روک دے اور ان کو تفرقہ اور پراگندگی کا شکار کر دے، اور ان کو وہ مزا چکھا جیسا کہ مزا چکھائے جانے کا حق ہے اور ان پر راہِ ہدایت مسدود فرما دے......تا آخر

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنے عقال کو ایڑ لگائی تو راہوار نے ہوا میں پرواز کیا، ادھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جاتے ہوئے بیٹے کی پشت پر نگاہ فرمائی اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا میرا خالق تو جانتا ہے کہ جس طرح اپنی ہستی کی یکتائی میں تیری ذات واحد و لاشریک ہے، جس طرح ساری کائنات میں تیرا محبوب ترین پیغمبر ایک ہی ہے، بعینہٖ اسی طرح تطہیر کے اس ماحول میں میرا یہ نورِ نظر اور لختِ جگر واحد و لاشریک ہے، اور تیری ذات بہتر جانتی ہے کہ میرے

پیار کا یہ محور و مرکز ہے، اب میں اسے بطور امانت تیرے سپرد کرتا ہوں، میرے فرزند و دلبند کی محافظ و نگران اب تیری ذات پاک ہے

مرقعِ جمالِ اِلٰہی، حسن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندہ گواہی، گلشن گلابانِ نزاکت، قمر شعاعانِ صباحت، حسن کائنات رخسار پر آراستہ کر کے، صباحت عالمین پیشانی مبین پر موزوں فرما کر، شباب سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبا قامت راست پر اوڑھ کر، حسن یوسفانِ دہر کی نعلین قدموں کے تصرف میں لا کر، شجاعت اِلٰہیہ کے عمامہ کو فرق مقدس پر درست فرما کر میدان میں آ کر اپنے رخِ انور سے ایک لمحہ کیلئے نقاب کو ایک طرف کیا تو کربلا کے دہکتے میدان میں حسن کی چاندنی کی کرنوں کی شبنم نے برس کر اس حدت کی شدت کو ایک دم ٹھنڈا کر دیا

صاحب نہضتہ الحسینیہ علامہ فاضل شہرتانی فرماتے ہیں کہ

☆اما الغلام فقد تجلی علی القوم بوجه رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اسلحة رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فرس رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نطق بنطق رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم......(R_259)

دشت ایمن کربلا میں طورِ عقال ذوالکمال کی بلندی پر حسن صاحب معراج اس طرح تجلی فزا ہوا کہ تمام تبرکاتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسم اطہر پر موزوں فرمائے ہوئے تھے، تلوار تھی تو وہ بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، زرہ تھی تو وہ بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، مغفر (خود) تھا تو وہ بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، پیراہن تھا تو وہ بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، عمامہ تھا تو وہ بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، حسن تھا تو وہ بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، اندازِ کلام تھا تو وہ بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، لب و لہجہ تھا تو وہ بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا، گویا شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات

والسلام نہ تھے خود سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹے کی نصرت کیلئے میدان میں تشریف لے آئے تھے

یہاں پر ایک شیعہ مسلّمہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مذہب کا یہ ایک مسلّمہ عقیدہ ہے کہ تبرکات سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے جسم پر پوری طرح موزوں نہیں ہوتے سوائے امام کے، اس لئے جب بھی کسی امام کو اپنی امامت کے ثبوت فراہم کرنا پڑے تو ان میں سے ایک یہ ثبوت بھی دیا کہ انہوں نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ بکتر پہن کر دکھائی کہ یہ دیکھو ہمارے جسم اطہر پر یہ مکمل طور پر فٹ ہے، اس سے ثابت ہوا کہ ہم ان کے صحیح جانشین ہیں

غالبًا صاحب بحار الانوار نے امام صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام کا اس طرح کا ایک واقع بھی نقل کیا اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ خصائص امامت میں سے ایک خصوصیت ہے (R_260)

اب اس مقام پر دیکھیں کہ شہزادہ علیؐ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو تمام تبرکات کے ساتھ آراستہ کیا گیا اور ہر چیز ان کے جسم پر مکمل طور پر موزوں ہوئی تو ثابت ہوا کہ یہ بھی عصمت کبریٰ کے مالک تھے اور یہ صرف شکل و شباہت کی حد تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تھے بلکہ ذات کے لحاظ سے بھی ان کا نورعین وہی نور تھا اور ان کا معیارِ عصمت وطہارت بھی کسی امام سے کم نہ تھا

یہاں یہ عرض بھی کرتا چلوں کہ اس دور میں جنگ کے دوران عام طور پر مسلسل طبل بجتے رہتے تھے اور ان کی بیٹ یا ردھم کئی قسموں کی ہوتی تھی

یعنی میدان خالی ہوتا تھا اور کوئی جوان تیار ہو رہا ہوتا تھا تو جنگ کے طبل ایک

علیحدہ ردھم کے ساتھ بجتے تھے، جب کوئی نوجوان میدان میں آکر مبارز طلبی کرتا تھا تو طبل کی بیٹ تبدیل ہو جاتی تھی، پھر جب جنگ شروع ہو جاتی تھی تو طبل کی ردھم اور بیٹ پہلے سے مختلف ہوتی تھی، جب کوئی نوجوان فتح پا لیتا تو طبل کی بیٹ بدل جاتی تھی اور فوجیں چونکہ دور دور تک پھیلی ہوئی ہوتی تھیں تو دور کھڑے ہوئے فوجی طبل کی ردھم سے ہی جنگ کی کیفیات کا اندازہ لگا لیا کرتے تھے

اس کا مظاہرہ ہمارے قدیم دیہاتی کھیلوں میں ہوتا تھا، جیسے ہمارے پنجاب کا ایک مقبول کھیل تھا ''کبڈی'' جب کبڈی شروع ہوتی تھی تو ساتھ ساتھ ڈھول پر ایک ردھم بجائی جاتی تھی، جب کوئی کھلاڑی مقابلہ کیلئے جاتا تھا تو ردھم اور ہوتی تھی، جب کھلاڑی بازی جیت لیتا تو پھر ردھم بدل جاتی تھی، اگر کھلاڑی پکڑا جاتا تو پھر ردھم تبدیل کر دی جاتی تھی، فتح اور شکست تک علیحدہ علیحدہ ردھم ہوتی تھی، کوئی جاننے والا شخص اس ردھم کو ہی سن کر سمجھ جاتا تھا کہ اب کیا ہو رہا ہے

ایسے ہی ماضی میں جنگوں کی کیفیت ردھم سے معلوم ہو جاتی تھی

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام میدان میں تشریف لائے تو اس وقت جنگ کے طبلوں کی ردھم بدل گئی، اس میں ایک ہلکا سا جوش آ گیا

## روایت یحییٰ شامی ملعون

لشکر شام کا ایک جرنیل جس کا نام یحییٰ تھا، وہ روایت کرتا ہے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرزند جس وقت میدان میں آئے تو چہرہ پر نقاب تھا عقاب پرواز کرتا ہوا میدان میں آیا، یہ ظالم کہتا ہے کہ ان کے آنے کا کسی کو معلوم

نہ تھا کہ اب کون سا جوان میدان میں آیا ہے، ادھر شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان میں آئے ادھر کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام ایک ٹیلے پر آچڑھے کہ جوان لعلؑ کی جنگ دیکھوں، یحییٰ شامی ملعون کہتا ہے کہ فاتح خیبر کے خیبر شکن بیٹے نے جس وقت رجز پڑھنا شروع کیا تو میں دیکھ رہا تھا کہ کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں نے برسنا شروع کیا، پاک شہزادہ نے ان الفاظ میں اپنا تعارف کروایا......(R_261)



انا علیؑ ابن الحسینؑ بن علیؑ
نحن وبیت الله اولی بالنبی
اضربکم بالسیف احمی عن ابی
ضرب غلام هاشمی علوی
و لا یزل الیوم احمی عن ابی
تالله لایحکم فینا ابن الدعی
والله لا یحکم فینا ابن الدعی
اطعنکم بالرمح حتی ینثنی



چن علیؑ اکبر پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنا تعارف اس انداز سے کرایا فرماتے ہیں کہ یوسف کنعان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوں، امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی خیبر شکنی کا وارث میں ہوں، امام سبز قبا علیہ الصلوات والسلام کے حسن ازل کا مرقعہ میں ہوں، اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام کی شجاعت کا دل میں ہوں، جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی پرواز کی روانی میں ہوں، جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کا جلال وہیبت میں ہوں، جناب ہاشم علیہ الصلوات والسلام کی سخاوت و وجاہت کا پیکر میں ہوں، زیارت گاہ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام میں ہوں، کردگار وفا وجلال علیہ الصلوات والسلام کا بہترین شاگرد

میں ہوں اور عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا کی آغوشِ تطہیر میں پلنے والا شہزادہ میں ہوں فرماتے ہیں کہ آج ہم اس وقت تک تلوار چلائیں گے کہ ہماری تلوار ٹیڑھی ہو جائے گی، آج ہم نے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت میں ذرا برابر کمی نہیں آنے دینا ہے اور ہمارے اوپر کسی حرام زادے کی حکومت نہیں چل سکتی

ہر فقرے پر یزدانِ وفا علیہ الصلوات والسلام بے ساختہ داد دیتے رہے اور روتے بھی رہے

یحییٰ ملعون کہتا ہے کہ جس وقت ہم نے سنا کہ میدان میں شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں تو تمام لشکر زیارت کرنے کی غرض سے اس مظہر حسن خداوندی کے چوگرد اکھٹا ہو گیا کیونکہ ہر شخص کو معلوم تھا کہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے لعلؑ کے حسن کے مقابلہ میں جناب یوسف سلام اللہ علیہ کا حسن بہت حقیر ہے ......(R_262)

میں نے قریب آکر دیکھا کہ ہمشکل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان میں گھوڑے پر سوار چہرے سے نقاب ہٹا کر لشکر شام کا جائزہ لے رہے ہیں، میں نے غور سے دیکھا، میں نے ان کی بہت قریب سے زیارت کی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا پیا سا لعلؑ بہت خوبصورت تھا، اٹھتی ہوئی بے عیب جوانی کی بہار اپنے جوبن پر تھی

☆ هو يومئذ ابن ثمانی عشر سنة و كان من اصبح الناس وجهاً واحسنهم وعليه جبة خزد كنآء وعمامة الموردة......(R_263)

وہ اٹھارہ سال کے جوان تھے اور ان جیسا صبح روشن کی طرح صبیح چہرہ میں نے کسی کا دیکھا ہی نہیں تھا، وہ بہت ہی خوبصورت تھے، پھر میں نے ان کے لباس کی طرف دیکھا تو انہوں نے آسمانی سرمئی رنگ کی عبا پہنی ہوئی تھی اور ان کے سر پر گلابی رنگ کا عمامہ گوری رنگت پر ایسے سج رہا تھا جیسے سنہری تاج کی کلس پر یاقوت

احمر کا حسن لاکھوں گنا دوبالا ہو جاتا ہے
انہوں نے جس وقت تک اپنے رخسار گل شکار پر نقاب دوبارہ نہ الٹا تو ہمیں ان کا رخِ روشن ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے سرمئی پہاڑی میں سے ہوریزن (Horizon) سے نکلتے ہوئے آفتاب عالم تاب کی سفیدی پھیلی ہوئی ہے، ان کے خوبصورت سنہری رنگ کی ٹھنڈی دھوپ میں کائنات کا حسن سمٹ کر آرام کرتا ہوا نظر آتا تھا افسوس یہ ہے کہ تین دن کی پیاس کی وجہ سے رخ انور کچھ زردی مائل نظر آتا تھا مگر رخ انور پر معصومیت کا گلشن عین جوبن پر تھا
سر اطہر پر سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک عمامہ بڑا پیارا لگ رہا تھا، شہزادہ کے چار گیسو تھے، دو نے پیشانی پر خم کھایا ہوا تھا، دو گیسو لہرا کر رخساروں پر آئے ہوئے تھے، جسم پر لوہے کی زرہ تھی، عمامہ کے ایک پلو سے تحت الحنک بنائی ہوئی تھی لب گلاب نما پیاس سے خشک تھے، پیشانی پر پسینے کے قطرے ایسے چمک رہے تھے جیسے طلائی زیورات میں ہیرے چمکتے ہیں، گلاب سے نازک رخسار زردی مائل تھے، صاحب نہضۃ الحسینہ فاضل شہرتانی لکھتے ہیں کہ☆
اما الغلام فقد تجلی علی القوم بوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اسلحۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و فرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نطق بنطق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ......(R_264)
شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے میدان میں اس رنگ کے ساتھ ظہور فرمایا کہ رخ انور تھا تو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، اسلحہ تھا تو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، راہوار تھا تو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، آواز تھی تو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، لہجہ تھا تو سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا، میدان میں آ کر پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام بڑی معصومیت کے

ساتھ لشکر شام کا جائزہ لینے میں مصروف تھے، چہرے پر معصومیت اور جلال کی آمیزش بڑی خوبصورت لگ رہی تھی، ایک ہاتھ پیشانی پر رکھ کر ایسے جائزہ لینے میں مصروف تھے جیسے نوخیز شیر ہرنوں کے غافل غول پر حملہ کرنے سے پہلے اپنی فراست کے ساتھ دیکھتا ہے اور سمت کا تعین کرتا ہے کہ حملہ کس طرف سے کرنا ہے

یحییٰ کہتا ہے کہ میں نے لشکر شام کی طرف دیکھا وہ سب زیارت کرنے میں مصروف تھے، ہر شخص ماحول سے بے نیاز ہو کر جلوۂ حسن میں ایسے مستغرق تھا کہ تلواریں ان کے ہاتھ سے گر چکی تھیں اور کسی کو احساس تک نہیں تھا

ہمیں مصر کی عورتوں پر عبرت ہوتی تھی کہ وہ حسن میں ایسے مستغرق کیسے ہوگئی تھیں کہ ان کو اپنے ہاتھوں کے کٹ جانے کا بھی احساس تک نہیں ہوا تھا

مگر آج ہمارے سامنے جناب یوسف سے لاکھوں درجہ زیادہ جاذبِ حواس حسن بے نقاب تھا کہ محسوس ہوتا تھا آج یوسف ہوتا تو اس کا حال ان عورتوں سے مختلف نہ ہوتا...... ہم اس حسن کے سمندر میں غرق کھڑے تھے کہ اچانک پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے پکارا......"ھل من مبارز" کوئی جوان ہے تو میدان میں آئے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا پیاسہ لعلؑ جنگ کرنے کیلئے تیار ہے

لشکر شام کو اس وقت اپنی زمین پر گری ہوئی تلواروں کا خیال آیا لیکن لشکر کے ہر فرد پر حسن و شباب کی جاذبیت اتنا اثر کر چکی تھی کہ کوئی میدان سے نکلنے کیلئے تیار ہی نہ تھا، اس لئے صاحبانِ مقاتل وروضہ لکھتے ہیں کہ

☆ اهل الكوفه والشام يتقون قتله

کوفہ اور شام کی فوجیں ان کے ساتھ جنگ کرنے سے کتراتی تھیں......(R_265)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے وہاں بہ زبان حال امت ملعون کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے بنی امیہ کے پروردہ کوفی اور شامی ملعونو! تم جتنا ظلم کرنا چاہو آج ہم تمہارے سامنے موجود ہیں، مجھ پر ظلم کرنے کی ہر حسرت آج پوری کرلو لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم پر اتنا احسان کرو کہ ہمارے پردہ دار تمہارے دست ظلم سے محفوظ رہیں، تم مجھ پر آج جتنا ستم کرو میں ہنسی خوشی برداشت کروں گا اور اگر مجھے اس امر کا یقین دِلا سکو کہ پردۂ تطہیر محفوظ رہے گا تو میں تمہارا احسان مانوں گا، تمہارے نیزوں، تیروں اور تلواروں کیلئے میرا جسم حاضر ہے، تم سب یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ ہر غیور آدمی کو اپنی جان سے پردہ زیادہ عزیز ہوتا ہے، ہمارے ساتھ شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں ہیں جن کا ہمارے بعد کوئی ہمدرد نہیں ہے، اگر ان کا پردہ محفوظ رہ سکے تو واللہ میں ہر ظلم سہنے پر راضی ہوں

اس کے بعد امت ملعون کو فرمایا کہ اب کسی جوان کو میدان کی طرف بھیجو

کافی دیر انتظار فرماتے رہے مگر کوئی ملعون میدان میں نہ آیا، جس وقت کوئی کوفی یا شامی میدان میں نہ آیا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے تلوار بے نیام کی اور اپنے عقال مثل براق کی باگیں اٹھائیں اور بیرق شرط الخمیس (یعنی لشکر کا وہ مرکزی مقام جہاں لشکر کے پانچوں حصے ملتے ہیں) پر حملہ فرمایا

☆یصول علیهم حملة اللیث الغضوب و یکشفهم عن الیمین و الشمال(R_266)

حملے کا انداز ایسا تھا جیسے زیبروں کے غول پر ایک غصب ناک شیر حملہ کرتا ہے

کوئی شامی کسی طرف بھاگا، کوئی کسی طرف بھاگا، اس پہلے حملے میں شہزادے نے 120 ملاعین کو فی النار کیا......(R_267)

اس زمانہ میں عرب میں دو کردار ایسے تھے کہ جنہیں بہادری اور شجاعت کی علامت سمجھا جاتا تھا، پہلے جناب سام بن نوح تھے جو اپنے وقت کے بہت بڑے بہادر و شجاع تھے اور عربوں میں شجاعت کی علامت تصور کئے جاتے تھے، دوسرا نریمان ایرانی تھا، جو ایران کا ایک بہادر روایتی کردار تھا، اس زمانہ میں عرب کے جو بڑے بڑے بہادر جوان ہوتے تھے اپنی آستینوں میں سام اور نریمان کے بت بطور اعزاز رکھتے تھے......(R_268)

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے حملہ کیا تو ان ملاعین کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے سام و نریمان کے بتوں کو آستینوں میں چھپا کر رکھنے والو! ذرا میدان میں قدم تو جماؤ، جس وقت تمام لشکر بدحواس ہوکر دوڑا تو پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے دوڑتے ہوئے لشکر کے پیچھے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا، ادھر تکبیر کی گونج آئی، ادھر دوڑتے ہوئے شامیوں کے ہاتھوں سے تلواریں گر گئیں، جو پیدل سپاہی تھے ان کو چشم فلک نے اٹھ اٹھ کر گرتا اپنی آنکھوں سے دیکھا، گھوڑے سواروں کو گھوڑے سے گرتا دیکھا اور کچھ تو ہیبت سے بھاگ بھی نہیں سکتے تھے

شہزادہ نے کچھ دور جا کر اپنے راہوار برق سوار کو روکا، خشک ہونٹوں پر زبان پھیری، پاک پیشانی سے پسینہ پونچھا، خیام کی طرف منہ کر کے کہتے ہیں

☆یا ابتہ العطش بابا جان پیاس لگی ہے

دراطہر سے پاک عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے نورِ نظر کی یہ کیفیت دیکھی، مرجھائے ہوئے چہرے پر نظر فرمائی تو خیام کی چوب پکڑ کر زمین پر بیٹھ گئیں، روتے ہوئے جناب فضہ سلام اللہ علیہا کو بلایا اور فرمایا کہ میرے بھائی کو جا کر عرض کریں کہ میرے نورِ

نظر کو واپس بلالیں، کر دگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو میدان میں بھیج دیں، میں نے تو اسے مشکلوں سے پالا تھا

ایک شامی کہتا ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی درد ناک آواز نے میرے دل پر اثر کیا، میں دوڑ کر اس ٹیلے پر آیا جہاں شہنشاہِ وفا علیہ الصلوات والسلام بیٹے کی جنگ دیکھ رہے تھے، میں ان کے قریب گیا اور عرض کی اے خداوند شجاعت کیا ایسے شہزادے کو اتنی پیاس میں میدان جنگ میں بھیجنا مناسب تھا؟ کیا اس کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا ساتھ نہیں ہیں، کیا ایسے بیٹوں سے جان پیاری کی جاتی ہے (R_269) میں سمجھتا ہوں کہ اگر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے یہ فقرہ سنا ہوگا تو ان کی پیشانی خیمہ کی چوب سے جا لگی ہوگی اور آہ نکلی ہوگی کہ میں نے تو جی بھر کر بیٹا بھی کبھی نہیں کہا تھا کر دگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے بھی شاید رو کر یہ فرمایا ہوگا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام مالک ہیں میں تو فقط ایک مجبور غلام ہوں، غلام کے ہوتے ہوئے سرداروں کا جنگ کرنا اچھا نہیں لگتا، اس کا تو سہروں کا موسم تھا

بیرق شرط الخمیس پر شہزادہ نے تین حملے کئے، حقیقت یہ تھی کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی غیرت کے پیکر ازلی کا وجود تھا جو سامنے چل پھر رہا تھا، مگر جگر کو پردے کا غم ختم کر چکا تھا، جسم میدان میں تھا مگر روح خیام کا طواف کر رہی تھی، تلوار کا ایک حملہ کرتے پھر مڑ کر دو مرتبہ خیام اقدس کی طرف دیکھتے تھے

## ﴿طلحہ بن طارق بن کثیر ملعون﴾

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے حملہ کر کے میدان خالی کیا تو پکار کر فرمایا کہ

اگر کسی کو مبارز طلبی کا شوق ہو یا جنگ فردہ کی کسی کے دل میں حسرت ہو تو سامنے آئے

اس وقت عمر ابن سعد ملعون نے اپنے لشکر روسیاہ کی طرف رخ کیا اور کہا کہ کوئی ہے جوان جو ضعیفی میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو جوان بیٹے کا صدمہ دکھلائے ؟

کسی شخص نے جنگ پر آمادگی کا اظہار نہیں کیا، بلکہ محسوس ہوتا تھا کہ جیسے سب کے سروں پر پرندے بیٹھ گئے ہیں اور وہ سر ہلائیں گے تو پرندے اڑ جائیں گے

ابن سعد ملعون نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی، یہ ملعون جس کی طرف پر امید نظروں سے دیکھتا تھا وہ سر جھکا لیتا تھا، جس وقت یہ ملعون نا امید ہوا تو اس نے لشکر میں کھڑے ہوئے مشہور پہلوانوں کی طرف رخ کیا، سب سے پہلے اس کی نگاہ طارق بن کثیر پر پڑی، یہ ملعون دو بیٹوں کو دائیں بائیں لے کر سلاح جنگ سے لیس ہو کر غرقِ آہن تھا، ابن سعد ملعون نے اس کی طرف نگاہ کی اور کہا کہ

☆ فقال له انت الذی تاکل نعمة الامیر و تاخز منه العطایا الکثیر فاخرج الی هذا الغلام......(R_270)

ارے بد بخت! تو نے تمام زندگی دربار شام کا نمک کھایا ہے اور تمام زندگی دربار شام کی ہڈیوں پر پلا ہے، اب اس شہزادے کے مقابلہ میں بھی تو جا

طارق ملعون نے جواب دیا کہ ملک رئے (طہران) کی حکومت تو نے لینا ہے، ہم نے نہیں، اب موت کے منہ میں سر دینے کا پہلا حق تیرا بنتا ہے، تو کیوں نہیں جاتا؟

ابن سعد ملعون کہتا ہے کہ تو بھی کوئی انعام مانگ لے تجھے بھی مل جائے گا

طارق بن کثیر ملعون پوچھتا ہے ہمیں کیا انعام ملے گا

ابن سعد ملعون نے کہا کہ موصل کی جاگیر انعام میں ملے گی، موصل کی حکومت کا میں ضامن ہوں، یہ ملعون کہتا ہے کہ مجھے یقین نہیں آتا، ابن سعد ملعون نے اپنی انگوٹھی اتار کر اس کی طرف اچھال دی، جو اس نے اچک لی، ہاتھ میں پہن کر اس نے اپنے دائیں بائیں نگاہ دوڑائی، اس کے ساتھ اس کے دو بیٹے کھڑے تھے ان کو اس ملعون نے اشارہ کیا اور آگے چل پڑا......(R_271)

یہ بہت بڑا مشہور آزمودہ کار اور تجربہ کار جنگجو تھا، اس کا بڑا بیٹا طلحہ بھی بہت بڑا جنگ باز مانا جاتا تھا، طارق ملعون نے سب سے پہلے اپنے بڑے بیٹے سے کہا کہ تو بھرپور جوان ہے اور سامنے ناز و نعمات کا پلا ہوا شہزادہ ہے، تو جا کر ان سے جنگ کر، یہ ملعون باپ کی بات سن کر میدان میں آیا، اس کے ہاتھ میں ایک طویل نیزہ تھا، اس ملعون نے رجز پڑھی ......(R_272)

☆ انا صاحب الرمح الطویل............میں دراز نیزے والا جوان ہوں

## ﴿ رجز طلحہ بن طارق ملعون ﴾

میں طارق ابن کثیر کا وہ بیٹا ہوں جس کے مقابلہ کا جوان دنیا میں ہے ہی نہیں، اور میں جنگ کے وہ فنون جانتا ہوں کہ جن کا جواب نہیں، جس پر میں وار کرتا ہوں سوائے موت کے اس کے پاس کوئی چارہ نہیں ہوتا، مجھے کبھی کسی پر رحم نہیں آیا ہے میرے نیزہ کے ایک وار سے جوانوں کے جگر کانپتے ہیں، اور میں ہزاروں جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر آج تک ناقابل شکست ہی رہا ہوں

جس وقت اس ملعون نے یہ بکواس کی تو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے قوتِ فاتح

خیبر بن کر جواب دیا اور فرمایا

﴿ رجز شہزادہ پاک ﴾

دور کڑھے ہو کر ڈینگیں مارنا جوانوں کو زیب نہیں دیتا، میدان جنگ میں زبان کا ہتھیار گارگر ہوتا ہی نہیں ہے، اگر بازو میں قوت ہے تو آگے بڑھ کر اپنی جنگ کے جوہر دِکھا، اور جس ہتھیار کے استعمال پر تجھے ناز ہے اسے آزما کر دیکھ لے، مگر یاد رکھ کہ اس وقت اپنے وقت کا امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب تیرے سامنے جنگ آزما ہے، اور میرے ہاتھ میں شعلہ بار برقِ قضا ذوالفقارِ حیدری کی شکل میں موجود ہے جو ایک اشارہ سے دشمن کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے اور سنبھلنے کا موقعہ بھی نہیں دیا کرتی، مجھے اپنی جرأت پر ناز و فخر ہے کیونکہ میں خالق اکبر کا وہ گوہر نایاب ہوں کہ قدسی عرشِ اِلٰہی سے جس کی زیارت کو آتے ہیں

جس وقت اس ملعون نے کلام عبرت انجام سنی تو وہ ملعون اپنا 16 بند کا نیزہ اٹھا کر بدمست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا اور نیزے کو انگلیوں میں گھما تا ہوا آگے بڑھا

جس وقت یہ ملعون قریب آیا تو اس نے نیزہ کو گردش دی، حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو جناب عباس علیہ الصلوات والسلام نے آواز دی بیٹا! تلوار کو نیام میں ڈالو اور ہاتھ میں صرف ڈھال رکھو، شہزادہ نے تلوار نیام میں ڈال کر ڈھال کو ہاتھوں میں لیا

یہ ملعون قریب آیا اور بڑے تکبر و غرور کے ساتھ کہتا ہے کہ اے شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جوانی پر رحم کرو اور ہتھیار پھینک دو، مجھے تمہارے بچپن پر ترس آتا ہے، مجھے تم سے جنگ کرتے ہوئے شرم آتی ہے

شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اب لاف زنی کا فائدہ نہیں، ہمارے خون میں

خیبر شکنی کے جو ہر بھرے ہوئے ہیں ذرا اپنا نیزہ آزما، اس ملعون نے نیزے کا وار کیا، سرکار وفا علیہ الصلوات والسلام کے بہترین شاگرد نے آتے ہوئے نیزے کی انی سے پکڑ کر اس انداز میں جھٹکا دیا کہ یہ گھوڑے سے گرتے گرتے بچا، اس نے بڑی مشکل کے ساتھ اپنا توازن برقرار رکھنے کیلئے نیزہ چھوڑ دیا

پھر اس ملعون نے بلا توقف تلوار نیام سے نکالی اور حملہ آور ہوا

عرب کے ماہرین فن جنگ کا دستور یہ تھا کہ حملے کا تبادلہ کرتے تھے یعنی ایک وار خود کرتے اور دوسرا مد مقابل کو کرنے دیتے، مگر اس ملعون نے عرب کے قانونِ جنگ کو بالائے طاق رکھ کر تلوار کے مسلسل ستر وار کیئے، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے ہر حملے کو ڈھال پر روکا، اس نے اندھا دھند وار کرنا شروع کیئے، گھوڑوں کی ٹاپوں سے گرد و غبار کے بادل چھا گئے، ان بادلوں میں تلواریں ایسے چمکتی تھیں جیسے ساون کے بادل میں بجلی چمکتی ہے

شہزادہ نے بائیں ہاتھ سے اس ملعون کے دیوانہ وار حملوں کو روکا اور دائیں ہاتھ سے نیزے کو بلند فرما کر نعرۂ تکبیر بلند فرمایا، نعرۂ تکبیر کی کڑک میں یہ حواس باختہ ہوا اور ایک لمحہ کیلئے اس کی تیغ رکی، اسی اثنا میں شہزادے نے نیزے کا حملہ کیا

نیزہ اس ملعون کے سینہ سے گزر کر دو ہاتھ پشت کی طرف سے باہر نکل گیا(R_273)

پاک شہزادے نے اس ملعون کے ناپاک جسم کو تول کر سر کے اوپر گردش دے کر پھینکا، یہ ملعون چوبیس 24 قدموں پر جا گرا، لشکر شام نے بے ساختہ داد دی

جس وقت یہ ملعون اپنے انجام کو پہنچا تو طارق ملعون کا چھوٹا بیٹا میدان میں آیا مگر اس نے کیا جنگ کرنا تھی، پہلے حملے ہی میں اس ملعون کی گردن سے تلوار ایسے پار

ہوئی جیسے تیز چھری مولی سے پار اترتی ہے

جس وقت طارق بن کثیر ملعون نے یہ منظر دیکھا تو اس نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے بھائی ثبیت بن کثیر کی طرف نگاہ کی، اور کہا کہ اب وقت ہے کہ تو اپنے بھتیجوں کا انتقام لے، تو میدان میں جا......(R_274)

ثبیت بن کثیر میدان میں آیا، مگر اس کا حوصلہ پہلے ہی پست ہو چکا تھا، اس نے آکر دفاعی جنگ کی، یہ ملعون بھی فی النار ہوا، جس وقت اپنے دو بیٹوں اور بھائی کا انجام دیکھا تو طارق ملعون کو سوچنے کا ہوش ہی نہ رہا، یہ ملعون غصے سے پاگل ہو کر میدان میں آیا اور قریب آکر اس ملعون نے رجز کے رنگ میں لاف زنی شروع کی کہ......(R_275)

## ﴿رجز طارق ملعون﴾

میں وہ ہیبت ناک جوان ہوں کہ جسے سارا عرب مانتا ہے

میں وہ جرأت خیز چٹان ہوں کہ جسے کوئی تلوار کاٹ نہیں سکتی

میں وہ پتھر دل انسان ہوں کہ جسے کسی پر کبھی رحم نہیں آیا

میں بہادری کا وہ طوفان ہوں کہ جس کے سامنے رستم، سام اور نریمان ہیچ ہیں

میں وہ فولادی کمان ہوں کہ جس سے نکلا ہوا تیر پہاڑوں کا سینہ چاک کر دیتا ہے

میری رگوں میں خون کی بجائے لاکھوں بجلیاں کوندتی ہیں کہ جن کی ہیبت سے دل کانپ جاتے ہیں

مجھے پہچانو کہ میں طارق ابن کثیر ہر مقابل کیلئے موت کا پیامبر ہوں

جس وقت اس ملعون نے یہ رجز پڑھی تو پاک شہزادے علیہ الصلوات والسلام کو جلال آ گیا انہوں نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا کر اس ملعون کے جواب میں فرمایا کہ

## رجز شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام

فرماتے ہیں کہ اے ملعون اب اپنی بکواس بند کر اور سن کہ

طاقت اور جرأت کا سکندر میں ہوں، جس کی ذات پر تمام بنی ہاشم ناز کرتے ہیں میں وہ ہمشکل پیغمبر میں ہوں، اپنے وقت کا شیر غضنفر میں ہوں، حیدرؑ و صفدر میں ہوں، کرار و غیر فرار میں ہوں، تم اپنے آپ کو اگر مرحب و عنتر سمجھتے ہو تو جان لو کہ آج کا فاتح خیبر میں ہوں، اس لشکر کفار کیلئے داورِ محشر میں ہوں، مجھے پہچانو کہ میرا نام علیؑ الاعلیٰ علیہ الصلوات والسلام ہے اور مولا امام حسین علیہ الصلوات والسلام کا نورِ دیدہ و دل علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام میں ہوں

اگر چہ میں تین دن کا پیاسہ ہوں مگر مجھے اس بات کی ذرہ برابر پرواہ تک نہیں ہے کیونکہ آج میری تیغ دشمن کے خون کی مجھ سے زیادہ پیاسی ہے اور یقین جان کہ آج میں اپنی تلوار کی پیاس تیرے نجس خون ہی سے بجھاؤں گا

یہ طارق ابن کثیر ملعون اپنے وقت کا بہت بڑا ماہر حرب وضرب تھا، اس ملعون نے سامنے آکر تلوار کے ساتھ تلوار ٹکرائی، دائیں ہاتھ کے ساتھ تلواریں ٹکرائیں تو قبضے کے ساتھ قبضہ مل گیا اور زور آزمائی شروع ہوگئی

صاحب حدائق الانس لکھتے ہیں کہ اس دوران اس ملعون نے اپنا بائیاں ہاتھ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے گریبان میں ڈالا، جس وقت اس ملعون نے شہزادہ

پاک علیہ الصلوات والسلام کے گریبان میں ہاتھ ڈالا ہوگا تو کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے دل کی کیا کیفیت ہوگی یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے......(R_276)

جس وقت اس ملعون نے بائیاں ہاتھ گریبان میں ڈالا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے قضا کے شہباز کی طرح اپنے بائیں ہاتھ میں اس ملعون کی گردن پکڑ لی، یہ ایسے پھڑ پھڑایا کہ جیسے شہباز کے پنجے میں کوئی بے بس پرندہ تڑپتا ہے، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے جھٹکا دے کر اس ملعون کو گھوڑے سے نیچے پھینکا، ابھی یہ ملعون سنبھل نہ پایا تھا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنی تلوار کو بلند فرما کر نعرۂ تکبیر کی آواز بلند کی اور اسی آواز میں تلوار کا وار کیا تو یہ ملعون دو ٹکڑے ہو کر گرا پکار کر فرماتے ہیں کہ تم نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے لخت جگر کو کیا سمجھا تھا؟

تاریخ گواہ ہے کہ اس ملعون ک ء فی النار ہونے پر دشمن کے لشکر سے داد و تحسین کی ایک شور بلند ہوا، سب نے بڑے جوش کے ساتھ داد دی

اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے خیام کی طرف رخ کیا اور عرض کی

☆يَا اَبَتَه اَلعَطشُ قَد قَتَلَنِی وَ ثِقلُ الحَدِیدِ اَجھَدَنِی فَھَل اِلیٰ شَربَۃً مِنَ المَاءِ سَبِیلُ اَتَقَوّیٰ بِھَا عَلَی الَاعدَاءِ......(عمومی ترجمه)......(R_277)

عمومی ترجمہ...... بابا جان یہ میری پیاس بڑی جان لیوا ہے، لوہے کا وزن بوجھل ہو رہا ہے، کیا ہمیں پانی مل سکتا ہے کہ جس سے ہم دشمن کے مقابلہ میں تقویت حاصل کر سکیں

میں عرض کروں گا کہ جس وقت شریکۃ الحسینؑ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے بیٹے کی آواز سنی ہوگی تو ان کے دل پر کیا گزری ہوگی؟ دل کہتا ہے کہ انہوں نے یہ فرمایا ہوگا

میں نے تو اپنے نورِ چشم کو بڑی مشکلوں سے پالا تھا، اگر میرا لعلؑ نیند میں بھی پانی طلب کرتا تھا تو میری بیٹیاں تمام رات پانی کا جام لے کر کھڑی رہتی تھیں، میرے لئے یہ بات قیامت سے کم نہیں ہے کہ چن علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام پانی طلب کرے اور عونؑ علیہ الصلوات والسلام کی ماں شرم سے سر جھکا لے

یہاں پر ایک بات عرض کرتا چلوں کہ یہ بھی ایک علیؑ علیہ الصلوات والسلام تھے، ایک ان کے جد اطہر بھی علیؑ علیہ الصلوات والسلام تھے، انہوں نے بھی جنگیں کی تھیں، یہ بھی جنگ کر رہے تھے، فرق صرف اتنا ہے کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا دستور تھا کہ جب تک مصروف جنگ رہتے تھے جناب قنبر سلام اللہ علیہ کے کاندھوں میں پانی کی مشک رہتی تھی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو جس وقت پیاس محسوس ہوتی تھی آواز دیتے تھے قنبر جناب قنبر فوراً پانی پیش کرتے تھے

مگر یہاں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا امیر بیٹا حملے کے بعد پانی طلب کرتا ہے، سرکار امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کسی وقت فرماتے میری زبان چوس لے، رو کر عرض کرتے بابا جان آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے، کسی وقت جیب میں سے ایک سیب برآمد فرما کر فرماتے کہ اس کی خوشبو حاصل کرو، کسی وقت اپنی یاقوت کی انگوٹھی ان کے دہن مبارک میں دیتے

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام دورانِ جنگ تین مرتبہ خیام میں واپس آئے

پہلی مرتبہ عرض کی ......☆یا ابته العطش

اس مرتبہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جنت کا سیب برآمد فرمایا اور لخت جگر کو اس کی

خوشبو حاصل کرنے کا حکم فرمایا، پھر واپس تشریف لے گئے، اس مرتبہ انہوں نے بکر بن غانم ملعون سے جنگ کی ...... (R_278)

دوسری مرتبہ پھر واپس آئے اور آ کر عرض کی

☆یَا اَبَه اَلعَطش فَهَل اِلیٰ شَربَةً مِنَ المَاءِ سَبِیل......

بابا جان بہت پیاس ہے کیا پانی کا بندوبست ہوسکتا ہے؟

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ان کے دہن مبارک میں اپنی زبان دی

اس کے بعد واپس تشریف لے گئے اور میدان میں ایک اجتماعی حملے کا سامنا کیا اور کافی زخمی ہوکر واپس تشریف لائے، پھر آ کر عرض کی

☆یَا اَبَتَا ثِقلَ الحَدِیدِ اَجهَدَنِی

بابا جان لوہے کے وزن نے ہمیں تھکا دیا ہے حدید کا وزن ناقابل برداشت ہے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنی انگوٹھی ان کے لب ہائے اطہر کے ساتھ مس فرمائی

اس بات میں جو راز مخفی ہیں ان پر عرفاء نے بہت اچھی بحث کی ہے جو انشاء اللہ اگلی نشست میں بیان کروں گا، یہاں میں صرف جنگ کی تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں ......، میں عرض کر رہا تھا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پہلی مرتبہ پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کے سامنے تشنگی کا اظہار کر کے واپس میدان کی طرف روانہ ہوئے

## دوسری جنگ

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام میدان کی طرف روانہ ہوئے، ادھر لشکر شام نے اپنی فوج دوبارہ ازسرنو مرتب کی، اب ابن سعد ملعون کسی ایسے جوان کی تلاش میں تھا

کہ جس کو وہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے مقابلہ میں موزوں سمجھ کر بھیجے، یعنی برابر کا جوڑ ہو، اس ملعون نے تمام لشکر پر نگاہ کی، لشکر کی پچھلی صف میں ایک جوان کھڑا تھا جو اپنے زمانہ کا بہت بڑا جوان مانا جاتا تھا

یہاں پر یہ وضاحت کرتا چلوں کہ قدیم عرب کے جو نامی گرامی جوان ہوتے تھے وہ کسی عام آدمی کے مقابلہ کیلیئے جاتے ہی نہیں تھے، بلکہ جنگ کے موقعہ پر وہ اپنے اپنے قبائل کے لشکر میں موجود رہتے تھے اور بوقت ضرورت اپنی سائیڈ سے نکل کر آتے جس سے سب کو معلوم ہو جاتا تھا کہ فلاں قبیلے کا فلاں نوجوان کون سے رینک یا معیار کا ہے

تمام جنگی نوجوان کل عرب کے جنگ بازوں اور نامور جوانوں کے نام سے آشنا ہوتے تھے اور جنگ کے موقعہ پر بعض اوقات اپنی ناموری کے اظہار کیلیئے خصوصاً ان کے ساتھ جنگ کرنے آتے تھے تاکہ وہ اپنے آپ کو جنگجو جوان ثابت کرسکیں واقعہء کربلا میں بہت سے نوجوان کسی خاص دشمنی کی وجہ سے نہیں آئے تھے بلکہ وہ کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی جنگ صفین کے قصے سن کر صرف ان کے ساتھ جنگ کر کے اپنی شجاعت کا لوہا منوانے آئے تھے اور ان کی نگاہ صرف شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام پر تھی یعنی وہ اس انتظار میں تھے کہ جب وہ میدان میں آئیں تو ہم صرف انہی کا مقابلہ کریں گے، اس لئے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر پر فرمایا تھا کہ عباس بھائی علیک الصلوات والسلام اب تمہارے بعد وہ آنکھیں سکون کی نیند کریں گی جو تمہارے خوف سے گزشتہ کئی راتوں سے سو نہیں سکیں تھیں

(R_279)

یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ جتنے ملاعین کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ کرنے کی حسرت لے کر آئے تھے ان سب کو باقی شہزادگان علیہم الصلوات والسلام نے آرام کے ساتھ جہنم پہنچا دیا تھا

آمدم بر سر مطلب

عمر ابن سعد ملعون نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے مقابلہ کیلئے جو جوان منتخب کیئے ان میں سے پہلے اس نے طارق ابن کثیر کو مقابلہ کیلئے بھیجا، یہ بھی شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ کرنے کی حسرت ناکام لے کر آیا تھا، اس ملعون نے پہلے اپنے بیٹوں کو بھیجا تھا کہ میں کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ کروں گا، ایسے ہی ارزق شامی ملعون تھا تو اس نے بھی پہلے بیٹوں کو بھیجا تھا کہ خداوند کارزار شہنشاہ وفا جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا تھا

ان جنگی جوانوں میں سے ایک بکر ابن غانم ملعون بھی تھا، یہ بھی یہی خواہش لے کر آیا تھا کہ میں یزدانِ جاہ وجلال علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ کروں گا، اس لئے یہ پچھلی صف میں کھڑا تھا...... (R_280)

یہاں پر یہ وضاحت کرتا چلوں کہ لشکر شام میں 10 ملاعین ایسے تھے جو عمر بن عبدود کی طرح ایک ہزار جوانوں کے برابر تصور کیئے جاتے تھے اور یہ سب کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے خصوصی طور پر آئے تھے، ان میں سے ایک طارق ابن کثیر ملعون تھا، دوسرا بکر بن غانم ملعون تھا، تیسرا مصرع بن غالب ملعون تھا، ایسے ہی مارد بن صدیف ملعون تھا، ارزق شامی ملعون تھا، ایسے ہی دوسرے

ملاعین بھی تھے

ان نامور پہلوانوں میں یہ بکر ابن غانم ملعون بھی تھا جو ایک ہزار جوان کے ساتھ اکیلا لڑنے کی صلاحت رکھتا تھا

جس وقت عمر ابن سعد ملعون نے لشکر میں نگاہ کی تو اس کی نگاہ بکر ابن غانم پر پڑی اس ملعون نے مالک بن نسر جہنی ملعون سے کہا کہ تم جا کر بکر بن غانم ملعون کو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ کرنے کیلیئے آمادہ کرو، وہ ملعون اس کے قریب آیا اور اس کو کہا کہ ابن سعد ملعون چاہتا ہے کہ جو انعام ہم نے طارق بن کثیر کیلیئے مقرر کیا تھا تیرے لئے بھی وہی انعام ہے، تو اس شہزادہ کے ساتھ جنگ کر

اس نے جواب دیا کہ طارق ابن کثیر ملعون میرا دوست تھا، میں اس کا انتقام لینے ضرور جاتا مگر میں کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ کرنے کیلیئے آیا ہوں، اس نوجوان شہزادہ کے ساتھ جنگ کرنے کیلیئے ان کے عمر کے کسی جوان کو بھیج دو، میرا ان کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اس نوخیز اور نازک اندام شہزادہ کے ساتھ جنگ کرنا میری توہین ہے

مالک بن نسر جہنی ملعون کہتا ہے کہ یہ ہم تم فرق سمجھتے ہیں کہ یہ ان کا جوان ہے، یہ بچہ ہے، یہ ضعیف ہے، مگر حقیقت میں ان کے سب افراد ایک جیسے ہیں، نہ کوئی بچہ ہے اور نہ کوئی ضعیف ہے بلکہ تو ہر فرد کو اپنے زمانہ کا خیبر شکن سمجھ، ان کا بچپن بھی ایسا ہوتا ہے کہ روزِ اول ابو جہل جیسے جوانوں کا منہ پھیر دیتا ہے، یہ شہزادہ تو پھر بھی 18 سال کا ہے

المختصر بکر ابن غانم ملعون تیار ہوا، یہ گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آیا اور دستور

کے مطابق اس ملعون نے رجز پڑھنا شروع کی ...... (R_281)

## ﴿ رجز بکر بن غانم ملعون ﴾

یہ ملعون بڑے جارحانہ انداز میں گویا ہوا کہ اے شہزادے ہمارے نامی گرامی جوانوں کا مار کر نازاں نہ ہو، جو میرے ساتھ پنجہ آزما ہوتا ہے تو یقیناً اس کی قسمت ہی خراب ہوتی ہے، میں جنگ کو زیادہ طول کبھی نہیں دیتا اور چشم زدن میں ہی فیصلہ کن وار کرتا ہوں، اور جس کر سر پر میری تلوار بلند ہو اس کا ٹھکانہ قبر ہی ہوتا ہے، میں وہ سفاک ہوں کی مقابل کی کراہوں سے لطف اندوز ہوتا ہوں، مجھے تمہارے ہاتھوں مرنے والوں کا اتنا احساس ہے کہ اب میں ایک زخمی شیر بن کر آیا ہوں، میں نے اپنے دوست طارق کا بدلہ لینا ہے، اب غفلت سے بیدار ہو کر میرے مقابل آؤ اور اگر جرأت ہے تو میری تیغ کی ضرب روک کر دِکھاؤ

اس کے جواب میں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے رجز پڑھی ......فرماتے ہیں

## ﴿ رجز شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام ﴾

فرماتے ہیں کہ میدان جنگ میں زبان درازی بے فائدہ ہوتی ہے اس لئے خاموش ہو اور میری بات سن کہ میں اسد اللہ الغالب علیٰ کل غالب کا فرزند ہوں اور جنگ ہمارے گھر کی میراث ہے، مجھے خلاقِ عوالم نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقط شکل عطا نہیں فرمائی بلکہ انہی صفات سے بھی متصف کیا ہے، میری رگوں میں شجاعت حیدری خون بن کر جولان کرتی ہے، جس وقت میری تلوار خون کی لہروں میں نازاں ہو کر شناوری کرتی ہے تو ملک الموت کے چہرے پر بھی

موت کی زردی چھا جاتی ہے، چونکہ میں سخی اور کریم گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے تجھے پہلے موقعہ عطا کرتا ہوں کہ اپنے فن کو مظاہرہ کر لے کیونکہ جب میری ذوالفقار نیام سے باہر آئے گی تو پھر تجھے شاید موقعہ ہی نہ مل سکے، جس طرح میری جد اطہر جناب امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام نے اژدہا کو دو ٹکڑے کیا تھا اسی طرح آج میں تمہاری آنکھ بھی نہیں جھپکنے دوں گا اور تمہیں چیر پھاڑ کے رکھ دوں گا

میدان کربلا میں ایک طرف فوجوں کا ہجوم ہے، دوسری طرف جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کی مختصر فوج باقی رہ گئی ہے، ان دونوں کے درمیان میں بکر ابن غانم ملعون شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ ہمکلام ہے اور جنگ کیلئے تیار ہے

تمام لشکر شام وکوفہ اس جنگ کے فیصلہ کا منتظر ہے کہ کون جنگ کا آغاز کرتا ہے اور کیا انجام ہوتا ہے

بکر ابن غانم ملعون نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی رجز بڑے تحمل کے ساتھ سنی، اس کے بعد اس ملعون نے اپنے نیام سے تلوار برآمد کی اور آہستہ آہستہ اپنے گھوڑے کو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی طرف بڑھایا اور اپنے سر سے تلوار کو گردش دینا شروع کی، ادھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی نگاہ پڑی تو ان کے رخ انور پر زردی چھا گئی اور آپ باہر نہ رکے بلکہ جلدی سے اس خیمہ میں تشریف لے آئے جہاں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک تشریف فرما تھیں

علامہ دربندی لکھتے ہیں

☆فلما برز تغير لون الحسين عليه الصلوات والسلام فقالت ام الاكبر صلوات الله عليها مما تغيرت لونك يا سيدى لعله مد اصابه شي؟...... (R_282)

جس وقت وہ ملعون مقابل ہوا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا، خیام میں آئے، شہزادے کی والدہ پاک نے رخ انور کی تلاوت کی، چہرے پر زردی نظر آئی، رو کر دریافت کیا آقا میرا بیٹا خیریت سے تو ہے؟

☆ قال لا ولکن قد برز الیه من یخاف الیه من فادعی لولدك علی فانی قد سمعت من جدی رسول الله صلی الله علیه و آلهٖ وسلم ان دعاء الام یستجاب فی حق ولدها (R_283)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ آپ کے لعلؑ پر مشکل وقت ہے، اب جو ملعون ان کے مقابلہ میں آیا ہے یہ کہنے کو ایک ہزار جوان کے مقابلے کا مانا جاتا ہے مگر ہے مگر کئی ہزار جوان اس ملعون کے سامنے ہیچ ہیں، اب آپ اپنے بیٹے کے حق میں دعا فرمائیں کیونکہ ہم نے اپنے جد اطہر سے سنا تھا کہ ضعیف ماں کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں ہمیشہ منظور ہوتی ہے اور کبھی رد نہیں ہوتی، آپ بھی اپنے لعلؑ کی سلامتی کی دعا فرمائیں، ادھر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے دعا کا اہتمام کیا

☆ فجردت راسها و هی فی الفسطاط و دعت له الی الله عزوجل بالنصر علیه

انہوں نے اپنے سر سے ردا ایک طرف کی اور اپنے لعل کو رو رو کر دعا فرمائی

(R_284)

ادھر میدان کی یہ کیفیت ہے کہ بکر ابن غانم ملعون شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے قریب آیا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنی تلوار نیام سے برآمد فرمائی، اس ملعون نے حملہ کیا، تلواریں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا رہی تھیں، اہل لشکر کو اس مقابلہ میں ایک نادر جنگ جوئی کا مظاہرہ نظر آیا، اور تمام لشکر دونوں تلواروں کے چلن پر دل کھول کر داد دے رہا تھا

☆ وجری بینهما حرب شدید انخرق درع بکر ابن غانم من تحت ابطه (R_285)

یہ ایک قیامت خیز جنگ تھی اور اس جنگ کے دوران بکر ابن غانم کی زرہ بغل سے پھٹ گئی، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ کی مگر موقعہ کی تلاش میں تھے، تلواروں کے اس رد و بدل کے دوران شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس ملعون کی تلوار کو اپنی تلوار کے ساتھ ایسے اٹکایا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی، اس ملعون نے اپنی دوسری تلوار کمر سے کھولنے کا ارادہ کیا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنی تلوار کی نوک اس ملعون کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اس کا سر اونچا کیا اور فرمایا کہ شیخیاں تو بہت بگھارتا تھا مگر حقیقت میں تو تلوار کے استعمال سے بھی ناآشنا ہے

آج ہم نے تلوار نیام سے باہر اس لئے نکالی ہے کہ واپس نیام میں نہیں ڈالیں گے اور اگر ہماری تلوار کو نیام کی ضرورت محسوس ہوئی تو تم شامیوں اور کوفیوں کے جسموں کو اپنی تلوار کا نیام بنائیں گے، اب ہماری تلوار کو پھر نیام کی ضرورت ہے...... شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام اہل شام و کوفہ کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کیا تمہارا تمام لشکر ایسے ہی ناتجربہ کار جوانوں پر مشتمل ہے یا کوئی ماہر فن بھی موجود ہے

اس وقت بکر ابن غانم ملعون نے دیکھا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام لشکر کوفہ و شام کی طرف متوجہ ہیں، اس ملعون نے چالاکی سے اپنی دوسری تلوار نکالنے کی کوشش کی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنا سلسلۂ کلام بھی نہ روکا اور نہ ہی اس ملعون کی طرف نگاہ فرمائی بلکہ اس ملعون کو چالاکی کی صرف اتنی سزا دی کہ تلوار آبدار کو چھوٹی سی جنبش دی

☆ فعاجله علی ابن الحسین علیهما الصلوات والسلام بضربة قسمه نصفین......(R_286)

تلوار اس کی پھٹی ہوئی زرہ سے بغل سے داخل ہوئی اور دوسری بغل سے گزر گئی اس ملعون کا اوپری دھڑ بڑے آرام کے ساتھ جدا ہوکر زین کی کوچ پر آیا، پھر کوچ سے گھوڑے کی جعدوں کو نجس کرتا ہوا زمین پر آیا، مگر نچلا جسم ویسے ہی گھوڑے پر رہا

اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے لشکر شام کو مخاطب ہوکر فرمایا اگر کسی اور کے دل میں شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ کرنے کی حسرت ہوتو اسے میرے سامنے لاؤ، ان کا شاگرد حاضر ہے، استاد کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے

یہاں پر ہمیں دعا کرنا چاہیے کہ یہ خوبصورت جوانیاں دوبارہ اس دنیا میں آباد ہو کر اپنی دکھی ماؤں کی آرزو کی تکمیل فرمائیں، ان کی خوشیاں ہوں، پاک مائیں ان کی پیشانیوں پر سگن کے سہرے دیکھیں، ان کی نہ ختم ہونے والی خوشیوں کا زمانہ جلدی آئے، ان کو ابدی خوشیاں دکھانے والے ہمارے وارث عجل اللہ فرجہ الشریف کا جلدی خروج ہو



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 19

# آخری جنگ

عزادارانِ گرامی!

کتاب حزن المومنین کے حوالہ سے اکثر صاحبانِ مقتل نے لکھا ہے کہ ایک عالم نے ایک رات عالم خواب میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کی، جس وقت اس عالم نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے جسم اطہر پر نگاہ کی تو سر اطہر سے لے کر قدم مبارک تک تمام جسم زخموں سے چور نظر آیا، یہ عالم روتے ہوئے خواب سے بیدار ہوئے، اگلے دن انہوں نے ایک مجلس عزا کا اہتمام کیا جس میں مومنین نے بہت زیادہ گریہ وزاری کی

دوسری رات انہوں نے پھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کی، جسم اطہر پر نگاہ کی تو دیکھا کہ ان کے جسم کے سب زخم مندمل نظر آئے، صرف دو گہرے زخم باقی تھے جن میں سے ایک زخم پہلوئے اطہر پر تھا، دوسرا زخم سینہ اطہر پر تھا

انہوں نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں عرض کی کہ آقاؑ کل آپ کا تمام جسم اطہر زخمی تھا اور آج صرف دو زخم باقی ہیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم نے کل جو مجلس عزا پا کی تھی اور مومنین نے جو آنسو بہائے تھے ان سے ہمارے جسم اطہر کے زخم مندمل ہو گئے ہیں، کیونکہ عزاداری کے اشک غم ہمارے زخموں کا مرہم ہیں، اس عالم نے عرض کی آقاؑ پھر

یہ دو زخم کون سے ہیں؟ جو ان آنسوؤں سے بھی مندمل نہیں ہو سکے
کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یہ دو زخم ایسے ہیں جو مندمل ہونے کے نہیں ہیں
یہ پہلو کا زخم میرے قوتِ بازو شہنشاہ وفا بھائی علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کا ہے اور سینہ کا زخم میرے جوان بیٹے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کا ہے
امت ملعون نے یہ دو زخم ہمیں ایسے دِئے ہیں جو کبھی مندمل نہیں ہو سکتے
کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے...... (R_287)

داغے کہ حسینؑ از غم اکبرؑ بہ جگر داشت
جز خالق اکبر زِ دل او کے خبر داشت
تا آں دم آخر کہ بریدند سرش را
او دیدہء حسرت بسوئے نعشِ پسر داشت
میسوخت خود از تشنگی و در دمِ آخر
از سوزِ لب خشک پسر دیدہ ء تر داشت

میدان کربلا کے جنوب کی طرف خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کے خیام لگے ہوئے ہیں ان خیام کی آخری قنات کا پردہ اٹھا کر ایک نوجوان گھوڑے پر سوار ہو کر پردے کو ہاتھ سے اٹھا کر خود سر جھکا کر پردے کے نیچے سے گزر رہا ہے
یہ جوان کون ہے؟ یہ سرمایہ ءِ آلِ عبا، ہمشکل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ملکہ ہجر کا نوجوان بھائی ہے، جن کا رہوار سمند رنگ کا ہے، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے سرمئی رنگ کی عبا پہنی ہوئی ہے، گلابی رنگ کا عمامہ سرِ اطہر پر ہے، تاریخ کے الفاظ یہ ہیں کہ

☆واقبل الحسین علیہ الصلوات والسلام علیہ جبة خزدکناء وعمامة موروده......(R_288)

یعنی شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جب آخری مرتبہ بیٹے کو روانہ فرمایا تو لختِ جگر کو خز کا ریشمی سرمئی رنگ کا لباس پہنایا اور گلابی رنگ کا عمامہ سرِ اطہر پر موزوں فرمایا اور خیام میں سے ہی گھوڑے پر سوار کر کے روانہ فرمایا

جس وقت آخری مرتبہ دورانِ جنگ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام خیام میں آئے، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی کہ جو تبرکاتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے بدن پر موزوں فرمائے گئے تھے وہ زخموں کی وجہ سے خون آلودہ ہو چکے تھے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ، زرہ، عبا و قبا، سب خون آلودہ نظر آئے، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ان کا لباس تبدیل کروایا اور دوسرا لباس زیبِ تن فرمایا یعنی سرمئی رنگ کی عبا پہنائی، سرخ گلابی رنگ کا عمامہ موزوں فرمایا، اس کے بعد اپنے ہاتھوں سے جوان بیٹے کو عقاب پر سوار فرمایا، جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام راہوار پر سوار ہو چکے تو انہوں نے پاک بابا کا آخری سلام کیا

☆ نظر الیه نظراً آئساً منه و ارخی علیه الصلوات والسلام عینیه و بکی......(R_289)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرزند کی طرف حسرت آمیز نگاہ فرمائی، آنسو جاری ہوئے اور چہرے پر ناامیدی سی چھا گئی، زبان سے تو کچھ نہیں فرمایا البتہ ہاتھ اشارے سے وداع فرمایا

قنات سے باہر آ کر شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کردگارِ وفا علیہ الصلوات والسلام کی طرف اپنے رہوار کا رخ کیا اور ان کے قریب آ کر ان کے قدموں کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک قسم اٹھائی ...... فرماتے ہیں کہ اب ہم میدان کی طرف جا رہے ہیں، ہمیں

آپ کی عظمت کی قسم اب ہم اس وقت تک جنگ کریں گے کہ جب تک زین سے نہ اتر جائیں، جب تک جان کا نذرانہ پیش کر کے پاک باباعلیہ الصلوات والسلام کی نصرت کا حق ادا نہیں کریں گے اب ہماری تلوار نیام میں ہرگز نہیں آئے گی رب ذوالجلال والاکرام کی قسم ہم اب واپس نہیں آئیں گے......(R_290)

یہ فرما کر عقال کو ایڑ لگائی اور میدان میں آ کر عقال برق جمال کو روکا، اس مرتبہ اہل شام نے دیکھا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا لباس تبدیل تھا، سرمئی عبا پر گلابی عمامہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا، اور رخ انور کی نورانیت کی وجہ سے ارضِ کربلا کے ذرات رشک شمس وقمر نظر آتے تھے

حسن حبیب خلاق عوالم کے مظہر کلی اس حسن سے میدان میں جلوہ فرما ہوئے کہ

☆کانه محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صاحب التاج علیٰ البراق لیلةُ المعراج

ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اللہ تعالیٰ کا حبیب اول اپنے جمال ازل کو بے نقاب کر کے، تاجِ خاتمیت انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اطہر پر موزوں فرما کر شب معراج حجلہ عروسی اِلٰہی کے سامنے اپنے براق برق پا پر سوار کھڑے ہوں ......(R_291)

☆لما برز علی ابن الحسین علیهما الصلوات والسلام تحیرِعسکر عمربن سعد لعن الله علیه وخیل اهل الکوفه فی جماله و انبهروامن نور غرة وجهه وجلاله (R_292)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس انداز کے ساتھ جلوہ آرائی فرمائی کہ ابن سعد ملعون کا لشکر حیرت ومبہوتیت کے سمندر میں غرق ہوگیا اور اہل کوفہ ان کے حسن جلالت وجمال کے نورِ جاذب الشعور سے مسحور نظر آتے تھے

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنے رخ سے نقاب اٹھایا اور پیشانی پر ہاتھ رکھ کر

لشکر شام کا جائزہ لیا، اس وقت ابن سعد ملعون اپنے جرنیلوں کے ساتھ میٹنگ کر رہا تھا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے اب کسی فرد کو تنہا نہ بھیجو کیونکہ جو بھی جائے گا وہ زندہ واپس نہیں لوٹے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جملہ صفات وکمالات اور شجاعت و بہادری میں بھی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل شبیہ ہیں

یہاں پر میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مسلّمات میں سے ایک مسلّمہ یہ بھی ہے کہ جو بھی امام ہوگا اس کا اپنے زمانہ کے تمام افراد سے زیادہ شجاع ہونا شرط امامت ہے، اگر زمانہ کے امام سے کوئی بھی زیادہ شجاع ہو تو امام امامت کے منصب کا مستحق نہیں رہ سکتا، اس لئے ہر زمانہ میں جو امام ہوتا ہے وہ شجاعت اِلٰہیہ کا مظہر کامل ہوتا ہے، یعنی امام بزدل ہو ہی نہیں سکتا، یہ ایک مسلّمہ ہے جس سے کوئی شیعہ عالم و جاہل انکار نہیں کرسکتا ہے......(R_293)

اسی طرح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے تو ان کیلئے بھی شجاعت شرطِ نبوت و رسالت تھی اور ان کیلئے زمانہ کی بھی شرط نہیں بلکہ وہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی وجہ سے اولین اور آخرین سے زیادہ شجاع و اشجع ءِ کائنات و عالمین تھے

ایک دن امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ اقدس میں شجاعت نبو یہ زیر بحث تھی تو وہاں پر اسد اللہ الغالب نے ایک سٹیٹ منٹ (Statement) دی اور فرمایا کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شجاعت اِلٰہیہ کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ جب بھی کبھی کوئی جنگ اپنے عروج پر ہوتی اور ہمیں پناہ وظہیر کی ضرورت محسوس ہوتی تھی تو ہم بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ میں آکر جنگ کیا کرتے تھے کہ ان کی پناہ اللہ تعالٰی کی پناہ ہے......(R_294)

یہاں سے اندازہ لگائیں کہ جو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ کامل ہو اس کیلئے کتنا بڑا شجاع ہونا ضروری ہے کہ اگر ذرہ برابر شجاعت میں کمی آ گئی تو پھر
☆اشبه الناس برسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہوں گے
یہی وجہ تھی کہ ابن سعد ملعون کہہ رہا تھا کہ یہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ اکبر ہیں اس لئے ان کے ساتھ اکیلے جنگ کرنا جہنم کو خود دعوت دینے کے مترادف ہے
یہاں سب نے یہ فیصلہ کیا کہ بہتر یہ ہے کہ ابن نوفل ملعون اور حکیم بن طفیل ملعون (جس نے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو شہید کیا تھا) ان دونوں کو آزمودہ کار ہزار ہزار جوانوں کا دستہ دیا جائے اور یہ دو مختلف اطراف سے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر حملہ کریں
جس وقت ابن سعد ملعون اپنی تمام فوج میں سے آزمودہ کار جوان چھانٹ رہا تھا تو اس وقت فوج میں سے ایک جوان نے آ کر ابن سعد ملعون کا کاندھا ہلایا
اس ملعون نے واپس مڑ کر دیکھا تو سامنے مصرع بن غالب حمصی ملعون کھڑا تھا، یہ ملعون اپنے تہور کی وجہ سے مشہور تھا......(R_295)
یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ شجاعت کے کچھ درجات ہوتے ہیں
ایک ہوتی ہے بزدلی، ایک ہوتی ہے شجاعت اور اگر شجاعت حد سے بڑھ جائے تو اس کو تہور کہتے ہیں اور شجاعت کو اچھی صفت مانا جاتا ہے مگر تہور کو احمقانہ و جاہلانہ صفت مانا جاتا ہے، یعنی جنگ میں ہوش وحواس کھو کر انجام وعواقب کو ایک دم فراموش کر کے موت کے منہ میں چھلانگ لگا دینا تہور ہوتا ہے اور یہ بری صفت سمجھی جاتی ہے، مگر یہ مصرع بن غالب ملعون اپنے تہور کی وجہ سے مشہور تھا کہ یہ

جنگ میں اندھا ہو کر لڑتا تھا اور کسی اصول کی پابندی بھی نہیں کرتا تھا

یہ ملعون ابن سعد ملعون کے پاس آیا اور کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو، ایک جوان کیلئے دو ہزار کا لشکر آخر کیوں؟...... اس ملعون نے جواب دیا کہ سابقہ جوانوں کے انجام سے سبق حاصل کرنے کے بعد اور کوئی چارہ کار رہا ہی نہیں ہے، یہ ملعون کہتا ہے تم اب مجھے جانے دو، میں چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ تھوڑی سی پنجہ آزمائی کرلوں

ابن سعد ملعون نے حکیم بن طفیل ملعون سے کہا کہ تم اپنے پروگرام کے تحت جوان علیحدہ کرو میں اس ملعون کی جنگ دیکھتا ہوں، ابن سعد ملعون نے مصرع بن غالب ملعون کو حکم دیا کہ تو جا کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام سے جنگ کر، ہماری طرف سے تمہیں اجازت ہے اور تمہیں انعام بھی ملے گا، اس ملعون نے میدان کی طرف گھوڑا دوڑایا

آپ کو اس بات سے آگاہ کرتا چلوں کہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام میں سے پانچ ہستیاں ایسی تھیں کہ جن کا نعرۂ تکبیر جب بلند ہوتا تھا تو گھوڑے بدحواس ہو جاتے تھے اور صفیں الٹ جاتی تھیں

(1) اسد الرسول یعنی جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام

عموماً جنگوں میں یہ ہوتا تھا کہ بعض لشکر دفاعی جنگ کو ترجیح دیتے تھے اور وہ یہ تدبیر کرتے تھے کہ فوج کے آگے اپنے گھوڑوں کی ایک دیوار بنا لیتے تھے اور ان گھوڑوں کے درمیان ایک ایک نیزہ بردار جوان کو بٹھا دیا جاتا تھا اور ایک ایک جوان ہر گھوڑے کے سامنے بٹھا دیا جاتا تھا، وہ نوجوان نیزے کا پھل آگے کر کے نیزے کا پچھلا سرا زمین پر نصب کر کے اس کے اوپر پاؤں رکھ کر بیٹھ جاتا تھا اور

ایسے گھوڑوں کی دیوار کے سامنے نیزے برداروں کی نیزوں کی باڑ لگ جاتی تھی، اس باڑ پر مخالف کے گھوڑا سوار دستے حملہ نہیں کر سکتے تھے، اگر کوئی فوج اس پر حملہ کرتی تو آتے ہوئے گھوڑوں کے سینوں کے سامنے نیزوں کے پھل ہوتے تھے اور جو گھوڑا نیزے کے ساتھ ٹکراتا تھا نیزہ بردار اس کو نیزے پر اٹھا لیتا تھا، جیسے پول جمپ میں کھلاڑی اپنی رفتار و قوت کے ساتھ نیزے پر بلند ہو جاتا ہے، ایسے ہی گھوڑے اپنی رفتار کی وجہ سے نیزے پر اٹھا لئے جاتے تھے

ان مواقع پر جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام حکم دیا کرتے تھے کہ اب سب گھوڑے سوار اپنے اپنے گھوڑوں کے کانوں میں کپاس بھر دو کہ ہماری آواز نہ سن سکیں

جب اپنے گھوڑوں کے کانوں میں کپاس بھر لی جاتی تھی تو اس وقت جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام اپنی گرجدار آواز سے نعرۂ تکبیر بلند فرماتے تھے، جس کے خوف سے دشمن کے گھوڑے بدحواس ہو کر بدک جاتے تھے اور تمام حفاظتی دیوار ہل جاتی تھی، جس کے بعد حملہ کرنا آسان ہو جاتا تھا

(2) دوسری ہستی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی پاک ذات تھی، آپ بھی نعرۂ تکبیر بلند فرماتے تو دشمن کے گھوڑے بدحواس ہو کر دو پیروں پر کھڑے ہو جاتے تھے

(3) تیسری ہستی خود کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام تھے

(4) چوتھی ہستی کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام تھے

(5) پانچویں ہستی یہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام تھے کہ ان کے نعرۂ تکبیر کا انداز بھی جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام جیسا تھا

جس وقت مصرع بن غالب ملعون (جو حمص کا رہنے والا تھا) سامنے آیا تو اس نے

سوچا کہ میں جنگی اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تیزی کے ساتھ گھوڑا دوڑا کر بلاتوقف حملہ کردوں

جس وقت اس ملعون نے گھوڑا دوڑایا اور جہاں آکر اس نے گھوڑے کو روکنا تھا وہاں نہ روکا، بلکہ اس کا گھوڑا سابقہ انداز میں سرپٹ دوڑتا آیا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام اس ملعون کی نیت سمجھ گئے، جس وقت اس ملعون کا گھوڑا بالکل قریب آیا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے ساون کے بادل کی طرح کڑک دار آواز میں نعرۂ تکبیر بلند فرمایا، اس ملعون کے آتے ہوئے گھوڑے کے قدم ایک دم رک گئے اور دو پیروں پر کھڑا ہوگیا، اس ملعون کے سنبھلنے سے پہلے اس کا گھوڑا واپس دوڑا شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس کے تعاقب کیلئے اپنے عقال برق کمال کی باگ اٹھائی، جس وقت اس ملعون کے قریب پہنچے تو عقب سے ہی اس ملعون کے بھاگتے گھوڑے پر تلوار کی برق چمکائی، سب کوفیوں اور شامیوں نے صرف اتنا دیکھا کہ اس ملعون کا گھوڑا واپس سرپٹ دوڑتا آرہا تھا اور وہ ملعون دوڑتے ہوئے گھوڑے سے دو حصوں میں تقسیم ہوکر آدھا گھوڑے کی دائیں طرف اور آدھا بائیں طرف گرا، لشکر شام نے اپنی تلواریں لہرا کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی قوت بازو کی داد دی، تحسین وآفرین کا شور بلند ہوا

جس وقت اس ملعون کا انجام دیکھا تو عمرابن سعد زہری ملعون نے حکیم بن طفیل ملعون اور ابن نوفل ملعون کو حکم دیا کہ تم دو ہزار آزمودہ کار نوجوانوں کے ساتھ حملہ کرو، جس وقت دو ہزار کے دستے نے حملہ کیا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے بھی اپنے راہوار کی باگ اٹھائی

☆ويصول عليهم حملة الليث الغضوب ويكشفهم عن اليمين والشمال والجنوب

انہوں نے غضبناک شیر کی طرح آتے ہوئے لشکر پر اتنے جارحانہ انداز میں اچانک حملہ کیا کہ افواج کو سوائے فرار کے کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا (R_296)

☆فعند ذالك جاشِ المضمار۔ وارتفعِ الغبارِ وامتازالكرار من الفرار تتابع وميض البرق فی ظلمات الصفوف۔ من لمعان الاسنة والسيوف...... (R_297)

میدان میں دو ہزار گھوڑوں کے دوڑنے کی وجہ سے گرد و غبار کے بادل چھائے ہوئے تھے، ان گرد و غبار کے بادلوں کے اندر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی تکبیر کی آواز گرج رہی تھی، اور دشمنوں کی صفوں کے سیاہ بادلوں میں بجلی کی طرح تلوار کی چمک نظر آتی تھی، گویا کرار و فرار کی کسوٹی لگی ہوئی تھی

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی تلوار آہن شکار دشمن کے خودوں پر ایسے برس رہی تھی کہ میدان جنگ میں بازار آہنگران کا سماں تھا...... (R_298)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے دورانِ جنگ اپنی آخری رجز پڑھنا شروع فرمائی

## ﴿آخری رجز﴾

الحرب قد بانت لها الحقائق

وظهرت من بعدها مصادق

و لله رب العرش الفارق

جموعكم اوتضمد البوارق

(R_299)

فرماتے ہیں کہ آج میدان جنگ میں جنگ کے تمام حقائق ابھی سامنے آجائیں

گے، کیونکہ آج ہمارے سامنے آنے والے ہر ملعون نے اپنے انجام کو پہنچنا ہے، ہمیں رب کعبہ کی قسم ہم آج اس وقت تک تلوار چلائیں گے کہ جب تک دشمن ملاعین کی تلواریں کند ہو کر ناکارہ نہیں ہو جاتی ہیں، وہ لوگ کہ جنھوں نے میرے پاک دادا امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام کی جنگ نہیں دیکھی تھی، آج دیکھ لیں کہ اسد گردگار کس طرح جنگ آزما ہوتے ہیں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جس وقت دو ہزار آزمودہ کار جوانوں کے ساتھ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو تنہا جنگ کرتے دیکھا تو ان کے رخ انور کا رنگ متغیر ہو گیا، اور فرمایا کہ میرے لخت جگر اللہ کے حوالے

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی یہ کیفیت تھی کہ کسی وقت کرسی پر بیٹھتے، پھر فوراً اٹھ کھڑے ہوتے ......(R_300)

اس جنگ میں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے 170 ملاعین کو واصل جہنم کیا مگر ان کی اپنی کیفیت یہ تھی کہ ...... ☆فاصابتهُ جراحات كثيرة......(R_301)

ان کے جسم اطہر پر بہت سے زخم آ چکے تھے، میدان کے گرد و غبار میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا، بلکہ وقفہ وقفہ سے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے نعرۂ تکبیر کی آواز سنائی دیتی تھی، اس غبار کی وجہ سے کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام اپنے رہوار کو مزید میدان کے قریب لے گئے کیونکہ دور سے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام مصروف پیکار تھے، کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام کے رخ انور کا رنگ بار بار بدل رہا تھا جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام فوجوں میں گھر جاتے تھے تو ان کے چہرے پر زردی آ جاتی تھی، جب فوجوں کی صفیں الٹ کر باہر آ جاتے تو ان کے چہرے پر

خوشی کی سرخی آ جاتی تھی ، اور یہ تمام کیفیات سلسلہ ءِ نگاہ کے ساتھ خیام تک جا رہی تھیں

## سلسلہ ءِ نگاہ

یہاں پر ایک عرض کرتا چلوں کہ جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام جنگ کیلئے میدان میں تشریف لائے تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام سے لے کر کیام فلک احتشام تک ایک سلسلہ ءِ نگاہ تھا یعنی ......(R_302)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام میدان میں تھے ، کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام میدانِ جنگ کے نزدیک ایک بلند مقام پر گھوڑے پر سوار تھے اور ان کی نگاہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر تھی ، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے خیام کے باہر کرسی پر تشریف فرما تھے اور ان کی نگاہ کردگارِ وفا علیہ الصلوات والسلام پر جمی ہوئی تھی ، خیام کے دروازے کے سامنے جناب فضہ سلام اللہ علیہا کھڑی تھیں اور ان کی نگاہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام پر لگی ہوئی تھی خیمہ کے دروازہ کے اندر مسافرۂ شام جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا کھڑی تھیں اور ان کی نگاہ جناب فضہ سلام اللہ علیہا پر تھی ، اپنے خیمہ میں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا مصلہ ءِ عبادت پر تشریف فرما تھے اور ان کی نگاہ معظّمہ کائنات بی بی صلواۃ اللہ علیہا پر جمی ہوئی تھی

یہ ایک سلسلہ ءِ نگاہ تھا جو میدان سے لے کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک کے خیمہ تک جڑا ہوا تھا ، جس وقت مصرع بن غالب ملعون سامنے آیا تو جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کے رخ انور پر ہلکی سی پریشانی کے آثار ظاہر ہوئے ، بعینہٖ

وہی پریشانی کے آثار کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی پیشانی پر ظاہر ہوئے، وہی آثار دائی پاک کے چہرے پر منتقل ہوئے، اور وہی آثار ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کے رخ پاک پرنمودار ہوئے، ان کی پریشانی کے آثار جس وقت سگی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا تک پہنچے تو وہ سمجھ گئے کہ میرا بیٹا کسی مشکل میں ہے

جس وقت مصرع بن غالب ملعون واصل جہنم ہوا تو پھر کیفیات کے منتقل ہونے کا سلسلہ شروع ہوا، سب سے پہلے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے چہرے پر ہلکی سی مسرت دوڑی، یہ مسرت کی لہر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے دائی پاک تک اور دائی پاک سے معظّمہ کائنات بی بی صلواۃ اللہ علیہا تک اور معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا تک پہنچی

انہوں نے شکرادا فرمایا کہ میرے نورِنظر کو فتح نصیب ہوئی ہے

جس وقت حکیم بن طفیل ملعون اور ابن نوفل ملعون نے دوہزار جوانوں کے دستے کے ساتھ مل کر حملہ کیا تو اس وقت کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے چہرے پر کرب ناک اضطراب طاری ہوا، اور وہ جوش وجلال میں اپنے ہونٹ چبانے میں مصروف تھے، یہ کیفیت دیکھ کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی یہ کیفیت تھی کہ کسی وقت اپنی کرسی پر تشریف رکھتے تھے، مگر بیٹھ نہیں سکتے تھے اور پھر اٹھ کھڑے ہوتے تھے، پھر بیٹھ جاتے تھے، پھر اٹھ کھڑے ہوتے تھے

یہ کیفیت دائی پاک نے دیکھی تو ان پر یہی کیفیت طاری ہوئی، یہی کیفیت پالنے والی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا سے سگی والدہ صلواۃ اللہ علیہا تک پہنچی

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام جنگ میں مصروف تھے کہ منقذ بن مرہ عبدی ملعون نے

چھپ کر نیزہ کا وار کیا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس کے تحفے کو حبیب ازل کا تحفہ سمجھتے ہوئے سینہ سے لگایا، مگر اثر یہ ہوا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا ہاتھ سینہ پر آیا، گلابی عمامہ بائیں طرف گرا، تلوار دائیں طرف گر پڑی، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے آہستہ آہستہ آواز دی

☆یا ابتاه عليك منى سلام بابا جان میرا آخری سلام قبول فرماؤ ......(R_303)

ادھر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے زین ذوالجناح چھوڑی، ادھر کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کا سر زین کی کوچ پر لگا، کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کا سر کوچ پر لگا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے کرسی چھوٹ گئی، ادھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے کرسی چھوٹی تو دائی پاک کی پیشانی خیام کی چوب پر آ لگی، ادھر دائی پاک کا ماتھا چوب پر لگا، ادھر جناب شریکۃ الحسینؑ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا جگر پر ہاتھ رکھ کر زمین پر بیٹھ گئیں

ادھر عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے زمین کو زینت بخشی، ادھر سگی والدہ صلواۃ اللہ علیہا کا سر سجدے میں جھکا، رو کر فرماتے ہیں خالق یہ میری قربانی قبول فرما

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اس وقت تک سجدے سے سر نہ اٹھایا جب تک جوان بیٹے کی لاش خیام میں نہ آئی

صاحبانِ مقتل بتاتے ہیں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اس وقت سات مرتبہ پڑھا

☆ انا لله وانا اليه راجعون ......انا لله ونا اليه راجعون ......(R_304)

اس کے بعد خیام کی طرف رخ کر کے فرمایا پاک بہن آپ کا نوخیز جواں، شبیہ پیغمبر بیٹا زین سے اتر گیا ہے، ہم دیکھ رہے ہیں میدان میں عجیب کیفیت ہے کہ آپ کا لختِ جگر زخمی ہو کر زین پر جھکا ہوا ہے، اس کے ہاتھ سے لگام چھوٹ چکی

ہے، وہ اس وقت حالات کے رحم وکرم پر ہے، شاید زین سے اتر بھی نہیں سکتا، میرا دل یہ اپنے بیٹے کی یہ حالت برداشت نہیں کر پا رہا ہے

عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا رو کر فرماتی ہیں بھیا! میرے لعلؑ پر جو کچھ بیت رہی ہے میرے بس میں نہیں ہے، میں کیا کروں؟ میں نے تو پردوں میں پالا تھا، بڑی مشکل میں زین چھوڑ رہا ہے، گھوڑا بھاگ رہا ہے، جس طرف رخ کرتا ہے ظالمین ظلم کرتے ہیں، میرا نازوں کا پالا شہزادہ ایسے اترنے کے لائق تو نہیں تھا میرا بھائی کوئی اب مجھ غریب پر احسان کرے اور میرے بیٹے کو آرام سے اتارے، اگر ممکن ہو تو میدان میں پردہ کراؤ تاکہ میں خود جا کر اپنے بیٹے کو زین سے اتاروں، زخمی کو پیاس زیادہ لگتی ہے میں جا کر اسے پانی پلاؤں تاکہ میرا نونہال پیاسہ تو اس دنیا سے رخصت نہ ہو

تمام مومن مل کر دعا فرمانویں کہ اب تو اس مظلوم کا انتقام ہو، اب تو اس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو پیارے لعلؑ کی خوشیاں نصیب ہوں، اب تو یہ معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا اپنے جوان علیہ الصلوات والسلام کی ابدی خوشیاں دیکھیں، اب تو اس شہزادے کی پاک بہنیں صلواۃ اللہ علیہن اس بھائی کی شادی کے سگن کریں



﴿آمین یارب العالمین﴾



**اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَعَلٰى آلِهٖ اَجمَعِين**

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 20

# ﴿اظہارِ عطش کی حقیقت﴾

عزادارانِ محترم!

عرفا ور روحانیین کی دنیا بھی عجیب ہوتی ہے، کیونکہ ان کو فضائل میں مصائب کے اسرار نظر آتے ہیں اور مصائب میں فضائل کے اسرار نظر آتے ہیں، اور یہ کسی مقام پر بھی غیر متوازن یا ان بیلنس (unbalance) نہیں ہوتے

کل کی مجلس میں آپ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں سن چکے ہیں کہ انہوں نے تین مرتبہ میدان سے واپس آ کر تین مختلف فقرے استعمال فرمائے جن سے یہ تبادر ہوتا ہے کہ ان کو شدید پیاس محسوس ہو رہی تھی، یعنی شدید پیاس کے عالم میں وہ اظہار تشنگی فرما رہے تھے ان کا پہلا فقرہ کیا تھا

☆یا ابتاہ العطش قد قتلنی یا ابتاہ ھل شربۃ من الماء......(R_305)

بابا جان ہماری تشنگی جان لیوا ہے، کیا پانی کی کوئی سبیل ہوسکتی ہے؟

جس وقت پہلی مرتبہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے میدان سے واپس آ کر یہ فرمایا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جیب سے ایک سیب برآمد فرمایا اور حکم دیا کہ تم اس کی خوشبو حاصل کرو...... دوسری مرتبہ تشریف لائے تو انہوں نے پھر عرض کی

☆یا ابتاہ ھل شربۃ من الماء......

بابا جان کیا مجھے پانی ''الماء'' مل سکتا ہے...... (R_306)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کے دہن مبارک میں پاک زبان دے کر فرمایا کہ ہماری زبان چوسو اور انہوں نے زبان چوسی

یہاں پر صاحبانِ مقتل نے یہ لکھا ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی بابا جان آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے

اس روایت پر بحث کرتے ہوئے کچھ عرفاء نے لکھا ہے کے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے ایک خشک کوئیں کو اپنے لعابِ دہن سے کناروں تک آبِ شیریں سے لبریز کر دیا تھا، اسی زبان مبارک کو چوس کر پروان چڑھنے والی ذات اپنے لختِ جگر کے دہن مبارک میں زبان داخل بھی فرمائیں اور پھر بھی وہ سیراب نہ ہوں، یہ ناممکن ہے

کچھ صاحبانِ مقتل نے یہ بھی لکھا ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا پانی طلب فرمانا اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا اپنی مجبوری جتلانا اور اپنی خشک زبان اپنے غیور وغیرت مند فرزند کے دہن مبارک میں دے کر اپنی پیاس کا احساس دلانا ہی تھا

جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ صاحبانِ تاریخ کی تاریخی غلطی ہے، کیونکہ اس میں حفظ مراتب کا خیال نہیں رکھا گیا، درحقیقت یہ بات امام وقت کے شایانِ شان نہیں کہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام جیسا فرزند ارجمند پیاس کا تذکرہ کریں اور امام کائنات علیہ الصلوات والسلام ان کے دہن اطہر میں اپنی زبان دے کر آگاہ فرمائیں یا انہیں احساس دلائیں کہ بیٹا ہم تم سے زیادہ پیاسے ہیں، اور اس کے بعد بھی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام دوبارہ اصرار کریں کہ بابا ہمیں پانی دیں، یہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام

کے شایانِ شان ہی نہیں کہ بابا پاک اپنی زبان مبارک دہن میں دے کر احساس دلائیں کہ ہم تم سے زیادہ پیاسے ہیں اور ضعیف بابا کی تشنگی کا ادراک ہونے کے باوجود پھر اصرار کریں کہ بابا جان ہمیں پانی دیں، جبکہ وہ پاک بابا کی ظاہری مجبوریوں سے کماحقہٗ واقف بھی ہوں، یہ تو کسی عام نوجوان غیرت مند بیٹے کی غیرت کے بھی خلاف ہے، کہاں علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام جیسا واقف اسرارِ الٰہی بیٹا اس کے بارے میں عرفاء عظام یہ فرماتے ہیں کہ یہاں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا بار بار آ کر عرض کرنا

☆یا ابتاہ ھل شربة من الماء بابا جان پانی عطا فرمائیں

یہاں پر ''الماء'' سے مراد یہ عام پانی نہیں بلکہ ''الماء'' ایک ایسی حقیقت سریہ ومخفیہ کا نام ہے جو کہ ما فوق الادراک چیز ہے جیسا کہ کلام اِلٰہی میں ہے کہ

☆وکان عرشه علی الما

کہ تخلیق ارض وسماوات سے پہلے اللہ کا عرش ''الماء'' پر قائم تھا، یعنی پانی پر قائم نہ تھا بلکہ ایک ایسی حقیقت سریہ ومخفیہ پر قائم تھا جو ما فوق الادراک ہے

اگر کسی کو یاد ہو تو اس امر پر میں اپنی فضائلیہ مجالس میں تفصیل کے ساتھ عرض کر چکا ہوں کہ عرش کے بارے میں یہ بھی فرمان ہے کہ عرش علم اِلٰہی کا نام ہے، ایسے ہی اس کے بارے میں ایک ایک چیز کا ذکر میں نے کیا تھا

یہاں صرف میں یہی نتیجہ دینا چاہتا ہوں کہ ''الماء'' حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلّیت تامہ کا نام ہے کہ جس پر عرش اِلٰہی قائم ہے، اس امر کی وضاحت اور تفصیل مصباح الہدایہ اور اپنی دیگر عرفانیاتی کتب میں آیت اللہ روح اللہ خمینی نے بھی

بیان فرمائی ہے، علم دوست حضرات ملاحظہ فرما سکتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی یہ تشنگی در حقیقت پانی کی پیاس نہیں تھی بلکہ وہ اپنی حقیقت مطلقہ یعنی حقیقت محمدؐ یہ میں فنائے ظاہریت طلب فرما رہے تھے گویا آپ نورِ الٰہی کی تشنگی کا اظہار فرما رہے تھے اور وصل حبیب کیلئے بے تاب تھے، یہی وجہ تھی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے فرزند کی فرمائش کے عین مطابق انہیں تین مراحلِ وصلِ الٰہی میں سے گزارا

پہلا مرحلہ ءِ وصل اِلٰہی تمہیدی تھا جس میں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی جیب میں سے ایک سیب برآمد کیا اور اس کی خوشبو کے حصول کا حکم فرمایا، اس کو تناول فرمانے کا حکم نہیں دیا کیونکہ وہ خوردنی چیز تھی ہی تھی، بلکہ وہ ایک نوری چیز تھی دوستو! یہاں پر میں آپ کی توجہ ان روایات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جو اکثر علمائے حدیث نے نقل کی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جب پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے کسی مقدس فرد کی دنیا میں آمد ہوتی ہے تو اس کی تمہید جنت کے سیب کے ساتھ ہوتی ہے، یہ ایک طویل موضوع ہے، یہاں صرف اشارہ کرنا مقصود تھا میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو وصال کے تمہیدی مرحلہ میں جنت کے نوری سیب تک پہنچایا گیا

اس کے بعد ان پر تشنگی ءِ دیدارِ حبیب عزوجل کا غلبہ شدید ہوا تو انہوں نے پھر آکر عرض کی

☆یا ابتاه هل شربة من الماء......

بابا جان ہمیں تو ''الماء'' کی تشنگی ہے وہ عطا فرمائیں

یہاں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے دوسرا مرحلہ طے کرایا، یعنی اپنی زبان مبارک ان کو چوسنے کا حکم فرمایا گویا یہاں پر غذائے نورعطا ہوئی ہے جو خود کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا دوسرا مرحلہ تھا کہ بعد از ظہور انہوں نے ہمیشہ زبان سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حصول غذا کا ذریعہ بنایا تھا تاکہ خون اطہر میں شیر مادر شامل نہ ہو

یہ بھی عرفاء عظام کا فرمان ہے کہ اگر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے جسم اطہر میں شیر مادر شامل ہوتا تو ان کا خون اطہر بھی ہمیشہ پردے میں رہتا اور کوئی غیر معصوم ان کے خون کا مشاہدہ بھی نہ کرسکتا

تیسرا مرحلہ وہ تھا جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے قرب حبیب جل جلالہ کو محسوس کیا تو شدت اشتیاق مزید بڑھ گئی اور پھر عرض کی

☆یا ابتاہ ھل شربۃ من الماء

بابا جان ہمیں منزل مراد تک جلدی پہنچائیں

اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کو اپنے سینہ سے لگایا، پیشانی پر بوسہ دیا اس کے بعد اپنی انگوٹھی ان کے دہن مبارک میں دی

یہ ایک اصول ہے کہ جب بھی کسی کو واصل بالجبروت کیا جاتا ہے یا واصل بالذات اجل کیا جاتا ہے تو اس کے بعد اس کے ہونٹوں پر مہر لگادی جاتی ہے کہ یہ راز ہائے اِلٰہی منکشف نہ ہوں، جب بھی کوئی عارف کسی کو بالمکاشفہ مشاہدۂ اسرارِ اِلٰہی سے مطلع کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کے ہونٹوں پر مہر لگا دیتا ہے

جب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے فرزند دلبند کو حقیقت محمدؐیہ کی کلیت تامہ کا

حامل بنایا تو پھر ان کے ہونٹوں پر اپنی انگوٹھی کی مہر ثبت فرمائی

اس وقت ان کے ظاہریت و بشریت پر انوار توحید ونبوت ورسالت وامامت کا نزول ہوا، جس کے بعد شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ بابا پیاس ہے بلکہ یہ فرمایا کہ

☆قد ثقل الحدید اجھدنی بابا جان لوہے کا وزن ناقابل برداشت ہے

عام طور پر اس فقرے سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام عرض کر رہے تھے کہ بابا جان لوہے کی زرہ اور خود کا وزن ہمارے لئے باعث اذیت ہے حالانکہ اس زمانہ کے کسی نوجوان کیلئے دس بارہ کلو کی زرہ کا وزن ناقابل برداشت نہیں ہوتا تھا اور کسی جوان کا زِرہ کے وزن کو اپنے لئے ناقابل برداشت کہنا بھی اس کی جواں مردی کے خلاف تھا

یہاں حدید سے مراد وہ منصب اعلیٰ ہے جس کو عرفائے عظام رضوان اللہ علیہم حقیقت علویہ کے نام سے تعبیر فرماتے ہیں اور یہ منصب فاعلیہ ونصرتیہ ہے

جس کے بارے میں کلام اِلٰہی میں سورہ حدید میں ارشادِ قدرت ہے کہ

☆وانزل الحدید..........الخ

یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو بینات کے ساتھ ارسال فرمایا اور ان کی معیت میں ہم نے کتاب ومیزان کو نازل فرمایا تاکہ انسانیت قسط پر قائم رہے اور ہم نے ''حدید'' کو نازل فرمایا جس میں انتہائی ہیبت بھی ہے اور لوگوں کیلئے لاتعداد فائدے بھی ہیں اور اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کہ کون ان کے رسولوں کی غائبانہ امداد کرتا ہے یقیناً اللہ طاقت والا زبردست ہے

اس آیت میں حدید کا ذکر ہے اور اکثر مفسرین نے حدید سے ذوالفقار کو مراد لیا ہے مگر عرفاء نے اس سے مراد حقیقت علویہ لی ہے، کیونکہ حقیقت علویہ سروریہ ہی منصب انتصار ہے، یعنی مدد اِلٰہی کا منصب ہے اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا یہ فرمان بھی ہے کہ

☆نصرت الانبیا سراً و نصرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھراً و علانیة ( )......(R_307)

یعنی ہم نے تمام انبیاء کی نصرت و مدد غائبانہ طور پر فرمائی ہے اور اللہ تعالٰی کے حبیب اکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت ہم نے ظاہراً اور اعلانیہ فرمائی ہے

یعنی حقیقت علویہ کا ایک منصب نصرتی ہے اور اس حقیقت علویہ سروریہ نصرتیہ کو بزبان قرآن ''حدید'' کہا گیا ہے

شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے فرمان میں ایک لفظ ثقل استعمال ہوا ہے جس کا عمومی ترجمہ ''وزن'' کیا جاتا ہے مگر وزن اور ثقل میں بہت فرق ہے، کیونکہ وزن میں ظاہریت کا ہونا لازم ہے اور ثقل دراصل باطنیت کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے

☆انی تارك فیكم الثقلین یعنی دو وزنی چیزوں کا ذکر ہوا تھا

ایک کلام اِلٰہی اور دوسرا ثقل اکبر عترت تھی، یہاں قران کریم کا ظاہری وزن مراد نہیں بلکہ اس کا منصبی وزن مراد ہے، بعینہٖ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کسی ظاہری وزن کو برداشت نہ کر سکنے کا اظہار نہیں کر رہے تھے بلکہ کسی منصبی ثقل کا ذکر فرما رہے تھے، صاحبانِ سیرت النبی لکھتے ہیں کہ دوران سفر جس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزولِ وحی ہوتا تھا تو وحی کے وزن سے ناقہءِ غضبا کی ناف زمین سے

لگ جاتی تھی ، یہ وزنِ منصبی کی ایک مثال ہے کہ جس کو موفق باللہ سواری بھی اٹھاتی تھی تو اس کی بھی ایسی کیفیت ہو جاتی تھی

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر جس وقت ثقل منصبی آیا تو انہوں نے عرض کی

☆یا ابتاه قد ثقل الحديد الجهدني

بابا جان منصب اِلٰہی کا وزن ہمارے لئے نا قابل برداشت ہے، انوار اِلٰہیہ کا نزول ہماری ظاہریت و بشریت برداشت نہیں کرسکتی ہے

یہ عرفانیاتی کچھ اشارے تھے جو میں نے پیش کئے اس سے آگے زبان و بیان کے سامنے ریڈ لائن (Red line) ہے جس کو میں عبور نہیں کرسکتا ہوں

ہاں جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے یہ عرض کی کہ بابا جان علیک الصلوات والسلام اب ہمارے جامہ ءِ بشری کیلئے یہ ثقل منصبی نا قابل برداشت ہے تو اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆و ارجع الى قتال عدوك فانى ارجو انك لاتمسى حتىٰ يسقيك جدك كاسه الا وفيه شربة لاتظما بعدها ابداً...... (R_308)

بیٹا اب تم واپس میدان میں جاؤ اور جہاد کرو، امید ہے کہ اب تم اپنے مقصد و مراد کو پہنچ جاؤ گے، اور جداطہر تمہیں جام شہادت سے ایسا سیراب فرمائیں گے کہ پھر ابدالآباد تک تم اپنی حقیقت باطنیہ محمدیہ وعلویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیراب رہو گے

اس کے بعد پھر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام خیام میں واپس نہیں آئے ، بلکہ قسم اٹھائی کہ اب ہم واپس نہیں آئیں گے

یہاں اس سوال پر روشنی ڈالنا بھی ضروری ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس

جنگ میں کتنے ملاعین کو فی النار کیا

علامہ دربندی لکھتے ہیں کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے پہلے حملے میں ایک سو بیس 120 ملعون فی النار کیئے، اس کے بعد خیام میں تشریف لائے، خیام سے واپس آکر ایک جنگ فردہ ہوئی پھر اجتماعی حملہ ہوا، اس میں اکیاسی 81 ملعون فی النار ہوئے، امام صادق آل محمد علیہ الصلوات والسلام سے جو حداد نے روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ اس کے بعد والے حملہ میں 44 ملاعین فی النار ہوئے ......(R_309)

شیخ المقاتل علامہ شہاب الدین عاملی نے ایک تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آخری مرتبہ واپس آنے سے پہلے کتنے ملعون فی النار کیئے وہ لکھتے ہیں

☆ ثم حمل ولم يزل يقاتل حتى قتل من القوم الفا و خمس مائة فارس و ثمانين رجلاً و رجع الى ابيه وهو يقول يا ابتاه هل شربة من الماء......(R_309/2)

پھر واپس آکر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے حملہ کیا تو انہوں نے 1580 ملاعین کو فی النار کیا، اس کے بعد واپس آکر بابا پاک سے پانی طلب فرمایا اور تیسری مرتبہ واپس آکر پھر 500 ملاعین کو فی النار کیا

ان روایات سے ہم یہ نتیجہ تو اخذ کر سکتے ہیں کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے 2245 ملاعین کو فہ وشام کو فی النار کیا تھا

کتاب کنز المواھب میں ایک شامی سے روایت ہے کہ میں میدان میں موجود تھا اور میں نے دیکھا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام جب میدان میں تشریف لائے تو انہوں نے عمامہ کے ایک پلو سے اپنا منہ ڈھانپا ہوا تھا یعنی عمامہ کا ایک پلو تحت الحنک کی طرح اس طرح چہرے پر ڈالا ہوا تھا کہ ان کی صرف چشمین مبارک

ظاہر تھیں اور باقی رخِ انور چھپا ہوا تھا، میں ان کے رخ انور کی زیارت کا مشتاق تھا کیونکہ ہم نے سنا ہوا تھا کہ جس نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کی ہو اور اُن کی زیارت کرنا چاہتا ہو تو وہ شہزادہ علیؑ اکبر پاک علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کرے...... میں اس وقت ان کے قریب گیا جس وقت وہ مصروف جنگ تھے، مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ ان کے ہاتھ میں تلوار برق شکار نہیں بلکہ ایک بھڑکتی ہوئی آتش جوالہ ہے اور وہ عقالِ صرصر کمال پر سوار نہیں بلکہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہیں، جس طرف نگاہ فرماتے ہیں، راہوار ایک لمحہ میں پرواز کر کے وہاں پہنچ جاتا ہے، ان کے رہوار کی برق رفتاری کی وجہ سے ان پر نگاہ نہیں ٹھہر سکتی تھی اور انہوں نے ایسا حملہ کیا کہ فوجوں میں الامان الامان کی آوازیں بلند ہوئیں ......(R_310)

میں ان کو دیکھنے کی کوشش میں مصروف تھا کہ ایک مرتبہ ان کے رخ انور سے نقاب ہٹا، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند اچانک بادلوں میں سے نکلتا ہے تو سارے ماحول کو چاندنی میں نہلا دیتا ہے، ان کے رخ انور کی چاندنی کی بارش نے ماحول کو خنک کر دیا اور میری آنکھیں ان کے حسن و جمال کی وجہ سے خیرہ ہوگئیں، میں دوڑا کہ ان کا رخ انور جی بھر کر دیکھوں

مگر عین اس وقت ایک ملعون اپنی کمین گاہ سے نکلا اور اس ملعون نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر حملہ کیا جو جان لیوا ثابت ہوا

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ صاحبان مقتل نے اس امر پر بحث کی ہے کہ جو آخری حملہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کا موجب بنا وہ کس ہتھیار سے کیا گیا تھا؟ ......بعض لوگوں نے بیان کیا کہ گرز کا وار تھا، بعض نے یہ کہا کہ تلوار کا

حملہ ہوا تھا، بعض نے یہ کہا کہ خنجر کا حملہ ہوا تھا، بعض نے نیزہ کا ذکر کیا ہے اور معروف یہی نیزہ کا حملہ ہے، کیونکہ روایات صحیحہ میں نیزہ کا ذکر ہے اور یہی روایت درست ہے

ہاں جس وقت پہلا کارگر حملہ ہوا اور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نڈھال ہو کر جھکے تو پھر تمامی افواج الٹ پڑیں، اس وقت دشمنوں نے سب ہتھیار استعمال کیئے، پھر تیر بھی چلے، خنجر بھی چلے، تلواریں بھی چلیں، مگر پہلا حملہ نیزہ کا ہوا تھا

میں عرض کر رہا تھا کہ ایک ملعون نے کمین گاہ سے نکل کر نیزہ کا وار کیا جو ہمشکل پیغمبر علیہ الصلوات والسلام نے سینہ اطہر پر وصول فرمایا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام زین پر جھکے اور انہوں نے عقال کی گردن میں بازو ڈالے اور فرمایا کہ ہمیں خیام کی طرف لے جا سکتے ہو تو لے جاؤ، اس وقت عقال جس طرف رخ کرتا تھا سامنے فوجیں آ جاتی تھیں، ہر آدمی زیارت گاہ آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی قدم بوسی میں مصروف تھا

☆ فقطعوه بسيوفهم اربا اربا......

اس دوران شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو اتنے سہرے پہنائے گئے کہ ان کی تعداد سوائے مالک کے کوئی نہیں جانتا...... (R_311)

بعض مؤرخین نے حمید بن مسلم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

☆ فخر عن ظهر جواده الى الارض ثم استویٰ جالسا وهو ينادى يا اباه عليك منى السلام...... (R_312)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے جس وقت زین چھوڑی اور زمین کو زینت بخشی تو زمین پر گرنے کے فوراً بعد اٹھ بیٹھے اور خیام کی طرف رخ کر کے عرض کی بابا

جان علیک الصلوات والسلام میرا آخری سلام قبول فرمائیں
عقال چند قدم آگے جانے بعد واپس آیا تو اس کی گردن میں بازو ڈال کر فرمایا
کہ اب ہمیں خیام کی طرف لے جاؤ......(R_313)
جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی آواز سنی تو سات
مرتبہ فرمایا
☆الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر اس کے بعد فرمایا☆قتل الله قوم قتلوك
اللہ اس قوم کو قتل کرے جس نے تمہیں شہید کیا ہے......(R_314)
یہاں یہ بھی عرض علیہ الصلوات والسلام کرنا مناسب ہوگا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا
کہ ''اللہ اس قوم کو قتل کرے'' یہاں پر قتل سے مراد قتل ظاہری و جسمانی نہیں تھا
بلکہ ہلاکت ابدی تھی کیونکہ یہ جملہ دعائیہ ہے اور اس دعا کیلئے تاخیر ناممکن ہے
بعض لوگوں نے جناب مختار ثقفی کے دور میں ملعونوں کے تہہ تیغ ہونے کو اس دعا
کی استجابت قرار دیا ہے، جبکہ یہ بات درست نہیں ہے
کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ امام وقت کی دعا کو منظور و مقبول ہونے میں سات آٹھ سال
لگ جائیں، بلکہ منقذ بن مرہ عبدی ملعون تو جناب مختار ثقفی کے دور میں عبداللہ
بنی کامل کے ہاتھوں صرف زخمی ہوا تھا اور مصعب بن زبیر کی فوج میں شامل ہو کر
اس کی مدد کرتے ہوئے واصل جہنم ہوا تھا......(R_315)
یعنی واقعہ ءِ کربلا کے بعد یہ ملعون دس سال سے بھی زیادہ عرصہ زندہ رہا اور اگر
امام وقت کو صرف مستجاب الدعوات ہی سمجھ لیا جائے تو بھی استجابت دعا میں اتنی
تاخیر عدل و اختیار اِلٰہی کے خلاف ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہاں قتل سے مراد

ہلاکت ابدی اور قتل دینی ہے

جیسا کہ کلام اِلٰہی میں فرمایا گیا ہے کہ جس نے ایک مومن کو قتل کیا گویا اس نے تمام مخلوق کو قتل کیا، یعنی کسی ایک شخص کو بھی ہلاکت دینی میں مبتلا کرنا تمام انسانیت کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے، اور تاریخ و مقاتل کی کتب گواہ ہیں کہ اس دعا کے بعد ظالمین یعنی شریک ظلم لوگوں میں سے کوئی بھی توبہ پر موفق نہیں ہوا، اور کوئی بھی نصرت پر موفق نہیں ہوا، پھر کسی ظالم کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ نصرت کر سکتا ہاں جو لوگ کربلا میں آئے اور ظاہری مجبوریوں کے پیش نظر نصرت نہ کر سکے مگر ان ملاعین کے ظلم پر راضی بھی نہ تھے، ان کو لشکر توابین میں شمولیت کی توفیق بخشی گئی تھی یا روز عاشور شام غریباں کو نصرت کی توفیق بخشی گئی تھی

آج بھی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی وہ دعائے مستجاب جاری اور اثر پذیر ہے کہ جو ملعون آج بھی واقعہءِ کربلا اور شہادتِ شہداء علیہم الصلوات والسلام پر راضی یا خوش ہوتا ہے، اس کو بھی توفیق ہدایت و نصرت نہیں بخشی جاتی اور قیامت تک یہ پاک دعا تمام انسانیت پر فعال اور اثر انداز رہے گی

میں عرض کر رہا تھا کہ منقذ بن مرہ عبدی ملعون نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر نیزہ کا وار کیا اور یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام سے گھوڑے کی لگام چھوٹ گئی، رکابوں سے قدم نکل گئے، ایک ہاتھ سینہ پر آیا، عمامہ بائیں طرف گرا تلوار دائیں طرف گر پڑی اور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے زین چھوڑ دی

کشاف اسرار مقاتل شیخ جعفر اعلی اللہ مقامہ کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے کہ یہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے روضہءِ اطہر کے سامنے حرم اطہر میں شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کی شہادت

کے واقعات بیان فرمارہے تھے، جس وقت انہوں نے یہ فرمایا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے زین چھوڑی، عمامہ بائیں طرف گرا، اور تلوار دائیں طرف گر پڑی تو اس وقت روضہءِ اطہر کے خدام میں سے ایک خادم دوڑتے ہوئے باہر آئے اور انہوں نے روتے ہوئے آواز دی شیخ جعفر مجلس بند کرو، مجلس بند کرو

شیخ جعفر حیران ہوگئے کہ یہ کیا ہوگیا ہے، انہوں نے پوچھا کہ خیرت تو ہے تم کیوں روک رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جس وقت تم نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا زین چھوڑنا بیان کیا ہے تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی ضریح اقدس سے خون جاری ہوگیا ہے اور تمام فرش خون آلود ہوگیا ہے، تم مجلس بند کرو

شیخ جعفر روتے ہوئے روضہءِ اطہر کے اندر آئے، آکر دیکھا تو واقعی تمام فرش خون سے رنگین ہوچکا تھا، وہ یہیں رونے بیٹھ گئے اور عرض کی آقا یہ کیا ہوگیا ہے؟ کیا میں نے روایت غلط پڑھی ہے یا کوئی گستاخی سرزد ہوئی ہے؟

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے روکر فرمایا شیخ جعفر نہ روایت غلط تھی اور نہ ہی کوئی گستاخی ہوئی ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر شب جمعہ ہماری مسافرہ شام بہن صلواۃ اللہ علیہا ہماری مہمان ہوتی ہیں، جس وقت تم نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی شہادت پڑھی تو روتے روتے ان پر ظاہراً غش طاری ہوگیا ہے، اس وقت سے لے کر اب تک ہماری پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا مسلسل گریہ فرمارہے ہیں، ہم سب تسلی دیتے ہیں مگر ان کا رونا بند نہیں ہورہا ہے، رہ رہ کر بین کرتی ہیں کہ ہمیں وہ وقت نہیں بھولتا کہ جس وقت ہمارا نازوں پلا بیٹا زین فرس سے زمین کی طرف آرہا تھا اور ہر طرف سے ظالمین خلافِ شان تحائف دینے میں مصروف تھے

پاک عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ آج بھی جس وقت کوئی وہ واقعہ بیان کرے تو ہمیں ایسے دکھائی دیتا ہے کہ جیسے میرا جوان بیٹا ابھی میرے سامنے زین سے اتر رہا ہو

سب مومن مل کر دعا کریں کہ اب تو معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کے لعل ؑ کی خوشیوں کا سورج جلد طلوع ہو، اب یہ معظّمہ پاک صلواۃ اللہ علیہا اپنے نورِ نظر کو سہرے پہنائیں، ان کی خوشیاں دیکھ کر ہر پاک شہزادی صدیوں کے غم بھول جائیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 21

# زین چھوڑنا

مولاؑ کے عزادار!

کرب و بلا کا میدان ہے، یوم عاشور ہے، بعد از ظہر کا وقت ہے، لو چلی ہوئی ہے، آسمان کا رنگ گرمی کی وجہ سے زرد ہے، میدان میں گھوڑوں کے دوڑنے کی وجہ سے اڑنے والی گرد فضا میں دور دور تک چھائی ہوئی ہے

ایک طرف ظالمین کے خیام لگے ہوئے ہیں، ان خیام میں کچھ ملاعین زخمی حالت میں کراہ رہے ہیں، کچھ ملاعین ان کو پانی پلانے میں مصروف ہیں، کچھ طبیب ان کی مرہم پٹی میں مصروف ہیں، یہ زخمی وہ ملاعین ہیں کہ جن کو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی شمشیر برق پرور نے میدان میں مقابل ہونے کی گستاخی کی سزا دی ہے

جب ہم تاریخ و مقتل کی کتابوں کا بغور جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ پہلی مرتبہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عین پیغمبر بنا کر روانہ کیا، یعنی تمام تبرکات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کو آراستہ فرمایا گیا، یعنی عمامہ، زرہ، تلوار، کمر بند، حتیٰ کہ نعلین بھی سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہنا کر روانہ فرمایا، مگر آخری مرتبہ ان تبرکات کے ساتھ روانہ نہیں فرمایا، اس کی کیا وجوہات تھیں؟

جہاں تک میں سمجھتا ہوں شاید یہ وجہ ہو کہ پہلے جتنی مرتبہ یہ خیام سے میدان میں تشریف لائے تو ان کے بارے میں تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کو معلوم تھا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام واپس آجائیں گے، مگر اس مرتبہ یقین تھا کہ واپس نہیں آئیں گے، انہوں نے درجہ ءِ شہادت پر فائز ہو کر زین بھی چھوڑنا ہے، ان کا عمامہ فرش معلیٰ کی زینت ضرور بنے گا...... اس لئے بزرگوں کے مقدس تبرکات کو بے حرمتی سے بچانے کیلئے تمام تبرکات خیام میں رکھوا کر ازسرنو دولہا بنا کر بھیجا گیا

شاید یہ وجہ بھی ہو کہ اب پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کا شہادت کی دلہن کے ساتھ میدان میں بیاہ لازم تھا، اس لئے شہادت کی دلہن کیلئے ان کو دولہا بنا کر بھیجا گیا

تمام فقہا کہتے ہیں کہ ریشمی لباس مرد کیلئے جائز نہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جب مرد میدان آمادۂ شہادت ہو جائے تو پھر یہ پابندی نہیں رہتی، جس کا ثبوت میدانِ صفین کی لیلۃ الحریر ہے کہ جس میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے حریر کا خالص ریشمی لباس پہن کر دورانِ جنگ امیر شام کے خیمہ کے سامنے دو رکعت نماز ادا فرمائی تھی، اور آج شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون اور ریشم کا مکس کپڑا یعنی خز کا سرمئی لباس پہنا اور خز کا گلابی رنگ کا عمامہ پاک سر پر موزوں فرمایا، جو اس زمانہ میں دولہا استعمال کرتے تھے اور آج تک یہ رواج باقی ہے

کل کی مجلس میں میں عرض کر رہا تھا کہ شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت خیام سے باہر آئے تو انہوں نے میدان کی طرف رخ فرمایا، اپنے رہوار عقال پر میدان میں آئے، عین اسی وقت لشکر ملعون کی میٹنگ ہوئی کہ ان کے ساتھ انفرادی جنگ کوئی کر ہی نہیں سکتا کیونکہ یہ کلی طور پر شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تمام کائنات جانتی

ہے کہ پاک گھر میں سے سب زیادہ شجاع سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے

یہی وجہ تھی کہ ظالمین کہہ رہے تھے کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام شہنشاہ انبیاء مرکز شجاعت اِلٰہیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ کامل ہیں ان کے ساتھ جنگ فردا کرنا موت کو حق مہر میں سر دینے کے مترادف ہے، اس لئے ان کے ساتھ اکیلے جنگ کوئی نہ کرے بلکہ سب مل کر حملہ کرو

جس وقت پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے میدان میں آکر ھل من مبارز کی صدا دی تو ابن سعد ملعون نے تمام افواج کو آواز دی اور اپنے سامنے کھڑے ہوئے فوج کے علمبردار سے کہا تو جھنڈے سے اجتماعی حملہ کرنے کا اشارہ دے دے، علمبردار نے فوج شام کی طرف رخ کر کے تین مرتبہ اپنے منحوس جھنڈے کو جھٹکا دیا، تمام فوج نے اپنے اپنے گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں، شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ کیفیت تھی جو میدان احد میں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی، مگر فرق یہ تھا کہ ان کے چاروں طرف کفار تھے تو پانچ جوان ان کی حفاظت کرنے والے بھی تھے، مگر یہاں شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت ونصرت کرنے والا کوئی نہ تھا، گھمسان کی جنگ جاری تھی اور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی تلوار احد وبدر کی یادیں تازہ کر رہی تھی، ملاعین کوفہ وشام کے سروں کی زمین پر بارش ہو رہی تھی

## ﴿منقذ بن مرہ عبدی ملعون﴾

جس وقت میدان میں گھمسان کی جنگ جاری تھی عین اس وقت لشکر شام کے ایک خیمہ سے ایک طویل القامت قوی ہیکل ملعون اپنے خیمہ کا پردہ اٹھا کر باہر نکلا،

خیمہ سے باہر آ کر اس نے سر اٹھا کر میدان کی طرف نگاہ کی، اس ملعون نے سفید کھدر کا عربی قمیص پہنا ہوا تھا، نسواری رنگ کا کمر بند کمر کے ساتھ بندھا ہوا تھا، یہ ملعون لمبے قد کا تھا، چھوٹی چھوٹی داڑھی تھی، سیاہی مائل تانبے کے رنگ کا چہرہ تھا، کھردرے خدوخال تھے، اس کی کمر کے ساتھ تلوار لٹک رہی تھی اور اس کے ہاتھوں میں دو نیزے تھے جو یہ زمین پر ٹیک ٹیک کر چلتا ہوا اپنے خیمہ سے باہر آیا اس ملعون کا نام ہے منقذ بن مرہ عبدی...... یہ ملعون کوفہ کا ایک (حداد) لوہار تھا تاریخ بتاتی ہے کہ 8 محرم کے دن تک کوفہ کا بازارِ آہنگراں دن رات تک کھلا رہا اور ہتھیار تیار ہوتے رہے، یہ ملعون بھی آٹھ محرم کو کربلا پہنچا اور اس نے کربلا کی جنگ کیلئے خصوصی طور پر دو نیزے تیار کئے جن کو اس ملعون نے کئی مرتبہ زہر میں بجھایا، یعنی اس زمانہ میں کچھ سفاک ملعون لوگ اپنے تیروں کے پھلوں کو خوب گرم کر کے زہر میں بجھایا کرتے تھے، یعنی لوہے کو سرخ کر کے اگر زہر میں فوراً ڈال کر بجھایا جائے تو اس کے اندر زہر سرایت کر جاتی ہے اور اس زہر آلود تیر یا نیزہ سے جو زخمی ہو جائے تو اس کا زندہ رہنا ناممکن ہوتا ہے، ایسے ہی کچھ ملعون اپنی تلواروں، تیروں اور نیزوں کو زہر میں بجھا کر آتے تھے اور یہ منقذ بن مرہ عبدی ملعون چونکہ خود لوہار تھا اس لئے اس نے اپنے لئے دو نیزے اسپیشل تیار کئے تھے جن کو بڑی کوشش سے زہر میں بجھایا گیا تھا......(R_317)

جس وقت یہ ملعون اپنے خیمہ سے باہر آیا تو اس ملعون نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی، اس وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے نعرہ ہائے تکبیر کی آواز سے میدان گونج رہا تھا، اگرچہ دو ہزار ملاعین مل کر حملہ آور تھے مگر پسپا ہو رہے تھے

دوسری طرف شمر ذوالجوشن ملعون دور کھڑے ہوکر ان کو غلیظ گالیاں دے کر جنگ میں جم جانے کی اور حملہ کرنے کی تاکید کر رہا تھا، اس ملعون کو یہ صورت حال دیکھ کر غصہ آیا اور یہ غصے سے سیاہ ہوگیا

یہاں سے چلتا ہوا یہ اس مقام پر آیا جہاں شمر ملعون تمام لشکر کو غلیظ غلیظ گالیاں دینے میں مصروف تھا، عین اس وقت منقذ بن مرہ عبدی ملعون نے آکر اس کا شانہ ہلایا، اس ملعون مڑکر دیکھا اور پوچھا کہ تو کیا کہنا چاہتا ہے؟

یہ کہتا ہے کہ میں اگر اس شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو زین سے اتاروں تو مجھے کیا انعام ملے گا؟

شمر ذوالجوشن ملعون کہتا ہے موصل میں مرج الجہنیہ کی جاگیر تمہیں انعام میں ملے گی یہ موصل کے قریب ذوابین سے شمال کی طرف موصل تک پھیلی ہوئی چراگاہ تھی کیونکہ عرب لوگ جانور پالتے تھے، اس لئے یہ چراگاہ بہت پرکشش انعام تھا

یہ ملعون کہتا ہے میرے نزدیک تیری بات کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ تو بھی میری طرح ایک معمولی سپاہی ہے، ایسا وعدہ کرے تو ابن سعد ملعون کرے جو ایک ذمہ دار فسر ہے، فوج کا جرنیل ہے، شمر ذوالجوشن ملعون کہتا ہے میں تجھے ابن سعد ملعون کی طرف لے جاتا ہوں اور اس سے ضمانت دلاؤں گا، یہ دونوں چلتے ہوئے ابن سعد ملعون کے قریب آئے، اس وقت وہ ملعون فوج کی ابتری اور بدحواسی کی وجہ سے انتہائی پریشان کھڑا تھا، اس کے ساتھ حصین بن نمیر تمیمی بھی کھڑا تھا، یہ دونوں اس وقت پہنچے جس وقت ابن سعد ملعون پریشانی کے عالم میں بار بار پیشانی سے پسینہ پونچھ رہا تھا، یہ دونوں اس کے قریب گئے اور شمر ملعون نے ابن سعد ملعون

سے کہا کہ یہ کوفہ کا لوہار کوئی بات کرنا چاہتا ہے
ابن سعد ملعون نے اس ملعون کی طرف دیکھا اور کہا بول کیا کہتا ہے
یہ کہتا ہے اگر مجھے معقول انعام مل جائے تو میں اس شہزادہ کو زین سے اتار سکتا ہوں، شمر ملعون نے کہا میں نے اس کے ساتھ موصل کی مرجِ جہنیہ کا وعدہ کیا ہے اس کو یقین دلاؤ کہ واقعی اس کو مرج الجہنیہ ملے گی
اس وقت ابن سعد ملعون کہتا ہے اگر یہ شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زین سے نہ اتار سکا تو اس کی سزا کیا ہوگی؟ اس وقت منقذ بن مرہ ملعون نے قسم اٹھائی کہ
☆علی آثام العرب ان مر بی یفعل بہ مثل مافعل ان لم اثکلہُ اباہ...... (R_318)
اگر میں ان کے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کو ان کی شہادت کا صدمہ نہ دوں تو تمام عرب کے گناہ میرے سر پر آئیں اور ان کی سزا قیامت کے دن میں بھگتوں
اس وقت حمید بن مسلم عیسائی اس کی طرف دیکھ کر کہتا ہے ارے بد بخت! تجھے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ کامل کے ساتھ ایسی کون سی دشمنی ہے کہ تمام عرب کے گناہ سر لینے پر آمادہ ہے، اس ملعون نے کوئی جواب نہ دیا
جس وقت یہ ملعون اکیلا میدان کی طرف جانے لگا تو اس کا باپ مرہ عبدی ملعون سامنے آیا اور کہا کہ تو تنہا اتنا بڑا کام کرنے جا رہا ہے، اور شہزادے کی تلوار کی بھڑکتی ہوئی آتش جہنم سے زیادہ لپٹیں لے رہی ہے، ذرا خیال کرو، یہ ملعون کہتا ہے کہ میں نے جو بات کہی ہے میں اس پر کاربند ہوں، اس وقت اس کے باپ ملعون نے عمر ابن سعد کو کہا کہ یہ اس وقت جوش میں ہے، ہوش میں نہیں ہے، اس لئے ایسا کر کہ مجھے اس کے ساتھ جانے دے، بلکہ حصین بن نمیر کو ہمارا معاون بنا

دے، ہم تینوں مل کر جائیں گے اور پھر جنگ کی کوئی تجویز کریں گے

ابن سعد ملعون نے مرہ عبدی ملعون کو اجازت دی اور حصین بن نمیر کو حکم دیا کہ تم بھی ان کے ساتھ جاؤ

یہاں پر ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں

ہم جب یہ سنتے ہیں کہ میدان کربلا میں جنگ ہوئی تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کربلا کا میدان کوئی ہموار میدان ہوگا، جنگ سے پہلے میدان کو درست یا ہموار کیا جاتا ہوگا، نشیب وفراز کو برابر کیا جاتا ہوگا، مگر حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے، کیونکہ جہاں جنگیں ہوتی تھیں ضروری نہیں تھا کہ وہ کوئی ہموار میدان ہوں یا ان کو ہموار کیا جاتا ہو، بلکہ جہاں بھی فوجوں کا آمنا سامنا ہو جاتا جنگ شروع ہو جاتی تھی

کربلا کی زمین اس وقت انتہائی غیر ہموار تھی، کیونکہ دریا کے گردو پیش کا علاقہ تھا جس کا ہموار ہونا محال تھا، کہیں ٹیلے تھے، کہیں جھاڑیاں تھیں، کہیں کجھوروں کے جھنڈ تھے، کہیں درخت تھے، یہاں کی زمین پختہ سرخ مٹی کی تھی، کربلا کا علاقہ ریتلا علاقہ نہیں ہے بلکہ زرخیز سرخ زمین کا علاقہ ہے، اس وقت اس مقام پر کوئی ریت کا ٹیلہ نہ تھا بلکہ مٹی کے نشیب وفراز سے ٹیلے بنے ہوئے تھے، آج آپ خاک شفا کی سجدہ گاہ تو دیکھتے ہیں، یہ سرخ مٹی کی ہیں، بالکل ایسے ہی یہاں کی سرزمین سرخ مٹی کی تھی، جس میں کھجوروں کے درخت بھی تھے اور کہیں دوسرے درخت، جھاڑیاں اور گھاس پھونس بھی تھی اور اس کا ایک حصہ ایسا بھی تھا جس پر غاضریہ کے لوگ آکر اپنی گندم صاف کرتے تھے یعنی تھوڑی سی صاف جگہ بھی تھی

مجموعی طور پر یہ ایک ملا جلا علاقہ تھا، البتہ دریائے فرات اور نہر علقمہ کے نزدیک

نزدیک ریت بھی تھی جیسا کہ دریاؤں کے ساحل پر اکثر ہوتی ہے، اس وضاحت کے بعد میں اپنے مقصد پر آؤں ......(R_320)

میں عرض کر رہا تھا کہ عمر ابن سعد ملعون سے اجازت لے کر منقذ بن مرہ عبدی ملعون، حصین بن نمیر تمیمی ملعون اور مرہ عبدی ملعون یہ تینوں میدان میں آئے

انہوں نے جنگ کا محاذ دیکھا اور یہ دیکھا کہ شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام جس سمت حملہ کرتے ہیں اس سمت کافی دور تک فوجوں کا صفایا کر دیتے ہیں، پھر دوسری سمت حملہ آور ہوتے ہیں، اس انداز کو دیکھ اور سمجھ کر یہ تینوں ملعون میدان کی اس سمت آئے جس سمت شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام حملہ کر رہے تھے، ان ملعونوں نے دیکھا کہ اس سمت میں کھجور کے دو درخت نزدیک نزدیک ہیں، انہوں نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک آدمی دائیں طرف والی کھجور کے پیچھے چھپ جائے، اور دوسرا دوسری کھجور کے پیچھے گھات لگا کر بیٹھ جائے، امکان یہ ہے کہ پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام جس انداز سے حملہ کر رہے ہیں وہ ان کھجوروں کے درمیان میں سے گزریں گے جب وہ ان کھجوروں کے درمیان میں آئیں تو پھر دیکھنا ہے کہ وہ جس کی زد میں آئیں وہ پہلے خاموش رہے، دوسری سائیڈ والا انہیں للکارے اور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے، جب وہ دوسری طرف متوجہ ہوں تو جس کی وہ زد میں ہوں وہ چھپ کر حملہ کرے، امید ہے کہ حملہ کارگر ہوگا

یہ سوچ کر یہ تینوں ملاعین تین مختلف مقامات پر گھات لگا کر چھپ گئے، دو کجھوروں کے ساتھ اور تیسرا آدمی کسی نشیبی جگہ میں چھپ گیا، دوسری طرف شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام تلوار کے جوہر دکھانے میں مصروف تھے، منقذ بن مرہ عبدی ملعون چھپ

کر دیکھ رہا تھا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام تمام کائنات سے بے نیاز ہوکر مصروف جنگ تھے، ان کے چہرے سے نقاب ہٹا ہوا تھا، جس وقت اس ملعون نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی اٹھتی جوانی پہ نظر کی تو اس ملعون کا دل کانپ گیا

☆ وھو یکرہ عن قتلہ اس ملعون کی سوچ میں آیا کہ اتنا خوبصورت نوجوان کہاں اور میرے زہر آلودہ نیزے کہاں، یہ سوچ کر اس ملعون کا حوصلہ پست ہونے لگا یہ ملعون شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے حسن میں مستغرق ہوکر سوچنے میں مصروف تھا کہ عین اس وقت شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کرتے ہوئے ان کھجوروں کے نزدیک سے آگزرے مگر اس ملعون نے حملہ نہ کیا، اس وقت اس ملعون کے باپ مرہ عبدی ملعون نے آواز دی، او بد بخت! میں تیرے ساتھ ہوں، حملہ کر

اس وقت حصین بن نمیر نے تیر روانہ کیا جو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنے حلق پر قبول فرمایا، منقذ بن مرہ عبدی ملعون اپنے باپ کی آواز پر اٹھا اور اس ملعون نے سنبھل کر نیزہ سے حملہ کیا جو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے سینہ اطہر پر لگا، ادھر مرہ عبدی ملعون نے تلوار کا وار کیا جو پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کی بجائے سینہ پر سجے ہوئے نیزہ پر لگا، جس کی وجہ سے نیزہ کا بانس اپنے پھل سے جدا ہوگیا اور برچھی سینہ میں رہ گئی......(R_321)

منقذ بن مرہ عبدی ملعون کا وار ہوتے ہی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا ہاتھ سینہ پر آیا ہاتھوں سے تلوار اور لگام ایک ساتھ چھوٹ گئیں، آواز دی بابا جان میرا آخری سلام قبول فرمائیں، اس کے ساتھ ہی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے زین چھوڑ دی

☆ثم اعتنق فرسہ فاحتملہ الفرس الی عسکر الاعداء......(R_322)

اس اثنا میں ذوالجناح چند قدم آگے جا کر فوراً پلٹا اور قریب آیا، اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنے رہوار کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور فرمایا کہ عقال ہمیں جتنا جلدی ہو سکے خیام میں لے جا، میرے ضعیف بابا جان علیہ الصلوات والسلام کو میدان میں نہ آنا پڑے، میرے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام ضعیف ہیں، زمانہ دشمن ہے، ان کو جوان بیٹے کا صدمہ بے وقت دیکھنا آ گیا ہے

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے حکم کی تعمیل میں رہوار فوجوں میں دوڑا، مگر عقال جس طرف رخ کرتا ہے ادھر ظالمین سامنے حائل ہو کر حملہ کر دیتے ہیں، زخموں میں زخم لگنا شروع ہوئے، ادھر دائی پاک نے خیام میں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی حالت بیان کی کہ اس وقت عقال شہزادے کو لے فوجوں کے درمیان بھاگ رہا ہے مگر اسے راستہ نہیں مل رہا، شہزادے کی دستار سر اطہر سے اتر چکی ہے، ہر طرف سے نامناسب تحائف کی برسات ہو رہی ہے اور زخموں پہ زخم لگ رہے ہیں

کتابیں تو ہمیں یہ نہیں بتاتی ہیں کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے زین چھوڑنے کا اثر کون سی پاک بی بی پر کیسے ہوا، مگر دل یہ مانتا ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی دلہن بہن صلواۃ اللہ علیہا نے بھائی کے بارے میں جب یہ سنا ہو گا کہ ان سے زین چھوٹ گئی ہے اور انہوں نے گھوڑے کے گلے میں بانہیں ڈال رکھی ہیں تو یقیناً بے ساختہ انہوں نے ضرور فرمایا ہو گا کہ خدارا کوئی میرے بھائی کی امداد کو پہنچے اور اسے آرام سے زین ذوالجناح سے اتارے اور جلد خیام میں لے آئے

جس وقت بھائی کی تنہائی اور امت کے ظلم دیکھے ہوں گے تو پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے مدینہ کی طرف دیکھ کر اپنی بہن ہجر کی ملکہ صلواۃ اللہ علیہا کو فرمایا ہو گا کہ بہن بہت خوش

قسمت تھی کہ ہمارے ساتھ نہیں آسکی تھی ورنہ آج اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھ کر یقیناً تو زندہ نہ رہ سکتی، جس طرح بھائی پر تیروں کی بارش ہو رہی ہے تو یہ صدمات کیسے برداشت کرتی

اب دعا کا وقت ہے، آنسوؤں کی اس برسات میں تہہ دل سے دعا فرمائیں کہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے، کہ جن بہنوں نے اپنی فخر کائنات پاک بھائی کو اتنی مشکل سے زین ذوالجناح سے اترتے دیکھا تھا اور وہ آج تک اسی غم میں گریہ کناں ہیں، خدا کرے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے بھائی کی شادی کے شگن کریں، اپنے ہاتھوں سے بھائی کو مہندی لگائیں، ان کی دلہن کو آراستہ فرمائیں اور خوشیوں کے یہ مناظر دیکھ کر تمام مخدرات عصمت کے قلب حزیں سے درد و آلام کے تمام داغ دھل جائیں، مگر یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہے کہ جب ہمارے امام زمانہ قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف کا خروج بالسیف ہوگا اور وہ اس دنیا میں تشریف لا کر پہلے تمام ظالمین کا ظلم سمیت خاتمہ کریں گے، اس کے بعد آلِ اطہار کی ابدی اور دائمی حکومت اِلٰہیہ کا قیام فرمائیں گے، دعا کریں کہ وہ وقت بلا تاخیر آ جائے



آمین یارب العالمین



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین**

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 22

# زین چھوڑنا

عزادارانِ گرامی!

واقعات کربلا کو پڑھنے یا سننے والا ہر فرد ان واقعات کے اکثر اجزاء سے تو آشنا ہوتا ہی ہے، لیکن ان واقعات کے میں کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو ایک سرسری بین شخص معمولی سمجھتا ہے اور اس پر غور وفکر نہیں کرتا، حالانکہ بظاہر معمولی نظر آنے والی باتوں کے اندر بھی اس پاک خاندانِ تطہیر علیہم الصلوات والسلام کے بہت سے اہم اسرار و فضائل پوشیدہ ہوتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ ہمیں جو چیزیں عام اور معمولی نظر آتی ہیں وہ ایک عام انسان کیلئے تو معمول کا حصہ ہوسکتی ہیں مگر اس پاک گھر کے اسرارِ عظمت کے متلاشیوں کیلئے کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی غیر اہم نہیں ہوتی ہے

مثلاً ہم واقعاتِ کربلا میں یہ دیکھتے ہیں کہ شہیدانِ راہِ رضا کو رخصت کرتے وقت مستورات توحید رسالت صلواۃ اللہ علیہن کا گریہ کرنا، بعض شہداء کو رخصت کرتے وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا شدید گریہ فرمانا ہمارے سامنے بیان ہوتا ہے اور بعض مقامات پر پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کا گریہ و ماتم، بلکہ منہ پر ماتم

کرنا بھی ثابت ہے، جیسا کہ زیارت ناحیہ میں ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے بعد پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن خیام سے مقتل گاہ کی طرف روانہ ہوئے تو وہ اپنے منہ اور رخساروں پر ماتم کر رہے تھے

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس دور میں کچھ ابوجہل قسم کے افراد یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ منہ پر ماتم کرنے سے نعوذ باللہ کچھ روحانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں حالانکہ وہ جاہل یہ نہیں جانتے کہ کائنات کو روحانیت کا درس دینے والی عصمت کبریٰ کی حامل پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے کسی غیر روحانی عمل کے صدور کا تصور بھی کفر ہے

میں عرض کر رہا تھا کہ شہدائے کربلا کی لاشوں پر منہ اور رخساروں کا ماتم کرنا ثابت ہے اور بعض روایات میں تو روز عاشور کچھ شہداء کی لاشوں پر یا پھر شام سے واپسی کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی پاک مزار پر پتھروں کے ساتھ ماتم کرنے تک کی روایات ملتی ہیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش پر ظاہراً غش فرمانا بھی ثابت ہے

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس پاک گھر کے مقدس افراد کے عواطف ومیلانات وجذبات بھی انسانی وبشری عواطف کی طرح تھے یا ان کی محبت، نفرت، غم وآلام، دکھ درد، یہ سب عواطف بشریہ کے ماتحت تھے

یہاں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ عواطف جمع ہے عاطفہ کی جس کے اصلاحی معانی ہیں انسانی جذبات ومیلانات، یعنی مہر ومحبت، نفرت، غم وغیرہ کہ جو آپس کے تعلق باہمی کی وجہ سے ہوتے ہیں

اب خود سوچیں کہ ان کا گریہ کرنا، ماتم کرنا، رونا، یا ظاہراً بے نیاز ہو جانا کیا انسانی جذبات و احساسات کے ماتحت تھا؟

اگر ہم ان تمام چیزوں کو عواطف بشریہ یا کسی انسانی جذبہ کے ماتحت سمجھیں تو پھر یہ انتہائی کمزور بشریت کا اظہار ہے، کیونکہ عام دنیاداری میں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ قتل ہونے والے جوان بیٹوں کی لاشوں پر ہزاروں میں سے چند باپ غش کرتے ہیں یا چند مائیں غش کرتی ہیں، ہر ماں کو غش نہیں آتا، بلکہ انتہائی کمزور دل کے ماں باپ ہی غش کرتے ہیں

اور آج ہم جدید سائنس کے حوالہ سے غش کرنے کی وجہ بھی جان چکے ہیں کہ انسان پر کسی عظیم صدمہ کی وجہ سے دل اپنا تمام خون دماغ میں منتقل کر دیتا ہے جس کی وجہ سے دماغ ماؤف ہو جاتا ہے اور حواس معطل ہو جاتے ہیں

کیا ہم انوارِ اِلٰہیہ کے تعطل حواس کی وجہ شدتِ غم کی وجہ سے خون کا دماغ پر اثر کرنا تصور کر سکتے ہیں؟ نعوذ بالله من ذالك الكفر

میں اپنے گھر کی یہ بات دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے گھر کے جو بزرگ تھے یا ہیں ان کو ہم نے اپنے جوان بیٹوں کی لاشوں پر روتے ہوئے نہیں دیکھا، بلکہ اپنے آقائی وسیدی ومرشدی دام ظلہ تعالیٰ کو تو میں نے اپنے جوان بیٹے کی لاش پر مسکراتا ہوا بھی دیکھا ہے، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس خون کا نتیجہ ہے کہ خاندانیت ونسب کی وجہ سے ان کے اندر جو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے منتقل ہوا ہے، یہاں پر ہمیں سوچنا چاہیے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام جو صبر خداوندی کے مظہر تھے، ان کا اتنا شدید گریہ فرمانا کیا عواطف بشریہ کے ماتحت تھا

دوستو حقیقت یہ ہے کہ اس پاک گھر کے جملہ پاک افراد علیہم الصلوات والسلام کے عواطف وجذبات بشریت کے تحت نہ تھے، بلکہ ان سب کے عواطف ماتحت اِلٰہیہ تھے

اس کا ثبوت ہمیں اس وقت ملتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا ظاہری بچپن کا دور ہے، انہوں نے مولا امیر کائنات صلواۃ اللہ علیہا کی آغوشِ اطہر کو زینت بخشی ہوئی ہے، اور وہ پاک بابا پر اظہار حقیقت کیلیئے سوال فرما رہی ہیں، فرماتی ہیں بابا جان کیا آپ کو ہم سے محبت ہے

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں

☆فقال علیه السلام کیف لا احبکم و انتم ثمرة فوادی

ہمیں آپ سے محبت کیوں نہیں آپ تو ہمارے جگر کا میوہ ہیں

جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا عرض کرتے ہیں بابا جان ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کی محبت ذاتی نہیں ہوتی بلکہ اللہ جلالہ کی وجہ سے ہوتی ہے، جس کی وجہ سے آپ شفقت فرماتے ہیں......(R_323)

اس مکالمہ سے ثابت ہوا کہ ان کے عواطف وجذبات عواطف بشریہ وانسانیہ نہیں بلکہ ماتحت اِلٰہی ہیں، اس لئے ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ان کا گریہ فرمانا، ماتم کرنا، جوان بیٹے یا جوان بھائی کیلیئے نہ تھا، بلکہ یہ ذاتِ واجب الوجود کی وجہ سے تھا کیونکہ اس پاک گھر کے ساتھ گستاخی کرنا گویا اللہ کے ساتھ گستاخی کرنے کے مترادف تھا، اس پاک گھر کے سامنے جسارت وظلم کی جرأت کرنا عین اللہ کے سامنے جسارت کرنا تھا، اس لئے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر سن کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے گریہ فرماتے ہوئے جو کلمات ادا فرمائے تھے وہ یہ ہیں

☆لعن اللّٰہ قوماً قتلوک یاولدی ما اشدُّ جراتھم علی اللّٰہ وعلی انتھاک حرم رسولؐ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم............(R_324)

اللہ تعالیٰ اس ملعون قوم پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اللہ کیلئے کتنی شدید جرأت وجسارت کی ہے اور اس کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر اطہر کی ہتک وحرمت کی جرأت کی ہے

یعنی ان کو غم تھا تو صرف اس بات کا تھا کہ ظالمین اللہ کی ذات کے خلاف برسر پیکار تھے، ان کو اپنے بیٹوں یا بھائیوں کا دکھ نہ تھا، بلکہ اللہ کے نقصان کا غم تھا جو ان کیلئے نا قابل برداشت تھا اور توہین اِلٰہی کے صدمہ سے گریہ فرما رہے تھے، ظالمین کی طرف سے استخفافِ مرتبۂ توحید کی وجہ سے ماتم کررہے تھے

صاحبانِ مقاتل لکھتے ہیں کہ جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام شہزادے کی لاش پر پہنچے اور انہوں نے شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کو زمین پر دیکھا تو پھر کھڑے نہ رہ سکے اور اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا

اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ انہوں نے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ کو زمین پر دیکھا تو ان کی یہ حالت ہوئی، بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اللہ کے حبیب کی شبیہ کو زمین پر دیکھا تو اس کے احترام کے پیش نظر اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا

یہ واقعہ کس وقت پیش آیا؟

منقذ بن مرہ عبدی ملعون نے شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کے سینہ اطہر پر نیزہ کا وار کیا، انہوں نے اس تحفہ کو حبیب حقیقی کا تحفہ سمجھ کر اپنے سینہ سے لگایا اور زمین پر سجدۂ شکر کی ادائیگی کیلئے انہوں نے زین چھوڑی اور آہستہ سے آواز دی

☆یا ابتاه علیك منی السلام

بابا جان میرا آخری سلام ہو

یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اکثر شہداء نے آخری وقت عرض کی

☆ادرکنی ادرکنی آقا ہماری مدد کو پہنچیں

مگر تاریخ کربلا میں دو شہداء وہ بھی تھے جنہوں نے صرف سلام کیا، ایک سرکار مولا عباس علیہ الصلوات والسلام تھے اور دوسرے یہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام تھے جنہوں نے فقط سلام کیا، بلایا نہیں

اس کی وجہ یہ تھی کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام یہ نہیں چاہتے تھے کہ ہماری وجہ سے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام میدان میں آئیں، شاید وہ انہیں لاش اٹھانے کی زحمت نہیں دینا چاہتے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ ان کو ہماری شہادت کا صدمہ نہ پہنچے اس لئے صرف سلام کیا ......(R_325)

جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے یہ آواز سنی تو کرسی سے اٹھ کر مرتجز کی طرف چلے، مگر کیفیت یہ تھی کہ ان کا عمامہ کھل چکا تھا، ایک ہاتھ سینہ پر تھا، رہوار تک پہنچتے پہنچتے سات مرتبہ فرمایا ☆الله اکبر، الله اکبر، الله اکبر

جس وقت رہوار کے قریب آئے تو کوچ میں ہاتھ ڈال کر مرتجز کا آسرا لے کر ایسے بآواز بلند گریہ فرمایا کہ اس طرح کسی شہید کی شہادت کی خبر پر گریہ نہیں فرمایا اس کے بعد زین پر سوار ہونے کی کوشش کی مگر سوار نہ ہو سکے

☆فصاح الامام سبع مرات یا ولدی ......(R_326)

اس کے بعد سات مرتبہ فرمایا ہائے میرا نوخیز جوان بیٹا

شبیہ پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام سے زین چھوٹی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے پیارے لخت جگر کو میدان میں زین ذوالجناح سے زمین پر آتے دیکھا تو بے ساختہ گریہ فرمانا شروع کیا، جب ان کے رونے کی آواز خیام میں پہنچی تو اس وقت خیام میں ایک عجیب کیفیت تھی، ہر طرف کہرام گریہ و ماتم برپا تھا

کوئی پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا رو کر بین کرتی تھی وا محمدؐا......کوئی پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا رو کر بین کرتی تھی ''وا علیاؑ'' ......کوئی پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا جگر کو پکڑ کر روتی تھی، کوئی بی بی صلواۃ اللہ علیہا خیام کی چوب سے پیشانی لگا کر روتی تھی، اس وقت جناب سیدہ عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا زبان حال سے فرماتی ہیں بھیا! مجھ غریب بہن پر احسان کرو کہ جتنا جلدی ممکن ہو سکے میرے نورِ نظر کو خیام میں لے آؤ، میں اپنے بیٹے کی آخری گفتگو سننا چاہتی ہوں

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے زبان حال سے یہ بھی فرمایا ہوگا علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے بابا ذرا اس ماں کی کیفیت بھی جا کر دیکھیں کہ جنہوں نے اٹھارہ سال تک اپنے لعل کو بیٹا نہیں کہا، اب جس وقت سے انہوں نے شہزادہ کی زین سے اترنے کی خبر سنی ہے ان کی عجیب حالت ہے کہ وہ اب بھی سر بہ سجود ہیں اور رحم فرما رہی ہیں، میں چاہتی ہوں کہ اگر ہمارا نورِ چشم ایک مرتبہ زندہ خیام میں پہنچ جائے تو آخری مرتبہ اپنی پاک والدہ کوں ماں کہہ کر پکار لے تاکہ ان کی یہ آرزو پوری ہو

تھوڑی دیر مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے رہوار کا کوچ پکڑ کر روتے رہے، اس کے بعد اپنے رہوار مرتجز پر سوار ہوئے اور میدان کی طرف رہوار کو دوڑایا، ان کے ساتھ کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے بھی اپنے رہوار کی باگ اٹھائی، جس وقت آپ

میدان میں پہنچے تو اس وقت میدان میں یہ حالت تھی کہ شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام زین کو خیر باد کہہ چکے تھے اور انہوں نے اپنے رہوار عقال کی گردن میں بانہیں ڈال رکھی تھیں، اور عقال کو فرما رہے تھے کہ اب تو ہمیں خیام میں لے جا، کہ ہماری لاش اٹھانے کیلیئے ہمارے ضعیف بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کو میدان میں نہ آنا پڑے

عقال نے افواج میں دوڑنا شروع کیا، مگر چاروں طرف دشمن تھے، وہ جس طرف رخ کرتا سامنے ظالمین کا دستہ ظلم کرنے کیلیئے آ جاتا تھا

میں ایسے ہی کہوں گا کہ سب ظالمین شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کر رہے تھے کہ کوئی قدموں پر پیشانی لگاتا تھا، کوئی نعلین کا بوسہ لیتا تھا، کوئی ملعون دست مبارک چومنے کی کوشش کرتا تھا

عین اس وقت مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مصروفِ ظلم فوج پر حملہ کیا، کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی تلوار لہرائی، اس اچانک افتاد پر دشمنوں کی توجہ شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہٹ گئی، اس وقت عقال کو موقعہ ملا اور یہ فوجوں سے باہر نکلا اور شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کو لے کر خیام کی طرف دوڑا

ابھی پاک رہوار خیام کی آخری قنات سے 16 قدموں کے فاصلہ پر تھا کہ شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ رہوار کی گردن سے چھوٹ گئے اور انہوں نے زمین کو زین بخشی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اور کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے مشترکہ حملہ سے فوجیں فرار ہوئیں مگر ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی وجہ سے میدان میں گرد و غبار کے بادل چھا گئے، جس سے دور یا نزدیک کی کوئی چیز نظر نہ آتی تھی

اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے آواز دی کہ کوئی ہے جو آج ہمیں یہ خبر دے

کہ میرا لختِ دل اس وقت کہاں ہے؟ میرے پیار کر محور و مرکز کہاں ہے؟

جس وقت امت ملعون سے کوئی جواب نہ ملا تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے یوسف ثانی کو مخاطب ہو کر فرمایا میرا لعل تمہیں بابا تلاش کر رہا ہے، جہاں بھی ہو مجھے آواز دو تاکہ میں آپ تک پہنچ سکوں، نورِ چشمین ! آپ کی شہادت نے میری آنکھوں کی بینائی چھین لی ہے، مجھے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا ہے، تمام پردہ دار خیام کے دروازہ پر آپ کے منتظر ہیں مجھے آواز دو، بیٹا کہاں ہو؟

سب مومنین دعا فرمائیں کہ اب تو اس ضعیف والد کو اپنے سبھی نونہال ہنستے مسکراتے ہوئے آ ملیں، یہ اپنے تمامی فرزندوں کو شاد و آباد دیکھیں، اپنے فخر کائنات فرزند شہزادہ علیؑ اکبر کی پاک پیشانی کو سہروں سے مزین دیکھیں تاکہ ان کے زخمی دل سے جوان بیٹوں کی شہادت کے تمام داغ مٹ جائیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 23

# عقال پاک

دوستو!

صاحب انیس العھد لکھتے ہیں کہ جناب نوح سلام اللہ علیہ کے فرزند سام بن نوح سلام اللہ علیہ کے بیٹے لاوَز کے تین بیٹوں کی اولاد نقل مکانی یا ہجرت کر کے سنہ 2300 قبل از مسیح میں یمن سے یثرب (مدینہ) میں آ کر آباد ہوئی تھی، ان کو عمالقہ کہا جاتا تھا کیونکہ یہ عمالیق بن لاوَز بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، عمالیق کے تین بیٹے تھے، ان تین بیٹوں کی اولاد تین قبیلوں کے نام کے ساتھ مشہور ہوئی تھی، وہ تین قبیلے یہ تھے

(1) بنو ثعلبه (2) بنو شقمه (3) بنوذرعه

اس سے پہلے عمالیق اور جراہم قبیلوں کے لوگ یمن میں آباد تھے، قحط کی وجہ سے انہوں نے یہاں سے سفر شروع کیا اور وہ مکہ و مدینہ کے علاقوں میں آ کر آباد ہوئے، سن 2200 قبل از مسیح جب جناب ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو زینت بخشی تو وہاں جراہم قبیلہ کے لوگ پہلے سے آباد تھے...... (R_327)

جراہم اور عمالقہ کا سلسلہ نسب جناب نوح کے ساتھ جا ملتا ہے

جرھم بن عبیل بن قحطان بن عابر (ھودعلیه السلام) بن شائخ بن ارفخشد

بن سام بن نوح علیہ السلام

شہر مدینہ کا قدیم نام یثرب تھا، اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ عمالقہ کے ایک سردار یثرب نے اس شہر کو عین اس وقت آباد کیا تھا جس وقت جناب ابراہیم علیہ السلام مکہ کو آباد فرما رہے تھے، یثرب کا شجرہ نسب یہ تھا

☆یثرب بن قانیہ بن مہلائیل بن ارم بن عوض بن عمالیق بن لاؤز بن سام بن نوح علیہ السلام............ (R_328)

یہ یثرب بن قانیہ وہ پہلا شخص ہے جس نے مدینہ شہر کو آباد کیا تھا اسی لئے مدینہ طیبہ کا قدیم نام یثرب تھا

عمالیق بن لاؤز بن سام بن نوح کی اولاد عمالقہ کے نام کے ساتھ مشہور تھی اور وہ لوگ مدینہ کے گردو پیش آباد تھے، 1500 قبل مسیح میں جناب موسیٰ سلام اللہ علیہ نے مصر میں اپنی شریعت کا اعلان فرمایا اور بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے، اس دور میں انہوں نے بنی اسرائیل کو فرمایا تھا کہ تم جا کر عمالقہ کو دین کی تبلیغ کرو اگر وہ دین حق قبول نہ کریں تو ان سے جہاد کرو اور ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو، یہاں بنی اسرائیل کے بارہ قبائل نے مل کر حملہ کیا تھا، اس وقت یہاں کا حاکم ارقم ثانی تھا، اس کو انہوں نے شکست دی، اور جو عمالقہ ایمان لے آئے یا فرار ہو گئے وہ زندہ رہ گئے، باقی کو قتل کر دیا گیا

ان بنی اسرائیلی حملہ آوروں نے جس وقت شاہِ یثرب ارقم ثانی کے بیٹے کو دیکھا تو وہ اس وقت وہ اٹھتا ہوا نوخیز جوان تھا، جس کی ریش کا سبزہ ابھی پھوٹ ہی رہا تھا اور وہ بہت ہی خوبصورت تھا، بنی اسرائیل کے تین قبائل نے باقی قبائل سے کہا

کہ اس قدر خوبصورت جوان کو قتل کرنا مناسب نہیں ہے، ہم اس کو ساتھ لے کر جائیں گے، پھر جناب موسیٰ علیہ السلام جو حکم دیں گے اس پر عمل کریں گے

یہ جب واپس پہنچے تو ان کو جناب موسیٰ سلام اللہ علیہ نے حکم اِلٰہی کی نافرمانی کی سزا کے طور پر فسلطین سے نکال دیا اور یہ تینوں قبائل واپس یثرب میں آ کر آباد ہو گئے

جو لوگ عمالقہ میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر آ چکے تھے انہوں نے بنی اسرائیل کو خوش آمدید کہا، بنی اسرائیل کے تین قبیلے جو حضرت موسیٰ سلام اللہ علیہ کے حکم سے فلسطین سے نکالے گئے تھے وہ یہ ہیں (1) اوس (2) خزرج (3) غسان

اوس اور خزرج یثرب میں آباد میں ہوئے، مگر بنی غسان یمن میں جا کر آباد ہوئے، یمن میں ایک قبیلہ بنی قریظہ پہلے سے آباد تھا، یہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے ...... (R_329)

سن 300 عیسوی میں بنی قریظہ کے حاکم تبان بن اسعد ابو کرب نے یثرب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو پھیلتے دیکھا تو اس نے یثرب پر حملہ کیا، اوس وخزرج نے سر تسلیم خم کرلیا اور بغیر قتل وغارت کے اس نے یثرب کو فتح کرلیا، اور اپنے ایک بیٹے کو یثرب کا حاکم مقرر کر کے یہ مکہ کی طرف روانہ ہوا، ابھی یہ دوسری منزل تک نہیں پہنچا تھا کہ ایک سازش کے تحت اس کے بیٹے کو قتل کر دیا گیا

یہ غم وغصہ میں فوراً یثرب واپس آیا اور اس کی نیت یہ تھی کہ میں مدینہ کو برباد اور تاراج کر دوں گا، یہ جس وقت یثرب کے قریب آیا تو بنی قریظہ کے دو یہودی عالم اس کے قریب آئے اور اسے آگاہ کیا کہ ہم نے جناب موسیٰ سلام اللہ علیہ کی کتاب میں دیکھا ہے کہ یہ شہر آخری نبی سرتاجِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دار الھجرت ہے

وہ نبی تمام انبیاء کا سرتاج ہوگا، عالمین کی رحمت ہوگا، ان علمائے یہود نے سرتاج انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل بیان کئے تو تبان بن اسعد ابوکرب کو بیٹے کی موت بھول گئی اوراس نے دوبارہ یثرب پر قبضہ کرکے حکم دیا کہ یہاں خوبصورت محل تیارکریں، اس محل میں اس شہنشاہ نے ایک خاص کمرہ تیارکروایا جس میں چاندی کا ایک صندوق رکھوایا، اس صندوق میں اس نے وہ الواح اورصحف رکھوائے کہ جن میں شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل درج تھے، ان کے ساتھ اس نے اپنی طرف سے ایک خط بھی اسی صندوق میں رکھوایا جس کی عبارت یہ تھی

از تبان ابن اسعد ابوکرب ( ) میرا اسلام ہوسرتاج انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، میرا ایمان ہوآخری نبی پر......، اگرمیری زندگی میں آپ کی آمد ہوتو مجھے ضروریادفرمائیں میں حضور کی نعلین بوسی کا شرف ضرور حاصل کروں گا، اگر میں مرجاؤں تو میرا ایمان لانا حضور کی بارگاہ میں قبول ہواورکل میں آپ کے ساتھ محشور ہوں

(R_330)

اس کے بعداس شہنشاہ نے یہودی علماء کواس محل کا متولی بنایا اورخودیمن واپس چلا گیا، ان یہودی علماء کی اولاد دراولاد اس محل کی متولی رہی تا اینکہ زمانہءِ ہجرت آیا، اس وقت ان یہود علماء کی اولاد میں سے حضرت ابوایوب انصاری اس محل کے متولی تھے اوران کا گھر ہی دراصل وہ محل تھا جوشہنشاہ یمن نے بنوایا تھا جس وقت پاک حسنین علیہم الصلوات والسلام کا پاک نانا مدینہ میں تشریف لائے تو سب لوگ دعوت دینے کیلئے حاضر ہوئے کیونکہ ہرشخص کی یہ خواہش تھی کہ حضور میرے غریب خانہ کوشرف بخشیں ،مگرحضرت ابوایوب انصاری حاضر نہ ہوئے

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری ناقہ جس گھر کے دروازہ پر بیٹھ جائے گی ہم اس کے مہمان ہوں گے، یہ ایک مشہورِ عام بات ہے کہ ناقہ جناب ابوایوب انصاری کے دروازہ پر جا بیٹھی اور سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کے مہمان ہوئے، اس وجہ سے تمام عرب جناب ابوایوب انصاری کو میزبان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے یاد کیا کرتا تھا

یمن کی حکومتیں بدلتی رہیں، بنوغسان کا حاکم ابوجبیلہ فوت ہوا تو اس کے بعد تبع یمن مالک حمیری کو بنایا گیا

499 یا 500 عیسوی میں ابرہہ ملعون نے یمن میں آباد حبشی قبائل اور حبشی فوجیوں کے ساتھ ساز باز کر کے مالک حمیری کو قتل کروادیا اور خود حکومت پر قبضہ کرلیا

صلاح بن مالک حمیری نے اپنے باپ کی حکومت کی واپسی کی بڑی کوشش کی مگر اسے ناکامی ہوئی

569 یا 570 عیسوی میں ابرہہ ملعون نے کعبہ پر حملہ کیا اور خلاق کائنات کے آسمانی لشکر نے اس کو فنا کر دیا، ابرہہ ملعون نے یمن میں 70 سال حکومت کی تھی اس کی موت کے بعد اس کے بڑے بیٹے یکسوم نے تخت سنبھالا، یکسوم کے بعد اس کے بھائی مسروق بن ابرہہ نے حکومت سنبھالی ......(R_331)

اس وقت جناب ابومرہ سیف بن ذی یزان بن صلاح بن مالک حمیری نے قیصر روم کے ساتھ رابطہ کیا اور اپنی حکومت واپس کرنے میں اس سے مدد مانگی مگر اس نے انکار کر دیا، اس کے بعد سیف بن ذی یزان نے کسریٰ یعنی ایران کے

بادشاہ سے مدد مانگنے کا پروگرام بنایا مگر کوئی تدبیر اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی
اس زمانہ میں کسریٰ کی طرف سے کوفہ (حیرہ) عراق کا گورنر نعمان بن منذر تھا
وہ کعبہ کی زیارت کو مکہ مکرمہ میں آیا اور جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کے پاس
مہمان ہوا، حسن اتفاق کہ اسی دن سیف بن ذی یزان بھی جناب عبدالمطلب علیہ
الصلوات والسلام کے پاس مہمان آ ہوا، کیونکہ ان کے خاندان کے ساتھ خاندان نبی ہاشم
علیہم السلام کے بہت اچھے تعلقات تھے، یہاں جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام نے نعمان
بن منذر سے سیف بن ذی یزان کی حمایت کی بات چلائی اور اس نے کسریٰ کے
تعاون کا وعدہ کیا

القصہ بادشاہِ ایران کی مدد سے جناب ابومرہ سیف بن ذی یزان بن صلاح بن
مالک حمیری کو پھر اپنے خاندان کی کھوئی ہوئی حکومت مل گئی ......(R_332)

اس کی حکومت کے قیام کا سال 573 عیسوی لکھا گیا ہے اور اس سال بہار کے
موسم میں جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام سیف بن ذی یزان کو ملنے اور قیام
حکومت کی مبارک بادی کیلئے یمن میں اس کے محل قصر الورد میں تشریف لے گئے

یہاں پر یہ بھی بتاتا چلوں کہ 21/20 اپریل 568 عیسوی میں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی دنیا میں آمد ہوئی، بعض لوگوں نے ان کی آمد کا سن 30/29 اپریل بمطابق
17 ربیع الاول 569 عیسوی جدید حساب سے قرار دیا ہے، بہرحال جو بھی سن تھا
تاریخ ظہور 17 ربیع الاول تھی، اس حساب سے جس وقت سیف بن ذی یزان کو
حکومت ملی تو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری سن مبارک چار یا پانچ سال کا تھا
اس زمانہ میں حمیری قبیلہ اپنے گھوڑوں کی وجہ سے پوری دنیائے عرب میں بہت

مشہور تھا کہ ان کے پاس اعلیٰ نسل کے گھوڑے ہوتے تھے، اور یہ ہر گھوڑے کا انسانوں کی طرح شجرۂ نسب لکھتے تھے

جس سال شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں آمد ہوئی، اسی سال سیف بن ذی یزان کی ایک اعلیٰ نسل کی گھوڑی نے ایک بچہ دیا، سیف بن ذی یزان نے فیصلہ کیا کہ اگر مجھے اپنے والد کی کھوئی ہوئی حکومت مل گئی تو میں یہ بچہ حرم توحید کے مالک گھر میں آنے والے نبی کو بطور تحفہ پیش کروں گا

انہوں نے پیشین گوئیاں بھی سنی ہوئی تھیں اور شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے آثار بھی دیکھ چکے تھے اور ان کو یقین تھا کہ ان کی دنیا میں آمد ہو چکی ہے، مگر اعلان فرماتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ انہوں نے کون سے گھر کو زینت بخشی ہے

جناب سیف بن ذی یزان نے اس نجیب الطرفین نسل کی قیمتی گھوڑی کے بچے کا نام ''عقال'' رکھا، عقال فارسی میں عقاب کو کہتے ہیں، اس لئے جس وقت عربی کتابوں کا ترجمہ فارسی میں ہوا تو عقال کا نام بھی عقاب ہی لکھا گیا، علامہ عبد العلی ہروی طہرانی بھی اس کا نام ''عقال'' ہی لکھتے ہیں

صاحب خصائص شیخ جعفر نے عقال کا شجرۂ نسب سات پشتوں تک لکھا ہے

☆عقال بن ایزداب بن قابل بن ذوالکفاح بن موج بن خنج بن میمون بن ریح (R_333)

جس وقت جناب عبد المطلب علیہ الصلوات والسلام یمن تشریف لے گئے اور سیف بن ذی یزان کے قصر الورد میں ان کے مہمان ہوئے تو اس نے عرض کی کہ ہم نے سنا ہے کہ مکہ میں آخری شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہور اجلال فرمایا ہے اور ان کے

ظہور کے آثار ہمیں نظر بھی آئے ہیں مگر معلوم نہیں کہ انہوں نے کون سے گھر کو زینت بخشی ہے

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ انہوں نے ہمارے گھر کو اپنے نور ازل کے ساتھ منور فرمایا ہے اور اس وقت ان کا سن مبارک چار پانچ سال کا ہے، اس نے عرض کی کہ میں نے ایک منت مانی تھی کہ وہ شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لائیں گے تو میں اپنی گھوڑی کا ایک بچہ جو ایک نایاب اور قیمتی نسل کا ہے ان کی خدمت میں پیش کروں گا

اب حضور نے مجھے آگاہ فرمایا کہ وہ ذات پاک اس دنیا کو شرف بخش چکی ہے تو پھر میری طرف سے ان کی خدمت میں یہ بچہ پیش کرنا ہے، وہاں یہ گھوڑی کا بچہ جناب عبدالمطلب علیہ السلام کو پیش کیا گیا اور ساتھ اس کا شجرۂ نسب بھی لکھ کر پیش کیا

یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ عقال کی عمر میدان کربلا میں ایک سو بارہ سال تھی

صاحب خصائص نبویہ لکھتے ہیں کہ ان پاک ذوات علیہم السلام کے استعمال میں جو گھوڑا یا جو بھی سواری آتی تھی وہ ہمیشہ جوان رہتی تھی، بچپن ہوتا تو بھی جوان ہو کر تمام زندگی جوان رہتی، یہ ان کے معجزات میں سے ایک معجزہ شمار کیا جاتا ہے

بعض روضہ خوان بیان کرتے ہیں کہ جس وقت یہ عقال شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس وقت سے یہ مسلسل ان کے ساتھ مانوس رہا اور جب بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب جاتے تو یہ پہلے ان کے جسم اطہر کی خوشبو لیتا تھا پھر ان کے جسم اطہر سے اپنا منہ مس کر کے اظہار انس کرتا تھا

جس وقت عقال یمن سے بارگاہِ رسالت میں پہنچا تھا تو ایک دن انہوں نے

جناب عبد المطلب علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ دادا جان ہمیں اپنے گھوڑے پر سوار کریں، صاحبانِ تاریخ لکھتے ہیں کہ لخت جگر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمائش پر جناب عبد المطلب علیہ الصلوات والسلام نے عقال کو گھر میں منگوایا اور مستورات کے زمرے میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عقال پر سوار کیا گیا

اس وقت ایک عجیب منظر تھا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی پھوپھی پاک نے عقال کی باگ پکڑی ہوئی تھی، کسی نے رکابیں پکڑی ہوئی تھیں، کسی نے اپنے معصوم بھتیجے کی کمر میں ہاتھ رکھ کر سہارا دیا ہوا تھا کہ کہیں عقال سے شہزادہ پاک گر نہ جائیں ...... (R_334)

یہ منظر کربلا سے کتنا مشابہہ تھا کہ یہاں پر بھی آج اسی رہوار پر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ سوار ہیں اور ماؤں بہنوں نے ویسے ہی رکابیں پکڑی ہوئی ہیں

جس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو یہ جسد اطہر کے ساتھ ساتھ روتا رہا، تدفین کے بعد اس نے کھانا پینا ترک کر دیا، تین دن تک عقال نے دانہ پانی پسند نہ کیا، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اس کے قریب تشریف لائے اور فرمایا اے عقال تو کھانا پینا شروع کر دے ہمارا وعدہ ہے کہ ہم تمہیں پھر بعینہٖ اس ذات کی زیارت کرائیں گے جو کلی طور پر ہمارے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ ہوں گے، اس کے بعد اس نے کھانا پینا شروع کر دیا، مگر یہ مسلسل اداس رہتا تھا

تا اینکہ 42 ہجری میں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے لعل شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کو اٹھا کر عقال کے قریب آئے اور فرمایا اے عقال ہم اپنا وعدہ پورا کرنے آئے ہیں، تو ایک ایک چیز دیکھ لے، چہرہ ہے تو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ، پیشانی ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ، زلفیں ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ، خوشبو ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ، جلوہ ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے...... قدموں سے لے کر سر تک اگر کسی چیز کا تھوڑا سا فرق محسوس ہو جائے تو کہنا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے نعوذ باللہ وعدہ پورا نہ فرمایا تھا تمام زندگی یہ پاک عقال شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی خوشبو کے سہارے زندہ رہا

## ﴿لاش اطہر پر آمد﴾

میں نے سابقہ مجلس میں بیان کیا تھا کہ جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے زین چھوڑی ، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام میدان میں تشریف لائے ، یہاں پر فوجوں سے جنگ فرمائی ، جس میں کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام اور دیگر جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام نے شرکت کی ، جس کی وجہ سے کوفیوں کو سوائے فرار کے کوئی راستہ نظر نہ آیا

اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے عقال کی گردن میں بانہیں ڈالی ہوئی تھیں اور پاک رہوار کو افواج میں سے نکلنے کا موقعہ مل گیا اور اس نے خیام کی طرف رخ کیا ، ابھی پاک رہوار خیام کی آخری قنات سے سولہ 16 قدم کے فاصلہ پر تھا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھ رہوار کی گردن سے چھوٹ گئے اور انہوں نے زمین کربلا کو مسجد اقصیٰ کا درجہ دے کر معراج فرمایا ، اس وقت میدان میں فوجوں کے فرار ہونے کی وجہ سے گرد وغبار کے بادل چھائے ہوئے تھے

جس وقت میدان خالی ہو گیا تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے آواز دی کہ میرا لعل ؑ تم کون سے مقام پر اترے ہو؟ ہمیں آواز دو

اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی کیفیت یہ تھی کہ انہوں نے سینہ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور عقال ان کے قدموں کے قریب کھڑا رو رہا تھا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام خیام کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے...... (R_335)

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے بابا مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی آواز سنی تو ایک مرتبہ عقال کی طرف نگاہ فرمائی اور فرمایا ہمارے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام ہمیں تلاش کر رہے ہیں تم جا کر انہیں ہمارے پاس لاؤ، عقال میدان کی طرف دوڑا

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے عقال کو دیکھا تو اس کی زین ڈھلی ہوئی ہے، رکابیں ٹوٹی ہوئی ہیں، باگیں کٹی ہوئی ہیں، زین خون آلود ہے اور بے سوار ہو کر آ رہا ہے، پھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے رہوار پر بیٹھ نہ سکے، انہوں نے فوراً رکابوں سے قدم نکالے اور وہیں عقال کی گردن میں بازو ڈال کر زمین پر اترے فوراً سوال کیا کہ میرا شہزادہ کہاں ہے؟ تو عقال نے خیام کی طرف اشارہ کیا

علامہ ہروی فرماتے ہیں کہ کربلا میں شہزادے کا پہلا پرسہ ان کے رہوار عقال نے دیا اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر پرسہ وصول فرمایا، گھوڑے کو گلے لگا کر روتے رہے، اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اب ہمیں ہمشکل پیغمبر انام علیہ الصلوات والسلام کے پاس لے جاؤ...... (R_336)

رہوار چل پڑا، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے کوچ پکڑ کر اس کے سہارے چلنا شروع کیا، باقی جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام حفاظت کیلئے ان کے چاروں طرف دائرہ بنا کر آ رہے تھے...... (R_337)

میدان سے گزرتے ہوئے ایک مقام پر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو زمین پر بیٹے کا

عمامہ نظر آیا، اس کو اٹھا کر سینہ سے لگا کر گریہ فرماتے رہے، پھر دوسرے مقام پر جوان بیٹے کی تلوار زمین پر نظر آئی، اس کو اٹھا کر چومتے رہے، اس انداز کے ساتھ بیٹے کی لاش پر عقال کے ساتھ تشریف لائے

جس وقت آپ میدان سے خیام کی طرف عقال کے ساتھ روانہ ہوئے تو آہستہ آہستہ گرد وغبار کے بادل ختم ہونے لگے، اس اثناء میں مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام بیٹے کے قریب پہنچ گئے ☆ وارتفع الغبار رمق بطرفه الى الخيام

جس وقت غبار کی حد ختم ہوئی تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے خیام سے 16 قدموں کے فاصلہ پر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو اس حالت میں زمین پر دیکھا کہ ان کا ایک ہاتھ سینہ پر تھا اور ان کی نگاہیں خیام کی طرف لگی ہوئی تھیں اور وہ خاموشی سے خیام کی طرف دیکھ رہے تھے......(R_338)

ابھی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کچھ دور تھے کہ پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کی بابا پاک پر نگاہ پڑی اور انہوں نے محسوس کیا کہ ہمارے بابا پاک بہت زیادہ مایوس ہیں انہوں نے فوراً آواز دی

☆السلام عليك يا ابتاه............ بابا جان میرا سلام ہو......(R_339)

اس سلام کرنے کی وجہ بعض عرفاء نے یہ لکھی ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے یہ محسوس کیا کہ بابا پاک گریہ فرما رہے ہیں، اگر ہم سلام کریں گے تو ہماری آواز سن کر ان کو ہمارے زندہ ہونے کا احساس ہوگا اور صدمہ کچھ کم ہو جائے گا

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے سامنے نگاہ فرمائی تو دیکھا کہ جوان بیٹا زمین پر سویا ہوا ہے، ایک ہاتھ سینہ پر ہے، دوسرا پاک بابا کی طرف دراز ہے، کیفیت

یہ ہے کہ کسی وقت ایک قدم دراز کرتے ہیں تو دوسرا قدم سمیٹ لیتے ہیں پھر پہلا قدم سمیٹ کر دوسرا دراز کرتے ہیں ......(R_340)

جس وقت ضعیف باپ نے جوان بیٹے کی یہ حالت دیکھی تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے فوراً عقال کی کوچ چھوٹ گئی، چند قدم چلے اور ابھی شہزادہ سے چند قدم دور تھے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے زمین کو زینت دی اور فرمایا

☆قتل اللہ قوماً قتلوك میرا لعل اللہ جل جلالہ اس قوم لعین کو قتل کرے کہ جنہوں نے شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کی یہ حالت بنائی ہے، اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اٹھ نہ سکے بلکہ کیفیت یہ تھی کہ......(R_341)

☆زانو بزانو خود را بجوانش رسانید......(R_342)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے زانوؤں کے بل چل کر فرزند تک پہنچنے کی کوشش کی

☆فصاح الامام سبع مرات ''یاولداہ'' ......(R_343)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے وہاں تک پہنچتے پہنچتے سات مرتبہ فرزند کو پکارا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ کی طرف چلنا شروع فرمایا، ادھر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے ایک ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا ہوا تھا، دوسرا ہاتھ انہوں نے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کی طرف دراز کیا ہوا تھا، جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھ میں شہزادہ کا ہاتھ آیا تو

☆وانکب علی نفسہ حتی غشی علیہ......(R_344)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے آپ کو جلدی سے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر گرا دیا، ایک مرتبہ آواز دی ...... ہائے میرا ہمشکل پیغمبر بیٹا

یہ بین فرما کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام ظاہراً غش فرما گئے، یہ ایک عجیب دردناک منظر تھا، قیامت کی گھڑی تھی، جس وقت غش سے آفاقہ ہوا تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام بیٹے کی خون آلود ریش چوم کر معذرت خواہانہ انداز کے ساتھ فرماتے ہیں اکبرؑ ناراض نہ ہونا، شاید آپ مجھے بلاتے رہے ہوں گے مگر مجھے آپ تک پہنچنے میں دیر اس لئے ہوئی ہے کہ ایک ضعیف باپ سے جوان بیٹے کی شہادت کا صدمہ برداشت نہیں ہو رہا تھا، مجھ میں چلنے کی سکت نہیں تھی، میرا نورِ نظر خدا گواہ ہے کہ میری نگاہ بہت کمزور ہو چکی ہے، حالانکہ جب پہلی مرتبہ آپ نے بلایا میں اسی وقت چل پڑا تھا مگر اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں بہت دیر سے پہنچا ہوں

جس وقت مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے پاک نانا کی شبیہ اکبر کو سینہ سے لگا کر پیار فرما رہے تھے تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا رہوار کسی وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر منہ رکھ کر روتا، کسی وقت ان کے جسم معنبر کی خوشبو محسوس کر کے روتا کبھی ان کے قدموں کے ساتھ پیشانی مس کرتا تھا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا عقال ہمارے قریب آؤ، تم اور میں دونوں مل کر شہزادے کو روئیں، تو بھی تو ہمارا شریک غم ہے، شہید راہِ رضا کیلئے گریہ کرنا واجب ہوتا ہے، ہم دونوں مل کر ان کا سوگ منائیں، میرے قریب آ کہ میں تجھے گلے لگا کر روؤں، تو عینی شاہد ہے مجھے بتا کہ میرے لخت جگر پر کیا بیتی تھی، فوجوں کے گھمسان میں مجھے تو دِکھائی نہیں دے رہا تھا، مجھے بتاؤ کہ میرے فرزند نے کیسے زین چھوڑی تھی، پھر کیسے تم نے اسے خیام کے نزدیک پہنچایا تھا

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ اب تو یہ ضعیف باپ اپنے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو

سہرے پہنائیں، اب تو جگر سوختہ بابا اپنے جوان لعلؑ کی خوشیاں دیکھیں

جس پیشانی کو انہوں نے خون آلودہ دیکھا تھا، اس پیشانی پر سگنوں کے سہرے سجے ہوئے دیکھیں، جن ہاتھوں کو انہوں نے خون آلودہ دیکھا تھا وہی ہاتھ مہندی کے ساتھ آراستہ دیکھیں، جن ملاعین کو انہوں نے جوان بیٹے کو گھوڑے سے اتارتے دیکھا تھا، اب انہیں آنکھوں کے سامنے برباد ہوتا دیکھیں

منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کو ان ظالمین سے انتقام لیتا دیکھیں، دل کی گہرائیوں سے دعا کریں کہ اس پاک عقال کی زین کو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام پھر شرف بخشیں

فقط ہم ہی اس دعا میں مصروف نہیں ہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ پاک عقال بھی ہمارے ساتھ دعاگو ہے کہ اے رب محمدؐ و آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام مجھے اپنا سوار پھر عطا فرما، شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام پھر مجھے سواری کا شرف عطا فرمانویں تاکہ ان کی شہادت کے جو داغ آج تک میرے جگر پر تازہ ہیں، وہ مٹ سکیں اور میں دنیا کے سامنے سر بلند ہو کر فخریہ چال چل کر ہمشکل پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کو ان کی پاک بہن تک لے جاؤں اور ایک مہجور و غم کناں بہن کی دعائیں لے سکوں



﴿آمین یارب العالمین﴾



**اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَعَلىٰ آلِهِ اَجمَعِين**

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 24



علیہ الصلوات والسلام

عزادارانِ گرامی!

عام طور پر منبر پاک پر ہمارے ذاکرین وعلمائے کرام شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے صبر ومصائب کا موازنہ جناب ابراہیم علیہ السلام یا جناب یعقوب علیہ السلام کے ساتھ کرتے ہیں

مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے مصائب جمع کیئے جائیں تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے آلام ومصائب ان سے بہت زیادہ ہیں

اوران سبھی کا صبر جمع کیا جائے تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے کسی ایک پہلوئے صبر کے ساتھ موازنہ ہو ہی نہیں سکتا ہے

ہم جناب یعقوب سلام اللہ علیہ کے واقعات دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک طویل ہجر نظر آتا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اتنا گریہ فرمایا کہ آنکھوں کی بینائی بھی جاتی رہی مگر ان کا علم نبوت واقعاتِ جناب یوسف سلام اللہ علیہ سے آشنا تھا، ان کو نبی ہونے کی وجہ سے علم تھا کہ آنے والے وقت میں کیا ہونے والا ہے

جب جناب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے مشورہ کیا کہ ہم جناب یوسف سلام اللہ علیہ کو

لے کر جائیں اور وہاں انہیں شہید کر دیں اور واپسی پر کہیں گے کہ انہیں بھیڑیئے نے نقصان پہنچایا ہے

جناب یعقوب سلام اللہ علیہ سے جب وہ اجازت لینے آئے تو انہوں نے وہی بات دہرائی تھی کہ خیال رکھنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم غافل ہو جاؤ اور میرے یوسف علیہ السلام کو بھیڑیئے نقصان پہنچائیں، انہوں نے عرض کی تھی کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا، یعنی ان کو ان کی سازش سے بھی آگاہ کیا گیا تھا

پھر جتنا عرصہ جناب یوسف سلام اللہ علیہ غائب رہے یہ ان کے بارے میں گفتگو فرمایا کرتے تھے یعنی جو کام جناب یوسف سلام اللہ علیہ سرانجام دیتے تھے یہ علم نبوت سے دیکھ دیکھ کر بیان فرماتے تھے کہ اب میرے یوسف سلام اللہ علیہ کو قافلہ والے لے جا رہے ہیں، اب میرا یوسف علیہ السلام فروخت ہو رہا ہے، اب میرا یوسف علیہ السلام زندان میں ہے، اب آزاد ہو گیا ہے، اب تخت کا وارث بن گیا ہے، اب کھانا کھا رہا ہے جناب یعقوب سلام اللہ علیہ ایسے ہی ایک ایک بات بتا کر گریہ فرماتے تھے اور سننے والے یہ سمجھتے تھے کہ بیٹے کی جدائی کا نعوذ باللہ ان پر برا اثر ہو گیا ہے حتیٰ کہ خود ان کی اولاد کا قول قرآن پاک میں موجود ہے کہ انہوں نے بھی کہا تھا کہ بابا جان آپ مدت سے بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں، مگر وہ علم نبوت سے سب کچھ دیکھ رہے ہوتے تھے اور بیان کر رہے ہوتے تھے لیکن راز کو افشا نہیں کر رہے تھے

جب جناب خلیجا جناب یوسف سلام اللہ علیہ کی قمیص لے کر بشارت دینے کیلئے مصر سے کنعان کی جانب روانہ ہوئے تو ابھی وہ کنعان سے کافی دور تھے کہ جناب یعقوب سلام اللہ علیہ نے اطلاع دی کہ ہمیں اپنے بیٹے کی خوشبو آ رہی ہے

یہاں پر یہ وضاحت کرتا چلوں کہ جن کو عام طور پر بشیر کہتے ہیں ان کا نام خلیخا تھا اور یہ وہ تھے کہ جنہوں نے جھولے میں صغیرسنی کی حالت میں جناب یوسف سلام اللہ علیہ کی پاک دامنی کی گواہی دی تھی، پھر جب جناب یوسف سلام اللہ علیہ کو شاہی ملی تو خالق کا حکم ہوا تھا کہ اپنے محسن کا احسان یاد کریں، اس فرمان کے پیش نظر انہوں نے اپنے دور حکومت میں جناب خلیخا کو اپنا وزیر بنایا تھا اور ان کو اپنی قمیص دے کر کنعان روانہ کیا تھا، جس وقت جناب یعقوب سلام اللہ علیہ کو اطلاع ملی تھی کہ جناب یوسف سلام اللہ علیہ مصر کے بادشاہ ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ تمام اہل حرم کے ساتھ وہ مصر میں بیٹے کی شاہی آ کر دیکھیں تو انہوں نے تیاری کی، کچھ دن سامان سفر باندھتے رہے، محمل تیار ہوتے رہے کیونکہ خاندان نبوت کی مستورات پہلی مرتبہ سفر اختیار کر رہی تھیں، کنعان میں موجود ان کی رعایا کے بہت سے لوگ مصر تک ان کے ساتھ آئے

جناب یوسف سلام اللہ علیہ نے جناب خلیخا کو فرمایا تھا کہ جب قافلہ کنعان سے روانہ ہو تو ہمیں اطلاع دینا، پھر جس منزل پر قیام ہو ہمیں اطلاع دینا، ایسے ہی ہر منزل سے ایک تیز رفتار قاصد بھیجتے رہنا تا کہ ہمیں ہر مرحلہ کی تازہ رپورٹ ملتی رہے

یہ بھی تاکید فرمائی تھی کہ ہمارے پردہ داروں نے پہلے کبھی سفر نہیں کیا ہے، اس لئے تم پردہ داروں سے بار بار پوچھتے رہنا، جہاں ہماری بہنیں تھک جائیں وہیں قیام کر لینا، جب تک ان کی تھکان نہ اتر جائے دوبارہ سفر شروع نہ کرنا

انتظامات مکمل ہوئے تو کنعان سے سفر شروع ہوا، باپردہ محملوں کے چاروں اطراف آل اسحاق سلام اللہ علیہ کے گھوڑے سوار دستے تھے، محملوں سے آگے جناب

یعقوب سلام اللہ علیہ کی سواری تھی، ان کی سواری کے ساتھ دس بیٹوں کے آراستہ گھوڑے تھے، اس شان وشوکت سے جناب یعقوب سلام اللہ علیہ مصر روانہ ہوئے

اس دوران ہر منزل سے قاصد مصر کی طرف روانہ ہوتے رہے اور مصر سے قاصد خبر گیری کیلئے آتے رہے، ادھر مصر میں جناب یوسف سلام اللہ علیہ نے اپنے والد محترم کے استقبال کی تیاریاں شروع کیں، تمام شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا، مصر کی سرحد سے لے کر دارالسلطنت تک راستے پر قدم قدم پر سبیلوں کا انتظام کیا گیا، خورد ونوش کا اہتمام کیا گیا، تمام اہل مصر کو حکم تھا کہ تم شہر چھوڑ کر آنے والے قافلہ کا استقبال کرو، مصر کی سرزمین پر عورتوں اور مردوں نے اس قافلہ کا استقبال کیا

جس وقت یہ قافلہ اس شان اور طمطراق سے مصر کے دارالسلطنت کے قریب پہنچا تو جناب یوسف سلام اللہ علیہ نے اپنی افواج کو کچھ حصوں میں تقسیم کیا، ہر فوجی دستے کے گھوڑوں کا رنگ ایک جیسا تھا، کئی ہزار کمیت گھوڑے سوار، کئی ہزار اشقر گھوڑے سوار، کئی ہزار سمند گھوڑے سوار اور کئی ہزار سفید گھوڑے سوار تیار کیئے گئے

ان کی سرپرستی کیلئے اپنے ملک کے امراء، روساء، شرفاء، اور وزراء کو متعین کیا گیا مصر کے دارالسلطنت سے باہر مخلوق کا ایک سمندر موجزن تھا، جس وقت جناب یوسف کے شہر کے آثار نظر آئے تو جناب یعقوب سلام اللہ علیہ کو بیٹوں نے عرض کی کہ اب سامنے آپ کے بیٹے یوسف سلام اللہ علیہ کا شہر نظر آرہا ہے

یہ بات کنیزوں نے محملوں تک پہنچائی، اس وقت جناب یوسف سلام اللہ علیہ کی ہمشیرہ نے جناب یہودا کو محمل کے نزدیک بلوایا اور آہستہ سے کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہی احسان کریں کہ سب لوگوں کو ہمارے محملوں سے دور کر دیں کیونکہ ہم بھائی

کے آباد شہر کا نظارہ کرنا چاہتی ہیں
جناب یہودا نے حکم دیا کہ سب غیر محرم محملوں سے دور چلے جائیں، پردہ داروں نے محملوں کے پردے اٹھائے، سامنے شہر کی فصیل کے بلند و بالا برج نظر آئے، ان کے سامنے استقبال کیلئے موجود مخلوق کا جم غفیر نظر آیا تو تمام بہنوں نے ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ خدا کرے تمہارا یہ عروج ہمیشہ قائم رہے، محملوں سے آگے جناب یعقوب سلام اللہ علیہ کی سواری تھی، دائیں طرف پانچ فرزند آراستہ گھوڑوں پر سوار تھے، پانچ بیٹے بائیں طرف سجے ہوئے گھوڑوں پر سوار تھے
جناب یوسف سلام اللہ علیہ نے استقبال کی عجیب ترکیب بنائی تھی، سب سے پہلے شرفائے مصر کو فرمایا کہ تم کمیت رنگ کے گھوڑے سوار فوجی دستے کے درمیان میں چلنا، تمہارے گھوڑے چاندی کے زیورات سے آراستہ ہوں
ان کے پیچھے تھوڑے فاصلے پر روسائے قبائل ہوں گے، ان کے ساتھ اشقر رنگ کے گھوڑے سوار فوجی دستے ہوں گے، جن کے گھوڑے سجے ہوں گے، ان کے پیچھے امرائے شہر ہوں گے، ان کے ساتھ سمند رنگ کے گھوروں پر فوجی دستہ ہوگا ان کے پیچھے وزیران مملکت سیاہ رنگ کے گھوڑے سواروں کے دستے کے ساتھ استقبال کریں گے، ان کے پیچھے کچھ فاصلے پر وزرائے اعظم، علماء بنی اسرائل اور شاہی خاندان کے افراد ہوں گے، ان کے درمیان جناب یوسف سلام اللہ علیہ اپنے بیٹوں کے ساتھ شاہی سواری پر سوار ہوں گے اور ان کے گرد سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار حفاظتی دستہ ہوگا، جن کے گھوڑے سونے کے زیورات سے آراستہ ہوں گے اور ان کے فوجی بھی سنہری خود و زرہ کے ساتھ آراستہ ہوں گے

اس رنگ کے ساتھ استقبال ہونا تھا، جس وقت جناب یعقوب سلام اللہ علیہ شہر پناہ کے قریب پہنچے تو فصیل شہر کے دروازہ سے پہلا دستہ شان وشوکت کے ساتھ برآمد ہوا، اس وقت جناب یعقوب سلام اللہ علیہ نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ کیا اب میرا یوسف سلام اللہ علیہ استقبال کیلئے آرہا ہے

انہوں نے عرض کی یہ جناب یوسف سلام اللہ علیہ کا دستہ نہیں بلکہ یہ مصر کے شرفاء آپ کے استقبال کو آرہے ہیں، جناب یعقوب سلام اللہ علیہ نے ان کو دعا دی، بیٹے سے ملنے کا اشتیاق بڑھا، ادھر محملوں میں بہنوں کے دل میں بھی بھائی کے دیدار کی حسرت بڑھ گئی کہ ہم دیکھیں تو سہی جناب یوسف سلام اللہ علیہ کیسی شان سے آتے ہیں؟

شرفائے قبائل کے دستہ کے پیچھے ایک اور قافلہ ظاہر ہوا، جناب یعقوب سلام اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ ان میں میرا یوسف سلام اللہ علیہ تمہیں کہیں نظر آرہا ہے؟

پھر بیٹوں نے عرض کی بابا جان یہ تو امرائے مصر کا قافلہ ہے جو آپ کے استقبال کو آرہے ہیں، جناب یعقوب سلام اللہ علیہ نے انہیں بھی دعا فرمائی

اس کے بعد چوتھا قافلہ نظر آیا، یہ سیاہ رنگ کے گھوڑے سواروں کا قافلہ تھا جن کے گھوڑے چاندی کے زیورات سے آراستہ تھے، ان کی طرف دیکھ کر پھر جناب یعقوب سلام اللہ علیہ نے انتہائی اشتیاق سے دریافت فرمایا کہ اب دیکھو ان میں تمہیں میرا یوسف سلام اللہ علیہ نظر آتا ہے؟ بیٹوں نے پھر عرض کی یہ وزیران مملکت ہیں جو آپ کے استقبال کو آرہے ہیں، ہر قافلہ کو دیکھنے کے ساتھ جناب یعقوب سلام اللہ علیہ کا اشتیاق بڑھتا گیا

جس وقت فصیل شہر کے مرکزی دروازہ سے جناب یوسف سلام اللہ علیہ اپنے حفاظتی دستہ

کے ساتھ برآمد ہوئے تو شاہی خاندان کے افراد کے ساتھ سفید گھوڑے پر سوار تھے، چاروں طرف سفید گھوڑے سواروں کا دستہ تھا جن کے سبھی گھوڑے سونے کے زیورات سے آراستہ تھے، درمیان میں جناب یوسف سلام اللہ علیہ تھے، اس وقت جناب یعقوب سلام اللہ علیہ نے یہ نہیں پوچھا کہ اب دیکھو ان میں کہیں تمہیں میرا یوسف سلام اللہ علیہ نظر آرہا ہے، بلکہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

جیسے جیسے دونوں قافلے ایک دوسرے سے قریب ہوتے گئے، ان کی آنکھوں سے آنسو زیادہ ہوتے گئے، ابھی جناب یوسف سلام اللہ علیہ کا گھوڑا چند قدم کے فاصلہ پر تھا کہ جناب یعقوب سلام اللہ علیہ جلدی سے گھوڑے سے اترے، مگر بیٹے کے اشتیاق نے رکاب استعمال نہیں کرنے دی، ادھر جناب یوسف سلام اللہ علیہ بھی جلدی سے اترے مگر پھر بھی پاک بابا سے بعد، دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے کی طرف بانہیں دراز کر کے چلے مگر جناب یعقوب سلام اللہ علیہ ابھی دو قدم دور تھے کہ شدت اشتیاق کی وجہ سے گر پڑے، ادھر جناب یوسف سلام اللہ علیہ بھی زمین پر گرے، بقیہ دو قدم باپ بیٹے نے کہنیوں کے بل چل کر ایک دوسرے کو گلے لگایا

جس وقت ضعیف باپ نے جوان بیٹے کو گلے لگایا تو ان پر غش طاری ہو گیا، ادھر جناب یوسف سلام اللہ علیہ بھی غش کھا گئے

جس وقت جناب یعقوب سلام اللہ علیہ کی آنکھ کھلی تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا سر اطہر جناب یوسف سلام اللہ علیہ کی گود میں تھا، ساتھ ہی ایک خوبصورت نوجوان ان پر جھک کر چہرے پر پانی چھڑکنے میں مصروف تھا، ان کے ساتھ ایک سات آٹھ سال کا شہزادہ کھڑا تھا جو حسن و جمال میں اپنی مثال آپ تھا

اس وقت جناب یعقوب سلام اللہ علیہ نے اس نوجوان سے پوچھا تیری عمر دراز ہوتو کون ہے؟

جناب یوسف سلام اللہ علیہ نے عرض کی بابا جان یہ آپ کا بڑا پوتا افراہیم ہے

پھرانہوں نے اس کمسن شہزادے کی طرف نگاہ فرمائی اور دریافت فرمایا یہ معصوم کون ہے؟ جناب یوسف سلام اللہ علیہ نے عرض کی یہ میرا چھوٹا بیٹا افراسیم ہے

جناب یعقوب سلام اللہ علیہ نے ان کی طرف بانہیں دراز فرمائیں، ان کو گلے لگا کر پھر غش کر گئے ......(R_345)

میں کہوں گا اے جناب یعقوبِ کنعان تم کتنے خوش قسمت ہو کہ

کہنیوں کے بل چل کر آئے ہو مگر زندہ وسلامت بیٹے کو گلے سے تو لگایا ہے

غش کر گئے مگر جس وقت آنکھیں کھلیں تو جناب یوسف سلام اللہ علیہ کے خوبصورت شہزادوں پر نظر پڑی، تمام دکھ دور ہو گئے، سفر کی تمام تھکان بھی اتر گئی

طویل ہجر کے صدمات سہے مگر ان کی ایک حد تو تھی کہ وصالِ جناب یوسف نے ہجر کے صدمات کو ختم تو کر دیا، ہجر دوام تو نہیں تھا

قربان جاؤں اس مظلوم کائنات کے کہ جنہوں نے چند قدم کہنیوں کے بل چل کر جوان بیٹے کو گلے لگایا اور ظاہراً غش فرما گئے، جس وقت آنکھ کھلی اور غش سے آفاقہ ہوا تو کتنا اچھا ہوتا کہ ان کو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے فرزند نظر آتے

مگر تاریخ شاہد ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی جس وقت آنکھ کھلی تو انہوں نے دیکھا کہ شہزادے کی پاک زلفیں خون سے تر تھیں، جواں بیٹے کا چہرہ جگر کے خون سے غلطان نظر آیا، آنکھیں بند تھیں، چہرے پر موت کی زردی چھائی ہوئی تھی

بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے سبھی نوجوان گریہ و ماتم کناں تھے، عقال شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی خوشبو سونگھ کر رو رہا تھا

☆فاخذ راس ولده و وضعه فی حجره وجعل يمسح الدم عن ثنايا وجعل يلثمه ويقول يا ولدی اُمّا انت فقد استرحت من همَّ الدنيا وغمها وشدائد هاٰ وصرت الى روح وريحان وقدبقى اُبوك وما اسرع اللحوق بك)......(R_346)

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جلدی جلدی شہزادہ کا سرا طہر گود میں ڈالا، جوان بیٹے کے چہرے اور دندان مبارک سے عمامہ کے دامن کے ساتھ خون صاف کیا

شہزادے کے ہونٹوں پر بوسے بھی دے رہے تھے اور رو رو کر آہستہ سے فرما رہے تھے میرے لخت جگر، میرے دل کے ثمر بیٹے ! تم بہت جلدی اس دنیا کے دکھوں سے دامن چھڑا چلے ہو، تمہارے دکھ اٹھانے کیلئے تمہارا باپ اکیلا رہ گیا ہے، ہم بھی بہت جلدی تمہارے پاس آنے والے ہیں

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام رخ انور صاف کر چکے تو خاک آلود عمامہ دوبارہ فرزند کے سر پر موزوں فرمایا، اس کے بعد فرماتے ہیں یہ گلابی عمامہ تمہیں کیسا خوبصورت لگ رہا ہے، ایک مرتبہ ہم سے کلام تو کریں، ہمیں ایک مرتبہ بچپن کے انداز میں بابا تو کہیں

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے یہ آواز دی تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے آہستہ سے بابا پاک کی گود سے سر اٹھایا اور فرمایا

☆رفع صوته يا ابتاه

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے آواز دی بابا جان

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں تمہارے ہونٹوں سے بابا کا لفظ کتنا پیارا لگتا ہے ایک دفعہ پھر ہمیں بابا کہو شہزادہ نے دوبارہ کہا بابا جان، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام شہزادہ کے خون آلود ہونٹوں پر بوسہ دے کر فرماتے ہیں

☆یاولدی علی الدنیا بعدك العفا..........(R_347)

میرا لعلؑ! اب تو تمہارے بعد خاک ہو، یہ زندگی بے رونق ہوگئی ہے

عین اس وقت کائنات پر خاک کی بارش ہونے لگی

اس کے بعد مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا اکبر بیٹے علیک الصلوات والسلام! زندگی بھر سعادت مند بیٹوں کی طرح سوال کرتے آئے ہو اور ہم آپ کا ہر سوال پورا کرتے آئے ہیں، اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم آخری سوال کرو، اپنی آخری خواہش بیان کرو اور ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم تمہاری آخری خواہش کو پورا کریں

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے کوئی جواب نہیں دیا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ کے رخساروں پر رخسار رکھ کر گریہ فرمانا شروع کیا اور اتنا گریہ فرمایا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے آنسوؤں کے ساتھ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا خون رخساروں سے ڈھلنے لگا، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام جوان بیٹے کو بار بار فرما رہے تھے بولو میرا لعلؑ بولو، آنکھیں بند نہ کرو، آنکھیں کھولو، اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی کہ اب میں پانی نہیں مانگوں گا

☆یا ابتاہ ھذا جدی قد سقانی بکاسہ۔الاوفیٰ لاظماءُ بعدِھا ابدا......(R_348)

بابا جان اب مجھے پانی کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ ابھی جدا طہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے

پاس تشریف لائے اور انہوں نے ہمیں ایسا سیراب فرمایا کہ پھر ابد تک ہمیں پیاس نہیں لگے گی

یہ الفاظ ادا فرما کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے توقف فرمایا مگر آنکھوں کی حسرت نے ترجمانی کی جیسے کچھ کہنا چاہتے ہوں، امام پاک علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں میرے نور چشم آگے کلام فرمائیں، کچھ طلب کریں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام بار بار کوشش کر رہے تھے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کوئی خواہش بیان کریں مگر اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے ضعیف باپ کے ہاتھ آنکھوں پر لگا کر عرض کی کہ اگر مجھ پر آخری احسان فرما سکتے ہیں تو اتنی سی گذارش ہے کہ مجھے اپنی اس بہن کا دیدار کرائیں جو مدینہ میں میرے ہجر و فراق میں شب و روز گریہ فرماتی ہیں، میری آنکھیں اس کے دیدار کی پیاسی ہیں، میری آنکھوں کی پیاس بجھائیں

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں بیٹا! آخری وقت اپنی بہن صلواۃ اللہ علیہا سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، آہستہ سے عرض کرتے ہیں بابا میرا سارا جسم زخمی ہے مگر ان زخموں کا درد اتنا شدید نہیں ہے کہ جتنا دل میں اپنی بہن کی جدائی کا درد ہے، میں چاہتا ہوں کہ دل میں جدائی کا یہ درد کم ہو جائے، دوسرا ہم ان سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اب ہماری انتظار نہ کرنا کیونکہ ہم راہیِ ملک عدم بن کر اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ خدا کرے اب ہر ترستی ہوئی ہمشیر کو اپنے بھائی ہنستے مسکراتے دوبارہ ملیں، چن علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام اپنی پاک ہمشیر سے گلے ملیں، ملکہ

ہجر وفراق پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا ہمشکل پیغمبر علیہ الصلوات والسلام بھائی کو خوشیوں کے سہرے پہنا کر ہمیشہ خوش رہیں، آباد وشاد رہیں، مظلومین اولین وآخرین کے منتقم حقیقی ہمارے امام العصر والزمان عجل اللہ فرجہٗ الشریف کا ظہور جلد ہو، کیونکہ انہیں کی تشریف آوری کے ساتھ ہی اس پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کی ابدی اور دائمی خوشیاں وابستہ ہیں



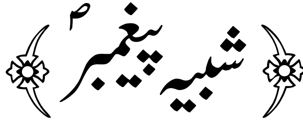
﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 25



علیہ الصلوات والسلام

عزاداران گرامی!

عرب وعجم کے جن چند سرداروں کا نام اپنی شان وشوکت اورعزت ووجاہت کی وجہ سے افق عالم پر ہمیشہ روشن رہا ہے ان میں سے سب سے عظیم اور پروقار نام تھا جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کا

جوعزت ووقار اور وجاہت ودبدبہ میں قصر قیصر روم، تبعان یمن اور نجاشیان حبشہ سے لے کر طاق کسریٰ تک ہر شہنشاہ کے مطلع شعور پر خورشید درخشاں کی طرح چمکتا تھا، جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کا گھرانہ وہ تھا کہ جن کے احسانات کا زیر بار اگر ایک طرف نوشیروان عادل تھا تو دوسری طرف مناذرۂ عراق بھی تھے، جن کے احسانات کا گھڑیال قیصر وتبعان کے ایوانوں میں ہمیشہ گونجتا رہتا تھا اور تمام عرب کے شرفاء اپنی اعلیٰ روایات کی بھیک ہمیشہ ان کے در اقدس سے لیتے تھے اور تمام اشرافِ قبائل اور شاہان زمانہ کی خواہش ہوتی تھی کہ ہماری اس گھر سے رشتہ داری ہونا چاہیے، جس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابا پاک جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی تو قیصر روم، نجاشیِ حبشہ، کسریٰ ایران ومنذر عراق نے مبارک باد کے پیغام بھیجے تھے، جیسے جیسے یہ سرحد شباب کی طرف

قدم بڑھا رہے تھے تمام مما لک کے شہنشاہوں کی امیدیں وابستہ ہوتی گئیں کہ ان کے حرم تطہیر میں ہمارے گھر کی بچیوں میں سے کسی کو مقام معراج حاصل ہو

ایسے ہی عرب کے شرفاء، روساء، اور سرداران قبائل نے بھی اپنی اپنی بچیوں کے عقد روک دِیئے کہ ممکن ہے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ ہونے کا اعزاز ہماری کسی شہزادی کو حاصل ہو جائے

صاحبان سیرت لکھتے ہیں کہ جب شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک بابا کا عقد ہوا تو سرداران قبائل وشرفائے عرب کی 250 لڑکیوں نے خودکشی کی تھی جو اس امید پر بیٹھی تھیں کہ ہمیں حرم توحید کی زینت بننے کا اعزاز حاصل ہوگا...... (R_349)

جس وقت شبیہ پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی تو روسائے عرب اور سرداران قبائل نے اپنی اپنی بچیوں کو ان کے انتظار میں بٹھا دیا تھا جو اس امید میں تھیں کہ ہمیں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی رفاقت حیات کا اعزاز مل جائے گا، جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر تمام عرب میں گونجی تو یہ خبر سن کر 500 نوجوان لڑکیوں نے دیواروں سے سر ٹکرا کر اور سروں میں پتھر مار مار کر خودکشی کی تھی اور وہ رو رو کر کہتی تھیں کہ

☆ لا حیات بعد علی الاکبر علیہ الصلوات والسلام..........(R_350)

اب شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے بعد تو جینے کی کوئی وجہ ہی باقی نہیں رہی، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے بعد تو ہمارے لئے زندہ رہنے کا کوئی جواز بھی باقی نہیں رہا

ایسے ہی دیواروں سے سر ٹکرا کر اور سر میں پتھر مار مار کر دنیا سے چل بسیں

اب خود سوچیں کہ ان مستورات کا شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام سے کوئی ظاہری رشتہ تو

نہیں تھا، بلکہ ایک رشتہ ہونے کی فقط امید تھی، مگر ان پر بھی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کا اتنا زیادہ اثر ہوا کہ انہوں نے بھی اپنی زندگی داؤ پر لگا دی تو جس گھر میں یہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پروان چڑھا تھا، اس گھر کا کیا حال ہوگا جن پاک بہنوں کو اس جوان بھائی کا پیار ملا تھا اور وہ اس بھائی کی شادی کی امید پر زندہ تھیں، ان کی کیا حالت ہوئی ہوگی، جن پاک شہزادیوں کی آغوش نے اس شہزادہ کے بچپن کو جوانی میں خود تبدیل کیا تھا، ان کے دل پر کیا گزری ہوگی

اس ضعیف والدہ کے جگر پر کیا گزری ہوگی کہ جو اپنے تصورات کی دنیا میں اپنے نورِ نظر کی پیشانی پر روزانہ سگنوں کے سہرے سجاتی ہوں گی

اس ضعیف باپ کی کیا کیفیت ہوگی جو اکثر رات کو بار بار اٹھ کر شہزادے کے رخ انور کی تلاوت فرمایا کرتے تھے

میں اکثر عرض کرتا ہوں کہ جب تک کوئی انسان کسی کیفیت سے خود نہ گزرے وہ اس کیفیت کا صحیح ادراک کرنے سے قاصر رہتا ہے، جوان اور حسین فرزند کی موت ضعیف والد پر کیا قیامت ڈھاتی ہے اس بات کا ادراک صرف اسی والد کو ہی ہوسکتا ہے کہ جو خود اس دکھ کو جھیل چکا ہو

یہ صرف محسوس کرنے کی باتیں ہوتی ہیں، ورنہ الفاظ میں ان کیفیات کا اظہار و بیان ناممکن ہے، اس لئے میں معذرت ہی کرسکتا ہوں کہ دکھ اور غم کی اس انتہا پر کسی ذات پاک کی وارداتِ قلبی کو میں عرض کر ہی نہیں سکتا ہوں

سبھی رشتہ داروں کے حالات تو میں بیان نہیں کرسکتا، ہاں اس پاک گھر کی صرف اس ہستی کی کیفیات ممکنہ حد تک بیان کرنا چاہتا ہوں جو اس پاک گھر کے تمام افراد

اطہار رعلیہم الصلوات والسلام میں سب سے زیادہ صابر ذات تھی ،یعنی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام
کشاف اسرار مقتل جناب شیخ جعفر شوستری لکھتے کہ روز عاشور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی تیاری سے شہادت تک کے مراحل میں تین مقامات ایسے آئے کہ جہاں تمام اہل بیت علیہم الصلوات والسلام نے یہ محسوس کیا کہ شاید کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں ،مگر یہ یاد رہے کہ اس پاک گھر کے ہر فرد کی محبت ذاتی تعلقات کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ ان کی محبت بوجہ قرب اِلٰہی ہوتی ہے
تین مواقع ایسے تھے کہ جہاں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے چہرے پر ایسی زردی طاری ہوئی کہ تمام گھر نے محسوس کیا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام شاید اب دنیا سے رخصت ہو جائیں گے...... وہ کون سے مواقع تھے؟

## ﴿پہلا موقعہ﴾

پہلا موقعہ وہ تھا کہ جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے میدان جانے کی اجازت طلب فرمائی اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے انہیں اپنے ہاتھوں سے تیار فرمایا

☆رتب علیٰ قامته اسلحة الحرب والبسته الدرع وشد فی وسطهم نطقة له من الادیم فوضع علیٰ مفرقه مغفرا فولادیا وقلد سیفا مصریا و ارکبه العقال براق (R_351)

انہوں نے پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کی قامت موزوں پر سامان جنگ آراستہ فرمایا جسم مبارک پر زرہ (جو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک ذات کی تھی ) پہنائی ،اور کمر کے ساتھ چمڑے کی پیٹی سے مصری تلوار (جو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی ) خود درست فرمائی ،سر اطہر پر لوہے کا خود پہنایا ،اس کے اوپر عمامہ باندھا ،پھر عمامہ

کے ایک پلو سے ٹھوڑی کے نیچے تحت الحنک بنائی، اس کے بعد اپنے ہاتھوں سے سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہوار عقال پر سوار فرمایا

جس وقت اہل حرم نے پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کو تیار دیکھا تو ہر مستور اپنے خیام سے باہر آ گئی، سب مستورات نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے رہوار کے گرد ہالہ بنایا اور گریہ وبکا کی آواز بلند ہوئی، پاک مائیں، پھوپھیاں، بہنیں، قریبی رشتہ دار مستورات اور کنیزیں رہوار کی رکابیں پکڑ کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ روتی ہوئی چلیں تو ایسا دردناک منظر تھا جیسے کسی جوان کا جنازہ گھر سے نکل رہا ہو، عین اس وقت جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کی نگاہ پاک بھائی کے رخ انور پر پڑی تو ان کے رخ انور پر ایک ایسی زردی نظر آئی جو کسی کے چہرہ پر بوقت وصال ہوتی ہے

اسی وقت معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے تمام مستورات کو ہاتھ کے اشارہ سے خاموش کیا اور فوراً بھائی کو گلے لگایا، رو کر عرض کرتی ہیں بھیا! آپ تو اس گھر کے مالک ومختار ہیں، آپ نے تو ہمیں دلاسہ دینا ہے، آپ کی یہ حالت کیوں ہے؟

## ﴿ دوسرا موقع ﴾

وہ تھا کہ جس وقت زخموں سے چور ہو کر پاک شہزادے نے تیسری مرتبہ خیام کے دروازہ پر آواز دی ☆یا ابتاہ العطش قد قتلنی بابا جان ہمیں بہت پیاس لگی ہے کیا ایک گھونٹ پانی کا انتظام ہو سکتا ہے......(R_352)

اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جوان بیٹے کو سینہ سے لگایا اور ان کی آنکھوں

سے بے تحاشہ آنسو جاری ہوئے، اس وقت جناب شریکۃ الحسینؑ بہن صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے بھائی کے چہرے پر دوسری مرتبہ زردی چھائی ہوئی دیکھی کہ محسوس ہوتا تھا کہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام ابھی دنیا سے رخصت ہوجائیں گے اس سے پہلے مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بلند آواز کے ساتھ گریہ نہیں فرمایا تھا......(R_353)

## ﴿تیسرا موقع﴾

تیسرا موقعہ وہ تھا کہ جب منقذ بن مرہ عبدی ملعون نے تحفہ پیش کیا اور شہزادہ نے آواز دی☆یا ابتاه عليك منى السلام

بابا جان میرا آخری سلام قبول فرمائیں، بی بی عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا روایت فرماتی ہیں کہ جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے یہ آواز سنی اور ہم نے پاک بھائی کے رخ انور پر نگاہ فرمائی تو ان کی آنکھوں میں انتہائی حسرت تھی اور کھلی ہوئی آنکھوں سے آنسو برس رہے تھے اور فرمارہے تھے

☆يا بنى قتل الله قوماً قتلوك......(R_354)

ان کے رخ پر مکمل طور پر زردی چھائی ہوئی تھی کہ ہم پاک بھائی علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے پریشان ہوگئے، پاک مستورات کا ایسا کہرام بپا ہوا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو مستورات کے بینوں کی وجہ سے بیٹے کی شہادت کا غم بھول گیا اور انہوں نے آکر مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو دلاسہ دیا

## ﴿چوتھا موقعہ﴾

میں نے عرض کی تھی کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں جناب شیخ جعفر

شوستری نے تین مواقع بیان فرمائے ہیں ،مگر میری تحقیق کے مطابق ایک موقعہ اور بھی ایسا آیا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے رخ انور پر زردی چھا گئی ، اور تب جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو یقین ہو گیا کہ میرا بھائی دنیا سے چل بسا ہے ، یہ کون سا موقعہ تھا ؟ ...... خیام اطہر سے 16 قدموں کے فاصلہ پر ہمشکل پیغمبر علیہ الصلوات والسلام نے زمین کو زینت بخشی ہوئی تھی ، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام شہزادے کا سر اطہر گود میں لئے بیٹھے تھے مگر حالت یہ تھی کہ

☆ وكان الحسين عليه الصلوات والسلام على تلك الحالة جالس على التراب كهيئة الثاكل الملتهب فواده

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام خاک پر بیٹھے ایسے رو رہے تھے جیسے کوئی جگر سوختہ ضعیف والدہ اپنے جوان بیٹے کی بے وارث لاش پر بیٹھ کر روتی ہے ......(R_355)

بنی ہاشم کے جونوجوان امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ موجود تھے ، وہ بھی ساتھ کھڑے رو رہے تھے ، یہاں پر صاحبان تاریخ نے یہ نہیں لکھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو اس حالت میں دیکھ کر کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام کی کیا کیفیت تھی ، مگر ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو اپنے آقا کی نعلین پاک کی دھول پر بھی اپنی زندگی قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار ہوں ، وہ صاحب جلال اس مظلومیت کے منظر کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں ، وہ دوسری طرف منہ کر کے اپنی قسمت پر رو رہے تھے کیونکہ یہ منظر ان کی برداشت سے زیادہ غم کناں تھا ، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے فرزند کے ساتھ آہستہ آہستہ کلام فرما رہے تھے اور گریہ بھی فرما رہے تھے

یہاں پر ایک یاددہانی کرانا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے عرض کی تھی کہ منقذ بن مرہ

عبدی کوفہ کا ایک لوہار تھا، جس نے کربلا کی جنگ کیلئے دو سپیشل نیزے تیار کئے تھے جو کہ زہر آلود تھے اور ان میں سے ایک نیزہ کا تحفہ اس ملعونِ ازل نے ہمشکل پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں پیش کیا تھا

صاحب توضیح عزا لکھتے ہیں کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام گریہ فرمانے میں مصروف تھے کہ انہوں نے نگاہ فرمائی تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے چہرے کی زردی سبزی میں بدلنا شروع ہوئی، گویا زہر نے اپنا اثر دکھانا شروع کردیا......(R_356)

ادھر جسم کا رنگ سبز ہونے لگا، اُدھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے آنسو رک گئے اور ان کے رخ پاک پر ایسی زردی طاری ہوئی کہ 16 قدم دور خیام کے در اطہر پر موجود پاک ہمشیر کو یقین ہوگیا کہ اب میرے بھائی کی روح پرواز کرسکتی ہے، پھر ام المصائب پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا خیمہ میں کھڑی نہ رہ سکیں

صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ پاک بھائی کی مزاج شناس بہن صلواۃ اللہ علیہا نے یہ سوچا کہ اب اگر ان کی توجہ کسی اور طرف مبذول نہ کروائی گئی تو شاید یہ زندگی سے ہی بے نیاز ہو جائیں گے، اب ان کی توجہ ہٹانے کیلئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا قدم اٹھایا جائے کہ میرا بھائی جوان بیٹے کا درد بھول جائے، اور پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا یہ بھی جانتی تھیں کہ میرے بھائی کو ہمارا پردہ بیٹوں کی لاکھ جوانیوں سے زیادہ عزیز ہے، اس لئے معظّمہ کائنات عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے تطہیر کی ردا سر پر لی اور باقی مستورات کو ہاتھ کا اشارہ فرمایا کہ میرے بھائی کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوگیا ہے، آؤ جا کر پاک بھائی کو بچائیں

ان پاک مستورات کے زمرہ میں جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے قنات سے باہر

قدم رکھا، زمین کربلا کو زلزلہ آیا، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بیٹے کی لاش کے قریب آئیں ☆وجاءت وانكبت عليه

انہوں نے آکر اپنے آپ کو جوان بیٹے کی لاش اطہر پر گرا دیا، جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی نظر مستورات پر پڑی تو ان کو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا غم بھول گیا اور فرمایا کہ ☆انا لله وانا اليه راجعون

صاحب ایقاظ وصاحب معدن البکا علامہ محمد صالح برغانی لکھتے ہیں کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام جلدی سے اٹھے، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو زمین پر رہنے دیا، پاک ہمشیرہ کے قریب آئے ☆و القیٰ عبا علیها فردها الی الفسطاط ......

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنی عبا اتاری اور جلدی سے پاک ہمشیر کے ردا کے اوپر ڈال کر ان کا پردہ بنایا، اور فوراً ان کو خیام کی طرف روانہ فرمایا......(R_357)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس وقت تمام مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن گریہ و بکا و ماتم کرتی ہوئی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر پر پہنچیں، انہوں نے اپنے آپ کو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر گرانے کا ارادہ کیا تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو جوان بیٹے کا غم بھول گیا

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے جسم اطہر کو خاک پر سلا کر فرمایا بیٹا! تم جیسے بیٹوں کی لاکھ جوانیاں ہوں ہماری پاک ہمشیرہ کی چادر کی ایک تار کی قیمت بھی نہیں بن سکتی ہیں، اب تمہارے ساتھ جو گزرے سو گزرے، ہمیں پاک ہمشیر کا پردہ تمہاری جوانی سے زیادہ عزیز ہے، کیونکہ غیور کیلئے پردہ ہی سب کچھ ہوتا ہے اور جب غیرت پر حرف آنے کا امکان ہو تو کائنات تاریک نظر آتی ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو ساتھ لے کر خیام میں تشریف لے آئے اور پاک ہمشیر کو روکر فرمایا کہ بہن یہ آپ نے کیا کیا ہے، میری زندگی میں آپ کا قدم مبارک خیام سے باہر کیوں آیا ہے، میرے لئے آپ کا باہر تشریف لے آنا علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی شہادت سے زیادہ درد انگیز اور ناقابل برداشت دکھ ہے

سب مومنین سے التماس ہے کہ وہ آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کو وسلیہ بنا کر مل کر دعا کریں کہ خدا کرے اب تو ان پاک مخدراتِ عصمت و طہارت کو شہزادہ علیؑ اکبر کی خوشیاں نصیب ہوں کہ جو ان کی نازک حالت دیکھ کر جو زندگی میں پہلی مرتبہ بےبسی کے عالم میں خیام سے باہر آ گئی تھیں، آخری وقت شہزادہ علیؑ اکبر کا سر اطہر گود میں لے کر دعا فرمائی تھی کہ اے رب محمد و آل محمدؐ ہمیں اس لخت جگر کی ابدی خوشیاں جلد دکھا، اب تو ان کی پاک دعا معراجِ قبولیت تک پہنچے اور ہمارے پاک امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان کو اپنے سبھی نونہالانِ چمن رسالت کی ابدی خوشیاں عطا فرمانویں تاکہ انہوں نے جو آلام و مصائب جھیلے ان کے اثرات ختم ہو جائیں، بلکہ انہیں کوئی بھی دکھ یاد نہ رہے



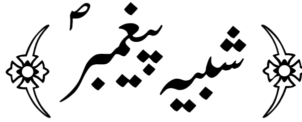
﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 26



علیہ الصلوات والسلام

عزاداران گرامی القدر!

ایک دن بریان بن شبیب خراسان میں ضامن الغربا امام علیؑ رضا علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہِ قدس میں حاضر ہوا، فضائل گریہ کے ضمن میں امام پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے ابن شبیب اگر تم نے کسی مظلوم کو رونا ہو تو پھر ہماری جدا طہر مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے مصائب یاد کر کے گریہ کرنا، اگر کسی جوان کو رونا ہو تو پھر اس جوان پر گریہ کرنا سب سے زیادہ مناسب ہے جس کی لاش پر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے گریہ فرمایا، تم شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی بے وقت لٹی جوانی پر گریہ کرنا

(R_358)

دوستو اس حقیقت سے اپنے بیگانے سبھی متفق ہیں کہ جب بھی اہل مدینہ کے دل میں سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا اشتیاق ہوتا تو وہ در اطہر پر آ کر عرض کرتے کہ آقا اگر اجازت ہو تو شبیہ پیغمبر ہمشکل رسول علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کر لیں، اور اجازت ملنے پر ہمشکل پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کر لیا کرتے تھے

(R_359)

کچھ روضہ خوان شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو زیارت گاہِ آل محمد علیہم الصلوات والسلام کہتے

ہیں ، یہ لقب اگر چہ ان کے القاب منقولہ میں موجود تو نہیں ہے مگر منقولات سے یہ ثابت ہے کہ تمام آل محمد علیہم الصلوات والسلام اس شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کا خصوصی طور پر اہتمام کرتے تھے ، کیونکہ یہ شبیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے

ان کی شبیہ اگر آسمانوں پر بھی ہو تو ملکوت عبادت سمجھ کر زیارت کرتے ہیں ، اس کا طواف کرتے ہیں ، مناسک زیارت ادا کرتے ہیں ، جیسا کہ کعبہ مکرم بیت المعمور کی شبیہ ہے اور بیت المعمور عرش کی شبیہ ہے اور سجدہ عرش اِلٰہی کا واجب ہے مگر اس کی شبیہ ہونے کی وجہ سے آسمانوں پر بیت المعمور کا سجدہ کروایا جاتا ہے اور زمین پر کعبہ مکرم کا ، کیونکہ یہ عرش اِلٰہی کی شبیہات ہیں اور ذات واجب کی طرف منسوب ہیں ، ورنہ ذات واجب کا بلا واسطہ سجدہ ممکن ہی نہیں ہے ، اس لئے منسوبات کے سجدے کو اس کی ذات کا سجدہ قرار دیا گیا ہے ، آسمانوں پر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شبیہ ثابت ہے اور ملکوت کا ان کی زیارت کرنا ثابت ہے اور شبیہ کی زیارت کا ثواب اصل ذات کی زیارت کے برابر ہونا ثابت ہے اور ملکوت کا شبیہ بنانے کی دعا کرنا ثابت ہے اور اللہ کا شبیہ بنانا بھی ثابت ہے

واقعہ ءِ کربلا کے بعد کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی شبیہ بھی اللہ نے بنائی اور ملکوت اس کی زیارت کرتے ہیں ، اس لئے آل محمد علیہم الصلوات والسلام پیغمبر انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ کی زیارت کرنا عین اس ذات کی زیارت کے برابر سمجھتے تھے

کربلا معلّٰی میں جس وقت یہ معلوم ہوا کہ شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام نے معراجِ فرس سے عرش کربلا کو زینت بخشی ہے تو پھر کوئی پاک بی بی خیام میں ٹھہر نہ سکی بلکہ انہوں نے خیام اقدس چھوڑ دِیے

یہاں پر یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ صاحبانِ مقاتل و روضہ نے لکھا ہے کہ جس وقت شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام نے زین ذوالجناح چھوڑی تو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے پہنچنے سے بھی پہلے جناب شریکۃ الحسینؑ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے جوان لعلؑ کی لاش اطہر پر پہنچیں، یہاں سننے والے کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے میدان جنگ میں زین چھوڑی تھی اور پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا میدان جنگ میں تشریف لے گئی تھیں، جبکہ یہ بات عقلاً، نقلاً اور اعتقاداً قطعی طور پر درست نہیں

اس وقت خیام سے شمال کی طرف میدانِ جنگ کئی میل دور تھا اور اس کی آخری حد جناب عونؑ علیہ الصلوات والسلام کا روضہ مبارک ہے، جو کربلا سے شمال کی طرف اتنا دور ہے کہ زائرین ٹرین یا بس وغیرہ پر زیارت کیلئے جاتے ہیں، اور میدان کا قریب ترین حصہ وہ ہے جہاں آج مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا روضہ اطہر ہے جو کہ خیام سے تقریباً ایک فرلانگ دور شمال مشرق کی طرف ہے

آج زائرین کو خیام سے کافی دور ایک مقام کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے زین چھوڑی تھی اور سننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے زمین کو زینت بخشی تھی اور اسی جگہ پر پاک پردہ دار تشریف لائے تھے، جبکہ اصل صورت حال یہ ہے کہ جب شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام پر منقذ بن مرہ عبدی ملعون نے حملہ کیا، اس ملعون کا تحفہ انہوں نے سینہ اطہر پر وصول فرمایا اور ان کے ہاتھ سے تلوار گر گئی تو فوراً انہوں نے اپنے رہوار کی گردن میں بازو حمائل کیئے، رہوار ان کو لے کر خیام کی طرف دوڑا اور انہوں نے خیام سے

صرف سولہ 16 قدموں کے فاصلہ پر زمین کو زینت بخشی

اس لئے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کا آنا گویا خیام کی حدود کے اندر رہنے کا مترادف تھا، اگر چہ یہ بات بھی درست نہیں ہے کہ مستوراتِ تطہیر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے پہلے پہنچیں، اور اگر اس بات کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ پردہ دار انتہائی قریب موجود تو تھے ہی، اور پھر کہیں دور تو نہیں جانا تھا، ممکن ہے کہ پہلے پہنچے ہوں البتہ جن صاحبانِ مقتل نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کا لاش پر پہلا آنا لکھا ہے، انہوں نے اس کی جو وجہ لکھی ہے وہ بھی ثابت کرتی ہے کہ وہ بعد میں پہنچے تھے

علامہ شیخ محمدؒ مہدیؒ لکھتے ہیں کہ معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا صرف اس لئے خیام چھوڑ کر شہزادہ کی لاش اطہر پر آئے کہ یہ صدمہ جانکاہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کیلئے ایک عظیم سانحہ تھا اور اس صدمے کی شدت کو کم کرنے کیلئے عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش پر آئے نہ کہ بیٹے کی محبت میں تشریف لائے ......(R_360)

صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جس وقت اپنے لعلؑ کی آخری آواز سنی تو انہوں نے بہ آواز بلند گریہ فرمانا شروع کیا اور اس سے پہلے مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام اونچی آواز سے کبھی نہیں روئے تھے

جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا جانتے تھے کہ اس وقت میرے پاک بھائی کی جو حالت ہے اب اگر ان کے سامنے جوان بیٹے کی لاش آئی تو شاید یہ برداشت نہ کر سکیں اور اس دنیائے فانی سے منہ موڑ لیں، اس خطرہ کے پیش نظر اور امام وقت علیہ الصلوات

والسلام کی حیات طیبہ کے تحفظ کی خاطر انہوں نے سوچا کہ اگر وہ شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کی لاش پر ہمیں موجود پائیں گے تو ان کی توجہ ہماری طرف مبذول ہو جائے گی اور ان کو بیٹے کا صدمہ بھول جائے گا، کیونکہ ہر غیرت مند کے سامنے سب سے زیادہ درد ناموس کے پردے کا ہوتا ہے، جس وقت وہ ناموس کو اغیار میں دیکھتا ہے تو اس کو ہر بات بھول جاتی ہے...... ایسے ہی انہیں جوان بیٹے کا درد بھول جائے گا......(R_361)

عمارہ بن زائدہ اور عبداللہ شامی سے منقول روایات تو واضح طور پر ایک خود ساختہ اور وضعی چیز نظر آتی ہیں، کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ تمام مستورات میدان کی طرف روانہ ہوئیں، پھر ان راویوں نے ان کی جو تفصیلی کیفیت لکھی ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ انہوں نے ملکہ عالمین جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی قد وقامت وحلیہ اور گوشواروں تک کا ذکر کیا ہے اور یہ بات ہمارے مسلّمہ اعتقاد کے خلاف ہے اور بنی عباس کے زمانہ کی گھڑی ہوئی روایت ہے جس کو سب سے پہلے ابی مخنف نے لکھا ہے اور اس کے بعد طبری اور دیگر کتابوں نے اسی سے نقل کیا ہے......(R_362)

## آمدم برسر موضوع

میں عرض کر رہا تھا کہ جس وقت پاک مستورات توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت اللہ جل جلالہ نے ان کے پردے کا انتظام فرمایا جیسا کہ علامہ دربندی نے جناب عبداللہ سے روایت کی ہے

☆قال اسمعه و اذا خرجت من الخيمة الحسين صلوات الله عليه امرة صلوات الله عليها كسفت

الشمس من محیاھا

جونہی ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے خیام سے باہر قدم رکھا تو شرم سے سورج نے اپنا چہرہ چھپا لیا، میدان میں مکمل طور پر تاریکی چھا گئی، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو جوان بیٹے کا درد بھول گیا مگر ان کے اٹھنے سے پہلے تمام مستورات پاک صلواۃ اللہ علیہن نے اپنے آپ کو شہزادہ پر گرا دیا، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنی عبا اتار کر پاک ہمشیر کا پردہ بنایا اور ایک ایک مستور کو فرمایا

☆دعنه فانه ممسوس فی الله مقتول فی سبیل الله...... (R_363)

اب مناسب یہی ہے کہ اس جوان سے آپ دست بردار ہو جائیں کیونکہ یہ شہزادہ مس کردۂ اِلٰہی ہے اور اپنے حبیب کی راہِ رضا میں شہید ہے

اس کے بعد تمام مستورات کو حکم فرمایا کہ اب آپ جلدی سے خیام میں واپس جائیں، ہم شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو لے کر خیام میں آرہے ہیں، امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کا حکم سن کر تمام مستورات نے شہزادہ کی طرف ایک حسرت بھری نگاہ کی اور اس کے بعد اس حالت میں خیام میں واپس آئیں کہ

☆فرجعن حاسرات الباكيات آئسات منه نادبات علیه......(R_364)

پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن بڑی حسرت و ارمان کے ساتھ خیام میں واپس تشریف لائیں، جبکہ وہ پاک شہزادے کی زندگی سے نا امید ہو چکی تھیں اور بین کرتی ہوئی آرہی تھیں

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام خیام اطہر میں لاش لے آئے تو یہاں پر ایک واقعہ ہوا، اس واقعہ کو زیادہ صاحبان مقتل نے معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی طرف

منسوب کیا ہے، اور کچھ مؤرخین نے اس واقعہ کو صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی ذات پاک کے ساتھ منسوب کیا ہے، میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے کہ یہ واقعہ صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے متعلق ہے، جن کا نام پاک جناب ( رق یؑ ہ صلواۃ اللہ علیہا ) تھا

ان کا نام برسر عام یا سٹیج پر تلاوت کرنا سوئے ادبی ہے، اس لئے احتیاط شرط ہے اس واقعہ کی تفصیل مجالس المنتظرین جلد پنجم صفحہ 171 میں موجود ہے، یہاں اجمالی طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں

جس وقت شہزادہ ہمشکل مصطفیٰ علیہ الصلوات والسلام خیام سے آخری مرتبہ روانہ ہوئے تھے تو اس وقت ان کی سب سے کمسن ہمشیرہ ( صغیرہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا جو معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے بھی چھوٹی تھیں ) نے آکر بھائی کے گھوڑے کی رکاب پکڑی اور رو کر پوچھا کہ بھیا! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں ......(R_365)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم میدان کی طرف جارہے ہیں، صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہمیں بہت پیاس ہے، تم ہمارے لئے پانی ضرور لے کر آنا، جناب علیؑ اکبر پاک علیہ الصلوات والسلام نے جھک کر پیار کیا اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ میری بہن اگر قسمت نے ساتھ دیا تو ہم آپ کیلئے ضرور پانی لائیں گے (R_366)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام میدان کی طرف چلے گئے اور یہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا آخری قنات کے اندر بھائی کے انتظار میں بیٹھ گئیں، تاریخ بتاتی ہے کہ خیام سے باہر والی خندق میں شب عاشور آتش روشن کی گئی تھی جو روز عاشور تک باقی رہی

گرمی کا وقت تھا، لو چل رہی تھی، خندق سے قریب ہونے کی وجہ سے گرمی کی حدت اور زیادہ بڑھ گئی جس کی وجہ سے اس معصوم شہزادی صلواۃ اللہ علیہا پر غشی طاری ہو

گئی ، یہاں سے ان کو ایک کنیز نے اٹھا کر ایک علیحدہ خیمہ میں سلا دیا ، ان پر مسلسل ظاہراً غش طاری رہا اور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی شہادت تک کا انہیں علم نہ ہوا جس وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی لاش خیام میں آئی تو دائی پاک نے جا کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی والدہ کو اطلاع دی کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام میدان سے واپس تشریف لا چکے ہیں ، اس وقت اس شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا کی آنکھ کھلی انہوں نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے آنے کا سنا تو جلدی سے اٹھیں اور فرمایا

☆این اخی علی الاکبرؑ......(R_367)

دائی پاک نے مناسب نہ سمجھا کہ انہیں حقیقت سے آگاہ کریں اس لئے خاموش رہیں ، یہ معصوم شہزادی صلواۃ اللہ علیہا اپنے خیمہ سے باہر آئیں ، سامنے اپنے بابا پاک کو دیکھا ، جلدی سے ان کا دامن پکڑ کر عرض کرتی ہیں

☆یا ابتاہ این اخی علی الاکبرؑ......(R_368)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جوان بیٹے کا نام سنا ، آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ، ایک مرتبہ آسمان کی طرف نگاہ فرمائی ، پھر دائیں بائیں نگاہ فرمائی ، پاک بابا کو روتا دیکھ کر شہزادی نے اپنے سوال کو دوہرایا مگر اس مرتبہ انداز مختلف تھا بابا پاک کی پریشانی اور دکھ کو دیکھ کر فرمایا

☆این اخی الذی کان شبیهاً برسول اللّٰه وکنت تنظر الی وجهه فی الهم والغم فینجلی همك ویزل غمك فاین هو الان حتی تنظر الیه ()......(R_369)

بابا پاک آپ مجھے بتائیں کہ میرا وہ بھائی کہاں ہے جو مکمل طور پر شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ، جن کو دیکھ کر آپ کی ہر پریشانی اور غم دور ہو جاتا تھا ، وہ کہاں گئے ہیں؟

ان کو بلوائیں تا کہ آپ ان پر نگاہ فرمائیں اور آپ کی پریشانی ختم ہو جائے
امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش شروع ہوگئی فرماتے ہیں
☆قال قتلوه اللئلام......(R_370)
میری بیٹی میرے سکون کی تمام دولت امت ملعون نے لوٹ لی ہے، تمہارا بھائی شہید ہو گیا ہے، جس وقت معصوم شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے بھائی کی شہادت کی خبر سنی تو انہوں نے سوچا کہ ان کی لاش خیام سے باہر رکھی گئی لاشوں میں ہو گی کیونکہ سب اصحاب کی لاشیں وہاں موجود تھیں، اس لئے شہزادی پاک فوراً باہر والی قنات کی طرف روانہ ہوئیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے آ کر ان کا ہاتھ پکڑا اور کرفرماتے ہیں میری پاک بیٹی آپ باہر کیوں جا رہی ہیں؟
شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا نے رو کر عرض کی بابا جان میں اپنے بھائی کو ملنے جا رہی ہوں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں میرا لعلؑ تم صبر کرو تمہارا باہر جانا مناسب نہیں ہے، صغیرہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے عین بچپن کے انداز میں جواب دیا
☆یا ابتاه کیف تَصبِرُ مَن قُتِلَ اَخُوهَا وَ شُرِدَ اَبُوهَا ......(R_371)
بابا جان وہ بہن صلواۃ اللہ علیہا کیسے صبر کر سکتی ہے کہ جس کا جوان بھائی شہید ہو جائے اور جس کا باپ اکیلا رہ جائے، اس کو پردہ کہاں یاد رہ سکتا ہے، آپ مجھے نہ روکیں، میں اپنے بھیا سے ملنا چاہتی ہوں، مولا امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام نے معصوم دختر کو اٹھایا اور سینہ سے لگا کر پیار فرماتے ہوئے اس جگہ لے آئے جہاں مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے زمرہ میں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام آرام فرما تھے، وہاں پہنچ کر اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کو ان کی والدہ کے سپرد کیا، جب اس صغیرہ شہزادی

صلواۃ اللہ علیہا کی نگاہ پاک بھائی کے زخمی سینہ پر پڑی تو تڑپ کر پاک بھائی کی لاش اطہر پر گر پڑیں اور بے تحاشہ رونا شروع کر دیا

دعا فرمانویں کہ یہ صغیرہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا جلد از جلد اپنے پاک بھائی کے رخِ انور کو سہروں سے سجا ہوا دیکھیں، آج تک شام میں اس انتظار میں ہیں کہ کبھی تو ہمارے دکھوں کا موسم بدلے گا، کبھی تو مجھے اپنے بھائی یہاں سے لے جائیں گے، اور میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اپنے گھر جا بسوں گی، خدا کرے کہ اس صغیرہ کے دل کی ہر حسرت پوری ہو، یہ اپنے پاک گھر میں ہمیشہ کیلئے شاد و آباد ہوں



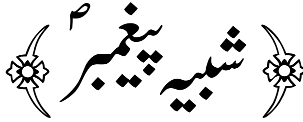
﴿ آمین یا رب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 27



علیہ الصلوات والسلام

عزادارانِ گرامی!

میں نے اپنے سابقہ بیان میں عرض کی تھی کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ایک ایک مستور پاک کو فرمایا کہ

☆دعینه فانه ممسوس فی الله مقتول فی سبیل الله

اب آپ اس نوجوان سے ہاتھ اٹھالیں، کیونکہ یہ مس کردۂ اِلٰہی ہے اور اپنے حبیب حقیقی کی راہ میں شہید ہے...... (R_372)

مناسب ہوگا کہ میں اس فقرہ میں پوشیدہ اسرار کی طرف تھوڑا سا اشارہ کردوں

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے فضائل میں مصائب پوشیدہ ہوتے ہیں اور ان کے مصائب میں ان کے مخفی فضائل کے خزائن دفن ہوتے ہیں، اب ان دفینوں کو کھود کر حصولِ اَسرار موفق لوگوں کے ذمہ ہوتا ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے اس فقرہ کے اندر ایک لفظ ہے ''ممسوس'' جو بہت سے اسرار بیان کرر ہا ہے...... کیونکہ ممسوس کے بہت سے لغوی اور اصطلاحی معانی ہیں صاحبان لغت نے ''مس'' کے معانی ٹچ (touch) کرنا، چھونا، لاحق ہونا، پہنچنا، سرایت کرنا لکھے ہیں، اور ''ممسوس'' اس کی مفعولی حالت ہے جس کے

لغوی معانی مس شدہ، ٹچڈ (Touched)، لاحق شدہ، جس میں کوئی چیز سرایت کر چکی ہو...... وغیرہ کے ہوتے ہیں

اہل لغت نے ممسوس کے کچھ اضافی معانی بھی لکھے ہیں یعنی ممسوس اس دیوانہ کو بھی کہتے ہیں جس میں کسی کا عشق سرایت پذیر ہو کر اس کا شعور جذب کر لے

''ممسوس'' بذات خود کسی کو ملنے والے کو بھی کہتے ہیں

جس چیز کو کوئی بطور صدقہ ہاتھ لگا کر دے اس کو بھی ممسوس کہا جاتا ہے

اب جو بھی معانی سمجھے جائیں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی عظمت کا کوئی نہ کوئی نیا پہلو سامنے آجائے گا، میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ یہ کتاب مقتل کی ہے جس میں میں فضائل کی طرف صرف اشارہ کر سکتا ہوں، کھول کر بیان نہیں کر سکتا کیونکہ اگر ان کو کھولا جائے تو کتاب کی ضخامت بہت بڑھ جائے گی، اس لئے قارئین سے التماس ہے کہ وہ اشارات سے خود نتائج اخذ کریں

اہل اصطلاحات نے ''مس'' کے کچھ اور معانی بھی بیان کئے ہیں مثلاً

☆المس يقال فيما معه ادراك" بحاسة اللمس ......

یعنی قوت لامسہ وحامسہ کے لمس سے کسی چیز کا ادراک کرنا مس کہلاتا ہے، اسی سے نکاح کا کنایہ بھی حاصل کیا جاتا ہے جیسا کہ کلام اِلٰہی میں مالم تمسوھن کے الفاظ میں مس سے نکاح کا کنایہ حاصل کیا گیا مگر یہ کنایہ ہے

آپ نے سورۂ نور میں اس بے مثل ذات کی ایک مثال دیکھی ہو گی جس میں فرمایا گیا ہے کہ

☆ الله نور السموات والارض ......(R_373)

اس میں اللہ کے نور کے بارے میں فرمایا گیا کہ اس کی مثال ایک چراغ کی ہے جو روشن ہے جبکہ اس کو آتش نے مس بھی نہیں کیا یعنی مس کرنے کے عمل میں انتقال صفات کا عمل بھی ہوتا ہے

جیسے چراغ کی بتی کے ساتھ آتش کے مس ہونے کا مطلب ہے اس کے اندر آتش کا سرایت پذیر ہو کر اس کی ذات میں اپنا ظہور کرنا، یعنی آتش فاعل ہے، آتش کا مس ہونا فعل ہے اور ممسوس چراغ ہے

یہاں بھی یہی صورت حال ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل ہے، مس کرنا اس کا فعل ہے اور ممسوس شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام ہیں، اب مس ہونے کے بعد صفات الٰہیہ کا کلی طور پر ان کے اندر منتقل ہونا لازم آتا ہے، گویا قبل از شہادت یہ شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام تھے مگر بعد از شہادت شبیہ الٰہی بن کر واپس آئے

مس کے معانی لاحق ہونے کے بھی ہیں، جیسے کوئی تکلیف یا بیماری یا بڑھاپا وغیرہ لاحق ہو جاتا ہے تو اس پر بھی مس کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ کلام الٰہی میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں مثلاً

☆مسنا الضر و مسنا الباس و اذامسه الشركان يؤسا

وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں، اب یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ جسمانی بیماری ہو یا ذہنی اذیت ہو اس کا اثر مکمل جسم پر ہوتا ہے، اور جسم کا کوئی حصہ اس کے اثر سے خالی نہیں ہوتا اور یہی لاحق ہونے کا مطلب بھی ہے، کیونکہ ضر و شر فاعل، مسِ ضر و شر فعل، اور انسان ممسوس ہے، یہاں سے بھی کچھ راز اخذ کئے جا سکتے ہیں

یہاں اگر ہم لفظ ''فی'' کو ''مِن'' کے مترادف سمجھیں جیسے مودۃ فی القربیٰ کی فی

مترادف بالمِن ہے تو مس کے معانی ''سے'' کے ہوتے ہیں، اب یہاں اس فرمان کے معانی یہ ہوں گے کہ اب شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام اللہ کے ساتھ مس ہو چکا ہے، اور مس ہمیشہ حس لامسہ کے ادراک کو کہتے ہیں، گویا اب یہ شہزادہ اس مقام پر ہے کہ اللہ کا ادراک کلی فرما چکا ہے جو کسی مخلوق کیلئے امر محال ہے، جیسا کہ عرفاء کا فرمان ہے کہ خالق اور مخلوق کے مابین ایک ایسی مخلوق بھی ہے جس کو مخلوق کہنا جائز نہیں بلکہ ان کی توہین ہے

لفظ فی کے بارے میں علمائے لسانیات کا قول ہے کہ جہاں لفظ فی ہوگا تو اس میں کوئی نہ کوئی راز ضرور ہوگا، میں یہاں فی کی چند اقسام پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ میرے قارئین کو سوچ کیلئے ایک ٹریک مل جائے، آگے ان کی اپنی استعداداتِ ہی کام آئیں گی

دوستو عام طور پر فی حرف جر کے طور پر متعارف ہے اور اس کے عمومی معانی ''میں'' کے ہوتے ہیں، مگر اس کی کچھ اقسام ہیں جیسا کہ

(1) فی ظرفیت ......جیسا کہ الرُّزْقُ فی الرِزق ......شراب مشک ''میں'' ہے

(2) فی مصاحبت ......جیسا کہ قمت فی شروق الشمس ...... میں سورج کے طلوع ''کے ساتھ'' ہی اٹھ گیا

(3) فی تعلیل ......جیسا کہ قتل فی ذنبه اسے اس کے جرم ''کی وجہ'' سے قتل کیا گیا ہے

(4) فی المقایستہ ......جیسا کہ ما علمی فی بحر الا قطره......
میرا علم کیا ہے سوائے سمندر ''میں'' قطرے کے

(5) فی استعلاء ......جیسا کہ لاصلبنکم فی جزوع النخلة......
میں تمہیں ضرور کھجور کے تنے ''پر'' صلیب کروں گا

(6) فی مترادف بالبا......جیسا کہ انت بصیر فی عملك......
آپ اس کے عمل ''سے'' واقف ہیں
(7) فی مترادف بالیٰ......جیسا کہ و رد یدہ فی جیبه......
اس نے اپنا ہاتھ جیب'' کی طرف'' واپس کیا
(8) فی مترادف بالمن......و مضیت علی ثلاثة اشهرٍفی ثلاث سنین......
مجھ پر تین سال'' میں سے'' تین ماہ گزر چکے ہیں
ایسے ہی فی بیانیہ بھی ہوتی ہے، فی تمریضیہ بھی ہوتی ہے، فی اضافیہ بھی ہوتی ہے، فی سری بھی ہوتی ہے، فی معرفہ بھی ہوتی ہے، یہ تمام اقسام پڑھائی جاتی ہیں، اگر کسی کو یاد ہوں تو ان سے بہت سے اسرار سے پردہ ہٹایا جا سکتا ہے
میں عرض کر رہا تھا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے مستورات کو فرمایا کہ
☆دعینه فانه ممسوس فی الله مقتول فی سبیل الله
آپ اب اس شہزادے سے دست بردار ہو جائیں کیونکہ یہ مس کردۂ الٰہی ہے اور اپنے حبیب حقیقی کی راہ میں شہید ہے......(R_374)
تمام مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے واپس خیام میں جانے کا حکم فرمایا، تمام مستورات روتی ہوئی واپس خیام کی طرف روانہ ہوئیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ان کے ساتھ واپس خیام تک تشریف لائے
مستوراتِ توحید و رسالت کو خیام میں واپس پہنچانے کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جوان بیٹے کو خیام میں پہنچانے کا پروگرام بنایا
علامہ جلیل مرحوم مرزا یوسف تبریزی اپنے مجموعہ میں فرماتے ہیں کہ
☆ان الظاهر من الروایات ان حمل علیؑ بن الحسین علیهما الصلوات والسلام من مصرعه

انما کان بعد ردالحسین علیہ الصلوات والسلام اختہؑ الفسطاط......(R_375)

روایت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش کو اٹھانے کا عمل مخدراتِ عصمت کے خیام میں واپس جانے کے بعد ہوا......(R_376)

پاک پردہ دارانِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن خیام میں آکر آخری قنات کے ساتھ کھڑے ہوگئیں کہ سب یہیں جوان شہزادے کا استقبال کریں گی، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام واپس جوان بیٹے کی لاش پر پہنچے

یہاں پر ایک وضاحت کرتا چلوں کہ عام طور پر ہمیں ذاکرین کے بیان سے محسوس ہوتا ہے کہ جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے زین سے زمین کو زینت بخشی تو اس وقت مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام تنہا تھے اور جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام میں سے ان کے ساتھ کوئی بھی موجود نہ تھا...... جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام اولادِ امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام میں سے پہلے شہید تھے اور ان کی شہادت کے وقت بہت سے جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام موجود تھے

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ تمام اس وقت کیا کر رہے تھے کیونکہ تمام امور میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام تنہا نظر آتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ تمام اصحاب وانصار کی شہادت کے بعد ظالمین کے حوصلے کچھ نہ کچھ بڑھ چکے تھے اور وہ اگر تھوڑے سے خوف زدہ تھے تو شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام سے، اس لئے وہ کوئی بڑا اقدم نہیں اٹھا رہے تھے

مگر پھر بھی ان کی کوشش جاری تھی اور اس میں اضافہ ہو رہا تھا کہ وہ خیام کے قریب تر پہنچنا چاہتے تھے، اور خود امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام تک پہنچنا چاہتے تھے

اس لئے بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام نے حفاظتی دستے کا مقام سنبھالا ہوا تھا، ہمیں اس لئے بھی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام لاشوں کے اٹھانے کے امور میں تنہا نظر آتے ہیں کہ اس وقت کچھ شہزادگان خصوصی طور پر کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام اور ان کے پاک بھائی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے سامنے حفاظتی دیوار بنا کر موجود رہتے تھے

میں عرض کر رہا تھا کہ جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام واپس لاش اطہر پر پہنچے تو بیٹے کے رخساروں پر رخسار رکھ کر اتنا گریہ فرمایا کہ ان کے آنسوؤں کے ساتھ شہزادہ کے رخساروں کا خون مل کر زمین پر بہہ رہا تھا، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی کہ شہزادہ نے تیز تیز سانس لینا شروع فرمایا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شہزادے کے رخساروں پر ہاتھ لگا کر فرمایا میرے لخت جگر تم کیوں خاموش ہو رہے ہو، بولو میرا لعلؑ بولو، اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے ہونٹوں سے ایک فقرہ نکلا☆یا ابتاہ بابا جان، یہ کہہ کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام دوبارہ خاموش ہو گئے، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تم رک کیوں گئے ہو، ہمارے ساتھ بات کرو...... (R_377)

یہ عجیب دردناک منظر تھا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام جوان بیٹے کے چہرے پر جھکے ہوئے تھے اور بار بار کوشش کر رہے تھے کہ پاک شہزادہ بولتے رہیں، ساتھ ہی اٹھانے کی کوشش بھی فرما رہے تھے، مگر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے کوئی جواب نہ دیا، اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے محسوس کیا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو فوراً خیام میں پہنچانا چاہیے، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اٹھے اور انہوں نے کمر بند سے دوبارہ اپنی کمر مضبوطی سے باندھی اور شہزادے کو اٹھانے کی کوشش کی مگر نہ اٹھا

سکے، اس کے بعد شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرماتے ہیں کہ بیٹا اس مشکل وقت میں ضعیف بابا کی مدد کرو، ہم تمہیں خیام میں پہنچانا چاہتے ہیں، تم ہماری گردن میں بانہیں ڈال دو، ہم تمہارے سینے سے سینہ لگا کر تمہیں اٹھائیں گے، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے ضعیف باپ کے گلے میں بانہیں ڈالنے کی کوشش کی مگر دایاں ہاتھ سینہ سے نہ اٹھا سکے، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے بائیاں ہاتھ ضعیف باپ کی گردن میں ڈالا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے دوبارہ شہزادہ پاک کو اٹھانے کی کوشش کی، زمین سے تھوڑا سا اٹھایا لیکن دوبارہ انہیں رکھ دیا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو تین مرتبہ اٹھانے کی کوشش کی ہر مرتبہ تھوڑا سا زمین سے اٹھا سکے اور پھر زمین پر لٹا دیا

رو کر فرماتے ہیں میرا لعلؑ والد جتنا بھی طاقتور ہو اس کے بازوؤں میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ ایک جوان بیٹے کا لاشہ اٹھا سکے، بیٹے جوان لاش کے سامنے والد کے بازو بہت کمزور ہوتے ہیں

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنی طرف سے کوشش کی مگر جوان بیٹے کو نہ اٹھا سکے تو انہوں نے ایک مرتبہ خیام کی طرف نگاہ فرمائی رو کر فرماتے ہیں علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی ماں تمہارا جوان بیٹا مجھ سے نہیں اٹھایا جا سکتا، میں بہت زیادہ کمزور ہو گیا ہوں، اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے پہرے میں مصروف جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کی طرف نگاہ فرمائی، رو کر فرماتے ہیں

☆یا فتیانی احملوا اخاکم من مصرعه......(R_378)

آؤ بیٹے تم اپنے جوان بھائی کو اٹھا کر خیام میں لے جاؤ، ہم سے تمہارے جوان

بھائی کی لاش نہیں اٹھائی جا سکتی

کچھ شہزادگان نے آگے بڑھ کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو اٹھایا اور کچھ بچے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی امداد کیلئے خیام سے نکلے، انہوں نے آکر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو اٹھانے میں مدد کی، مگر کیفیت یہ تھی کہ دو نوجوانوں نے مل کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی کمر میں ہاتھ ڈال کر ان کو اٹھایا ہوا تھا، اور اپنا ایک ایک ہاتھ شانوں کے نیچے رکھا ہوا تھا، چند معصوم پیچھے سے آرہے تھے انہوں نے دیکھا کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے قدموں کو زمین کربلا چوم رہی ہے تو انہوں نے آکر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے قدموں کو چوم کر سینہ سے لگایا ہوا تھا

ان کے پیچھے دو جوان مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو سہارا دِئے ہوئے آرہے تھے، ان کی کمر خم تھی، آنکھیں بند تھیں، اور آہستہ آہستہ آواز آرہی تھی

☆یا ولدی یا ثمرة فوادی

ہائے میرا نوخیز بیٹا...... ہائے میرے جگر کا میوہ بیٹا......(R_379)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ ساتھ ان کا رہوار عقال بار بار آگے بڑھ کر ان کے قدموں کو چوم رہا تھا اور رو رہا تھا......(R_380)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے آہستہ سے بین کیا کہ بیٹے دکھوں نے مجھ سے سکت ہی چھین لی ہے، تمہارے سینہ اطہر میں نیزہ کا پھل موجود ہے تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ آپ کی مائیں اور بہنیں اسے دیکھ کر کیسے صبر کریں گی، اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ کسی طرح خیام تک آپ کو زندہ لے جا سکوں، اکبر بیٹا! دعا کرو کہ کسی ضعیف بات کو غربت میں جوان بیٹے کی موت کا صدمہ خدا نہ دِکھائے، یہ اتنا

زیادہ وزن ہے کہ جسے والدین کا دل اٹھانے کا متحمل نہیں ہوسکتا

تمام عزادار مل کر دعا کریں کہ اب تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی ضعیفی پھر سے جوانی میں بدل جائے، ان کا جوان بیٹا سہرے پہنے، ان کا انتقام فوراً سے بیشتر ظالمین سے لیا جائے، شبابِ سرورِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر اپنے حسن و شباب کا ابدی راج دیکھے، چشمِ کائنات ان کی جوانی کے عروج کا معراج دیکھ کر ٹھنڈی ہو، ابدی اور دائمی جوانی کا سنہری تاج ان کے سر اطہر پر ہمیشہ چمکتا رہے اور اب یہ خود آ کر ہماری گناہ گار آنکھوں کے سامنے اپنے دشمنوں کو نیست و نابود کریں اور ان سے اپنا انتقام اس طرح لیں کہ جس طرح انتقام لئے جانے کا حق ہے



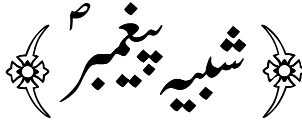
آمین یارب العالمین



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**
**وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین**

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 28



علیہ الصلوات والسلام

ذی عزت عزادارو!

ہر مومن یہ سوچتا ہے کہ شہزادہ ہمشکل **پیغمبر** علیہ الصلوات والسلام **کا** گھر اطہر میں کیا مقام تھا؟ اس مقام اعلیٰ کو معلوم کرنے کیلئے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی مزارِ اقدس پر پڑھی جانے والی زیارات کے فقرے بھی کافی معاونت کرتے ہیں، جیسا کہ جناب ابوحمزہ ثمالی کی منقولہ زیارت کا ایک فقرہ ہے

☆ طلعت شمس او غربت

یعنی ایک سورج طلوع ہوا اور بے وقت غروب ہوگیا

یعنی اس فقرہ میں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو گھر اطہر کیلئے ایک سورج کا مقام دیا گیا ہے، البتہ اس میں یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کل گھر کی روشنی اور رونق کا واحد سبب تھے...... یا کل گھر کے بخت واقبال کا سورج تھے...... یا گھر اطہر میں حسن وشباب کا سورج تھے...... شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو سورج سے تشبیہ دی گئی ہے مگر وجہ تشبیہ بیان نہیں ہوئی

اگر ہم وجوہاتِ تشبیہ فضائلیہ انداز میں تلاش کریں تو لاتعداد وجوہات مل سکتی ہیں مگر میں یہاں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ان کی جوانی کے سورج کے غروب

ہونے کے منظر کو اگر شمس فلک کے غروب ہونے کے منظر سے مماثل کریں تو درد کے تمام مناظر سامنے آجاتے ہیں

ایک درد مند دل کے ساتھ اگر کبھی غور سے دیکھیں تو غروبِ شمس کا منظر انتہائی سوگوار منظر ہوتا ہے، شفق کی سرخی میں سورج کا چہرہ پہلے زرد ہوتا ہے، پھر خون کا رنگ اختیار کر کے سرخ ہو جاتا ہے، پھر آہستہ آہستہ بجھنا شروع ہو جاتا ہے، پھر ایک سبزی مائل نیلگوں رنگ اختیار کر کے سورج غروب ہو جاتا ہے

آپ یوں سمجھ لیں کہ پاک شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی جوانی کے سورج کا بھی غروب ہوتے وقت کچھ ایسا ہی رنگ تھا، زین چھوڑنے سے پہلے چہرہ زرد ہوا، زین چھوڑنے کے بعد اس شباب کے دل آویز شمس الضحیٰ کا رنگ سرخ ہوا، خیام سے باہر چہرے کی سرخی نے سبزی مائل نیلگوں رنگ اختیار کیا اور خیام اطہر کی اوٹ میں پاک پردہ داروں کے سامنے یہ حسن و شباب کا درخشاں سورج بڑے دردناک انداز میں غروب ہو گیا

کل میں نے بیان کیا تھا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شہزادگان کو حکم فرمایا کہ تم اپنے پاک بھائی کو اٹھا کر خیام میں لے جاؤ، جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام نے کچھ معصوم بچوں کی مدد سے جوان شہزادے کو اٹھایا اور خیام کی طرف روانہ ہوئے

(R_381)

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو خیام میں لایا گیا تو اس وقت ایک قیامت کا منظر تھا، تمام مستورات نے سروں میں خاک شفا ڈال کر آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کے ساتھ شہزادے کا استقبال کیا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جوان بیٹے

کو مخدراتِ عصمت کے درمیان سلا دیا، وہاں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی تو ان کو دو بیبیاں نظر نہ آئیں، ایک شہزادہ فضلؑ کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا جو اکیلے خیمہ میں رونے میں مصروف تھیں کیونکہ وہ چاہتی تھیں کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام سے پہلے ان کا بیٹا شہزادہ محمد علیہ الصلوات والسلام شہید ہوتا اور معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کا پاک لختِ جگر زندہ رہ جاتا، ان کا بیٹا شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام کا صدقہ بن کر ان کے قدموں میں جاں نچھاور کرتا مگر ان کی آرزو پوری نہ ہوسکی تھی، اس لئے وہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے قریب نہ آئیں کہ میرا بیٹا تو زندہ وسلامت موجود ہو اور جناب عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کا لعلؑ شہید ہو جائے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مستوراتِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ جا کر جناب فضل علیہ الصلوات والسلام کی والدہ کو بلا لائیں اور انہیں کہیں کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام آپ کو آخری وقت یاد فرما رہے ہیں

دوسری بی بی خود شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی والدہ ماجدہ تھیں، ان کو موجود نہ پا کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب فضہ سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ ہمیں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک بھی نظر نہیں آرہی ہیں، خیریت تو ہے؟ جوان بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر شاید وہ برداشت نہ کرسکی ہوں، آپ جلدی سے جا کر ان کی حالت دیکھیں اور ان کو عرض کریں کہ اگر اپنے نورِ نظر کا آخری دیدار کرنا چاہیں تو جلدی پہنچیں کیونکہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام چند لمحوں کا مہمان ہے

دائی پاک جلدی سے معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کے خیمہ میں آئیں، یہاں انہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کسی وقت بیٹھ کر زمین پر ہاتھ مارتی ہیں،

جوان بیٹے کے نام پکارتی ہیں، پھر اٹھ کھڑی ہوتی ہیں، کسی وقت خیام کے کسی پردہ کو ہاتھ لگاتی ہیں پھر دوسری طرف چل پڑتی ہیں، دائی پاک نے روکر عرض کی پاک معظّمہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ ...... (R_382)

روکر فرماتی ہیں فضہ! جس وقت کا لختِ جگر میدان سے واپس خیام میں تشریف لائے ہیں میں اس وقت سے اسی کوشش میں ہوں کہ میں بھی جا کر ان کو گلے لگا لوں، ان کو پیار کروں، مگر میں کیا کروں کہ خیمہ سے باہر آنے کیلئے اٹھتی ہوں پھر زمین پر گر جاتی ہوں، پھر اٹھتی ہوں تو اٹھ نہیں سکتی

انسانی فطرت ہے کہ جب ضعیف ماں کو جوان بیٹے کی موت کی خبر ملے تو ان ہاتھ سے رکھی ہوئی چیز بھی یاد نہیں رہتی، پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں شاید میری نگاہ ختم ہو چکی ہے کہ کوشش کے باوجود ہمیں اپنے خیمہ کا دروازہ بھی دِکھائی نہیں دیتا

میں کسی کو کیا بتاؤں کہ درحقیقت مجھے اپنا نورِ چشم اپنے پیار کا مرکز ومحور علی اکبر علیہ الصلوات والسلام نہیں مل رہا ہے، جبکہ میری یہ خواہش ہے کہ اگر مجھے لختِ جگر مل جائے تو میں اسے گلے لگا کر پیار کرنے کی آخری حسرت پوری کر لوں

دائی پاک نے معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا ہاتھ پکڑا اور عرض کی کہ جلدی چلیں آپ کا فرزند چند لمحوں کا مہمان ہے، جس وقت پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا خیمہ سے باہر آئیں تو انہوں نے ہاتھ دراز کر کے ایک ایسا دردناک بین کیا کہ زمین کربلا میں ارتعاش پیدا ہوا، عرشِ اِلٰہی متزلزل ہوا ...... پاک معظّمہ فرماتی ہیں ہائے میرے کائنات سے حسین جوان بیٹے، ضعیف ماں تمہارے دکھ دیکھنے کیلئے زندہ رہ گئی ہے، کاش آپ کی جگہ ماں اس دنیا سے چلی جاتی اور تم زندہ رہتے ...... (R_383)

تمام مومنین خلوص دل سے دعا فرمائیں کہ اب تو یہ پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا اپنے بیٹے کی خوشیاں دیکھیں، پاک حسنؑ علیہ الصلوات والسلام کا لخت جگر عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان کے دل کی ہر حسرت پروان چڑھائیں، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ہر لعلؑ کا جلد انتقام ہو، جس ضعیف ماں نے اپنے لخت جگر کی جوانی بے دردی سے لٹتی ہوئی دیکھی خدا کرے اب یہی ماں اپنے لعلؑ کو اپنے ہاتھوں سے دولہا بنائیں اور ان کو اتنی خوشیاں ملیں کہ ان کے پاک دل سے ہر دکھ درد کا داغ ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے، اور ان کو کوئی صدمہ یاد ہی نہ رہے، اور منتقم آل عبا عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی شفقت و رحمت کی چھاؤں میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آباد و شاد رہیں



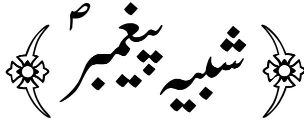
**﴿ آمین یارب العالمین ﴾**



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف**
**وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین**

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 29



علیہ الصلوات والسلام

عزاداران گرامی!

صاحبان تاریخ وسیرت لکھتے ہیں کہ جناب اسماعیل بن امام صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام کا انتقال جوانی میں ہوا تھا، جس وقت ان کا آخری وقت آیا تو امام صادق علیہ الصلوات والسلام اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے، حرم اطہر سے اطلاع آئی کہ جناب اسماعیل علیہ الصلوات والسلام کی حالت بڑی نازک ہے آپ ایک مرتبہ گھر اطہر میں تشریف لائیں، امام صادق آل محمدؐ علیہ الصلوات والسلام گھر اطہر میں تشریف لے گئے، وہاں جاکر ملاحظہ فرمایا تو جناب اسماعیل علیہ الصلوات والسلام کے آخری لمحات تھے، امام صادق علیہ الصلوات والسلام تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لائے تو انہوں نے جناب اسماعیل علیہ الصلوات والسلام کے کمسن فرزند جناب محمدؐ علیہ الصلوات والسلام کو اٹھایا ہوا تھا، ان کے چہرے پر انتہائی کرب کی کیفیت تھی

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام واپس اصحاب میں تشریف فرما ہوئے، اس وقت ان کے چہرۂ اقدس سے غم والم کے آثار نمایاں تھے اور تھوڑی دیر کے بعد جناب اسماعیل علیہ الصلوات والسلام کے فرزند کو پیار فرما رہے تھے، چہرۂ اقدس زرد تھا اور ایک بے قراری کا عالم تھا، ان کے لب ہائے اطہر خاموش تھے مگر چہرے کے آثار ان

کے دل کی ترجمانی کر رہے تھے، ایسے ہی کافی دیر گزر گئی، اس وقت اچانک گھر اطہر سے رونے کی آواز آئی اور ایک کنیز نے آکر جناب اسماعیل علیہ الصلوات والسلام کی رحلت کی خبر دی

اصحاب بیان کرتے ہیں کہ یہ خبر سنتے ہی شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے رخ انور کا رنگ گل گلاب کی طرح سرخ ہو گیا اور چہرے پر جتنے بھی پریشانی کے آثار تھے وہ ختم ہو گئے، اس وقت اصحاب نے عرض کی آقاؑ اس کی کیا وجہ ہے کہ جوان بیٹے کی رحلت سے قبل آپ کافی غمگین تھے اور ان کے وصال الی اللہ کے بعد آپ کے رُخ انور سے آثارِ غم محو ہو گئے ہیں

یہاں پر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خاندان کی ایک خصوصیت بیان فرمائی فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے خاندان کا خاصہ وخصوصیت ہے کہ جب نصیب دشمناں کوئی دکھ آنا ہوتو اس صدمہ سے قبل ہم وقتی طور پر پریشان ہوتے ہیں، لیکن جب وہ صدمہ واقع ہو جائے تو ہمیں اس دکھ اور صدمہ کا احساس ہی ختم ہو جاتا ہے اور رضائے اِلٰہی پر راضی ہو کر مطمئن ہو جاتے ہیں، کیونکہ اس صدمہ کا غم بھی رضائے اِلٰہی کے تحت ہوتا ہے اور اس غم کا خاتمہ بھی رضائے اِلٰہی کے تحت ہوتا ہے

(R_384)

صاحب توضیح عزا نے مقتل ابن عصفور بحرانی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ یوم عاشور شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کو رخصت کرنے سے لے کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے وقوع تک بلکہ خیام اقدس کے اندر لاش آنے تک امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا رخِ انور زعفران کی طرح زرد تھا، اور ہر مرحلہ پر چہرے کی زردی

میں اضافہ ہوتا رہا مگر جس وقت انہوں نے وصال فرمایا اور مستوراتِ توحید و رسالت صلوٰۃ اللہ علیہا میں کہرام بپا ہوا، پردہ داروں نے ماتم شروع کیا تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے رخ انور کی زردی ایک دم ختم ہوگئی اوران کا رخ پاک گل گلاب کی طرح سرخ اورتر وتازہ نظر آنے لگا، اوراپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرما کر بار بار فرمارہے تھے کہ اے حبیب ازل جناب اسماعیل علیہ الصلوات والسلام کی طرح ہماری یہ چھوٹی سی قربانی قبول فرما، ہم تیری رضا پر راضی اورخوش ہیں
(R_385)

آمدم برسر گفتگو

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام خیام میں لے آئے تو انہیں یہاں مسند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلا دیا گیا، تمام مستورات توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن گریہ میں مصروف تھے، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی کیفیت یہ تھی کہ ان کا ایک ہاتھ سینہ پر تھا اور ہاتھ کے نیچے سے خون رس رس کر بہہ رہا تھا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے بیٹے کے چہرے پر درد کے آثار دیکھے تو فرمایا بیٹا مناسب یہ ہے کہ برچھی کا پھل ہم آپ کے سینہ سے نکال لیں، شاید اس سے تمہیں کچھ سکون مل جائے

پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی بابا جان جیسے آپ مناسب سمجھیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لخت جگر کو فرمایا کہ اب تم سینہ سے ہاتھ اٹھالو تاکہ ہم امت کا دیا ہوا یہ تحفہ تمہارے سینہ سے نکال لیں، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے سینہ سے ہاتھ اٹھایا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے سینہ کے زخم پر نگاہ فرمائی تو فوراً آنکھیں بند کرلیں، اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے چاروں طرف

نگاہ فرمائی، سامنے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی ضعیف والدہ موجود تھیں، پھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جناب شریکۃ الحسینؑ بہن صلواۃ اللہ علیہا کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ سے کہیں کہ وہ چند لمحوں کیلئے خیمہ میں چلی جائیں کیونکہ یہ منظر شاید وہ برداشت نہ کرسکیں، یہ بہت مشکل گھڑی ہے، جب وہ حکم امام کے تحت خیمہ میں تشریف لے گئیں تو اس کے بعد پاک ہمشیر سے فرمایا کہ بہن اب آپ میری مدد فرمائیں، آپ ایسا کریں کہ بیٹے کا سر اپنی گود میں لے لیں تاکہ انہیں کچھ تسلی رہے، پھر تمام مستورات کو حکم دیا کہ تھوڑی دیر کیلئے آپ سب ایک طرف ہو جائیں کیونکہ ہم بہن بھائی آج صبر خداوندی کا ایسا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں جو ازل سے آج تک کوئی صابر نہیں کرسکا اور نہ ہی کوئی یہ کام کرسکتا ہے

جس وقت تمام مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن روتی ہوئی ایک طرف ہوگئیں تو اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے نیزہ کے پھل میں ہاتھ ڈالا، انہیں محسوس ہوا کہ یہ پھل کافی گہرائی تک اترا ہوا ہے، ہلکی سی جنبش دی تو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کا جسم اطہر مرتعش ہوا، اس وقت آپ نے آسمان کی طرف نگاہ فرمائی اور فرمایا کہ اے خلاقِ دوجہاں اے میرا حبیب ازل! اگر آج تو اپنے محبوب کا صبر آزمانا ہی چاہتا ہے تو پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں سے کہہ کہ وہ یہاں آکر میرا صبر دیکھیں، میں کوئی ابراہیم نہیں ہوں کہ آنکھوں پر پٹی باندھوں گا، میں صبر کا خداوند واحد و لاشریک ہوں ...... اس کے بعد ابراہیم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے نیزہ کے پھل میں ہاتھ ڈالا، زمین کربلا میں زلزلہ آیا، جوان کے جسم میں جنبش ہوئی، اس کے ساتھ

ہی کوئی چیز سینہ ءِ اطہر سے باہر آئی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے وہ چیز چادر میں لپیٹ کر جناب شریکۃ الحسینؑ ام المصائب بہن صلواۃ اللہ علیہا کے سپرد فرمائی، جونہی سینہ اطہر سے امت کا دیا ہوا تحفہ باہر آیا...... ☆وجعل يتقلب فی دمه......(R_386)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام خونِ جگر میں منقلب ہو گئے، سینہ اطہر سے خون کا فوارہ جاری ہوا، جس نے از سر نو شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مقدس اور رخ پاک کو خون آلود کر دیا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو ظاہراً غش آ گیا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فوراً شہزادہ کا سر آغوش میں ڈالا

☆ فجعل يمسح الدم عن ثناياه فجعل يلمثه...... (R_387)

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے عمامہ کے دامن سے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے رخسار صاف کئے اور اس کے بعد کائنات سے بے نیاز لعلؑ کے دندان مبارک کے بوسے لینا شروع کر دِئے اور رورو کر فرمارہے تھے

☆قداسترحت من هم الدنيا وتركت اباك وحيداً فريداً ......(R_388)

میرا لعلؑ تم تو دنیا کے تمام دکھوں سے آزاد ہو گئے ہو، تمہارا باپ تمہارے دکھ سہنے کیلئے اکیلا بے یارو مددگار رہ گیا ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام شہزادے کو پیار کرنے میں مصروف تھے کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے آنکھیں کھولیں اور بابا پاک کو عرض کی ☆

هذا جدی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقرئك السلام و يقول عجل القدوم علينا (R_389)

بابا جان اب ہمارا اور آپ کا اللہ حافظ، ہمارے سامنے جدا طہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور ہمیں فرما رہے ہیں کہ اپنے پاک بابا کو ہمارے سلام کہیں، میرے لعلؑ

اب آپ جلدی سے ہمارے پاس تشریف لائیں، ہم آپ کے مشتاق ہیں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام بھی آپ کو سلام پیش کر رہے ہیں اور ہمیں اپنے پاس بلا رہے ہیں، ملکہ عالمین پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا بھی ہمیں لینے آئی ہیں

جس وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ ماجدہ نے یہ کلام سنی تو پھر دور نہ رہ سکیں اور آکر بیٹے پر گر پڑیں، ادھر جناب عالیہ بی بی علیہ الصلوات والسلام بھی آکر شہزادہ کے سینہ پر جھکیں، جوان بیٹے کی دردناک کیفیت دیکھ کر فرمایا کہ کوئی جا کر شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلوات والسلام کی پاک دلہن کو بلا لائے کہ اپنے بھائی کا آخری دیدار کرلیں اور انہیں پیار کریں شاید ان کو درد کا احساس کچھ کم ہو سکے

صاحبانِ مقتل لکھتے ہیں کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک اپنے نورِ نظر کے چہرے پر جھکی ہوئی تھیں اور ان کی نگاہ اپنے شہزادہ کے چہرے پر جمی ہوئی تھی، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی آنکھیں بند تھیں اور وہ تیز تیز سانس لے رہے تھے، بڑا دردناک منظر تھا، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے انہیں فرمایا کہ اس وقت آپ اپنا دل اور صبر نہ آزمائیں، بلکہ ہمارا مشورہ ہے کہ آپ شہزادے کو اکیلا چھوڑ کر دوسرے خیمہ میں چلی جائیں کیونکہ کوئی ضعیف والدہ نگاہوں کے سامنے جوان بیٹے کے آخری لمحات دیکھ کر برداشت نہیں کرسکتی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی یہ صدمہءِ جانکاہ نہ سہہ سکیں، اس وقت معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کی کہ آقا میں کوئی عام ماں تو نہیں ہوں آخر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی ماں ہوں، میں صبر کروں گی، البتہ اتنا احسان فرمائیں کہ ان لمحات میں مجھے اپنے نورِ چشم سے دور نہ کریں

معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کے ہاتھ میں تسبیح تھی جو جوان بیٹے کی سانسوں کی رفتار کے ساتھ دست کرم میں چل رہی تھی، نگاہ مسلسل شہزادے کے رخ پاک پر رہی، اور جب تک شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی سانس جاری رہی پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا تسبیح پڑھتی رہیں، اچانک شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی کیفیت بدل گئی

☆و شهق شهقة يا اماه وفارق الدنيا ......(R_390)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا ''ماں، میری ضعیف ماں''

اس کے ساتھ ہی ان کی روح پرواز کرگئی، جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی روح نے اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کی تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا بین آیا......

☆ يا بنى على الدنيا بعدك العفا ......(R_391)

اب تمہارے بعد اس دنیا میں خاک ہے، عین اسی وقت آسمان سے خاک کی بارش ہونا شروع ہوئی، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فوراً اپنے لعلؑ کے سینہ پر سجدے کیلئے سر رکھ دیا فرماتی ہیں ☆الحمدلله وشكراً لله

خالق میری قربانی منظور فرما......(R_392)

اس وقت معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنا مدعا بیان فرماتے ہوئے دعا فرمائی کہ میرا خالق تمہارا فرمان ہے کہ کوئی اپنی منزل و مراد تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اپنی عزیز ترین چیز قربان نہ کرے، میری ممتا کا کل سرمایہ یہی شہزادہ تھا جس کو میں نے تیری راہ میں قربان کیا ہے، میں نے اپنا وہ سرمایہ تیری راہ میں فدا کیا ہے جس کے بغیر ہمیں زندہ رہنے کا جواز ہی نظر نہیں آتا اور میں نے یہ قربانی فقط اپنے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی نعلین کا صدقہ بنا کر اس لئے تیری بارگاہ میں پیش کی ہے کہ اس کے

عیوض ہمارے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام ہمیشہ سلامت رہیں، ان کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ باقی رہے، ان کی ذات اقدس پر کوئی آنچ نہ آئے، امت ملعون کے دست ستم سے وہ ہمیشہ محفوظ و ماموں رہیں

جب شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا وصال ہوا تو تمام پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہا میں ماتم اور گریہ و زاری کا کہرام بر پا ہوا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جب مستورات کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے حکم دیا کہ لاش اطہر کو اٹھا کر باہر شہداء کے ساتھ رکھ دیں، کہیں کوئی مستور روتے روتے دنیا سے رخصت نہ ہو جائے، حکم کی تعمیل میں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کو اٹھا کر گنج شہدا میں رکھ دیا گیا، معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا واپس اپنے خیمہ میں تشریف لائیں تو انہوں نے اپنا سر دوبارہ سجدہ میں رکھ دیا، پھر اس وقت اپنا سر سجدہ سے اٹھایا کہ جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے آخر سلام کیا

سب مومن مل کر دعا کریں اب شہزادہ علیؑ اکبر پاک علیہ الصلوات والسلام کا انتقام جلد از جلد ہو، ان کی ابدی خوشیوں کا اظہار ہو، ان کے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہٗ الشریف دنیا میں جلدی تشریف لائیں اور اس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو اپنے لخت جگر کی خوشیاں عطا فرمائیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف

وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 30

# جناب عبداللہ بن مسلمؑ

علیہ الصلوات والسلام

عزاداران گرامی!

عاشور کا دن گویا قیامت کا دن تھا، طلوعِ آفتاب کے بعد خیام توحید کے سامنے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنی مختصر سی فوج کو ترتیب دیا، جنگ شروع ہوئی، اصحاب قربان ہوتے رہے، ان کی لاشیں گنج شہدا میں آتی رہیں، جب سب اصحاب رخصت ہو چکے تو جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کی باری آئی، سب سے پہلے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے اجازت طلب کی مگر ان کو اجازت نہ ملی، ان کے بعد جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہم الصلوات والسلام نے آکر اجازت طلب کی

مناسب ہوگا کہ ان کر پاک ذکر کرنے سے پہلے میں ان کا تعارف کروادوں

4 شعبان 24 ہجری کو کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی، ایک سال اور کچھ ماہ بعد ان کی پاک ہمشیر یعنی جناب عبداللہ ابن امیر مسلمؑ علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ کی دنیا میں آمد ہوئی، یہ پاک بی بی کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے علاوہ تمام بھائیوں سے بڑی ہیں، 39 ہجری کو کوفہ میں پاک بابا کی شاہی کے زمانہ میں اس شہزادی کا عقد جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ ہوا

42 ہجری میں ان کی آغوش میں ایک پھول کھلا یعنی جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے مالک و وارث جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی، یہ وہی سال ہے کہ جس میں تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے گھر کو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام نے زینت بخشی تھی، جناب عبداللہ شہزادہ علیؑ اکبر ہمشکل پیغمبر علیہ الصلوات والسلام سے چند ماہ پہلے دنیا میں تشریف لائے تھے

جناب امیر مسلمؑ علیہ الصلوات والسلام کی اولاد کے بارے میں مختلف روایات ہیں یعنی کچھ لوگوں نے کل دس اولادیں لکھی ہیں، کچھ لوگوں نے 10 فرزند لکھے ہیں، کچھ لوگوں نے کل آٹھ اولادیں لکھی ہیں، یعنی چھ فرزند اور دو پاک دختران

مگر میری تحقیق کے مطابق ان کے آٹھ فرزند اور دو دختران پاک تھیں، ان کے سن مبارک کی ترتیب تو مجھے کسی کتاب میں نہیں ملی ہے لیکن ان کے اسمائے مبارک یہ ہیں

(1) جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام ...... شہید و مدفون در کربلا معلیٰ

(2) جناب محمد الاکبر علیہ الصلوات والسلام ...... شہید و مدفون در کربلا معلیٰ

(3) جناب عبدالرحمٰن علیہ الصلوات والسلام ...... شہید و مدفون در کربلا معلیٰ

(4) جناب جعفر علیہ الصلوات والسلام ...... شہید و مدفون در کربلا معلیٰ

(5) جناب علی علیہ الصلوات والسلام ...... شہید و مدفون در کربلا معلیٰ

(6) جناب عون علیہ الصلوات والسلام ...... شہید و مدفون در کربلا معلیٰ

(7) جناب محمد الاصغر علیہ الصلوات والسلام ...... شہید و مدفون در مسیّب

(8) جناب ابراہیم علیہ الصلوات والسلام ...... شہید و مدفون در مسیّب

اس امر میں آج تک کسی نے کوئی اختلاف نہیں کیا ہے کہ ان فرزندان میں سب سے بڑے فرزند جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام تھے

اس بات سے آپ کو آگاہ کرتا چلوں کہ مدینہ سے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے علمبردار شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام بن کر آئے تھے، اور یہ دسویں کے دن تک علمبردار رہے تھے، دس محرم کے دن جس وقت مختصر سی فوج اِلٰہی ترتیب دی گئی تو اس وقت جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ اور جناب زہیر بن قین سلام اللہ علیہ نے آپس میں مشورہ کر کے ان سے علم لے کر شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کے سپرد کیا تھا، اس وقت انہوں نے عرض کی چچا حبیب کیا علم اٹھانے میں ہم سے کوئی کمی واقع ہوئی ہے

انہوں نے سر جھکا کر عرض کی تھی کہ آقا زادے! جو آپ کے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام میں کوئی کمی محسوس کرتا ہے تو یقین جانو کہ اس کے نسب میں کمی ہے، ہم نے تو وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ایسا کیا ہے……(R_393)

جس وقت علم پاک کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو ملا تھا تو انہوں نے علم پاک کا بوسہ لیا تھا اس لئے آپ کو یہ سوچنا چاہیے کہ علم پاک کا بوسہ لینا شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کی سنت بھی ہے……(R_394)

## شہید اول کون ہے؟

اس معاملہ میں صاحبانِ مقتل وتاریخ کے دو گروہ ہیں، کچھ کہتے ہیں کہ بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام میں سے سب سے پہلے جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہم الصلوات والسلام شہید ہوئے، دوسرا گروپ کہتا ہے کہ سب سے پہلے شہید شہزادہ علیؑ اکبر ہمشکل پیغمبر علیہ

الصلوات والسلام تھے، روایات اور کتب سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام سب سے پہلے شہید تھے، مگر زیارات جو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف اور دیگر آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام سے منقول ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے شہید شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام تھے، صاف ظاہر ہے کہ جہاں کوئی نص آجائے وہاں روایت کی کوئی اہمیت نہیں رہتی، بشرطیکہ نص کو اس کے سیاق وسباق کے مطابق اپنے درست مفہوم و مافی البیان کے مطابق سمجھا جائے، ورنہ پھر عقل ونقل ونص کو ہم آہنگ کرنا لازم ہو جاتا ہے......منقولات یہ ہیں

☆اول من برز من اهل بيتهٖ عبدالله بن مسلم بن عقيل عليهم الصلوات والسلام

یعنی آل ہاشم علیہم الصلوات والسلام میں سے جو سب سے پہلے جنگ کیلئے روانہ ہوئے وہ جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہم الصلوات والسلام تھے، ایک اور مقام پر ہے کہ

☆اول من برز من اهل بيتهٖ عبدالله بن مسلم بن عقيل عليهم الصلوات والسلام

اہل بیت اطہار میں سے جو سب سے پہلے اذن جہاد لے کر آئے وہ جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہم الصلوات والسلام تھے......(R_395)

( ) دوسری طرف زیارات میں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کا یہ فقرہ ہے

☆اَلسَّلامُ عَلَيكَ يَا اَوَّلَ قَتِيلٍ مِن نَسلِ خَيرِ سَلِيلٍ مِن سُلالَةِ ابراهيمؑ الخليل صلى الله عليك و علىٰ ابيك......(R_396)

شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں کہ اس نسل طیبہ کے خلاصہءِ اطہر جو تمام نسلوں سے اعلیٰ ترین نسل ہے اور جو خلاصہءِ خلت ابراہیم ہے اے اس نسل طیب میں سے سب سے پہلے شہید تم پر اور تمہارے بابا پاک پر ہمارا

سلام ہو

یعنی زیارت پاک میں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو سب سے اول شہید قرار دیا گیا ہے، میرا خیال یہ ہے کہ آل ہاشم علیہ الصلوات والسلام میں سے سب سے پہلے شہید جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہم الصلوات والسلام تھے، اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی نسل اطہر جو کل ہاشمی نسل کا بھی خلاصہ ءِ اعلیٰ ہے، اس میں سب سے پہلے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام شہید ہوئے، اس پر تفصیلی گفتگو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے واقعات میں ہو چکی ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں

تاریخ کہتی ہے کہ

☆لما قتل اصحاب الحسین علیہ الصلوات والسلام فلم یبقِ الا اھلُ بیتہٖ اجتمعوا یُوَدِّعُ بعضھم بعضا ......(R_397)

جس وقت تمام اصحاب وانصار پیغام شہادت پر لبیک کہہ چکے تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خاندان کے افراد کی طرف نگاہ فرمائی اور فرمایا کہ ہیں اب ہماری باری ہے، ان ظالمین کو اصل میں ہماری شہادت سے غرض ہے، تم سب محسوس نہ کرو تو ہم سب سے پہلے میدان میں جاتے ہیں، جب ہم شہید ہو جائیں گے تو ان ملاعین کی دشمنی کی وجہ ختم ہو جائے گی، یہ تمہارے ساتھ کوئی تعرض نہیں کریں گے، اگر تم بچ جاؤ گے تو پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کے پردے بھی بچ جائیں گے، اس لئے تم ہمیں میدان میں جانے دو

اس وقت سب شہزادگان اور پاک خاندان کے سبھی افراد قدموں پر گر پڑے اور عرض کی کہ آقا ہمیں پہلے اپنی نعلین کا صدقہ بنائیں، اس کے بعد جو مناسب ہو

کریں، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، جیسے آپ کی مرضی ......(R_398)

پھر کیا تھا، سب جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام ایک دوسرے کے ساتھ وداع کرنے لگے، وہ ایک عجیب منظر تھا، سب نوجوان ایک دوسرے کو گلے لگا رہے تھے، جیسے کوئی مسافر چلنے سے پہلے سب احباب کو گلے لگاتا ہے، معانقہ کرتا ہے، سب ایک دوسرے کو خوش ہوکر گلے مل رہے تھے، کیونکہ وہ اپنے نصیب اور مقدر پر بہت خوش تھے کہ ہم اب اپنے آقا پر قربان ہوں گے

اس وقت خیام کے دروازہ سے دائی پاک نے نگاہ فرمائی اور ان کو آپس میں گلے مل کر وداع ہوتے دیکھا تو انہوں نے اہل حرم کو اطلاع دی کہ آپ کے سب بھائی، بیٹے، بھتیجے ایک دوسرے سے وداع کر رہے ہیں، جس نے انہیں آخری مرتبہ وداع ہوتے ہوئے دیکھنا ہو دیکھ لے، سب مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن اس وقت دراطہر پر آئے اور انہوں نے یہ دردناک منظر دیکھا، ایک طرف شہزادگان کے چہروں پر مسکراہٹ تھی، دوسری طرف خیام میں گریہ و زاری کا سماں تھا کہ یہ چند گھڑیوں کے مہمان ہمیں داغِ مفارقت دینے کی تیاری مکمل کر چکے ہیں ......(R_399)

صاحبان مقاتل لکھتے ہیں کہ جس وقت شہزادگان علیہم الصلوات والسلام آپس میں وداع ہونے میں مصروف تھے، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، کسی وقت وداع ہوتے ہوئے شہزادوں کو دیکھتے اور کسی وقت آسمان کی طرف نگاہ فرما کر فرماتے تھے

اے رب ذوالجلال والاکرام تو خود دیکھ کہ یہ تیرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں، تیرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت ہیں، ان کو ظالمین نے گھروں سے خود بلوایا ہے، تیرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی سے محروم کیا ہے، اب ان کے خون کے پیاسے ہیں، اب ان کا فیصلہ تم خود کرنا کہ ان کے انتقام میں دیر نہ ہو......(R_400)

جس وقت سب ایک دوسرے سے وداع ہو چکے تو سب سے پہلے جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہم الصلوات والسلام نے آ کر قدموں پر ہاتھ لگایا اور عرض کرتے ہیں آقا سب سے پہلے ہمیں اجازت دیں کہ ہم آپ کی نعلین پر قربان ہونا چاہتے ہیں مگر شہزادہ علیؑ اکبر پاک علیہ الصلوات والسلام کو سب سے پہلے روانہ کیا گیا، ان کی شہادت کے بعد پھر جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے آ کر عرض کی اب ہمیں اجازت عطا فرمائیں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام ان کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرماتے ہیں بیٹا! آپ کے گھر سے آپ کے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی قربانی ہمارے لئے کافی ہے، آپ اپنی والدہ پاک کو ساتھ لے کر مدینہ واپس چلے جائیں، کوئی تو ہمارا باقی بچ جائے گا انہوں نے قدموں پر جھک کر عرض کی آقا بابا جان کے انتقام کا اولین حق ہمارا ہے، آپ ہمیں کوفیوں سے انتقام لینے کی اجازت دیں......(R_401)

کیونکہ حد جاری کرنے اور قصاص لینے کا اولین حقدار بڑا بیٹا ہوتا ہے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تم نے ہم پر حجت تمام کی ہے اب ہم تمہیں نہیں روک سکتے، آپ بے شک جنگ کیلئے جائیں

ایک روایت یہ ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بیٹا! ہمارے ہوتے ہوئے

تم پر قصاص فرض نہیں ہے، بلکہ کوفیوں سے قصاص ہم خود لیں گے

☆فَاقسَمَهٗ عبدالله عليه الصلوات والسلام عندَ ذالك بالله……، (R_402)

اس وقت شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے قسم دیتے ہوئے عرض کی کہ اے آقاؑ آپ کو اللہ کا واسطہ کہ آپ ہمیں جنگ کی اجازت سب سے پہلے عطا فرمائیں

اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے انہیں اجازت عطا فرمائی اور باقی جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کو فرمایا کہ تم انہیں جنگ کیلیئے تیار کرو، یہ جنگی لباس پہن کر میدان کی طرف روانہ ہونے لگے تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بیٹا ذرا خیام میں جا کر اپنی پاک والدہ سے دعا تو لے لو، جب یہ وداعِ آخر کیلیئے خیام میں آئے تو ان کی پاک والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا ان کے استقبال کیلیئے اٹھیں اور فرمایا کہ آج ہم تمہارا استقبال اس لئے کر رہی ہیں کہ تم میرے آقا کی قربانی بن کر جا رہے ہو، لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ میں نے آپ کی تربیت میں کبھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، اور آپ کی شخصیت کو ہر پہلو سے سنوارنے کی کوشش کی ہے تو فقط آج ہی کے دن کیلیئے، آج اس انداز میں نصرتِ امام کا حق ادا کرو کہ دشمنوں کو بھی بے ساختہ داد دینا پڑے، بحرِ شہادت تیرتے ہوئے یوں ساحلِ مراد تک پہنچو کہ میرا سر ہمیشہ فخر سے بلند رہے، پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی قدم بوسی کرنے اور تمام مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن سے دعائیں لینے کے بعد خیام سے باہر تشریف لائے، ایک مرتبہ پھر اپنے آقا و مولا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی قدم بوسی کی، اس کے بعد سرکار کرد گارِ وفا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر اس انداز میں جھکے جیسے لائق شاگرد مقابلہ پر جاتے وقت اپنے استاد سے دعائیں لیتے ہیں

اس کے بعد اپنے رہوار پر سوار ہوئے اور تمام ہاشمی جوانوں کو آخری سلام کر کے میدان میں تشریف لائے

یہاں عرض کرتا چلوں کہ ویسے تو خاندانِ تطہیر علیہم الصلوات والسلام کا ہر فرد حسن ازل کی ایک منفرد مثال تھا، مگر کچھ پاک افراد ایسے بھی تھے کہ جن کو خود خاندانِ تطہیر علیہم الصلوات والسلام کے افراد بھی حسن توحید کا نمونہ مانتے تھے، کسی عام آدمی کا کسی کو حسین کہنا اور بات ہے مگر جن کو یوسفانِ آلِ محمدؐ علیہم الصلوات والسلام بھی حسین کہیں، خود سوچیں کہ وہ کتنا حسین ہوگا، جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو حسن و جمال کی وجہ سے

☆غُرَّةُ نَاصِيَّةِ آل عقیل علیہ الصلوات والسلام کہا جاتا تھا......(R_403)

یعنی جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کی تمام پاک آل کی جبین مبین کا نور درخشاں

ان کا حسن و جمال مردانہ حسن کا مرقعہ تھا کیونکہ یہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک بابا کی کامل شبیہ تھے اور اس شباہت کی وجہ سے انہیں نام پاک بھی یہی ملا تھا

میں عرض کر رہا تھا کہ شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام جس وقت میدان میں آئے تو انہوں نے لشکر شام کو رجز یہ انداز میں اپنا تعارف کچھ یوں کرایا



نحن بَنُو هَاشِمِ الكِرَامِ　　يُحمِى بَنَاتِ سَيِّدِ الهمامِ
سِبطِ رَسُولِ المَلِكِ العُلَّامِ　　نَسلِ عَلِيّ الفَارِسِ الضَّرغَامِ
فَدُونَكُم اَضرِبُ بِالصَّمصَامِ　　اَرجُو بِذَاكَ الفوزُ فِى القَيَامِ

(R_404)

# ﴾تعارف﴿

ہم جناب ہاشم علیہ الصلوات والسلام کی عترت ہیں کہ کائنات کی عظمتیں جن کے قدموں میں سرنگوں ہیں، اس وقت ہم پردۂ توحید کے حامی بن کر آئے ہیں کیونکہ ہمارے ساتھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پردہ دار مستورات موجود ہیں

ہم سبط رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حامی و ناصر ہیں کہ جو دانندۂ رموزِ الٰہی ہیں، جو امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے لختِ جگر ہیں اور دونوں جہاں جن کے تصرف میں ہیں

وہ شاہ سوارِ ازل، وہ فارسِ بے بدل، وہ شیر یزداں کہ جن کی تلوار کی شہرت آسمانوں پر ہے، جو دشمنوں کیلئے پیغام اجل ہیں، آج ہم ان کی تلوار کے وارث بن کر آپ کے سامنے موجود ہیں

سنبھل جاؤ کہ آج اس ذوالفقار نے بے نیام ہونا ہے کہ جس کی چال میں قیامتیں پوشیدہ ہیں، جس کی دھول میں لاکھوں بجلیاں ہیں اور درِ خیبر آج تک جس کے خوف سے لرزاں ہے...... ہمارے ہاتھ میں یہ تلوار نہیں بلکہ برقِ تقدیر ہے جو پلک جھپکنے سے پہلے تمہاری فوج کے سر اڑا سکتی ہے، یہ جب بے نیام ہوتی ہے تو فتح و نصرت کنیز بن کر اس کے قدم چومنا فخر سمجھتی ہے اور اس کے سایہ کی حدت میں دشمنوں کی گردنیں جھک کر کلمہ پڑھتی ہیں

مگر افسوس کہ آج ہم امر امام میں مامور ہیں اور اپنی حقیقت کا اظہار نہیں فرما سکتے مگر یاد رکھو اے قوم ملعون! کہ ایک دن ہمارے منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف نے ضرور اس

دنیا میں آنا ہے اور جب ان کا ظہور ہوگا تو پھر ہم اپنی قدرتِ کاملہ کے ساتھ اس تلوار کو بے نیام کرتے ہوئے اپنے دل کی ہر حسرت کی تکمیل کریں گے

جس وقت انہوں نے یہ رجز پڑھی تو اس وقت ابن سعد ملعون نے چاروں طرف نگاہ کی، سب کو بلا کر کہتا ہے کیا تمہیں یہ علم ہے کہ یہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے لختِ جگر ہیں جن کی تلوار کے جوہر تم نے کوفہ میں دیکھے ہیں، لیکن یہ یاد رکھنا کہ وہ ضعیف تھے اور یہ ان کے شباب کی زندہ تصویر تمہارے سامنے بے نیام تلوار کی طرح کھڑی ہے، آج کوئی ہے جو جرأت کرتے ہوئے ان کا مقابلہ کرے

اس وقت لشکرِ شام سے ایک ملعون نکلا جس کا نام قدامہ بن اسد فرازی ملعون تھا اس کے بارے میں تمام اہل کوفہ کی رائے یہ تھی کہ

☆له بصيرة فى الحرب ويد فى الطعن والضرب يصول تارةً ويحول اخرى و يكر مرة و يفر...... (R_405)

یہ ملعون مکمل طور پر فنونِ جنگ سے آشنا اور بہت بڑا ماہر ہے، اور نیزہ کے استعمال کا فن بھی جانتا ہے، اور نیزہ کے استعمال کا فن جاننا اس دور میں ماہر جنگجو ہونے کی پہچان سمجھا جاتا تھا

اس ملعون نے اپنا گھوڑا آگے بڑھا کر کہا کہ میں اس نوجوان سے وہ جنگ لڑوں گا کہ ان کو جنگ کے تمام اصول بھول جائیں گے

یہ ملعون میدان میں آیا اور اس ملعون نے کربلا کی جنگ میں پہلی مرتبہ ایک ڈرامہ بازی کی، اس ملعون نے سوچا کہ اس شہزادے کا میدانِ جنگ میں پہلے میں مذاق اڑاؤں اور اس کے بعد سنجیدگی سے جنگ کروں گا، اس ملعون نے گھوڑا دوڑایا

اور بغیر کسی اصولِ حرب وضرب کے آ کر حملہ کر دیا، جس وقت جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کے حملہ کرنے کی باری آئی تو یہ ملعون گھوڑا دوڑا کر میدان سے باہر نکل گیا، کافی دور جا کر اس نے پھر للکارا اور وہیں سے گھوڑا دوڑا کر پھر حملہ کیا، ایک تلوار کے ردو بدل کے بعد پھر یہ قہقہے لگاتا ہوا میدان سے باہر نکل گیا

اس ملعون نے یہ ڈرامہ بازی شروع کی کہ میدان میں آتا، للکار کر حملہ کرتا اور جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو حملہ کرنے کا موقعہ دئے بغیر ہنستا ہوا گھوڑا دوڑا کر میدان سے نکل جاتا تھا، اس کی یہ شیطانی حرکت دیکھ کر تمام لشکر ہنس ہنس کر نڈھال تھا، دوسری طرف شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام میدان میں ایک ہی جگہ کھڑے اس ملعون کی ڈرامہ بازی دیکھ رہے تھے، تمام لشکر اس ملعون کا رویہ دیکھ کر قہقہے لگا رہا تھا، اس طرح یہ ملعون ایک چال چل رہا تھا اور چاہتا تھا کہ میں ان کو تھکا کر حملہ کروں گا، یہ ملعون تین مرتبہ میدان میں مسخرہ بن کر آتا رہا اور حملہ کرنے کے بعد میدان چھوڑ کر بھاگتا رہا

جس وقت یہ تیسری مرتبہ حملہ آور ہونے کے بعد ہنستا ہوا واپس دوڑا تو شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی جبین مشیت پرور پر ناگواری کی شکن آئی، ادھر اس ملعون نے گھوڑا دوڑایا، عین اسی وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے اپنے رہوار برق سوار کی باگیں اٹھائیں، تمام لشکر فرعون ہنس رہا تھا اور یہ ملعون منہ کھول کر زور زور سے ہنستا ہوا جا رہا تھا، اپنے پاک راہوار کو اس ملعون کے برابر لے جا کر شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے دوسرا نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے ملعون ازل کے کھلے ہوئے منہ پر اس انداز سے تلوار چلائی کہ اس کا نچلا جبڑا

گردن کے ساتھ رہ گیا اور اوپر والے جبڑے کے ساتھ کھوپڑی کٹے ہوئے تربوز کی طرح زمین پر آئی ......(R_406)

یہ ملعون بھاگتے ہوئے گھوڑے سے گرنے لگا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنا گھوڑا دوڑایا اور اس کی بائیں طرف جا کر اس ملعون کے کمر بند میں ہاتھ ڈالا اور ملعون کو اس کے گھوڑے سے اٹھا لیا، اس ملعون کے جسم کے نیچے سے اس کا گھوڑا نکل گیا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور لشکر کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ملاعینِ ازل! دیکھ لو ہاشمی جوانوں کا مذاق اڑانے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے

اس وقت تمام لشکر کے منہ سے نکلتے ہوئے قہقہے پتھر بن کر ان کے منہ میں پھنس گئے اور حیرت سے سب کی آنکھیں کھلی رہ گئیں، فوج کے ہوش اس وقت بحال ہوئے جس وقت ابن سعد ملعون نے حُمَیر بن حِمیَر ملعون کی طرف دیکھ کر کہا کہ ایسے ہی حیرت زدہ کھڑے رہو گے یا جنگ بھی کرو گے؟ اس ملعون کے ہوش بحال ہوئے تو اس نے کہا کہ میں اپنے بیٹے کامل کو اس کے مقابلے میں بھیجتا ہوں کیونکہ یہ میرا ملعون بیٹا فنونِ جنگ میں بھی کامل ہے......(R_407)

یہ حُمَیر بن حِمیَر نہروانی خوارج میں سے تھا جنہوں نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی تلوار کا ذائقہ چکھا ہوا تھا اور آج پھر اسے جنگ نہروان میں مولا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی تلوار چمکتی ہوئی نظر آ رہی تھی، اس ملعون نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو جلدی سے جا اور آج تو نے نہروان کے تمام قرضے چکانا ہیں

یہ کامل ابن حُمَیر نہروانی ملعون روانہ ہوا، اس نے ہاتھ میں تلوار بلند کی ہوئی تھی

یہ سامنے آیا، آپس میں تلواروں کا رد و بدل ہوا، ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی تیغ برق ریز نے اس ملعون پر قہر کی ایسی بجلی گرائی کہ ایک ہی وار میں اس ملعون کا نجس جسم کئی حصوں میں کٹ کر زمین بوس ہوا

یہ منظر دیکھ کر تمام ظالمین کی آنکھیں حیرت زدہ ہوگئیں، واضح رہے کہ ایک ہی وار میں دشمن کے جسم کو کئی حصوں میں کاٹ دینا فقط ذوالفقارِ حیدری کا جوہر تھا جس کا مظاہرہ مولا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے بارہا فرمایا تھا

اس کے بعد بلا تاخیر شہزادہ عبداللہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے سامنے کھڑی ہوئی متحیر فوج پر حملہ کیا اور رجز پڑھنا شروع کی





اَلیَومَ اَلقٰی مُسلِماً ھُوَ اَبِی    وَفِتیَۃً بَادَوا عَلٰی دِینِ النَّبِی

لَیسُوا بِقَومٍ عُرِفُوا بِالکِذبِ لٰکِن کِرَامٌ وَ خَیَارُ النَّسبِ

مِن ھَاشِمِ السَّادَاتِ اَھلِ الحَسبِ

(R_408)

فرمایا مجھے پہچانو کہ میں جناب مسلم بن عقیل علیہ الصلوات والسلام کا لختِ دل مسلم ہوں، جنہوں نے اپنی جان دینِ اِلٰہی کی بقا کیلئے قربان کی، آج ہم نے اپنے پاک بابا سے ملاقات کرنا ہے اس لئے یہ دن ہمارے لئے شبِ معراج ہے، وہ انتہائی بدبخت ہیں کہ جو ہماری سچائی پر شبہ کرتے ہیں، ہماری عظمت آفاق پر مسلّم ہے، اعلیٰ نسب ہمارے درجات کو جانتے اور سمجھتے ہیں، کسی کی اتنی اوقات ہی نہیں کہ نسباً ہمارے

ساتھ موازن ہو، کیونکہ ہم اعلیٰ نسب ہاشمی ہیں، اس لئے ہماری تلوار کی دھاک عالمین کے دلوں پر مسلط ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ مخلوق نے ہماری شان پہچانی ہی نہیں ہے، درحقیقت دونوں جہاں کی زندگی ہر وقت ہمارے دست تصرف میں ہے

چشم تاریخ نے دیکھا کہ لاکھوں کی تعداد میں فوج میمنہ اور میسرہ اور قلب کو ترتیب دے کر کھڑی ہے اور دوسری طرف ایک 18 سال کا نوجوان ہے جو پیشانی پر ہاتھ رکھ کر آنکھوں کے اوپر ہاتھوں کا سایہ بنا کر ایسے دیکھ رہا ہے جیسے نوخیز شیر جنگل میں گھاس کھاتے ہوئے جنگلی ہرنوں کے ریوڑ کو شکار کرنے کیلئے دیکھتا ہے

اس وقت انہوں نے اپنا رہوار لشکر شام کی طرف بڑھایا اور تمام فوج پر اس انداز سے حملہ کیا کہ میمنہ کی فوج کو اٹھا کر میسرہ پر پھینکا اور میسرہ کی فوج کو میمنہ پر دے مارا، اور ان کے درمیان قلب لشکر کا نام ونشان نہیں مل رہا تھا

انہوں نے اس حالت میں تین حملے کئے اور میمنہ اور میسرہ کے چیدہ چیدہ 980 جوانوں کی گردنیں داروغہءِ جہنم کے ہاتھ میں دیں ......(R_409)

اس کے بعد انہوں نے فوج کے موجزن سمندر میں اپنا سمند شجاعت ڈالا تو پھر گھمسان کی جنگ ہوئی، معلوم نہیں کہ اس حملے میں کتنے ملعون جہنم کا ایندھن بنے یہ جنگ کرتے ہوئے کافی دور تک فوجوں کے اندر گھس گئے

☆و اراد الرجوع الی مرکزه فجاشو علیه من کل جانب ......(R_410)

کافی دور جانے کے بعد انہوں نے واپس خیام کی طرف رخ فرمایا مگر اس وقت چاروں طرف سے فوج نے گھیر لیا اور چاروں طرف تلواروں کی باڑ لگ گئی

عین اس وقت ایک ملعون جو کمین گاہ میں چھپا ہوا تھا، اس کا اصل نام معلوم نہیں

کیونکہ یہ بدنام زمانہ شخص صرف خداع دمشقی (دمشق کا بدترین دھوکہ باز) کے نام سے مشہور تھا اور اس انتظار میں تھا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام جب میرے سامنے سے گزریں گے تو میں ان پر اپنے ساتھیوں سے مل کر حملہ کروں گا، اس گھمسان کی جنگ میں جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام اس کے سامنے سے گزرے تو

☆فخرج خداع دمشقی من المکمن مع صارم من تبار الیمن فحمل علیه من القفا فعرقب حصان الفتیٰ......(R_411)

اس وقت یہ ملعون اپنی کمین گاہ سے نکلا، اس ملعون کے ہاتھ میں یمنی تلوار تھی، اس ملعون نے عقب سے پاک شہزادہ کے گھوڑے پر حملہ کیا، جس سے ان کے رہوار کی پچھلی ٹانگ کٹ گئی اور رہوار زمین پر گر پڑا، مگر جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے پیدل جنگ کرنا شروع کر دی، یہ جنگ جاری تھی کہ عین اس وقت

☆رماہ عمر بن صبیح الصیداوی ملعون بسهم عبدالله یده علی جبهه بتقیة فاصاب السهم کفه و نفذ الی جبهه ضمناً به ......(R_412)

عمر ابن صبیح صیداوی نے ایک تیر کا تحفہ پیش کیا، یہ تیر اتنا اچانک آیا کہ شہزادہ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو اس وقت معلوم ہوا جب تیر جبین مبین کے قریب پہنچ چکا تھا انہوں نے فوراً اپنا دست مبارک پیشانی کے سامنے رکھا مگر وہ اتنا شدید وار تھا کہ اس نے دست مبارک کا بوسہ لیا اور ہاتھ کو چوم کر پیشانی کا بوسہ لیا، اس کے ساتھ یہ ہوا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا ہاتھ پیشانی کے ساتھ جڑ گیا، انہوں نے ہاتھ کو جدا کرنے کی بہت کوشش کی مگر تیر کی نوک جبین مبین میں اتر چکی تھی اس لئے

ہاتھ اور پیشانی کو جدا کرنا ممکن نہیں تھا، اس کوشش کے دوران زید بن وقار جہنی ملعون نے شہزادے کے سینہ پر نیزہ کا وار کیا، اس وقت آہستہ سے آواز دی

☆اللھم انھم استقلونا واستذلونا اللھم فاقتلھم کما قتلونا واذلھم کما استذلونا (R_413)

اے منتقم حقیقی اِنہوں نے ہمیں کمزور سمجھ کر ہماری ہتک کی ہے، آپ بھی انہیں ذلت کی موت ماریں اوران کو ایسے قتل کریں جیسے انہوں نے ہمیں قتل کیا ہے

یہی فقرے زبان پر تھے کہ زمین کو زینت بخشی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ فوراً ان کا سر اطہر بابا پاک نے آکر آغوش میں لیا ہوگا

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے زین چھوڑی، ادھر کردگاروفا مولا غازی عباس علیہ الصلوات والسلام نے تمام جوانوں کوفرمایا کہ جلدی چلو ہم شہزادہ کوخیام میں لے آئیں

جس وقت خیام میں یہ اطلاع پہنچی تو پاک دائی نے ان کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کو اطلاع دی کہ معظّمہ بی بی میں نے سنا ہے کہ آپ کا لختِ جگر زین فرس سے اتر گیا ہے، اس وقت پاک والادہ معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا نے سجدۂ شکرادا فرمایا کہ خالق تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری حقیر سی قربانی کوشرف قبول بخشا ہے، میں اپنے آقا کے سامنے سرخرو ہوں کہ میرا بیٹا ان کی نعلین پر فدا ہوا ہے، اے خلاقِ عوالم میری اس قربانی کے بدلے ہمارے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کو سلامت رکھنا، کوئی دست ظلم ان کی نعلین تک بھی نہ پہنچنے پائے، معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کے نورِنظر ہمیشہ سلامت رہیں

یہاں میں ان کی شہادت کی تفصیل ان کے قاتل کی زبانی بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت جناب مختار ثقفی کی حکومت کوفہ میں قائم ہوئی تو انہوں نے اپنے غلام

خاص جناب عبداللہ بن کامل کو حکم فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کافی مدت کے بعد زید بن وقار جھنی اور عمر ابن صبیح صیداوی ملعون اپنے گھر آئے ہیں، تم ان دونوں کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ

جناب عبداللہ بن کامل پہلے عمر ابن صبیح ملعون کے گھر گئے، رات کا وقت تھا، یہ ملعون گرمی کی وجہ سے چھت پر سویا ہوا تھا، اس کی تلوار اس کے تکیہ کے نیچے پڑی تھی، انہوں نے اس ملعون کو گرفتار کیا، اس کے بعد یہ زید بن وقار جھنی ملعون کے گھر گئے، اس ملعون کو کچھ دیر پہلے یہ اطلاع مل گئی کہ جناب مختار ثقفی کا فوجی دستہ مجھے گرفتار کرنے کیلئے آنے والا ہے، یہ جان کے خوف سے تلوار لے کر گھر سے باہر نکل آیا کہ میں کہیں چلا جاؤں گا اور اگر کوئی سامنے آیا تو میں جنگ کروں گا مگر جس وقت یہ باہر آیا تو اسے چاروں طرف فوج نظر آئی انہوں نے اسے للکارا اس ملعون نے تلوار لہرائی اور حملہ کرنے کا ارادہ کیا، اس وقت عبداللہ بن کامل نے اپنی فوج سے کہا کہ اس کو فی النار نہیں کرنا بلکہ اسے زندہ گرفتار کرنا ہے، اس لئے اس ملعون کی ٹانگوں پر تیروں کی بارش کر دو تا کہ یہ زخمی ہو کر گر جائے اور اسے زندہ دربار میں پیش کیا جا سکے، جناب مختار سلام اللہ علیہ کی فوج نے اسے گرفتار کیا اور زندہ دربار میں لائے، دربار میں عمر بن صبیح ملعون اور یہ اکٹھے پیش کئے گئے

واضح رہے کہ ان سے حالات سننے کے بعد ان ملاعین کو تیروں سے شدید زخمی کروا کر جلتی ہوئی آگ میں جھونک دیا گیا تھا

اس وقت جناب مختار سلام اللہ علیہ نے اس ملعون کو فرمایا ہم نے سنا ہے کہ تو نے کوفہ کے مہمان جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو

شہید کیا تھا، تو ہمیں ان کی شہادت کی تفصیلات سے آگاہ کر

اس ملعون نے کہا کہ عمر بن صبیح ملعون نے جس وقت ان کے رہوار کا قدم شہید کیا تو اس وقت جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے زین چھوڑ دی مگر انہوں نے فوراً پیدل جنگ کرنا شروع کر دی، میں اس انتظار میں تھا کہ مجھے کوئی موقعہ ملے اور میں انہیں تیر سے نشانہ بناؤں، میں نے جتنی مرتبہ ان کا نشانہ لیا کوئی نہ کوئی سامنے آجاتا تھا اور میں رک جاتا تھا

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب امت ملعون کے تحائف کی وجہ سے شہزادے کا لباس خون میں غلطان ہو چکا تھا مگر پھر بھی ایسی تلوار چلا رہے تھے کہ کسی کی آنکھ بھی ان کی تلوار پر نہیں رک سکتی تھی، اچانک شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے خون آلودہ چہرے پر تھکان کے آثار ظاہر ہوئے اور انہوں نے تھوڑا سا توقف فرمایا، میں نے اسی موقعہ کو غنیمت جان کر ان کی پیشانی کا نشانہ لیتے ہوئے تیر چلایا، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کو اس وقت احساس ہوا کہ جب تیر ان کے انتہائی قریب پہنچ چکا تھا، اس وقت انہوں نے پیشانی کے بچاؤ کیلئے اپنا دایاں ہاتھ سامنے کیا تو تیر ہاتھ سے گزر کر پیشانی میں پیوست ہو گیا

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پیشانی کے ساتھ جڑے ہوئے ہاتھ کو جدا کرنے کی کوشش میں تھا کہ عمر بن صبیح ملعون نے آکر ایک تحفہ پیش کیا شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا ایک ہاتھ پیشانی پر رہ گیا اور دوسرا ہاتھ جگر پر آیا، اس وقت انہوں نے زمین کربلا کو زینت بخشی اور وہ کائنات سے بے نیاز ہو گئے ......(R_414)

میں نے سوچا کہ میرا تیر بڑا قیمتی ہے میں خود جا کر اپنا تیر حاصل کر لوں، میں نے

دیکھا کہ کرد گار وفا علیہ الصلوات والسلام اس وقت اپنے لعلؑ کی طرف روانہ ہوئے، میں جلدی سے پاک شہزادہ کے قریب گیا اور میں چاہتا تھا کہ کرد گار وفا علیہ الصلوات والسلام کے آنے سے پہلے اپنا تیر حاصل کرلوں اس لئے میں نے جلدی سے جا کر تیر حاصل کرنے کی کوشش کی، میں نے جلدی میں تین مرتبہ کوشش کی کہ تیر ان کی جبین مبین سے نکال لوں مگر تیر کا پھل مجھ سے نہیں نکل سکا اور تیر کی کانی اوپر سے ٹوٹ گئی، پھر سرکارِ کرد گارِ وفا علیہ الصلوات والسلام کے قریب آنے پر میں وہاں سے بھاگ نکلا کہ ہم سب ان کی ذات سے بہت زیادہ خوف زدہ تھے اور ان کا سامنا کرنے سے ڈرتے تھے......(R_415)

سب مومنین مل کر دعا کریں کہ ان کا انتقام جلد ہو، ان کے پاک وارث اپنے زمانہ کے امام عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو اس مظلوم شہزادہ کا پرسہ دے کر کہیں کہ آقا اب تو ان کے انتقام کی تلوار بلند فرمائیں، ان کی دائمی خوشیوں کا اعلان فرمائیں، ان کی پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو اپنے تمام پاک فرزندان کی خوشیاں دکھلائیں کہ جن کے دس فرزند نصرتِ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام میں کام آئے، اب اس پاک والدہ گرامی القدر صلوٰۃ اللہ علیہا کے دل کی ہر حسرت کی تکمیل ہونا ضروری ہے اور اس امر میں تاخیر مناسب نہیں ہے، جلد سے جلد ان کو بیٹوں کی خوشیاں نصیب ہوں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 31

# جناب عبداللہ اکبر

علیہ الصلوات والسلام



عزادارانِ گرامی!

اولادِ امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں جملہ کتب مقاتل لکھتے ہیں کہ میدان کربلا میں جوانانِ جنت کے بڑے سردار، سید سبز قبا، امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کے کل چھ فرزند موجود تھے، پہلے ان کی کل اولاد کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں

مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے کل آٹھ فرزندان پاک اور چھ پاک شہزادیاں تھیں بعض مؤرخین کو ان کی تعداد میں اشتباہ ہوا ہے کہ انہوں نے 16 پاک فرزند اور آٹھ پاک شہزادیاں لکھی ہیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ اکثر فرزندان پاک کے اصل نام پاک تو کچھ اور تھے اور ان کو شہرت کسی اور نام پاک سے ملی تھی اور مؤرخین نے مشہور اور غیر مشہور نام پاک دونوں کو علیحدہ علیحدہ شخصیت سمجھ کر تعداد زیادہ لکھی ہے، اس لئے ان کی اولاد طاہرہ کے بارے میں مختصر معلومات یہاں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں

# ﴿پاک شہزادگان﴾

(1) جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام

یہ جناب اپنے پاک بھائیوں میں سے سب سے بڑے تھے، ان کے تفصیلی واقعات ان کے ذکر میں بیان ہوں گے

(2) جناب زید بن حسن علیہ الصلوات والسلام

جناب زیدؑ علیہ الصلوات والسلام تین سگے بھائی تھے، ان کی والدہ پاک کا نام (ام، ال ب ش ی ر) صلواۃ اللہ علیہا تھا، (ان کا نام پاک محافل ومجالس میں تلاوت کرنا سوئے ادبی ہے) یہ پاک بی بی عقبہ یعنی ابو مسعود خزرجی (تمیمی) کی دختر پاک تھیں

بعض مؤرخین نے جناب زید علیہ الصلوات والسلام کو فرزند اکبر بھی لکھا ہے، یہ جناب اپنے زمانہ میں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقات کے متولی تھے، مروانی حاکم سلیمان بن عبدالملک ملعون نے ان کو اس تولیّت سے معزول کر دیا تھا، پھر عمر بن عبدالعزیز ملعون نے ان کو سیاسی رشوت کے طور پر یہ منصب واپس کر دیا اور انہوں نے اسے اپنا حق سمجھ کر قبول کیا تھا، انہوں نے 90 سال کی عمر میں وصال فرمایا، مکہ ومدینہ کے درمیان حاجز کے مقام پر ان کی مزار ہے

ان کے بارے میں صاحبانِ مقاتل نے لکھا ہے کہ یہ مطلع ولایت کے چوتھے تاجدار مولا امام علیؑ زین العابدین جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ اسیر ہو کر شام تشریف لے گئے تھے، اور میرے خیال میں یہ روایت قابل وثوق ہے

(3) جناب احمد بن امام حسنؑ الشہید علیہ الصلوات والسلام

یہ جناب زید علیہ الصلوات والسلام کے سگے بھائی ہیں اور کربلا کے شہید ہیں، ان کے تفصیلی واقعات ان کے ذکر پاک میں بیان ہوں گے

(4) جناب عبداللہ بن امام حسن علیہ الصلوات والسلام

یہ بھی جناب زید علیہ الصلوات والسلام کے سگے بھائی ہیں اور کربلا کے شہید ہیں، ان کو جناب یحییٰ علیہ الصلوات والسلام بھی کہا جاتا ہے، لیکن مخالفین نے انہیں عبدالرحمٰن کے نام سے شہرت دی تھی

(5) جناب حسینؑ اثرم بن امام حسن علیہ الصلوات والسلام

ان کی پاک والدہ بی بی ام اسحاق صلواۃ اللہ علیہا تھیں، یہاں پر ایک وضاحت کرتا چلوں کہ کچھ مؤرخین وصاحبان انساب کو اشتباہ ہوا کہ اس پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے وصال کے بعد جناب مولا امام حسین علیہ الصلوات والسلام کے گھر اقدس کو زینت بخشی تھی اور بیمار مدینہ ملکہ ہجر بی بی صلواۃ اللہ علیہا انہی کی پاک دختر تھیں حالانکہ یہ بی بی انصار میں سے تھیں، جبکہ بیمار مدینہ صلواۃ اللہ علیہا کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کا تعلق بنی تمیم سے تھا، عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پاک بیبیاں اگرچہ ہم نام تھیں مگر حقیقت میں دو مختلف شخصیات تھیں، نہ کہ ایک ہی شخصیت تھی

جناب حسین اثرم علیہ الصلوات والسلام کے متعلق مشہور تھا کہ یہ انتہائی صاحب جلال اور غیور تھے، غیرت کے خلاف کچھ بھی برداشت نہیں کرتے تھے، مدینہ منورہ سے جس وقت مکہ روانگی ہوئی تو یہ بھی سفر میں ساتھ رہے، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جس وقت مکہ میں حج کے احرام باندھے تو بھی یہ ساتھ تھے، مگر جس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام مکہ سے باہر مقام ابوا پر شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک والدہ کی مزار

اقدس کی زیارت کو حاضر ہوئے تو یہاں پر انہوں نے عرض کی کہ آقاؑ آپ ہمیں آگاہ فرمائیں کہ اس سفر کا انجام کیا ہے؟

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے کربلا کے حالات بیان فرمائے، جس وقت شام غریباں کا ذکر فرمایا تو یہ جگر کو پکڑ کر بیٹھ گئے اور پھر نہ اٹھ سکے، احرام ویسے ہی بدن پر تھا کہ روح پرواز کرگئی، ان کی مزار مقام ابوا پر دادی پاک صلواۃ اللہ علیہا کے ساتھ ہے

(6) جناب عبداللہ اکبر الشہید علیہ الصلوات والسلام

ان کی والدہ پاک بی بی رم ل ہ خاتون صلواۃ اللہ علیہا تھیں، جو سلیل بن عبداللہ بجلی کی دختر تھیں، مخالفین نے ان کا اسم پاک بدل کر ابوبکر مشہور کر دیا تھا، ان کے بارے میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ شہدائے کربلا میں شامل نہیں بلکہ اسیرانِ شام میں شامل تھے، میرا خیال یہ ہے کہ ان کے شہید ہونے کی روایت درست ہے

(7) جناب عبداللہ الاصغر شہید علیہ الصلوات والسلام

یہ جناب امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کے سگے بھائی تھے، اور ان سے عمر کے لحاظ سے چھوٹے تھے، ان کا نام بھی تبدیل کیا گیا تھا اور ان کو عمرو کے نام سے شہرت دی گئی تھی، ان کے متعلق تین روایات ہیں، ایک یہ ہے کہ یہ کربلا میں شہید نہیں ہوئے بلکہ پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ شام گئے تھے، یہ روایت درایتی لحاظ سے درست نظر نہیں آتی، بلکہ جناب زید بن حسن علیہ الصلوات والسلام کا شام میں پاک پردہ داروں کے ساتھ جانا درایتی لحاظ سے زیادہ قابل وثوق ہے اور دربارِ شام کے جو واقعات ان کے نام کے ساتھ منسوب ہیں یا عمرو ابن حسن علیہ الصلوات والسلام کے نام سے مشہور ہیں، وہ سب جناب زید علیہ الصلوات والسلام پر منطبق کرنا زیادہ قابل اعتبار

نظر آتا ہے، میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ جناب زید علیہ الصلوات والسلام کے علاوہ کوئی بھی اولادِ امام حسن علیہ الصلوات والسلام میں سے شام نہیں گیا تھا...... (واللہ اعلم بالصواب)

ان کے بارے میں دوسری روایت وہ ہے جو جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کے پاک فرزند جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کے واقعات سے گڈ مڈ کر دی گئی تھی، اس کی وضاحت ان کے ذکر میں موجود ہے

تیسری روایت یہ ہے کہ یہ کربلا میں شہید ہوئے مگر ان کی شہادت کے واقعات موجود نہیں کہ کس نے شہید کیا، کیسے رخصت ہوئے، کیسے وداع کیا، یہ سب باتیں معلوم نہیں ہیں، ان کی شہادت کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے زین چھوڑنے سے پہلے باہر روانہ ہوئے اور پھر واپس نہیں آئے دائی پاک سلام اللہ علیہ نے خیام کا پردہ ہٹایا اور مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں عرض کی کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام باہر نکلے ہیں اور ابھی تک واپس نہیں آئے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے گنج شہداء میں جا کر دیکھا تو جناب امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کو یا جناب علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کو گلے لگائے ہوئے پایا جس وقت قریب جا کر دیکھا تو ان کا سینہ زخمی تھا اور معراجِ شہادت سے مشرف ہو چکے تھے، اس سے زیادہ واقعات نہیں ملتے ہیں

## (8) جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام

مولا امام حسنؑ علیہ الصلوات والسلام کی تمام اولاد میں سے یہ پاک شہزادہ سب سے زیادہ معروف ہیں اور ان کی ذات محتاجِ تعارف نہیں ہے، ان کا ذکر پاک آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں

# ﴿پاک شہزادیاں﴾

(1) جناب سیدہ (ف اط م ہ) ام محمدؐ صلواۃ اللہ علیہا

یہ شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا جناب امام علیؐ زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کے حرم اطہر کی زینت تھیں اور امام محمدؐ باقر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک ہیں

(2) جناب بی بی ام سلمیٰؐ صلواۃ اللہ علیہا

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کے ایک فرزند تھے جن کا نام پاک جناب علیؐ علیہ الصلوات والسلام ہے، یہ پاک بی بی ان کی زوجہ تھیں جناب علیؐ ابن زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کو مخالفین نے عمرو کے نام سے شہرت دی ہوئی تھی، مگر یہ روایت قرین عقل نہیں ہے کیونکہ ایک تو علیؐ ابن امام علیؐ زین العابدین علیہ الصلوات والسلام اس شہزادی پاک علیہ الصلوات والسلام کے بھانجے تھے، اگر بھانجے نہ بھی تسلیم کیئے جائیں تو عمر میں بہت فرق ہے کیونکہ جناب علیؐ بن علیؐ زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد بھی 63/62 ہجری میں ہوئی، عقد کا سن 80 ہجری سے بعد کا ہے اور یہ پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا دنیا میں 48/47 ہجری میں تشریف لائی تھیں (واللہ اعلم بالصواب)

(3) جناب بی بی سیدہ ثانی صلواۃ اللہ علیہا

یہ جناب زید علیہ الصلوات والسلام کی سگی ہمشیر پاک تھیں اور ان کا بچپن میں ہی انتقال ہوا تھا

(4) جناب بی بی ام الحسین (ام الخیرؐ) صلواۃ اللہ علیہا

اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے ابتدائے عہد شباب میں ہی رحلت فرمائی تھی

اس مختصر سی تفصیل کے بعد میں اپنے موضوع پر واپس آتے ہوئے جناب شہزادہ عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں، سماعت فرمائیں

ان کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا زہیر بن قین کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں

بعض مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ جناب شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ امراء القیس یمنی کی دختر تھیں اور جس وقت جناب امراء القیس کا انتقال ہوا تھا تو اس کی زوجہ سے جناب امام حسن علیہ الصلوات والسلام نے عقد فرمایا تھا، اس وقت اس مستور کے ساتھ امراء القیس یمنی کی شہزادی بھی تھی، اس شہزادی سے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے عقد فرمایا تھا جو شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا تھیں، زوجہ امراء القیس یمنی کا عقد جب مولا امام حسن مجتبٰی علیہ الصلوات والسلام سے ہوا تو ان کو گود کو جناب عبداللہ اکبرؑ بن امام حسن علیہ الصلوات والسلام نے زینت بخشی، اس وجہ سے شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا اور جناب عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام مادری بہن بھائی بھی تھے

اس افسانے کی اصلیت یہ ہے کہ جس وقت امراء القیس یمنی کا انتقال ہوا تو اس وقت شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کا عقد جناب امام حسین علیہ الصلوات والسلام سے ہو چکا تھا

اس عقد کی حقیقت یہ ہے کہ امراء القیس بن عدی کلبی یمنی پہلے نصرانی تھا، یہ تیسرے اجماعی خلیفہ کے زمانہ میں امیر المومنین مولا علیؑ علیہ الصلوات والسلام کی تبلیغ سے مسلمان ہوا تھا، جس وقت تیسرے خلیفہ کو معلوم ہوا کہ امراء القیس مسلمان ہو گیا ہے تو اس نے انہیں بنی قضاعہ کی سرداری کا عہدہ دیا تھا

ایک دن یہ مسجد نبوی سے باہر نکل رہا تھا کہ اس کی نگاہ مولا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام پر پڑی، اس نے بڑھ کر قدم بوسی کی، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کو اس نے عرض کی کہ عرب میں سب سے معزز وہ شمار کیا جاتا ہے جس کا رشتہ آپ کے گھر اطہر سے ہو، میری اولاد نرینہ نہیں ہے، میری صرف تین بیٹیاں ہیں، وہ میں آپ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہوں، ایک آپ کی کنیز ہوگی، آپ اس سے عقد فرمائیں یا کنیز بنائیں یہ آپ کی مرضی، دوسری دختر آپ کے فرزند اکبر مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی کنیزی کیلئے پیش کرتا ہوں اور تیسری مولا مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی کنیزی کیلئے پیش کرتا ہوں...... اس کی اس پیش کش کو قبول فرمالیا گیا اور ان تینوں شہزادیوں کے اس کی خواہش کے مطابق عقد ہوئے

امراء القیس یمنی کی اس زوجہ میں سے اس کی اور اولاد نہیں تھی، ان کے انتقال کے بعد ان کی زوجہ محترمہ کا کوئی اور سہارا نہیں تھا، انہوں نے اپنی بیوگی کے دن گزارنے کیلئے ہر طرف نگاہ کی، اہل قبیلہ نے ان کو سہارا نہ دیا تو انہوں نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے در اطہر پر آکر پناہ طلب کی، جس کی وجہ سے جناب مولا امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام نے ان کو اپنے گھر اقدس میں اپنے پاک حرم کے ساتھ (جو انہی کی دختر تھیں) شایانِ شان رہائش عطا فرمائی نہ کہ عقد فرمایا

اس بات کو بنیاد بنا کر بنی امیہ کے ملاعین نے اپنے پروپیگنڈے سے یہ بات بھی مشہور کر دی کہ امام حسن علیہ الصلوات والسلام شادیوں کے بہت شوقین ہیں (نعوذ باللہ) اور انہوں نے یہ بے جوڑ عقد بھی کر لیا

یہ بات صرف اور صرف بنی امیہ کی بکواس تھی ورنہ اس میں کوئی حقیقت نہیں تھی،

ہاں جن مؤرخین نے ان کی کتابوں پر انحصار کیا ان شیعہ مؤرخین نے بھی یہ بات نقل کی ہے، مگر اس کی بنیاد دشمنانِ اہل البیت نے رکھی ہے

جناب امراء القیس یمنی تو وہ تھے جن کی تین پاک دختران حرم اطہر کی زینت تھیں اور جناب امراء القیس کندی ان سے علیحدہ ایک شخصیت تھے، جن کی پاک دختر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے حرم میں تھیں، جو شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا تھیں، ان کا تفصیلی ذکر اس معصوم شہزادہ کے بیان میں آئے گا

سنہ 43 ہجری میں مولا امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر میں بہار آئی یعنی جناب عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی

سنہ 58 ہجری میں مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی شہید ہوئے، ان کی شہادت کے بعد جناب عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ نے دنیائے فانی سے دارِ باقی کی طرف انتقال فرمایا، جس وقت شہزادہ عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کا آخری وقت آیا تو انہوں نے جناب عباس علیہ الصلوات والسلام کو اپنے پاس بلوایا

اس وقت پاک بی بی کے سب شہزادگان ان کے پاس بیٹھے رو رہے تھے، انہوں نے روتے ہوئے شہزادوں کے ہاتھ پکڑ کر شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھ پر رکھے اور رو کر فرمایا عباس علیک الصلوات والسلام میں تو ویسے بھی اس در اقدس کی کنیز ہوں، آپ کے پاک بھائی کے یہ فرزند اب آپ کے حوالے کرتی ہوں، ان کا خیال رکھنا کیونکہ ماں باپ میں سے ایک بھی موجود ہو تو اولاد کیلئے بہت بڑا سہارا ہوتا ہے

ان کے سر سے باپ کا سایہ پہلے ڈھل چکا ہے، اب میرا وقت وصال قریب ہے میرے کمسن یتیموں کیلئے آج کے بعد سب کچھ آپ ہیں

ہم نے آپ کے پاک بھائی سے سنا تھا کہ ایک دن آل محمدؐ علیہم الصلوات والسلام کو میدان کربلا میں قربانیاں دینا پڑیں گی، خوش نصیب ہوں گی وہ مائیں کہ جن کی اولاد نصرتِ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام میں قربان ہو کر انہیں سرخرو کرے گی

اس کے بعد معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جناب عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے متعلق خصوصاً تاکید فرمائی کہ میرے اس یتیم کا خاص خیال رکھنا اور میدانِ کربلا میں انہیں جنگ کی اجازت ضرور لے کر دینا

اس کے بعد اپنے لختِ جگر کو قریب بٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم اپنے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کے تو غلام ہو ہی، مگر آج کے بعد آپ اپنے چچا کو والدین کی جگہ سمجھنا اور انہی سے ہر توقع وابستہ رکھنا

روزِ عاشور میدان کربلا میں وہ وقت آیا کہ جب قربان گاہِ حبیب میں باری باری قربانیاں پیش ہونے لگیں، جس وقت جناب امیر قاؐسم علیہ الصلوات والسلام کی لاش خیام اطہر میں آئی تو اولاد امام حسن علیہ الصلوات والسلام میں سے تین بھائی روتے ہوئے مولا غازی عباس علیہ الصلوات والسلام کے پاس آئے، عرض کی چچا جان ہماری اور تو کوئی سفارش نہیں ہے، امیر قاؐسم علیہ الصلوات والسلام کی ماں نے ان کی سفارش کی، اگرچہ وہ ہم سے چھوٹے تھے مگر راہِ نصرت میں ہم پر سبقت لے گئے ہیں، ہمیں عرض کرنے میں حیا مانع ہے، بارگاہِ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام میں ہماری سفارش کریں کہ مولا اپنی نعلین کا صدقہ ہمارے سر بھی قبول فرمائیں

جناب عباس علیہ الصلوات والسلام شہزادوں کو ساتھ لے کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قریب آئے، ادب سے سر جھکا کر عرض کرتے ہیں کہ آقاؐ ذرا اپنے یتیم بھتیجوں کو بھی

دیکھیں کہ رات سے لے اب تک میرے ساتھ ساتھ ہیں، چند لمحوں کیلئے بھی جدا نہیں ہوئے اور خدا جانے کہ انہیں شہادت کا کتنا شوق ہے، صبح سے ایک ہی بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام سے ہمیں اِذنِ جہاد دِلوا دیں

شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کی سفارش پر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اگر آپ سب نے ایک ہی ٹھان لی ہے کہ نرغہءِ اعداء میں مجھ مظلوم کو اکیلا ہی چھوڑ نا ہے تو میں راضی ہوں، آپ بھی بقائے وحدانیت کبریٰ کی خاطر اپنی جان جانِ آفرین کے حضور پیش کریں اور دعا کرنا کہ میرے مقصد اعلیٰ کی کشتی جلد ساحل مراد پر پہنچے

اجازت ملنے پر سب سے پہلے شہزادہ عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام بھائیوں سے جدا ہو کر خیام کی طرف چلے، تھوڑی دیر کے بعد پردہ اٹھا تو سب احباب نے حیران ہو کر ایک عجیب منظر دیکھا کہ

☆خرج عبدالله ابن الحسنؑ علیه الصلوات والسلام بالسیف والکفن

جناب امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے فرزند جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام ہاتھ میں بے نیام تلوار لئے اور بدن پر کفن نما لباس سجا کر خیمہ کے دروازہ سے مسکراتے ہوئے برآمد ہوئے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی شہزادے پر نظر پڑی تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے، چند قدم چل کر استقبال کیا، رخساروں پر بوسہ دے کر فرماتے ہیں بیٹا! تم بھی عجیب ہو، دنیا زندگی ملنے پر خوش ہوتی ہے، تم موت کی اجازت لے کر خوش ہوتے ہو

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام سے اجازت لے کر جلدی سے مولا

غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کے قریب آئے، پہلے تو انہوں نے سفارش کرنے کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد قدموں پر ہاتھ رکھ کر نصرت اور شفقت طلب فرمائی

شہنشاہِ کائناتِ وفا علیہ الصلوات والسلام نے ان کا رہوار منگوایا، خود رکاب پکڑ کر ان کو زین پر سوار کیا، پھر ویسے ہی ان کے رہوار کی رکاب پکڑ کر خندق کے دروازہ تک ساتھ چلتے آئے

عبداللہ غنوی ملعون روایت کرتا ہے کہ ہم انتظار میں تھے کہ اب لشکر اِلٰہی سے کون جوان نمودار ہوتا ہے؟ ہم نے دیکھا کہ اچانک امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے لشکر میں سے ایک شہزادہ برآمد ہوا

☆ وكان في بديع الجمال بارع الكمال

جناب امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے نوخیز لعل کی اٹھتی جوانی تھی، بدیع الجمال شہزادہ حسن پروردگار کا مکمل شاہکار تھا، راوی کہتا ہے کہ میں نے قریب جا کر دیکھا

☆لم يكن له في الصباحة والملاحة نظير و مثال

کہ ان کے حسن لاجواب کا جواب مجھے کائنات میں نظر آتا ہی نہیں تھا، سفید رنگ تھا مگر حسن میں بے پناہ نمک تھا، میں نے چہرے کی طرف نظر کی تو پھر نگاہ پھیرنے کی سکت نہ رہی اور انہیں دیکھتے ہوئے روح نہیں تھکتی تھی

☆وجهه كدائرة القمر درخشاں رخِ انور چودھویں کے چاند کو شرمارہا تھا

قد و قامت کی دلربائی میں قیامت خیزیاں بھری ہوئی تھیں

☆قامته كاالصنوبر

قد موزوں کی تعریف میں کہتا ہے کہ صنوبر بھی شرمسار تھا

پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام میدان میں آیا، اورانہوں نے رجز پڑھنا شروع کی
ایک ایرانی شاعر صفی مرحوم نے اس کا مفہوم کچھ یوں منظوم کیا ہے

خواجۂ ہر دو جہاں است جدِ من
جدِ دیگر ہم ولی ذوالمنن

شہزادہ نے ☆ھل من مبارز کی آواز دی، عمر ابن سعد ملعون فوج سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ یہ بیشہءِ شیر کردگار کا اسد روزگار آیا ہے، ارزق جیسے جوان سے سبق حاصل کرو، یہ جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کا بڑا بھائی ہے، خبردار کوئی شخص تنہا نہ جائے، ابن سعد ملعون (خدا اس پر لعنت کرے) نے لشکر کا بغور جائزہ لیا اور اس نے کوفیوں میں سے چھانٹی کر کے چودہ 14 نوجوان اپنے پاس بلائے، انہیں سمجھاتے ہوئے کہا کہ ان کے ساتھ اکیلے جنگ کرنا موت کے سامنے اونچا بولنے کے برابر ہے، تم سب مل کر اس شہزادے پر حملہ کرو، کچھ دائیں طرف سے اور کچھ بائیں طرف سے اور ان کو تلوار علم کرنے کا موقعہ ہی نہ دو

اس کا حکم سن کر وہ چودہ جوان میدان میں تو آئے مگر ہر جوان کہتا تھا کہ ہمیں اکیلا اکیلا جانا چاہیے تھا، مگر ملعون نے ہمیں اکٹھے بھیج دیا ہے، جنگ کا کیا لطف آئے گا یہ شہزادہ ابھی سترہ برس کا ہے اور اس نے ہم سب سے کیا جنگ کرنا ہے

جس وقت یہ چودہ جوان ڈینگیں مارتے ہوئے نکلے تو ہر کوئی ایک دوسرے سے زیادہ جلدی میں تھا، ایک کہتا تھا کہ میں لڑتا ہوں، دوسرا کہتا تھا کہ میں لڑتا ہوں شمر ملعون نے کہا کہ یہ بحث کا وقت نہیں ہے، آپس میں نہ لڑو، مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تم جس پانی میں ہو، میری مانو تو یہی ٹھیک ہے کہ تم سب مل کر حملہ کرو

تا کہ ہم بھی شہزادے کی جنگ سے لطف اندوز ہوسکیں

یہ چودہ نوجوان گھوڑے دوڑا کر میدان میں آئے، یک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ شہزادہ ہوشیار ہو جا ہم آ گئے ہیں

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ میں اسی انتظار میں ہوں، میرے جگر سے پوچھو کہ مجھے شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کا کتنا درد ہے

☆تبدل العرس علیٰ الماتم و زاد الغم علیٰ الغم

فرماتے ہیں کہ تم نے ہماری شادی کو ماتم میں تبدیل کر دیا ہے اور ہم پر دکھوں کے پہاڑ گراتے چلے گئے، ہم پر مصیبت بڑھاتے گئے، مگر ہم بھی اب تمہیں تھوڑا سا مزا چکھانا چاہتے ہیں ...... رجز کے طور پر فرماتے ہیں کہ

اے قوم ملاعین! ذرا غور سے سنو کہ ہم نے عرب کے دستور کے مطابق اتمام حجت کا ہر طریقہ اپنایا ہے کہ شاید کوئی بات تمہاری سمجھ میں آ جائے، یہاں تک کہ ہم نے ان مشکل ترین لمحات میں اپنے بھائی کو دولہا بنا کر اسے امن کے پیغمبر کے طور پر تمہاری طرف بھیجا کہ شاید تم عرب روایات کا پاس کرتے ہوئے جنگ سے ہاتھ روک لو...... لیکن تم نے کسی بات کا لحاظ نہیں کیا اور دنیائے عرب کے ہر قانون کو پس پشت ڈال کر تم نے ہمارے پاک بھائی کو اس بے دردی سے شہید کیا ہے کہ ہمیں ان کی لاش اطہر ٹکڑوں میں اٹھا کر لے جانا پڑی ہے، اس سے زیادہ ظلم کی انتہا اور کیا ہو گی کہ تم نے ہماری خوشیوں کو سوگ اور ماتم میں بدل دیا ہے، اور تمہیں اتنا سا احساس بھی نہیں ہے کہ ہمیں اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کہ جن کا تم کلمہ پڑھتے ہو) کی اولاد سمجھ کر ہماری ہتک حرمت سے باز رہتے

اتنے دکھ اٹھانے کے بعد بھی تم کیا سمجھتے ہو کہ میں غافل ہوں، آج میری تلوار تمہارے خون کی پیاسی ہے اور اپنی پیاس بجھانے کیلئے بے تاب ہے

یہ فرما کر شہزادہ پاک آمادۂ وِغا ہوئے، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی اس جنگ کا منظر انتہائی قیمتی منظر تھا، تاریخ کہتی ہے کہ شہزادے نے تلوار بے نیام کی، جناب امیر حمزہ علیہ الصلوات والسلام کے انداز میں نعرۂ تکبیر بلند کیا تو مخالفین کے گھوڑے نعرۂ تکبیر کی ہیبت سے ایک دوسرے کے اوپر جا گرے

علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ ایک بجلی سی چمکی، گرد وغبار کا بادل چھا گیا، اس بادل میں ساون کے بادل کی طرح شہزادے کی گرجدار آواز سنائی دیتی تھی جس سے تمام لشکر شام پر ہیبت چھا گئی

ایک شامی روایت کرتا ہے کہ ہم نے دھول کے بادلوں میں بجلی چمکتی ہوئی دیکھی بس چند لمحوں کے بعد دیکھا تو شہزادہ ایک ٹیلے پر کھڑا ہوا پسینہ صاف کرنے میں مصروف تھا...... گرد بیٹھ گئی تو ہم نے دیکھا کہ میدان میں چودہ لاشوں کے اعضا خون میں ایسے تیر رہے تھے جیسے کاغذ کی کشتی بارش کے پانی میں تیرتی ہے

پھر بلا تاخیر عمر ابن سعد ملعون نے پانچ ہزار کے لشکر کو حکم دیا کہ یکدم حملہ کر دو

صاحب روضۃ الشہداء لکھتے ہیں کہ تین دن کے پیاسے شہزادہ کو شام کے منحوس بادلوں نے گھیر لیا، اور ان پر آلاتِ حرب وضرب کی برسات شروع ہوگئی

سرکار شہنشاہ مولا عباس علیہ الصلوات والسلام نے ٹیلے پر کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھا تو دوڑ کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر گر پڑے اور عرض کی آقاؑ میں ایک مسئلہ پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی وصیت کرے تو اسے پورا کرنا واجب ہے یا نہیں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ تم کیا چاہتے ہو؟

کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام رو کر عرض کرتے ہیں کہ آخری وقت ان کی والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے ہمیں وصیت فرمائی تھی کہ میرے بیٹے آپ کی امانت ہیں ان کا خیال رکھنا آقاؑ پروردگارِ عالم کی قسم ہے کہ عبداللہؑ علیہ الصلوات والسلام بیٹا مجھے فضل علیہ الصلوات والسلام سے زیادہ پیارا ہے، ذرا دیکھیں تو سہی، میرے سامنے قوم ملعون جس انداز میں ظلم ڈھا رہی ہے کیا یہ مناسب ہے؟ اپنے غلام کو اجازت عطا فرمائیں، میں اپنے جوان بیٹے کی مدد کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یتیم کی امداد کرنا فرض ہے

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ جائیں ضرور مگر جنگ نہیں کرنا ہے

جناب عباس علیہ الصلوات والسلام نے علم پاک احمد بن حسن علیہ الصلوات والسلام کے حوالے کیا، اپنے بھائی عون علیہ الصلوات والسلام کو ساتھ لے کر جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے لشکر پر حملہ کر دیا، یہ حملہ اتنا اچانک اور شدید تھا کہ کوئی ملعون سنبھل نہ سکا، جس وقت پانچ ہزار کے لشکر نے مولا غازی علیہ الصلوات والسلام کی مہیب آواز سنی تو سب کے اعضاء مضمحل ہو گئے، اور سب بھاگ کھڑے ہوئے

جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے دیکھا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام زخموں سے چور تھے مگر پھر بھی پیدل جنگ میں مصروف تھے، انہوں نے بڑھ کر بیٹے کو سینہ سے لگایا اور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو ساتھ لے کر خیام میں آئے، زخموں سے چور شہزادہ جس وقت خیام میں آیا تو سب مستورات آل محمدؐ صلواۃ اللہ علیہن چوگرد جمع ہو گئیں اور ایک کہرام گریہ بپا ہوا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے آنکھیں کھولیں اور ہاتھ بلند کر کے تمام مستورات کو خاموش رہنے کا اشارہ فرمایا

☆صبراً یا اعزتی و یا اهل بیتی و عشیرتی

فرمایا کہ اے ناموسِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اے مخدراتِ عصمت و طہارت صلواۃ اللہ علیہن یہ رونے کا وقت نہیں ہے بلکہ صبر کا محل ہے

چند منٹ بعد شہزادہ پاک نے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو عرض کی چچا جان مجھے ایک مرتبہ پھر اجازت دلوا دیں، مولا غازی پاک علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ تم بہت زخمی ہو تم کیسے جنگ کرو گے، رو کر کہتے ہیں جب تک آقا کی نعلین پر سر قربان نہ ہو گا ہم مقابلہ کریں گے، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو سرکار وفا علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ کی خواہش سے آگاہ کیا تو سرکارؑ روتے ہوئے قریب تشریف لائے اور فرمایا بیٹے تم بہت زخمی ہو، جنگ نہیں کر سکتے، میں راضی ہوں، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام رو کر عرض کرتے ہیں آقا! ٹھیک ہے کہ میں خون میں نہایا ہوا ہوں مگر یہ اوجِ وفا تو نہیں ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ابھی مؤدت اور نصرت کا فرض ادا نہیں ہوا، دوسری بات یہ ہے کہ میری ماں کی خواہش ابھی تشنہءِ تکمیل ہے کہ میں سر قربان نہیں کر سکا، اور میں اس سعادت سے محرومی برداشت نہیں کر سکتا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ تمہاری پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے ہم ضامن ہیں، تم اسرار نہ کرو، زخمی شہزادہ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوئیں، ایک مرتبہ جناب عباس علیہ الصلوات والسلام کی طرف دیکھا، انہوں نے بھی نگاہیں جھکا لیں، جس وقت یہ محسوس ہوا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اجازت دینا نہیں چاہتے تو یہ قدموں پر گر پڑے اور آقا کے قدموں کو چومنا شروع کر دیا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ بیٹھ گئے، شہزادہ پاک نے ہاتھوں اور قدموں کو ایسے

چوما کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام مجبور ہو گئے، رو کر کہتے ہیں جاؤ میرے لعلؑ میرے قدموں سے سر اٹھا لو، میں نے تمہیں اجازت دی ہے اور سپرد خدا کیا ہے

شہزادہ پاک نے قدموں سے سر اٹھایا، جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے آکر شہزادے کی پیشانی کا بوسہ لیا، جس وقت چچا اور بھتیجا ایک دوسرے سے گلے ملے

☆فجعلا یبکیان حتیٰ غشیٰ

روتے روتے دونوں ظاہراً غش کر گئے، جیسے تیاری ہوئی سو ہوئی، جناب عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام دوبارہ اجازت لے کر میدان میں آئے، ادھر شہزادہ پاک میدان میں آئے، ادھر کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام گھوڑے پر سوار ہو کر ایک بلند ٹیلے پر آچڑھے، تین دن کے پیاسے شیر نے حملہ کیا، انہیں حملہ آور ہوتے دیکھ کر ظالمین نے ہر طرف سے یلغار کر دی، راوی کہتا ہے کہ ایک ملعون نے پشت کی طرف سے آکر حملہ کیا، یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ پاک شہزادہ زین پر جھک گئے، راہوار کی باگیں اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی، اور زین فرس سے زمین کی طرف ڈھلنا شروع کیا، یہ منظر دیکھتے ہی شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے گھوڑے کو دوڑایا اور گھوڑے کی زین سے ڈھلتے ہوئے معصوم علیہ الصلوات والسلام کو کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے جا کر آسرا دیا، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے چچا کے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور کہا کہ چچا جان دیکھیں مجھے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام لینے آئے ہیں، میری طرف سے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں کو چوم کر عرض کرنا کہ آپ کے مسموم بھائی کا لخت دل سلام عرض کر رہا تھا

تمام عزادار مل کر مظلومین کے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک بارگاہ میں گریہ وبکا

کے ساتھ عرض کرو کہ پاک حسن علیہ الصلوات والسلام کا پاک لعل عجل اللہ فرجہٗ الشریف اب تو تاخیر مناسب نہیں، آقاؑ کیا ایسے خوبصورت نوجوان یوں بے دردی سے زین سے اتارنے کیلئے ہوتے ہیں؟ اب جلدی کرم فرمائیں اور اپنی پاک جد اطہر علیہ الصلوات والسلام کے ہر ناصر کا بدلہ اس انداز میں لیں کہ ان کے دل کو ابدی خوشی نصیب ہو اس پاک شہزادہ کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کو اپنے تمام فرزندوں کی دائمی خوشیاں جلد عطا فرمائیں، اب تو اس پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا جگر ٹھنڈا ہو، کیونکہ آپ ہی کی پاک ذات ہر دکھی دل کا واحد سہارا ہے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 32

# شہزادہ احمد ابن الحسنؑ

علیہما الصلوات والسلام



عزادارانِ گرامی!

جناب امام حسن مجتبیٰ سید سبز قبا علیہ الصلوات والسلام کی پاک اولاد کے بارے میں کچھ معلومات میں نے گذشتہ مجلس میں بیان کی ہیں، یہاں پر صرف اتنا اعادہ ضروری سمجھتا ہوں کہ مؤرخین اور ماہرین علم انساب نے لکھا ہے کہ جناب زیدؑ، جناب احمدؑ، جناب عبیداللہؑ سگے بھائی تھے اور ان کی والدہ محترمہ ابو مسعود خزرجی تمیمی انصاری کی دختر تھیں

جناب زید علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں روایات میں بہت اختلاف ہے، بعض نے ان بھائیوں میں سے ان کو سب سے بڑا بھائی لکھا ہے، بعض نے ان کو بھائیوں میں سے سب سے چھوٹا لکھا ہے، ان کے متعلق یہ مشہور ہے کہ ان کی وفات عباسی خلیفہ منصور ملعون کے زمانہ میں ہوئی تھی، اس ملعون کا دورِ حکومت سنہ 136 سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت ان کی عمر 90 برس تھی، اگر 136 میں سے 90 کو نفی کیا جائے تو ان کا سن ولادت سنہ 46 ہجری بنتا ہے، اور واقعۂ کربلا میں ان کی عمر 14 سال بنتی ہے

اور جناب احمد ابن حسن علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں صاحبان مقاتل نے متفقہ طور پر لکھا ہے کہ جناب عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے بعد یہ میدان میں آئے اور ان کا سن مبارک اس وقت 16 برس کا تھا اصل عبارت یہ ہے

☆فبرز من بعده اخوه احمد علیہ الصلوات والسلام وكان من العصر ستة عشر سنة

یعنی بوقت شہادت ان کی عمر 16 سال تھی اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ جناب زید علیہ الصلوات والسلام کی عمر اس وقت 14 سال تھی ،تو اس حساب سے یہ اپنے سگے بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے ثابت ہوتے ہیں ،اصل حقیقت مالک بہتر جانتے ہیں

جناب عبید اللہؐ علیہ الصلوات والسلام ، جناب احمدؐ علیہ الصلوات والسلام سے چھوٹے تھے اور ان دونوں بھائیوں کی شہادت اکٹھی ہے ،ان کو جناب یحییٰ بھی کہا جاتا تھا اور مخالفین نے ان کو عبدالرحمٰن کے نام سے شہرت دی تھی

امام سبز قبا ،منبع حلم خدا ، جناب حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کے فرزندان میں سے جناب احمد علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں جملہ کتب متفق ہیں کہ جس وقت شہزادہ عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی لاش خیام میں آئی تو ان کے بعد ان کے بھائی احمد علیہ الصلوات والسلام نے میدانِ کارزار کی طرف تیاری کی

مقتل ابی مخنف میں ان کی شہادت شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کے بعد تحریر ہے مگر باقی کتب نے شہزادہ عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے بعد ان کی شہادت لکھی ہے

کون پہلے شہید ہوئے اور کون بعد میں ، اس کے بارے میں کتب مقاتل نے صحیح ترتیب فراہم نہیں کی ، اس لئے ان باتوں سے قطع نظر واقعات پیش کرتا ہوں

جس وقت شہزادہ عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر آئی یہ سولہ سال کا شہزادہ

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہے کہ آقاؑ میرے دو بھائی رخصت ہو چکے ہیں، مجھے بھی اجازت عطا فرمائیں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے کس طرح اجازت عطا فرمائی، ان کا احباب سے وداع کیسے ہوا، اور پاک مستورات نے انہیں کیسے رخصت کیا یہ معلوم نہیں ہے کیونکہ تاریخ اس امر میں خاموش ہے

بہر کیف سب سے آخری وداع کرنے کے بعد سب سے آخر میں اپنے چھوٹے بھائی جناب عبید اللہ علیہ الصلوات والسلام سے وداع کیا اور چھوٹے بھائی کی پیشانی پر بوسہ دے کر تاکید فرمائی کہ کچھ بھی ہو جائے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام سے غافل نہیں ہونا گیارہ برس ہم نے ان کے سایۂ عاطفت میں گزارے ہیں، آج حق نمک ادا کرنے کا وقت ہے، نصرت میں کمی واقع نہ ہو، یہ فرما کر روانہ ہوئے اور میدانِ وِغا میں تشریف لائے

صاحب مقتل ابی مخنف لکھتا ہے کہ پاک گھر میں دو افراد ایسے تھے کہ جن کو پیاس بہت زیادہ لگتی تھی، پہلی ذات پاک مولا مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام تھے، یہی وجہ تھی کہ ملکہ عالمین پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی پاک بیٹیوں کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے مظلوم بیٹے علیہ الصلوات والسلام کو پیاس بہت لگتی ہے ان کا تم ہمیشہ خیال رکھنا

دوسرے یہ شہزادہ احمدؑ بن الحسن علیہ الصلوات والسلام تھے جن کو پیاس بہت زیادہ لگتی تھی جس وقت یہ شہزادہ میدان میں آئے تو اس وقت بہت گرمی تھی، لو چل رہی تھی، سامنے دریا کی موجیں اٹھکیلیاں کرتی ہوئی نظر آئیں، فطرت ہے کہ جب پیاسے آدمی کی نظر پانی پر پڑے تو پیاس شدید ہو جاتی ہے، راوی کہتا ہے کہ خاندان

پاک کے جملہ شہزادگان میں سے ان کو پیاس نے بہت زیادہ متاثر کیا ہوا تھا اور پیاس کی شدت کے اثرات ان کے چہرۂ اقدس سے عیاں تھے، راوی کہتا ہے کہ میں نے بہت قریب سے دیکھا، مجھے آج کی طرح یاد ہے کہ

☆قد غارت عيناه فى ام راسه من العطش

پاک شہزادہ کی آنکھوں کے گرد پیاس سے حلقے پڑے ہوئے تھے، نرگسی آنکھیں اندر دھنس چکی تھیں، رخساروں پر زردی چھائی ہوئی تھی، ہونٹ خشک تھے، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام تیز تیز سانس لینے میں مصروف تھا

جس وقت میدان میں تشریف لائے تو انہوں نے خشک لبوں پر زبان پھیری، اس کے بعد انہوں نے رجز پڑھنا شروع کی ☆

انی انا نجل الامام بن علیؑ

و نحن و بيت الله اولى بالنبى

اس کے بعد سامنے کھڑی ہوئی فوج کی سیسہ پلائی دیوار کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ میں اب حملہ کر رہا ہوں، کوئی ماں کا لعلؑ ہے جو میری تلوار کی ضرب کو روکے اور میرے رہوار کے سامنے آئے، آج جس کو ہمارے رہوار کی ہوا بھی لگ جائے گی وہ خود کو موت کے جبڑوں میں بے بس محسوس کرے گا

سابقہ امتوں میں سے کچھ سرکش امتوں پر اللہ نے بطور عذاب بادسموم چلائی تھی آج اس سرکش فوج کیلئے میرے رہوار کی مس کردہ ہوا اور تلوار کو چھو کر جانے والی ہوا بادسموم ہو گی

یہ فرما کر انہوں نے دشمن کی غرقِ آہن دیوار کی طرف رہوار کا رخ کیا اور ایک

چھوٹا سا حملہ کیا، پاک شہزادے کی تلوار نے ذوالفقار حیدری کے انداز میں سرہائے اعداء کی فصل کو کاٹنا شروع کیا اور مختصر وقت میں

☆فقتل منهم ستون رجلا ...... 60 ملاعین کو واصل جہنم کیا

صاحبان مقاتل وروضہ لکھتے ہیں کہ اس حملہ کے بعد گویا محبوب حقیقی کی طرف سے صبر کا حکم ملا، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کی حالت تبدیل ہوئی، پیاس کی وجہ سے چہرے کا رنگ متغیر ہوا، چلنے کی سکت ختم ہوگئی، گھوڑے کا رخ خیام کی طرف کیا، شہزادہ خیام سے ابھی کچھ دور تھا کہ

☆فنادی یا عما هل من شربة من الماء

پکار کر کہا چچا ایک گھونٹ پانی کا ہوتا، مجھے اتنی پیاس ہے کہ میں لڑ بھی نہیں سکتا ہوں سرکار فرماتے ہیں

☆اصبر قلیلا حتی تلقی جدك

بیٹا تھوڑا سا صبر کرو، بہت گزر گئی ہے تھوڑی باقی ہے، ابھی تمہیں نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیراب فرمائیں گے

ادھر جناب عونؑ ومحمدؑ علیہما الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے در پاک سے ان کی جب یہ حالت دیکھی تو روکر فرمایا میرے بھائی! کیا ایسے نازک مزاج فرزند پیاس کی شدت میں جنگ کیلئے بھیجنا مناسب ہوتا ہے؟ ان کو واپس خیام میں بلا لیں، دیکھیں تو میرے مسموم بھائی علیہ الصلوات والسلام کا لعلؑ کیسے کمزور ہو گیا ہے

پاک شہزادہ خیام میں جانے کی بجائے وہیں سے واپس میدان میں آئے، فوج پر حملہ کیا، تاریخ کہتی ہے کہ تین دن کے پیاسے شہزادہ کو 80 ملعونوں نے گھیرے

میں لے کر ایک دم حملہ کر دیا، اسد کردگار کے پیاسے اسد نے شمشیر نیام میں ڈالی اور نیزہ کو ہاتھ میں لے فرمایا کہ آج خیبر شکن کے خون کو آزمانے کا دن ہے

ماہرین جنگ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ تمام فنون حرب وضرب میں نیزہ کے استعمال کے فن سے بہت کم پہلوان واقف ہوتے ہیں

تاریخ شاہد ہے کہ سولہ سال کے شہزادہ نے نیزے سے جنگ کرنا شروع کی اور نیزے کو ایسے استعمال کرنا شروع کیا جیسے ایک لائق صراف موتیوں کو طریقے اور سمجھ سے سوراخ کرتا ہے، مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے لعل علیہ الصلوات والسلام نے ہر ملعون کے دل میں نیزہ داخل کر کے ایسے صفائی کے ساتھ برآمد کیا کہ 80 سینوں میں سوراخ بھی ہوا اور نیزے پر خون کا قطرہ بھی نہ لگا

ان 80 ملاعین کو فی النار کرنے کے بعد امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے لخت دل نے ایک گہری سانس لی، ہر طرف نگاہ کی، ہر طرف گرم صحرا نظر آیا، پیاس لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی، ادھر تازہ دم ملاعین جنگ کیلئے نکل رہے تھے

اس کے بعد لشکر شام میں سے 50 نجس تن جوان نعرے لگاتے ہوئے جنگ کرنے کیلئے آئے، آتے ہی ان کے نجس وجود سے اس دھرتی کو فوراً پاک کر دیا

جس وقت وہ بھی فی النار ہو گئے پھر 60 جوان میدان میں ڈینگیں مارتے ہوئے داخل ہوئے، شیر یزداں کی زندہ تصویر کی شمشیر قلم تقدیر بن کر ان پر بھی چل گئی اور یہ بھی واصل جہنم ہوئے، یہ جوش خطابت نہیں تاریخ نے ایسے ہی بتایا ہے

اس کے بعد شمر ذی الجوشن ملعون نے چار ہزار جوانوں میں سے 190 جوان چنے جو ماہر جنگجو سمجھے جاتے تھے، ان سب نے مل کر حملہ کیا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام جنگ دیکھنے میں مصروف تھے کہ سرکارؑ کے قدموں پر دو ہاتھ آئے، سرکارؑ نے سر جھکا کر دیکھا تو امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے چھوٹے شہزادہ عبید اللہ علیہ الصلوات والسلام پر نظر پڑی، جن کا سن مبارک 15 سال تھا
امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا میرے لعلؑ تم کیا چاہتے ہو؟
انہوں نے قدموں پر سر رکھ کر عرض کی آقاؑ مجھے یقین ہے کہ میرا بھائی تھک چکا ہے اور پیاس سے نڈھال ہے، مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ جہاں میرے بھائی کو ضرورت ہوگی میں ان کی امداد کروں گا، میں انہیں اس حال میں نہیں دیکھ سکتا
امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے انہیں قدموں سے اٹھا کر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم سب شہادت کیلئے کتنا بے تاب ہو، ٹھیک ہے جاؤ
ادھر سب تازہ دم ملاعین سیراب ہو کر آرہے تھے، ادھر پیاس کی وجہ سے شہزادہ پاک کے اعضاء مضمحل ہو چکے تھے
سرکار امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام سے اجازت لے کر جناب عبید اللہ علیہ الصلوات والسلام میدان میں آئے، ادھر شہزادہ احمد علیہ الصلوات والسلام نے 190 ملاعین کو فی النار کیا
جس وقت ان کی لاشوں کو میدان میں تڑپتے دیکھا تو عمر ابن سعد ملعون نے کئی ہزار ملاعین کو حکم دیا کہ تم سب مل کر حملہ کرو، ادھر ظالمین کی فوج سمندر کی سرکش موج کی طرح بڑھی، پیاسا شہزادہ اس فوج کی لہر میں پھنس گیا، زخموں میں زخم لگنا شروع ہوئے، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھوں سے تلوار گر گئی، رکابوں سے پاؤں نکل گئے، ادھر شہزادہ عبید اللہ علیہ الصلوات والسلام نے دوڑنا شروع کیا
عین اس وقت اسد کردگار مولا عباسؑ علمدار علیہ الصلوات والسلام نے گھوڑا دوڑایا

تاریخ بتاتی ہے کہ جناب غازی علیہ الصلوات والسلام سے بھی پہلے جناب عبیداللہ علیہ الصلوات والسلام بھائی کے قریب پہنچے، مگر اس وقت کیفیت یہ تھی کہ شہزادہ احمد علیہ الصلوات والسلام گھوڑے کی کوچ پر جھکے ہوئے تھے اور چاروں طرف سے ملاعین ظلم کرنے میں مصروف تھے، جسم اطہر کا خون گھوڑے کی رکابوں سے بہہ رہا تھا

ادھر شہزادہ احمد علیہ الصلوات والسلام زین سے زمین کی طرف جھکے، ادھر جناب عبیداللہ علیہ الصلوات والسلام نے بھائی کو بانہوں میں لیا، مگر خدا جانے کیا مجبوری تھی کہ زین سے اتر نہ سکے، گھوڑے نے دوڑنا شروع کیا، شاید رکابیں قدم چومنے میں مصروف تھیں جناب عبیداللہ علیہ الصلوات والسلام نے بھائی کی گردن میں بانہیں ڈال کر گھوڑے کے ساتھ دوڑنا شروع کیا، شامیوں نے مل کر حملہ کیا، دشمنوں کے پھلوں کے سائے میں دو یتیم ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالے ہوئے تھے

عبداللہ غنوی ملعون (خدا اس پر لعنت کرے) نے آگے بڑھ کر شہزادہ عبیداللہ علیہ الصلوات والسلام کی گردن پر تلوار کا وار کیا، شہزادے کی آہستہ آہستہ آواز آئی چچا غازی علیہ الصلوات والسلام اب آپ خود گھوڑے کو روکیں میری مجبوری بن گئی ہے

جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے یہ آواز سنی تو ان کے رہوار نے پرواز کی، فوج کے قریب تو آئے مگر اس وقت تک بہت دیر ہو چکی تھی کیونکہ جس وقت کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے فوجوں کو ہٹا کر گھوڑے کو روکا تو دونوں بھائیوں کی ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں تھیں اور دونوں یتیم دنیا سے کوچ کر چکے تھے

شہزادہ احمد علیہ الصلوات والسلام کے جگر کا خون اور شہزادہ عبیداللہ علیہ الصلوات والسلام کے گلے کا خون مل کر گھوڑے کی رکابوں سے بہہ رہا تھا

☆اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون

سب مومنین مل کر دعا کریں کہ اب بلا تاخیر ان ناصرین امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کا خون رنگ لائے ، اور حکومت اِلٰہیہ کا قیام عمل میں آئے ، ان کے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف اس دنیا میں تشریف لا کر خاندانِ تطہیر کے پاک گھر کو دوبارہ آباد کریں ، امام مسموم سرکار حسن المجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کی ساری اولاد اپنے پاک بابا کے سائے میں ہمیشہ ہمیشہ آباد و شاد رہیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 33

# جناب شہزادہ حسنؑ مثنیٰ

علیہ الصلوات والسلام



عزاداران گرامی!
سب سے پہلے یہ مناسب ہوگا کہ میں اس ذات صد برکات کا تعارف کرواؤں کہ جن کا میں ذکر پاک کرنا چاہتا ہوں
ان کا اسم گرامی ہے جناب حسن مثنیٰ یعنی حسنؑ ثانی علیہ الصلوات والسلام
یہ امام مسموم، سلطان سبز قبا، تاجدار مملکت اِلٰہی علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث ہیں یعنی مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے سب سے بڑے فرزند ہیں
بعض مؤرخین نے اس بات سے اختلاف بھی کیا ہے مگر اس حقیقت کے کافی ثبوت اور تاریخی شواہد موجود ہیں کہ واقعی جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام بڑے فرزند تھے
اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ مولا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے بعد بڑے فرزند ہونے کی وجہ سے ان کی دستار امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے سراطہر پر موزوں فرمائی گئی اور ان کے صدقات کی تولیت بھی انہی کے سپرد کی گئی تھی
پھر سنہ 50 ہجری میں جناب امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے بعد جناب امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے صدقات کی تولیت جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کے سپرد ہوئی

تھی اور پوری زندگی انہی کے سپرد رہی

پھر ان کی وفات حسرت آیات کے بعد یہ عہدۂ تولیت جناب عبداللہ المحض علیہ الصلوات والسلام (جو ان کے بڑے فرزند تھے) کے سپرد ہوا، اور جناب امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے بڑے فرزند ہونے کا اس سے بڑا ثبوت کوئی ہو ہی نہیں سکتا ہے

## والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا

ان کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کے متعلق مؤرخین نے کچھ روایات نقل کی ہیں ان میں سے جو روایت حقیقت کے قریب ترین ہے وہ یہ ہے کہ ان کا اسم گرامی تھا بی بی (خ و ل ہ) صلواۃ اللہ علیہا بنت منظور بن ریان فرازی، ان کا قبیلۂ ماز بن فراز کے ساتھ تعلق تھا، میں نے ان کا اسم گرامی بریکٹ میں اس لئے لکھا ہے کہ اس پاک گھر کی مستورات صلواۃ اللہ علیہن کا نام پاک سرِ عام لینا سوئے ادبی ہے

سنہ 34 ہجری بمطابق سنہ 654ء، تیسرے اجماعی خلیفہ کا زمانہ تھا، جناب امیر المومنین سرکار علیؑ علیہ الصلوات والسلام نے مدینہ میں قبیلہ بنی فراز کے سردار منظور بن ریان کو اپنے درِ دولت پر یاد فرمایا، فرازی قبیلہ یا بنی فراز زیادہ تر عراق میں آباد تھے مگر اس قبیلہ کی کچھ شاخیں پورے عربستان میں پھیلی ہوئی تھیں اور منظور بن ریان فرازی مدینہ منورہ میں فرازی قبیلہ کے سردار تھے

جس وقت یہ بارگاہ امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام میں حاضر ہوئے تو شہنشاہ معظم نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ قبیلہ بنی فراز کو پیوند بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کریں، اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

اس نے ادب کا سر جھکا کر عرض کی آقاؑ یہ تمام امت آپ کے در اطہر کی زر خرید غلام ہے، اگر ان میں سے کسی کو یہ اعزاز مل جائے تو وہ خالق کائنات سے اور کیا چاہتا ہے؟

اس کے بعد اس نے عرض کی کہ آقاؑ جب میری دختر کی دنیا میں آمد ہوئی تھی تو اس وقت بنی فرازی کی عراقی شاخ کا سردار طلحہ بن عبید اللہ فرازی میرے پاس مہمان تھا اس طلحہ بن عبید اللہ کا بیٹا محمد چند ماہ قبل پیدا ہوا تھا، اس لئے اس نے مجھے میری دختر کی ولادت پر مایوس دیکھا تھا تو کہا تھا کہ تو مایوس نہ ہو، یہ تمہارے گھر میں میری بہو پیدا ہوئی ہے، آج کے بعد یہ میری بہو ہے

مجھے یہ علم نہیں کہ اس نے مجھے صرف خوش کرنے کیلئے یہ بات کی تھی یا وہ واقعی اس معاملہ میں سنجیدہ تھا، پھر اس کے بعد ہم دونوں کئی مرتبہ ملے ہیں، نہ تو اس نے کوئی بات کی اور نہ ہی میں نے بات کو آگے بڑھانا مناسب سمجھا، اب آپ مالک ہیں

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اس نے تمہیں خوش کرنے کیلئے یہ بات کی ہو گی، مگر لوح محفوظ پر یہ درج ہے کہ تمہاری یہ دختر ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی بہو ہے

اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ مداخلت ضرور کریں گے، لیکن جو حقیقت ہے اس سے آپ آگاہ ہو چکے ہیں، منظور بن ریان نے کہا کہ ان سے میں خود نپٹ لوں گا اور کوئی بھی میری مخالفت نہیں کرے گا کیونکہ اصولی طور پر وہ جھوٹے ہیں کیونکہ نہ تو انہوں نے کبھی اس کے متعلق کوئی بات کی ہے اور نہ ہی انہوں نے عرب کے رسم ورواج کے مطابق کوئی منگنی کی ہے، اس لئے وہ احتجاج کا حق نہیں رکھتے، پھر بھی ان کو سمجھانا میری ذمہ داری ہے، آپ شادی کی تیاری فرمائیں

تاریخ مقرر ہوگئی اور مقررہ تاریخ کو منظور بن ریان فرازی کی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا جناب امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے حرم اطہر کی زینت بن گئیں

اس بات کی خبر جب طلحہ بن عبید اللہ کو ملی تو اس نے فوراً قبیلہ بنی فراز کی عراقی شاخوں کو جمع کیا اور اپنے حلیف قبائل کو جمع کر کے ایک پنچایت یا جرگہ بلایا اور ان کے سامنے اپنا مدعا پیش کیا اور کہا کہ عرب کے دستور کے مطابق جو آدمی کسی کی دختر کو اپنی بہو بنا لیتا ہے تو پھر اس کی منہ بولی بہو کے ساتھ کوئی اور عقد بھی نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس لڑکی کے والدین کسی اور کو رشتہ دے سکتے ہیں

منظور بن ریان نے اپنی دختر کا عقد دوسری جگہ کر کے مجھ سے زیادتی کی ہے اور بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام نے یہ رشتہ قبول کر کے ہم سب سے زیادتی کی ہے، تم سب میرے ساتھ مدینہ چلو تا کہ اس بات کا منظور بن ریان سے فیصلہ کریں

انہوں نے کوفہ سے تیاری کی، عرب روایات کے مطابق احتجاجی علم تیار کیا، مدینہ پہنچے تو وہ علم انہوں نے مسجد نبوی کے سامنے نصب کیا اور خود منظور بن ریان فرازی کے گھر کی طرف چلے، اس وقت مسجد نبوی کا دروازہ اور سرکارِ امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر کا دروازہ ایک ہی تھا اور عبدالملک بن مروان ملعون کے زمانہ تک ایسے ہی رہ گیا تھا

جس وقت بنی فراز اور اس کے حلیف قبائل جرگہ بنا کر منظور بن ریان فرازی کے در پر گئے تو وہ پریشان ہوگیا اور اس نے اپنے آپ کو بری الذمہ ٹھہرانے کیلئے جرگہ سے کہا کہ یہ شادی میری رضا کے خلاف ہوئی اور مجھے اس کا علم بھی بعد میں ہوا تھا، لہٰذا میرا کوئی قصور نہیں ہے اور میں بری الذمہ ہوں

یہ بات سن کر سب قبائل نے کہا کہ ہم بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جنگ بھی نہیں کر سکتے اوران سے یہ مطالبہ بھی نہیں کر سکتے ...... پھراب کیا کریں؟

آخر یہ فیصلہ ہوا کہ ہم اورتو کچھ نہیں کر سکتے ،ان سے انصاف تو طلب کر سکتے ہیں

یہ فیصلہ کر کے یہ سب چل پڑے مگر منظور بن ریان ان کے ساتھ نہ آیا

انہوں نے بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوکر اپنا مدعا پیش کیا اور انصاف کی اپیل دائر کی تو سرکارؐ امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ یہ سب کام منظور بن ریان کی رضا مندی سے ہوا ہے اور ولی شرعی بھی والد ہی ہوتا ہے، اس لئے آپ سب کو پہلے منظور بن ریان سے بات کرنا چاہیے

انہوں نے عرض کی کہ آقاؐ ہم نے اس سے بات کی ہے، اوراس نے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیا ہے،شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم جاؤ اور منظور بن ریان کو لے کر آؤ، ہم اس کے دختر اس کے حوالے کرنے کیلئے تیار ہیں

یہ لوگ منظور بن ریان کو جس وقت ساتھ لے کر آئے تو دراقدس پر محمل تیار کھڑا تھا اور ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بہو محمل میں سوار ہو چکی تھیں

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے منظور بن ریان کے ساتھ کوئی بات نہ کی بلکہ آتے ہی اس کے ہاتھوں میں ناقہ کی مہار پکڑ وادی ،اور محمل کی طرف رخ پھر کر فرمایا

اے ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بہو اللہ آپ کی حفاظت فرمائے

یہ فرما کر شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام واپس گھر کی طرف روانہ ہوئے ،قبیلہ بنی فراز کے لوگوں نے مدینہ سے سیدھا کوفہ جانے کا ارادہ کیا، یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر محمل کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے، اس وقت کوفہ کا ایک راستہ جنت البقیع میں

سے گزرتا تھا

جس وقت یہ لوگ جنت البقیع سے گزرنے لگے تو منظور بن ریان کو ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بہو نے فرمایا کہ بابا ہم چاہتے کہ آخری مرتبہ ملکہ عالمین سیدۃ النساء العالمین پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی مزارِ مقدس کی زیارت تو کرلیں، ذرا محمل بٹھائیں کہ ہم ان کی پاک مزار پر حاضری دینا چاہتی ہیں

سب قبیلہ والوں نے کہا کہ مناسب تو یہی ہے کہ سب جا کر زیارت کرلیں

یہ سب مزار اقدس کے قریب آ کھڑے ہوئے، اس وقت باپ کو مخاطب ہو کر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی بہو نے فرمایا بابا آپ ذرا یہ تو سوچیں کہ تمہاری دختر کیلئے طلحہ بن عبید اللہ کی بہو بننا باعث فخر ہے یا ملکہ عالمین پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی بہو بننا باعث فخر ہے

اس کی نظر سامنے پاک مزار پر پڑی، اس کے ضمیر نے سرزنش کی، اس نے شرم سے سر جھکا لیا اور وہاں سے باہر آ گیا، جس وقت سب قبیلہ والے زیارت کر کے باہر آئے تو اس نے کہا کہ میں نے تمہاری بات تسلیم کی اور اس معاملہ میں تمہارا ساتھ بھی دیا ہے، مگر ایک فیصلہ تم خود کرو، تم انصاف سے یہ بتلاؤ کہ کیا ہم نے کل شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نہیں جانا ہے؟ کیا ہمارے لئے یہ مناسب ہے کہ جو مستور ان کی بہو بن چکی ہو اس کا عقد کسی غیر سے کیا جائے؟ اور کیا ایسا کرنے کی ہمیں ضمیر اجازت دیتا ہے؟

ان سب نے شرم سے سر جھکا دِئے اور کہا کہ حق بات تو یہ ہے کہ ہم سے زیادتی ہوئی ہے، ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا

محمدؐ بن طلحہ اور اس کے باپ نے درمیان میں بکواس کرنے کی کوشش کی تو سب قبیلہ والوں نے انہیں ڈانٹ دیا، وہ اس بات سے ناراض ہوکر قبیلہ والوں کو برا بھلا کہتے ہوئے چل پڑے، یہی وجہ تھی کہ یہ محمد بن طلحہ جنگ جمل میں امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام کی مخالف فوج میں شامل ہوکر ان کے مقابل ہوا تھا اور فی النار ہوا تھا

القصہ بنی فراز کے سردار بہت پشیمان ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اب نہ تو ہم آگے جانے کے رہے ہیں اور نہ ہی پیچھے ہٹنے کے، اب کیا کریں؟

یہ شرمندگی کی وجہ سے یہیں پر خیمہ زن ہوگئے، ادھر مولا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام اور شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام اور شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کو اپنی بارگاہ میں طلب فرمایا کہ منظور بن ریان فرازی اور اس کے دیگر قبیلہ والے اپنی غلطی پر نادم ہیں اور شرم سے واپس نہیں آرہے، تم جاکر انہیں عزت سے واپس لاؤ اور ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بہو کو بھی ساتھ لے آؤ، کہ وہ ان کی مزار اقدس کو گلے لگاکر مسلسل رونے میں مصروف ہیں، ان حالات میں ملکہ عالمین پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بہو واپس گھر اطہر میں تشریف لائیں

## ولادت باسعادت

سنہ 36 ہجری بمطابق سنہ 656 عیسوی امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام نے کوفہ کے تخت کو زینت بخشی، اس شاہی دور میں مولا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے گھر اقدس میں اسی سال دو خوشیاں ہوئیں، پہلی خوشی جناب مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی دستار پاک کے وارث جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کی، اور دوسری خوشی

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث مولا امام علیؑ زین العابدین سید الساجدین علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کی نصیب ہوئی

## تقریب عقد

سنہ 54 ہجری بہ مطابق 674 عیسوی کا واقعہ ہے کہ ایک دن بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے نوجوان مدینہ منورہ میں جنت البقیع کی زیارت کو تشریف لے گئے، جن میں جناب محمدؑ حنفیہؑ، جناب قمر بنی ہاشمؑ، جناب سجادؑ، جناب حسن مثنیٰ، شہزادہ علیؑ اکبر علیہم الصلوات والسلام بھی شامل تھے، واپسی پر جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کو اپنے قریب بلایا اور دریافت فرمایا کہ تمہاری عمر کیا ہوگی؟ انہوں نے عرض کی چچا جان یہ اٹھارہواں سال ہے

انہوں نے فرمایا کہ یہ تو سہرہ پہننے کا اول وقت ہے، تم نے کبھی شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ اس حوالے سے بات نہیں چلائی؟ انہوں نے عرض کی چچا جان وہ ہمارے مالک ہیں، ہم ان کے غلام ہیں، اور غلاموں کے جملہ امور پر نگاہ فرمانا مالک کا کام ہوتا ہے، جب مناسب سمجھیں گے تو خود فرمائیں گے

انہوں نے فرمایا کہ یہاں سے جا کر ہم اپنے سردار سے سلسلہ جنبانی کریں گے

اگلے دن بعد از نمازِ صبح شہنشاہِ معظم مولا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے پاک بھائیوں کو طلب فرمایا اور ان سے اس انداز سے گفتگو کا آغاز فرمایا کہ

ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے فرزندان اب سرحد عنفوانِ شباب پر پہنچ گئے ہیں اور یہ انہیں سہرہ سجانے کا اول وقت ہے، ہر پاک والدہ کی خواہش بھی یہی ہوگی کہ

ان کی خوشی دیکھیں، لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ان کی خوشیوں کا اہتمام کیا جائے
جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی آ قاؐ ہم خود یہ بات عرض کرنا چاہتے تھے مگر آپ نے تو پہلے یہ فرما دیا ہے، اور آپ کی ذات پاک نے بہت مناسب وقت پر بہت مناسب فیصلہ فرمایا ہے، اس کے ساتھ گھر اقدس میں جو مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی وجہ سے اداسی ہے وہ بھی کم ہو جائے گی، ہماری پاک بہنوں کو اس خوشی کے موقعہ پر کچھ تو مسکرانے کا موقعہ ملے گا کیونکہ چار سال سے ہم نے انہیں مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا ہے، اس موقعہ پر بہت اہم فیصلے کیئے گئے
(1) جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کا شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی سب سے بڑی دختر سیدؐہ ثانی صلواۃ اللہ علیہا کے ساتھ عقد طے پایا
(2) جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کا شہزادہ امیر قاؐسم علیہ الصلوات والسلام کی پاک ہمشیر جناب سیدہؐ (ف اطم ہ) صلواۃ اللہ علیہا ام محمد شہزادی پاک کے ساتھ عقد طے پایا
(3) شہزادہ امیر قاؐسم علیہ الصلوات والسلام کی شہزادہ علیؐ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک ہمشیر یعنی کربلا کی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے ساتھ نسبت طے ہوئی
یہاں پر ایک وضاحت کرتا چلوں کہ بعض صاحبان تاریخ وسیرت نے یہ لکھا ہے کہ جس وقت جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے خواستگاری کی تو انہوں نے فرمایا کہ تم میری دو شہزادیوں بی بی سیدہ (ام عبداللہ، ف اط م ہ) صلواۃ اللہ علیہا اور معصومہ بی بی (س ک ی ن ہ) صلواۃ اللہ علیہا میں سے جس شہزادی کو مناسب سمجھو قبول کرلو، اس وقت جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام شرم سے خاموش رہے
جس کے بعد شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اپنی بڑی شہزادی کے ساتھ ان کا عقد

فرمایا تھا...... اس روایت میں کئی نقائص موجود ہیں، یہاں حسب ضرورت میں صرف ایک نقص کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی اس وقت دنیا میں آمد بھی نہیں ہوئی تھی یا اسی سال وہ اس دنیا میں تشریف لائیں، تو اس موقعہ پر ان کا نام لینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہم تاریخی حوالے سے جانتے ہیں کہ کربلا میں شہزادی معصومہ صلواۃ اللہ علیہا کی عمر پانچ سال تھی اور جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کے فرزند جناب عبداللہ شہید صلواۃ اللہ علیہا کی عمر بھی چار یا پانچ سال کی تھی، اس لئے یہ روایت درایتی اور بائیوکرونالوجی کے اصولوں کے مطابق غلط ثابت ہوتی ہے، اس روایت کے باقی نقائص اس روایت کے باقی اجزاء پر غور کرنے کے بعد سب معلوم کر سکتے ہیں

سنہ 56 ہجری بمطابق 676 عیسوی میں ملکہ کشورِ عصمت، مریم صحن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتولِ عصمت سرائے آل محمد علیہم الصلوات والسلام زوجہ سرکار حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کی آغوش کو جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے زینت بخشی، جو کربلا کے شہید بھی ہیں

سنہ 60 ہجری تک یہ گھر اطہر بہت احسن صورت میں آباد و شاد رہا، اس پاک گھر کیلئے سنہ 61 ہجری 10 محرم کا دن قیامت بن کر آیا

میں اکثر یہ گذارش کرتا رہتا ہوں کہ یہ واقعہءِ کربلا کوئی حادثاتی سانحہ نہ تھا کہ ایسے ہی اچانک واقع ہوگیا، یہ واقعہ اتنا اہم تھا کہ جس کی ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی نے پیشین گوئی کی تھی ...... اب خود سوچیں کہ تمام انبیاء ورسل نے اپنی امتوں کے سامنے جو واقعہ تسلسل کے ساتھ بیان کیا، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اتنا عظیم واقعہ بغیر کسی ترتیب و تنظیم کے یا بغیر کسی ڈسپلن کے وقوع پذیر ہوجائے

اگر ہم غور سے اس واقعہ میں شہید ہونے والوں کی ترتیب کو دیکھیں تو ہمیں اس میں ایک عظیم ترتیب اور اعلیٰ منصوبہ بندی نظر آتی ہے

قربانیوں کی ترتیب بھی مراتب کے لحاظ سے مرتب کی گئی یا بنائی گئی، یعنی قربانیوں کے کچھ دور چلائے گئے، مثلاً قربانی پیش کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا گیا کہ پہلے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے اصحاب کو روانہ کیا گیا، پھر امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کے اصحاب کو قربان ہونے کا موقعہ عطا ہوا، اس کے بعد شہنشاہ امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے اصحاب کو رخصت کیا گیا، ان کے بعد شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو اِذن جہاد عطا فرمایا، ان اصحاب کی تعداد 19 تھی جن کے اسماء یہ ہیں

(1) انس بن حارث کاہلی (2) بکر بن حی ثغلبی (3) جابر بن عروہ غفاری

(4) جنادہ بن حارث انصاری (5) جنادہ بن بنہان (6) حبیب بن مظاہر اسدی (7) ربیعہ بن خوط (8) زاہر بن عمرو اسلمی (9) زیاد بن عریب ہمدانی

(10) سعد بن حارث (11) شبیب بن عبداللہ بن حارث (12) عبدالرحمٰن بن عبدربہ انصاری (13) عبدالرحمٰن بن الارجبی (14) عقبہ بن صلت جھنی

(15) عمرو بن ضبیعہ تمیمی (16) مجمع بن زیاد جھنی (17) مسلم بن عوسجہ

(18) مسلم بن کثیر ازدی (19) یزید بن معقل جعفی

اس کے بعد بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کی قربانیوں کا پہلا دور شروع ہوا، جس میں سب سے پہلے مولا مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے قربانیاں پیش کی گئیں

پھر امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے قربانیاں دی گئیں، ان کے بعد امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے قربانیاں دی گئیں، اور سب سے آخر پر شہنشاہِ

انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانیاں دی گئیں

ایسے ہی شہادتوں کے آخری دور میں شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلوات والسلام اپنے بابا پاک کی طرف سے قربان ہوئے، ان کے بعد شہزادہ عبداللہ بن حسین علیہ الصلوات والسلام جو کہ شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کے بڑے بھائی تھے، انہوں نے امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے جان کا نذرانہ پیش کیا اور ان کے بعد مولا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے جناب عبداللہ بن حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام قربان ہوئے

اس مقام پر کوئی سوال کرسکتا ہے کہ جناب عبداللہ بن حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام نے اپنے پاک بابا کی طرف سے قربانی نہیں دی بلکہ امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام جو کہ جداعلیٰ تھے ان کی طرف سے کیوں قربانی دی؟......اس کا جواب یہ ہے کہ جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام جناب مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث تھے، اس حساب سے مولا امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی پاک دستار جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کے سر اطہر پر تھی اس لئے ان کی طرف سے قربانی بھی انہوں نے ہی پیش کی

اس کے بعد مولا مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خود قربان ہوئے

علمائے اہل سنت ہوں یا اہل تشیع، جنہوں نے بھی اسرار شہادت پر کچھ لکھا انہوں نے یہی لکھا کہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے نانا پاک کی نیابت میں قربانی پیش کی

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ایک طرف مولا امام حسین علیہ الصلوات والسلام کی پاک دستار کے وارث جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام باقی رہے اور دوسری طرف مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے وارثِ دستار جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام باقی رہے

## ﴾روز عاشور﴿

دسویں کا دن طلوع ہوا، جملہ قربانیاں اجازت لے کر باری باری ذاتِ کبریا کی بارگاہ اقدس میں پیش ہوتی رہیں

ایک وقت وہ بھی آیا کہ جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام اپنے مالک کے حضور آ کھڑے ہوئے اور عرض کرتے ہیں چچا جان اب مجھے اجازت عطا فرمائیں، دامن وقت میں گنجائش نہ ہونے کے سبب میں یہ بیان نہیں کرتا کہ انہوں نے کیسے اجازت حاصل کی ......جس وقت یہ اجازت لے کر میدان میں تشریف لائے تو انہوں نے فوجوں سے بھرے ہوئے میدان میں ایک طائرانہ نگاہ فرمائی، اپنے رہوار کو انہوں نے اس فوج کے سمندر کے کنارے پر آ کھڑا کیا اور انہوں نے فوجِ اشقیا کی طرف مخاطب ہوکر اتمام حجت کے انداز میں چند شعر موزوں فرمائے جن کا مفہوم یہ تھا

## ﴾اتمام حجت﴿

اے اہل جفا وستم! میری بات غور سے سنو، تم سب یہ جانتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خانہ زاد ہیں، اور تم جس نبی کا کلمہ گو کہلوانے کے دعوے دار ہو ہم انہی کی پاک عترت ہیں، ہم سکھ اور سکون کے سائے میں اپنے گھروں میں آباد تھے جو ایک جنت نظیر گھر تھا، ہم تمہیں یاد دِلانا چاہتے ہیں کہ تم نے ہمیں خطوط لکھ کر بلوایا ہے، ہم اپنی مرضی سے یہاں تک نہیں آئے ہیں، مگر تمہاری مہمانی قبول کرنے میں ہم دکھوں اور مصائب میں گھیر لئے گئے ہیں، پھر تم نے ہم پر جو مظالم روا رکھے ہیں ہم

نے بارگاہِ احدیت میں فریاد تک نہیں کی ہے، میں اتمام حجت کی خاطر کہہ رہا ہوں کہ اب بھی اگر ظلم سے باز رہتے ہوئے ہمیں راستہ دے دو تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے، کیونکہ واللہ ہم جنگ کرنے کی نیت سے تو یہاں نہیں آئے ہیں کیونکہ جو لوگ جنگ کی نیت سے جاتے ہیں وہ پردہ دار ساتھ نہیں لاتے، سامنے جو خیام فلک احتشام نظر آرہے ہیں وہ گواہ ہیں کہ مخدراتِ عصمت یعنی نبی زادیاں صلواۃ اللہ علیہن ہمارے ساتھ ہیں، جن میں سے کچھ ضعیف ہیں اور کچھ کم سن ہیں

جو اس وقت غریب الوطن ہیں اور تمہاری مہمان بن کر یہاں تشریف لائی ہیں، اور جو اس وقت اپنے اقرباء کی شہادت پر گریہ کناں ہیں، ہم چونکہ غیور ہیں اس لئے جان سے زیادہ ہمیں اپنی پردہ داری عزیز ہے

آگاہ رہو کہ عصمت وعفت کی اس چہاردیواری میں اس وقت وہ پاک معظّمہ کائنات بی بی صلواۃ اللہ علیہا بھی موجود ہیں جو اپنے بھائی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے بھی رحم وکرم میں زیادہ ہیں، عفو اور درگزر جن کا ہمیشہ سے شیوہ رہا ہے، تمہارے لئے اب بھی موقعہ ہے کہ اگر تم اب بھی ظلم وستم سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ پاک ذات تمہاری تمام غلطیاں معاف فرما سکتی ہیں

لیکن افسوس صد افسوس کہ لشکر شام نے کسی بات کی پرواہ نہ کی، بلکہ عمر ابن سعد ملعون نے اسی دوران فوج میں نگاہ دوڑائی، اور شامی افواج کے باقی بچے ہوئے پہلوانوں میں سے سترہ 17 جنگجو منتخب کیئے، ان کو اس ملعون نے اپنے پاس بلا کر کہا کہ تم اس شہزادہ پاک کے ساتھ جنگ فردا میں تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے بہتر یہ ہے کہ تم سب مل کر ان پر حملہ کرو کیونکہ مجھے اس جنگ کا فیصلہ اپنے حق میں

لازماً درکار رہے، وہ ملاعین ازل میدان میں آئے، انہوں نے مل کر حملہ کیا، چند لمحات میں وہ سب اپنے خون میں تیرتے ہوئے نظر آئے

اس کے بعد ملعون شام نے حکم دیا کہ تمام لشکر مل کر حملہ کرے، یہ حکم سن کر تمام لشکر فرعون نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، ادھر اسد کردگار علیہ الصلوات والسلام کے اسد بیٹے نے انگڑائی لی، مؤرخین لکھتے ہیں کہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح شجاعت کے گلشن کے سروِرواں نے حملہ کیا، جنگ نہیں صرف واقعات سنانا چاہتا ہوں

ملعون ازل کے لشکر نے چاروں طرف سے مل کر حملہ کیا، انہوں نے بہت خوبصورت جنگ کی، آخر شجاعت کی دلہن کے ہاتھوں سے 18 زخموں کے سہرے پہن کر حسنؑ کے لعل علیہ الصلوات والسلام نے زین چھوڑ دی

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے زخمی بیٹے کو خیام میں لائے، تاریخ یہ نہیں بتاتی کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی بڑی ہمشیر پاک نے اپنی بیوگی کی رسمیں کیسے ادا کیں اور کیا کیا بین کیئے، ان کی شہادت کو کس انداز میں نبھایا، ان کے چار سالہ فرزند جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے انہیں کیسے گلے لگایا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے انہیں چند لمحوں کا مہمان سمجھتے ہوئے گنج شہداء میں باقی بھائیوں کے ساتھ آکر سلا دیا، عاشور کا باقی دن اور گیارہ محرم کی رات جناب حسن مثنیٰ پاک علیہ الصلوات والسلام نے گنج شہداء میں گزاری

جب گیارہ محرم کا دن ہوا تو امت ملعونہ نے مشورہ کیا کہ فتح کے ثبوت کیلئے تمام شہداء کے سرہائے اطہر ان کے اجسام طاہرہ سے وصول کر لئے جائیں تاکہ عبیداللہ ابن زیاد ملعون کو یہ سر اقدس فتح کے تحفہ کے طور پر مختلف قبائل کے طرف

سے پیش کیئے جائیں گے تو ان قبائل کو خلعتیں اور انعامات ملیں گے

تاریخ شاہد ہے کہ عمر ابن سعد ملعون گھوڑے پر سوار ہو کر ساتھ آیا تا کہ سرہائے اقدس کے وصول کیئے جانے کا منظر اپنی نجس آنکھوں سے دیکھ سکے، امت ملعونہ نے سرہائے اطہر اجسام طاہرہ سے جدا کرنا شروع کیئے، جس وقت جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کی باری آئی تو صاحب لہوف اور صاحب عمدۃ المطالب لکھتے ہیں کہ

☆فلما ارادوا اخذالرؤس وجدوا به رمقا

جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام میں ابھی رمق جاں باقی تھی، ایک ملعون جسارت کرنے کیلئے قریب آیا مگر اس وقت ابی حسان اسماء بن خارجہ فرازی ملعون ساتھ کھڑا تھا وہ ملعون اس کی طرف دیکھ کر کہتا ہے ابی حسان ذرا غور سے دیکھو یہ شہزادہ تیرا ہمشیرزادہ تو نہیں ہے؟

عرب کا دستور تھا کہ اگر ان کے قبیلے کی کسی مستور کا غیر قبیلہ میں عقد ہو جاتا تو اس کی اولاد کو تمام قبیلہ ہمشیرزادہ کہتا تھا، اس لئے اس شخص نے یہ سوال کیا کیونکہ جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ علیہ الصلوات والسلام قبیلہ بنی فراز سے تعلق رکھتی تھیں، اور اسماء بن خارجہ جس کو لوگ اس کی کنیت ابی حسان سے پکارتے تھے، یہ ملعون بنی فراز کی کوفہ والی شاخ کا سردار تھا، اسماء بن خارجہ نے کہا کہ واقعی یہ میرا ہمشیرزادہ ہے مگر تم نے کیوں پوچھا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ شہزادہ ابھی زندہ ہے اور میں ان کا سر اقدس وصول کرنا چاہتا ہوں

اسماء بن خارجہ ملعون نے کہا کہ اب تو رک جا، یہ سر اطہر اب میں جدا نہیں ہونے دوں گا، وہ ملعون کہتا ہے کہ کل تو تو ان کے ساتھ جنگ کیلئے سب کے ساتھ شریک

تھا اور اب تو ان کا وارث بن گیا ہے، اسماء بن خارجہ ملعون کہتا ہے کہ جن کے ساتھ ہماری جنگ تھی وہ شہید ہوگئے ہیں، اور یہ میرا ہمشیرزادہ ہے کیونکہ ان کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا ہمارے قبیلے کے سردار منظور بن ریان فرازی کی دختر تھیں وہ ملعون جس وقت سرجدا کرنے کیلئے بضد ہوا تو اسماء بن خارجہ ملعون نیام سے تلوار نکال کر کہتا ہے کہ میں ان کا سرجدا نہیں ہونے دوں گا

☆واللہ لا یوصل احد الی بن اختی ابدا

اللہ کی قسم اپنے ہمشیرزادے کے قریب قیامت تک کسی کو نہیں آنے دوں گا، مجھے ابن سعد ملعون سے بات کرنے دو

یہ آواز بلند ہوئی تو ابن سعد ملعون گھوڑا دوڑا کر ان کے قریب آیا اور پوچھا کہ کیوں لڑ رہے ہو؟ اسماء بن خارجہ کہتا ہے

☆"دعولی ابن اختی" تو مجھے یہ میرا ہمشیرزادہ بخش دے، میں ان کو کوفہ لے جاؤں گا اور ان کی جان بخشی کیلئے ابن زیاد ملعون سے اپیل کروں گا، اگر اس نے میری بات کو قبول کر لیا تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو اس ملعون ازل کے حوالے کر دوں گا، میں ابن زیاد ملعون کے دربار میں انہیں بھی پیش کروں گا اور ساتھ ہی اپنی سفارش بھی کروں گا، عمر ابن سعد ملعون نے اس کی بات کو قبول کر لیا

ابی حسان اسماء بن خارجہ ملعون ان کو اپنی ناقہ پر سوار کر کے کوفہ لے آیا، جہاں تین دن تک جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام نے آنکھ نہیں کھولی، چوتھے دن شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے آنکھ کھولی تو سامنے یہ ملعون موجود تھا

ع......عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے آنکھ کھولی تو ماحول میں کافی تبدیلی نظر آئی کربلا نہیں تھا کوفہ تھا، اسماء بن خارجہ قریب آ کر بیٹھا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے دھیمی آواز سے پوچھا یا شیخ! مجھے یہ بتا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ وہ کہتا ہے کہ یہ کوفہ ہے، فرماتے ہیں یہ بتاؤ کہ میرے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام میرے عمو گرامی کہاں گئے؟ اس ملعون نے سر جھکا کر رونا شروع کیا اور سوچنے لگا کہ کیا بتاؤں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کمزور ہیں، کہیں سن کر رحلت نہ فرما جائیں، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے آہستہ سے تکیہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ یا شیخ! تجھے پروردگار عالم کی قسم مجھے یہ بتا میرے امام زمانہ چچا علیہ الصلوات والسلام کہاں گئے؟

یہ کہتا ہے کہ میں آپ کو کیا بتاؤں ...... یہاں پر صاحب ریاض نے شعر لکھا ہے کہ

پیکر ہزار پارہ و بر نوکِ نے سرش
گویم ز سر گزشت سرش یا زِ پیکرش

کہتا ہے کہ جسم اطہر پارہ پارہ تھا، سر اطہر نوک سناں کی معراج پر جلوہ افروز تھا، اب بتاؤ کہ میں سر اطہر کا حال سناؤں یا جسم اقدس کا

گویم اگر سرش او را برید شمر
درپیش چشم دختر و غم دیدہ خواہرش

اگر سر اطہر کا حال پوچھو تو شمر ملعون نے جسم اطہر سے اسے اس وقت جدا کیا تھا کہ جس وقت غریب کی بہنیں اور بیٹیاں دیکھ رہیں تھیں

گویم اگر زِ پیکر او کرد ابن سعد
با خاکِ راہ زضربِ سم اسپ ھم سرش

اگر جسم اطہر کا حال پوچھو تو لشکر فرعون کے گھوڑوں کے سم تھے اور غریب کا نازک بدن تھا کہ جسے خاک میں ملا دیا گیا

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام یہی کچھ سن سکے اور غش کھا کر گر پڑے، کافی دیر تک اسماء ان کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتا رہا، کافی دیر بعد آنکھ کھلی، آنکھ کھلتے ہی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے عجیب سوال کیا، غیور کو سب سے پہلے پردے کا خیال آتا ہے زخمی شہزادے نے ہاتھ جوڑ کر پوچھا اسماء اللہ کے نام پر مجھے یہ بتا ہمارے پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن کہاں گئے؟

اسماء ابن خارجہ کہتا ہے کہ سب حالات سناؤں یا صرف یہ بتاؤں کہ اب کہاں ہیں شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ باقی حالات بعد میں سنوں گا، مجھے صرف یہ بتاؤ کہ وہ اب کہاں ہیں؟ یہ کہتا ہے کہ شہزادے ابھی میں ابن زیاد ملعون کے دربار سے آ رہا ہوں، آپ کے تمام پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن عبید اللہ ابن زیاد ملعون کے دربار میں موجود تھے، اور میں روتا ہوا چلا آیا

میں نے دیکھا ہے کہ ہر طرف سنہری کرسیاں لگی تھیں اور بدمعاش لوگ کرسیوں پر بیٹھے شراب پی رہے تھے، وہاں کیا ہو رہا تھا یہ مجھ سے نہ پوچھیں



بیبی گیسو پریشاں درمیان دختراں
ہمچو ماہ منخسف اندر میان اختراں
درمیاں بنشستہ آں مظلومہ پر شور و شین
زیر لب آہستہ گوید وا حسینم وا حسینؑ



بے شک کہ پردے کی حد کو میری نظر عبور نہیں کر سکتی تھی پھر بھی مجھے محسوس ایسے ہوتا تھا کہ عونؑ و محمدؑ علیہما الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے بال پریشان تھے، بیٹیوں کے درمیان میں تشریف فرما تھیں، جیسا کہ گرہن شدہ چاند ستاروں میں مایوس دکھائی دیتا ہے، لب ہائے اطہر سے دھیمی آواز میں ہائے حسینؑ کے بین کر رہی تھیں اور فرما رہی تھیں کہ بے شک میں دربار میں آ گئی ہوئی مگر آپ کا مشکل ترین حالات میں زین چھوڑنا مجھے نہیں بھولتا

یہ سن کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے زمین سے سر ٹکرایا رو کر کہتے ہیں ''ہائے پردہ''

دو مرتبہ ہائے پردہ ہائے پردہ کہہ کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام دوبارہ غش کھا گئے کافی دیر بعد آنکھ کھولی، رو کر پوچھتے ہیں اے ابی حسان مجھے یقین نہیں آتا کہ چچا عباس علیہ الصلوات والسلام کے ہوتے ہوئے ہمارے پردہ دار دربار میں کیسے آ سکتے ہیں؟ مجھے یہ بتا کہ جب ملاعین ازل ہمارے پاک پردہ داروں کو کوفہ لے کر آ رہے تھے تو چچا عباس علیہ الصلوات والسلام کہاں تھے؟

یہ رو کر کہتا ہے کہ شامِ غریباں سے کافی پہلے وہ اپنے بازو نصرت امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام میں قربان کرتے ہوئے زین چھوڑ چکے تھے، ان کے شہید ہوتے ہی ظالمین کے حوصلے بلند ہو گئے، انہوں نے وہ ظلم ڈھائے کہ اگر میں آپ کو بتا دوں تو آپ برداشت نہیں کر سکیں گے

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کی شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن نے کافی عرصہ تک کوفہ میں شاہی کی تھی جس وقت کوفی اور شامی ملعون ان کو بازاروں میں لے آئے تو کیا کوفیوں نے اپنی پاک شہزادیوں کی حمایت نہیں کی تھی؟

پھر دریافت فرمایا کہ جس وقت پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن بازار میں تشریف لائے تھے تو اس وقت ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا تھا؟ مجھے تفصیل سے بتلاؤ، وہ عرض کرتا ہے کہ آقا زادے! مجھ سے تفصیل نہ پوچھو تو بہتر ہے کیونکہ میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں آپ کا جگر چھلنی نہ ہو جائے، جب آپ کے پردہ دار بازار میں تشریف لائے تو وہاں تماشائیوں کا اژدھام تھا، انہیں راستہ نہیں مل رہا تھا، صبح کو ان کے پاک محمل کوفہ میں داخل ہوئے مگر مخلوق کے رش کی وجہ سے سارا دن انہیں مختلف بازاروں میں گزارنا پڑا اور شام کو وہ دربارِ ملعون میں پہنچے ہیں

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ابی حسان جب امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے زمانہ میں میری پاک پھوپھیاں صلواۃ اللہ علیہن کوفہ میں تشریف لائی تھیں تو پردوں کے اعلیٰ انتظام ہوئے تھے، ان کوفیوں نے خود قناتیں لگائی تھیں، گھروں کی چھتوں پر مرد تو ایک طرف کوئی عورت بھی سوار نہ ہوئی تھی، رات کے وقت محمل شہر میں داخل ہوئے تھے، اب بھی وہی کوفی ہیں، تو کیا اب بھی ادب کی وہی رسومات دہرائی گئی تھیں؟

ابی حسان روکر کہتا ہے کہ اب رات نہیں تھی بلکہ دن تھا، ہزاروں کا مجمع تھا، ہر چوک میں جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام رو رو کر فرماتے تھے کہ ظالمو! شرم کرو ہم سید ہیں ہمیں راستہ دے دو، ہمارے ساتھ پردہ دار ہیں، ابی حسان نے عرض کی کہ اس مرتبہ میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے کہ جس وقت آپ کے پردہ داروں کے محمل بازار کوفہ میں داخل ہوئے تو ان کے پاک محمل ہر نگاہِ بد سے اچانک اوجھل ہو گئے، کوئی گستاخ نگاہ ان کے پردۂ عصمت تک نہیں پہنچ سکتی تھی، صرف اونٹوں

کے پاؤں نظر آ رہے تھے، محملوں کے گرد ایک نورانی ہالہ تھا مگر یہ ستم بھی کیا کم ہے کہ معظّمہ کائنات ملکہءِ دوجہاں صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بہو بیٹیاں بازاروں اور درباروں تک پہنچ جائیں، اور کم ظرف اور کمینہ خصلت لوگ تماشائی بن کر ان کے اِردگرد اکھٹے ہو جائیں

تمام مومنین ان بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ دعا مانگو کہ ربِ محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم الصلوات والسلام ان پاک مستورات کے کل دکھوں کا ازالہ فرمائے، ان کا پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلد تشریف لائیں تاکہ ان مظلومین کے زخمی جگر کے سب زخم مندمل ہو جائیں، ان ہاشمی غیور جوانوں کے دل ٹھنڈے ہوں، اور ان کے دکھی دلوں کے غیرت اور پردہ پاک کے داغ مٹ جائیں، یہ دوبارہ اپنے گھروں میں آباد کیئے جائیں اور وہاں مولا غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کے لواء الحمد کی ٹھنڈی چھاؤں میں ہمیشہ ہمیشہ آباد و شاد رہیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 34

# جناب شہزادہ حسن مثنیٰ

علیہ الصلوات والسلام

عزادارانِ گرامی!

جس طرح جناب امام سجاد علیہ الصلوات والسلام کو آدم آلِ محمد علیہم الصلوات والسلام کہا جاتا ہے، ایسے ہی جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کو آدم آلِ حسن علیہ الصلوات والسلام کا لقب دیا جاتا ہے

اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی اولاد کا سلسلہ انہی سے جاری ہوا تھا، ان کے سب سے بڑے فرزند جناب عبداللہ بن حسن علیہ الصلوات والسلام کربلا میں شہید ہوئے، پھر واقعہ ءِ کربلا کے بعد ان کے جو فرزند دنیا میں تشریف لائے تو ان کا نام بڑے بھائی کے نام پر رکھا گیا اور ان کا اسم مبارک بھی جناب عبداللہ بن حسن علیہ الصلوات والسلام تھا...... ان کے بارے میں مؤرخین کی رائے یہ ہے کہ جناب حسن مثنیٰ آل محمد علیہم الصلوات والسلام میں سے جلیل القدر اور صاحب وجاہت تھے اور شکل وشباہت میں یہ اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی مکمل شبیہ تھے

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو ابی حسان اسماء بن خارجہ فرازی کوفہ لے آیا تو بظاہر ان کے جانبر ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی

جس وقت عبیداللہ ابن زیاد ملعون کے دربار میں شہدا کی فہرست پیش ہوئی تو اس

وقت اسماء بن خارجہ فرازی اوراس کے ساتھ بنی فراز کے چند سردار بھی اپنی اپنی کرسیوں پر موجود تھے، انہوں نے ابن زیاد ملعون کو مخاطب ہو کر کہا کہ عرب کا دستور ہے کہ جب ان کے قبیلہ کی کسی مستور کا کسی غیر قبیلہ میں عقد ہوتا ہے تو تمام قبیلہ اس کی اولاد کو اپنا ہمشیرزادہ (بھانجا) سمجھتا ہے

ایسے ہی ہمارے قبیلہ کے ایک سردار کی دختر کا عقد پاک بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام میں ہوا تھا، ان کی اولاد میں سے ایک شہزادہ انتہائی زخمی حالت میں ہم اٹھا کر لائے ہیں جن کے جانبر ہونے کی کوئی امید بھی نہیں ہے

تیرا مقصد تھا مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنا، سو ہم نے اس معاملہ میں تمہاری بھرپور امداد کی، اب تو اپنا وہ مقصد حاصل کر چکا ہے

اب ایک معاملہ ہماری قبائلی روایت کا ہے کہ ہم نے اپنے ہمشیرزادے کو امان دی ہے تو بھی ان کی جان بخشی کر دے، اور اگر تو نے ان کی جان بخشی نہ کی تو پھر اس کا فیصلہ تلوار کرے گی ...... اس ملعون نے جواب دیا کہ تم کوفہ کے سردار ہو اور مسلمان ہو، اس لئے امان کا احترام کرتے ہوئے میں نے یہ شہزادہ تمہیں بخش دیا ہے، اس کے بعد اس ملعون نے امان نامہ لکھ دیا

شہزادہ حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام نے کوفہ کے محلّہ بنی فراز میں اسماء بن خارجہ کے گھر کافی دن قیام کیا، آہستہ آہستہ ان کی صحت بحال ہوتی گئی مگر کیفیت یہ تھی کہ دن رات ان کا وقت روتے ہوئے گزرتا تھا، روکر فرماتے تھے کہ خدا جانے شام کے سفر میں معظّمہ کائنات، شریکۃ الحسینؑ، عونؑ و محمدؑ علیہما الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی کیسے گزر رہی ہوگی؟

ان کی حالت کو دیکھتے ہوئے اسماء بن خارجہ نے تمام لوگوں کو منع کر دیا کہ ان کو کربلا کے واقعات کی تفصیل کوئی نہ سنائے، اس لئے جب یہ کوئی بات پوچھتے تو ہر آدمی ٹال جاتا تھا

ایسے ہی دن گزر رہے تھے کہ ایک دن غیور کے جگر میں غیرت کا درد پیدا ہوا تو آدھی رات کو یہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کمزوری اور نقاہت کے باوجود اسماء بن خارجہ فرازی کے گھر سے روانہ ہوئے، اس کے بعد انہوں نے پیدل سفر کرنا شروع کیا، کمزوری اور نحیفی کی وجہ سے قدم لڑکھڑا رہے تھے، پہلی رات کوفہ کے باہر تک بمشکل پہنچ سکے

طلوع فجر کے آثار نمودار ہوئے تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی نگاہ سامنے مسجد پر پڑی، یہ مسجد حنانہ تھی، یہ وہ مسجد ہے جس میں معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں اور بہوؤں نے بارہ محرم کی رات اور بارہ محرم کے دن کا کچھ حصہ گزارا تھا

امت ملعون بازار سجاتی رہی تھی، اسی مسجد میں بارہ محرم کی رات سب سے پہلے پاک مستورات کو امت ملعون نے بیٹوں اور بھائیوں کے سر اطہر دِئے تھے، اور تمام مستورات پاک بیٹوں اور بھائیوں کے سر اقدس آغوش میں لے کر گریہ کرتی رہی تھیں، غیور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد ناموسِ نبی کی خوشبو سے مہک رہی تھی، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام مسجد کی دیواروں کو گلے لگا کر روتے رہے، رشتہ داروں (احباب) کی خوشبو محسوس کر کے بین کرتے رہے، وہ دن اور دوسری رات شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس مسجد میں گزاری، صبح سویرے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام روانہ ہوئے، دوسرا دن نجف اشرف میں گزارا

ابھی نجف اشرف سے کچھ فاصلہ پر تھے کہ مولا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی مزار اقدس پرنظر پڑی تو شہزادہ زمین پر گر گئے

یہ دستور ہے کہ کسی مظلوم کو دیکھو، وہ اس وقت تک نہیں روئے گا کہ جب تک کوئی ہمدرد یا رشتہ دار نظر نہ آئے ،شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی مزار پاک پر آ کر گر پڑے، روکر فرمایا دادا میری حالت دیکھیں، کیا میں یہ دن دیکھنے کیلئے زندہ رہا ہوں؟ اب تو میرا جگر پھٹتا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ کوفی اور شامی ملاعین تو شرم وحیا سے واقف بھی نہیں ہیں، رذیل اور شرابی ہیں، خدا جانے ان لوگوں میں آپ کی پاک بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن کیسے تشریف لے گئی ہوں گی پاک دادا پردے کے درد نے میرے جگر کو چھلنی کر دیا ہے، شام کا سفر ہے، کمینے اور رذیل لوگ ہیں، میرا بھائی سجاد علیہ الصلوات والسلام اکیلا ہے، میں بھی مجبور ہوں، پاک دادا میری پھوپھیوں صلواۃ اللہ علیہن کے پردوں کے اب آپ ہی ضامن ہیں، کیونکہ ان کے پردے کا محافظ حقیقی تو کربلا میں سو گیا ہے

چار دن مسلسل نجف اشرف میں سرکار امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی مزار اقدس کو گلے لگا کر غیور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام آنسو بہاتے رہے

کچھ دن کے بعد دوبارہ سفر شروع کیا، مسلسل سفر کرتے ہوئے 45 پینتالیس میل کا فاصلہ پیدل طے کر کے بالآخر کربلا معلیٰ پہنچے

بنی اسد کے لوگوں کو جب ان کی آمد کی اطلاع ملی تو یہ مل کر پرسہ دینے کیلئے آئے کہ بے وارثوں کا ایک وارث تو آ گیا ہے، کچھ دن تک پرسہ داری ہوئی اس کے بعد انہوں نے کربلا معلیٰ ہی میں مستقل قیام کا فیصلہ فرمایا اور کربلا معلیٰ میں

رہ کر قافلہِ تسلیم و رضا کی انتظار میں وقت گزارنا شروع کیا
ادھر ذرا شام میں قافلہ پاک کی حالت بیان کرتا چلوں
بازار، دربار اور فرعونِ شام کے سامنے نروارد ے کر قافلہ پاک زندان میں آیا
ہر پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے زندان کی زمین پر اپنے رشتہ داروں کی مزاریں ترتیب کے ساتھ بنائیں
جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کے پاک حرم، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی پاک دختر جانب سیدؑہ ثانی صلواۃ اللہ علیہا نے بھی زندان کے ایک گوشہ میں دو مزاریں ترتیب کے ساتھ بنائیں، ایک مزار پاک نسبتاً چھوٹی بنائی اور ایک مزار قدرے بڑی بنائی
معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹی ان مزاروں کے ساتھ بیٹھ کر ہر روز آہستہ آہستہ بین کرتی تھیں کہ حسنؑ کا پاک لعل علیہ الصلوات والسلام اجڑی کے سرتاج! میں اپنے بیٹے عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کے سر اطہر کو تو کربلا سے شام تک دیکھتی آئی ہوں، مگر مجھے آپ کی زیارت نہیں ہوئی، مقتل میں بھی میں نے بہت تلاش کیا تھا، خدا جانے کہ آپ کہاں چھپ گئے، میں تو آپ کی لاش اطہر سے وداع بھی نہیں کرسکی
جتنے دن زندان میں گزارے، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا یہی بین کرتی رہیں، جس دن رہائی ہونا تھی تو پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا اس رات بھی دونوں مزاروں پر گریہ فرماتی رہیں، صبح کو یہ اطلاع ملی کہ قید رہا ہوگئی ہے
شہدائے کربلا کے وارثوں کو شہداء کے سراقدس ملے، اس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بسم اللہ پڑھ کر ردا کے دامن میں اپنے کم سن لعل عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کا سر وصول فرمایا، کافی دیر تک پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا روتی رہیں

رہائی کے بعد ایک ہفتہ شام میں قیام ہوا، اس کے بعد پاک مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کا لٹا ہوا قافلہ کربلا کی طرف روانہ ہوا

تمام سفر میں اس پاک معظّمہ علیہ الصلوات والسلام نے اپنے کمسن بیٹے کے سر کو سینہ سے جدا نہیں کیا، رو رو کر بین کرتی تھیں کہ میرا سرتاج مجھے بیٹے کا سر تو مل گیا ہے مگر تمہارے سر کا مجھے علم نہیں ہے، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں بیوہ کہلواؤں یا نہیں

صاحب عمدۃ المطالب لکھتے ہیں کہ قافلہءِ تسلیم و رضا جس وقت کربلا معلیٰ کے قریب آیا تو یہ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بیٹے کے سر کو سینہ سے لگا کر بین کرنے میں مصروف تھیں کہ دفعتاً ہاتف غیبی کی ندا آئی کہ

☆هل وجدوا ما فقدوا ...... جو کسی سے جدا ہو جائے کیا پھر مل سکتا ہے؟

پاک بی بی نے اس آواز کو غور سے سنا اچانک دوسری آواز آئی

☆بل يئسوا فانقلبوا تلاش نہیں کئے جاتے، جب مایوس ہو جاتے ہیں تو جانے والے لوٹ آتے ہیں، پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے رونا بند کر دیا اور سوچنے میں مصروف ہوگئیں کہ اس آواز کا کیا مطلب ہوسکتا ہے؟

شام سے واپسی پر یہ قافلہ پاک چار دن تک کوفہ کے باب حجاج کے نزدیک شہر کے باہر قیام پذیر رہا، کیونکہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی پاک دستار کے وارث جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے کوفہ والوں کو فرمایا تھا کہ اب ہم تم پر کوئی بھروسہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی تم ہم پر کوئی بھروسہ یا امید رکھنا

صاحب نہضۃ الحسینیہ لکھتے ہیں کہ کوفہ کا رہنے والا ایک شخص ہے جس کا نام عطیہ عوفی ہے، یہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری کے ساتھ کربلا معلیٰ زیارت کیلئے گیا تھا اور

ان کو وہیں چھوڑ کر واپس کوفہ آ گیا تھا، جس وقت کاروانِ تسلیم ورضا کوفہ پہنچا اور اس کو اطلاع ملی تو اس نے فوراً کربلا جانے کی تیاری کی، تاکہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری کو اس قافلہ پاک کی تشریف آوری کی اطلاع دے سکے

یہ دوسرے دن کربلا پہنچا اور آ کر بتلایا کہ پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کوفہ پہنچ چکے ہیں اور عنقریب وہ کربلا آجائیں گے

اس عطیہ طوفی سے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب یہ قافلہ پاک کی اطلاع دینے کربلا معلیٰ گیا تو جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ اے عطیہ عوفی تو کربلا کی جنگ میں تو شام کے لشکر میں شامل تھا، تو کب سے ہمارا دوست بنا ہے؟

اس نے عرض کی کہ میں مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا ایک معجزہ دیکھ کر شیعہ ہوا ہوں، آپ نے فرمایا کہ کیا معجزہ دیکھا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ آقا میں گیارہ محرم کی رات شہدائے کربلا کے لاشہ ہائے اطہار کو لوٹنے کی نیت سے آیا، مگر وہاں تک پہنچنے سے پہلے مجھے صحرا میں نیند آ گئی کیونکہ میں سارے دن کا تھکا ہوا تھا، جس وقت نمازِ صبح کا وقت ہوا تو میں نے صحرا میں آذان کی آواز سنی، اس آذان کی آواز سے ہی میں بیدار ہوا، مؤذن جس وقت

☆اشھد ان محمدؐ رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہہ چکا تو اس کے بعد آذان میں اس نے شہادتِ ثالثہ دی اور کہا

☆اشھد ان امیر المومنین و امام المتقین علیؐ ولی الله

میں نے سوچا کہ ایسا بہادر شیعہ کون ہے جو آج لشکر شام کی موجودگی میں یہ آذان

دے رہا ہے، میں اسی آواز کی جانب چل پڑا کہ دیکھوں کہ یہ مؤذن کون ہے میں نے قریب جا کر دیکھا تو تمام شہداء کی لاشیں قبلہ رو تھیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر بھی قبلہ رو کھڑی تھی جو بغیر سر کے آذان دینے میں مصروف تھی، میں یہ دیکھ کر شیعہ ہو گیا تھا...... (بحوالہ نہضۃ الحسینیہ)

اس عطیہ عوفی نے جس وقت جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کو قافلہ پاک کے کوفہ آنے کی اطلاع دی تو انہوں نے اسے حکم فرمایا کہ تم سرحد کربلا پر جا بیٹھو، اور جب تمہیں قافلہ پاک آتا ہوا نظر آئے تو ہمیں اطلاع دینا، ہم استقبال کریں گے چار دن کوفہ میں قیام پذیر رہنے کے بعد یہ لٹا ہوا قافلہ کربلا روانہ ہوا

ادھر جناب جابر بن عبداللہ انصاری اور عطیہ عوفی سرحد کربلا پر بیٹھ کر آپس میں مصروف گفتگو تھے کہ کوفہ کے راستے پر گرد کارواں نظر آئی

جناب جابر بن عبداللہ انصاری نے فوراً عطیہ عوفی کو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی طرف روانہ کیا، اور خود نعمان بن بشیر انصاری کے ساتھ سلسلہ گفتگو شروع کیا

یہ واقعات آپ نے بارہا ذاکرین عظام سے سن چکے ہیں اس لئے ان کو ترک کرتا ہوں اگر ان کی تفصیل دیکھنا چاہیں تو مجالس المنتظرین کی پانچویں جلد دیکھیں المختصر پاک سیدہ معظّمہءِ کائنات جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے تمام پردہ داروں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج ہم نے بھائی کی مزار پر اس انداز میں جانا ہے کہ ہماری حالت دیکھ کر انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم نے دربار بھی دیکھے ہیں، نروار بھی دِئے ہیں، کیونکہ ہم اس سفر کی تفصیل عرض کرنے کے قابل نہیں ہیں

علامہ مجلسی زادالمعاد میں لکھتے ہیں کہ شہداء کے سرہائے اطہر پاک مستورات اپنے

ساتھ شام سے لائی تھیں

معظّمہ بی بی ام المصائب صلواۃ اللہ علیہا نے عجیب ترتیب بنائی، انہوں نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی آغوش میں شہزادہ پاک کا سر اطہر دیا پھر کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی ہمشیر پاک صلواۃ اللہ علیہا کو شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کا سر اقدس عطا فرمایا، شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلوات والسلام کا سر اطہر ان کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے حوالے کیا، شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی ہمشیر پاک صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے بیٹے عبداللہ بن حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کا سر اطہر گود میں لیا، اور خود پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے مظلوم بھائی شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا سر اقدس دونوں ہاتھوں پر اٹھایا

اس عجیب انداز سے مستورات کا یہ قافلہ شہدائے کربلا علیہم الصلوات والسلام کی پاک مزاروں کی طرف روانہ ہوا...... واضح رہے کہ ان مستورات میں سے کسی کو بھی ظاہراً اس بات کا علم نہ تھا کہ شہزادہ حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کربلا میں موجود ہیں

ادھر مستورات کا جلوس پرسہ دینے کیلئے روانہ ہوا، ادھر جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام بنی اسد کی مستورات کو تیار کر کے پرسہ داروں کی شکل بنا کر استقبال کیلئے قافلہءِ تسلیم و رضا کی طرف روانہ ہوئے

سرحد کربلا سے مزار ہائے اطہر تقریباً 5 میل دور تھیں، بروایت دیگر 2 میل دور تھیں، یہ دو میل پیدل سفر کر کے پاک بیبیوں صلواۃ اللہ علیہن نے پاک مزاروں پر آنا تھا ادھر پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے قافلہ نے سفر شروع کیا، ادھر شہزادہ حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام روانہ ہوئے، جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بھائی کا مرثیہ (نوحہ) پڑھنا شروع کیا...... ☆

هنـــا ذبـح الـحسينؑ بسيف شمر

هنـــا قـد تـربـوا منـه الجبينـا

یہی وہ جگہ تھی کہ جہاں میں دیکھتی رہی، قسمیں (واسطے) دیتی رہی، مگر شمر ملعون نے حیا نہیں کیا تھا، یہی وہ جگہ تھی، یہ ہی وہ سرزمین تھی کہ جہاں اپنے پیارے بھائی کو میں نے زین ذوالجناح سے زمین کی طرف سجدہ کیلئے جھکتے ہوئے دیکھا تھا جاوقت مستورات کے ساتھ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے نوحہ پڑھنا شروع کیا تو کربلا کی زمین کو زلزلہ آیا، ادھر جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام نے بھی نوحہ پڑھنا شروع کیا

اے خـفـتـه در نجف شه مردان بیا بیا

بهـر عـزائـے نـور دو چشـماں بیا بیا

دادا جان! آپ نجف میں سو رہے ہیں، اب ذرا جلدی تشریف لائیں اور اپنے نورِ نظر کی عزاداری میں شریک ہوں، آپ کی بہو، بیٹیاں شام سے لوٹ آئی ہیں دونوں جلوس آمنے سامنے آئے، مگر ابھی پرسہ دار کچھ فاصلہ پر تھے کہ جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ سب مستورات یہیں پر رک جائیں، مجھے بنی اسد کی مستورات میں ایک مرد نظر آرہا ہے، میں پردہ کروالوں

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن رک گئیں، جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام جس وقت قریب پہنچے تو اُدھر سے جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام نے بین کیا، دادا جان آپ کی شہزادیاں شام سے واپس تشریف لے آئی ہیں، یہاں آئیں اور ان کو دلاسہ دیں

فطرت کا تقاضہ ہے کہ جتنا کوئی مظلوم ہو، درد ستایا ہو، اس وقت کھل کر روئے گا

کہ جب اسے کوئی ہمدرد نظر آئے گا، اس وقت صبر ہو ہی نہیں سکتا
سال کے بعد بیمارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو بھائی نظر آیا، آواز پہچانی تو دل کی گہرائیوں سے ایک درد بھری آہ نکلی ...... ہائے میرا پیاسا بابا علیہ الصلوات والسلام

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں چار ہستیاں وہ ہیں کہ جن کی رشتہ داروں سے عجیب حالت میں ملاقات ہوئی، ایک دوسرے سے ملتے وقت بیتابی کا یہ عالم تھا کہ قریب آتے ہی خاک کو زینت بخشی اور پھر کہنیوں کے بل چل کر ایک دوسرے کو گلے لگایا اور وہیں غش کھا گئے

پہلا شخصیت حضرتِ یعقوب سلام اللہ علیہ نبی ہیں کہ جس نے مصر پہنچنے پر جب اپنے بیٹے یوسف سلام اللہ علیہ کو دیکھا تو گھوڑے کی زین پر بیٹھے نہ رہ سکے، دوسری جانب جناب یوسف سلام اللہ علیہ نے بھی اپنے آپ کو گرادیا، دونوں باپ بیٹا کہنیوں کے بل چل کر ایک دوسرے سے گلے ملے اور بے ہوش ہو گئے

دوسرے ہیں تاجدار کربلا، یعقوب کربلا علیہ الصلوات والسلام کی جس وقت یوسف آل محمدؐ جناب علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے قریب پہنچے اور ان کی لاش اطہر پر نظر پڑی تو آپ نے خاکِ کربلا کو زینت بخشی، اس کے بعد کہنیوں کے بل چلتے ہوئے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے قریب پہنچے اور انہیں گلے لگایا

تیسرے جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام اور جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام تھے، شام سے واپسی کے بعد مدینہ کے باہر جس وقت ان دونوں چچا، بھتیجے کی ایک دوسرے پر نظر پڑی تو اپنے آپ پر ضبط نہ رکھ سکے اور گر پڑے، اس کے بعد کہنیوں کے بل چل کر ایک دوسرے کے قیب پہنچے، جونہی گلے لگایا تو پھر ظاہراً غش کر گئے

چوتھے یہ دونوں بھائی ہیں کہ جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کی نظر جس وقت شہزادہ حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام پر پڑی اوران کی نظر بیمار کربلا علیہ الصلوات والسلام پر پڑی تو دونوں بھائی گر پڑے، پھر دونوں بھائیوں نے کہنیوں کے بل چلنا شروع کیا، جس وقت دونوں نے ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالیں دونوں کی آہ نکلی، جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بھائی حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام دیکھ پھوپھیاں شام سے واپس آ گئی ہیں، مجھ سے یہ مت پوچھنا کہ ہم بازاروں میں کیسے گئے تھے؟ ہم نے نروار کیسے دِئے تھے؟ زندان میں ہماراوقت کس طرح کزرا؟ ایک مرتبہ پاک پردہ داروں کو دیکھو گےتو خود معلوم ہو جائے گا

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کے رونے کی آواز پہچانی جناب سیدہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ یہ تو میرے لعل حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کی آواز ہے، شاید دونوں غیور بھائی ایک دوسرے کو گلے لگا کر رو رہے ہیں، ان کو دلاسہ دینے والا بھی کوئی نہیں ہے، اور میرا سجاد تو بیمار بھی ہے اور شام کے طویل سفر کا تھکا ہوا ہے، خدا خیر کرے

مستورات پاک صلواۃ اللہ علیہن جلدی جلدی قدم اٹھا کر جب قریب پہنچے تو دونوں بھائی ظاہراً غش کر چکے تھے، مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے چاروں طرف سے حلقہ بنایا، ماتم شروع ہوا، جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کی آنکھ کھلی، پردہ داروں پر نظر پڑی تو کسی وقت پھوپھی پاک صلواۃ اللہ علیہا کے قدموں پر سر رکھتے، کسی وقت ضعیف ماں کے قدموں پر سر رکھتے، خدا جانے کہ شہزادہ حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام نے شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی پاک ماں کو کیسے پرسہ دیا ہوگا

سب پاک مستورات نے دیکھا کہ ایک پاک شہزادی ہیں، جنہوں نے سر جھکایا ہوا ہے، آنکھیں برس رہی ہیں، کیفیت یہ ہے کہ دامن میں معصوم شہزادے کا سر اطہر ہے، شہزادہ حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام نے جس وقت سب سے گلے مل لیا تو ان پر نظر پڑی، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سر جھکایا اور آہستہ سے کہا میرے سرتاج! تمہیں اپنا لختِ جگر ملنے آیا ہے، ناراض نہ ہونا جس وقت آپ نے یہ لعلؑ میرے سپرد کیا تھا تو اس وقت حالت اور تھی، اب اس کی کیفیت کافی تبدیل ہے، کنیز کو بے قصور سمجھنا کیونکہ میرے بس میں تو کچھ نہیں تھا، میں مجبور تھی

مگو که از چه رخ او چوں کهربا باشد
زِ داغِ تشنگیِ دشت کربلا باشد

میرے سرتاج! مجھ سے یہ مت پوچھنا کہ آپ کے دلربا کا رخِ انور زرد کیوں ہے درحقیقت یہ زردی کربلا کی پیاس کے داغ ہیں

مجھ سے یہ بھی نہ پوچھنا کہ آپ کے لعلؑ کے ہونٹ کیوں خشک ہیں؟ تین دن کا پیاسہ بھی تھا، کمسن بھی تھا، میدان بھی بہت گرم تھا، بہت عرصہ ماں سے دور بھی رہا میں نے کافی عرصہ کے بعد اسے گلے لگایا ہے، لیکن یہ بھی ہے کہ مجھے اس ارجمند اور لائق نورِ نظر پر فخر ہے کہ اسی نے ہم دونوں کو بارگاہِ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام میں سرخرو کیا ہے، اس نے کربلا میں ایسے خوبصورت انداز میں قربانی پیش کی کہ سرکارِ وفا علیہ الصلوات والسلام کی طرح اس نے اپنے بازو امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کے سر اطہر پر قربان کیئے تھے، ہم اس کی عظمت پر جتنا بھی فخر کریں وہ کم ہے

شہزادہ حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام نے معصوم بیٹے کا سر اطہر ہاتھوں پر لیا، خشک ہونٹوں پر ہونٹ رکھے، رو کر کہتے ہیں تم تو اپنے بابا سے بھی زیادہ خوش نصیب ہو کیونکہ میں تو شہادت سے محروم رہا ہوں اور تمہیں شہادت کی سعادت نصیب ہوئی ہے، شاید شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو مجھ سے زیادہ تم سے محبت تھی کہ تمہیں اپنے ساتھ شہادت کی کشتی پر سوار کر دیا اور مجھے ساحل پہ چھوڑ دیا

میرا خیال ہے کہ اس وقت معصوم علیہ الصلوات والسلام کی آنکھیں کھل گئی ہوں گی، دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے کہ آخر کبھی تو ہم غریبوں کا پاک منتقم عجل اللہ فرجہُ الشریف بھی اس دنیا میں تشریف لائیں گے جو ازل سے ابد تک کے تمام مظلومین پر روا رکھے گئے مظالم کا انتقام لیں گے

دعا فرمائیں کہ اب جلد از جلد ان پاک ذوات کے دل کی مرادیں بر آئیں کہ جنہوں نے سخت اور مشکل ترین حالات میں نصرتِ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کا ہمیں عملی سبق عطا فرمایا، دین حق پر چلنے اور ہر حال میں ثابت قدم رہنے کا درس دیا



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللّٰہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 35

# ﴿شادی پاک﴾

## ﴿ملکہ عالمین، معظّمۂ کائنات، پاک سیدّہ طاہرہ﴾

صلواۃ اللہ علیہا



عزادارانِ گرامی!

پوری کائنات کی تاریخ میں، آسمان کے اس نیلے سائبان کے نیچے، ازل سے آج تک دو شادیاں ایسی ہوئی ہیں کہ جن کی کوئی مثال نہیں ملتی، پہلی شادی مدینہ منورہ میں ہوئی اور دوسری کربلامعلّیٰ میں ہوئی، عجیب بات یہ ہے کہ دونوں مقدس دلہنیں اور دونوں پاک دولہا ہم نام ہیں

## ﴿پہلی شادی کا پس منظر﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک نے 27 صفر سن 13 بعثت بمطابق 10 ستمبر 622 عیسوی کو مکہ ترک کیا اور آٹھ ربیع الاول 20 ستمبر کو مدینہ میں داخل ہوئے تقریباً 9 ماہ مدینہ میں مہاجرین کی سیٹلمنٹ (Settlement) میں گزر گئے

جس وقت ذیقعد کا مہینہ آیا تو بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام میں جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام نے یہ بات شروع کرتے ہوئے بارگاہِ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی کہ

اب تک مصروفیات نے اجازت نہیں دی کہ ہم یہ بات کرتے ،لیکن اب محسوس یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے نورِ ازل کو یکجا کرنا بہت ضروری ہے

ادھر حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی یہی خواہش تھی کہ اللہ کے ازلی انوار کو یکجا کریں مگر جو ذات اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کلام فرمانا کبھی مناسب ہی نہیں سمجھتے تھے وہ اللہ کی مرضی کے بغیر اتنا بڑا کام کیسے کر سکتے تھے ،لہٰذا وہ اپنے محبّ حقیقی کے حکم کی انتظار میں تھے ، پاک خاندانِ تطہیر علیہم الصلوات والسلام میں یہ گفتگو ہوئی کہ حالات کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ کے نورِ عصمت اور نورِ ولایت کے قِران کا اہتمام کرنا ضروری ہے

3 جون 623 عیسوی بمطابق 28 ذیقعد سنہ 1 ہجری بروز جمعہ جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام نے انفرادی طور پر پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے اہم افراد کے ساتھ گفتگو کے بعد اپنے پاک گھر میں پاک خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کی ایک میٹنگ بلوائی اور اس میں اپنا مقصد بیان کیا ، ان کی بات سے سب نے اتفاق کیا ، اس کے بعد انہوں نے سب خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کو ساتھ لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے ، جملہ اصحاب نے ہمنوائی کی اور سب نے مل کر اپنی عرضداشت پیش کی ، ان کی بات سن کر اللہ کے حبیب ازل یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری بھی روزِ ازل سے یہی خواہش ہے ،مگر ہم اپنے محبّ حقیقی رب ذوالجلال کے حکم کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے ، دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے در پر آپ کا چل کر آنا بھی سر آنکھوں پر مگر آپ نے ایسے وفد بنا کر آنے میں ایک ناانصافی کی ہے

سب نے عرض کی حضور اپنے اس فرمان کے مقصد سے آگاہ فرمائیں کہ دنیا کے

دستور میں سے ہم نے کون سا دستور توڑا ہے؟ دنیا کا دستور تو یہ ہے کہ بیٹی والوں کے گھر بیٹے والے چل کر جاتے ہیں، ہم بھی آپ کے در اقدس پر چل کر آئے ہیں
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں شبہ نہیں کہ بیٹی کے گھر بیٹے والے چل کر جاتے ہیں، مگر تم کس حوالے سے آئے ہو؟
جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی آقاؐ آپ واقف ہیں کہ شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام ہمارے سگے بھائی ہیں اور مجھ سے دس سال چھوٹے بھی ہیں آج اگر ہمارے بابا پاک موجود ہوتے تو ان کی خاطر وہ تشریف لاتے مگر وہ موجود نہیں ہیں، اس لئے ہمارے علاوہ کس نے آنا تھا؟
انہوں نے فرمایا کہ آپ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے آئے ہیں تو ہمیں یہ بتاؤ کہ کیا یہ آپ کے گھر میں پیدا ہوئے تھے کہ آپ ان کے بزرگ بن کر آئے ہیں یہ جن کے گھر اقدس میں تشریف لائے تھے وہ خود کیوں نہیں آیا
انہوں نے عرض کی کہ اچھا یہ بات ہے تو ہم واپس جا رہے ہیں اگر اسے ضرورت ہوگی تو وہ خود چل کر آئے گا
جس وقت انہوں نے یہ عرض کر کے اٹھنے کا ارادہ کیا تو فوراً جناب جبرائیل امین نازل ہوئے اور آکر عرض کی کہ حضور کے ازلی محبّ فرماتے ہیں کہ واقعی انہوں نے دستور کو توڑا ہے، مگر اب میں اپنے خانہ زاد کے رشتے کی خواستگاری کیلئے ایسے آؤں گا کہ تمام کائنات دیکھے گی کہ بیٹے والے کیسے آتے ہیں
فرمایا جمعہ کی رات کو ذوالحجہ کا چاند چڑھے گا، اسی رات میرا ایک پیام بر آئے گا بعد میں میں خود آؤں گا، شادی ہوگی، اور دعوتِ ولیمہ ایسی ہوگی کہ اولین

وآخرین کو ہمیشہ یادرہے گی، آپ آج کی شب تمام اہل مدینہ کو اطلاع دیں بلکہ تمام عرب کو مطلع کریں کہ وہ اپنے گھروں کے صحن میں موجود رہتے ہوئے میرے پیام بر کے آنے کا منظر دیکھیں

یکم ذوالحجہ بمطابق 5 جون 623 عیسوی اتوار کی شب آئی، سب اہل مدینہ رات کو اپنے اپنے گھروں میں اس پیام بر کے آنے کے منتظر تھے جو اللہ تعالیٰ نے بھیجنا تھا، جون کا مہینہ تھا شدید گرمی کی راتیں تھیں کچھ لوگ اپنی چھتوں پر سوار ہو گئے کچھ صحن میں منتظر تھے کہ دیکھیں تو سہی اللہ آج بیٹے والا بن کر آتا کیسے ہے؟

گویا یہ شادی خانہ آبادی کی تقریب کا آغاز تھا، اور 5 جون سے لے کر 10 جون تک ان تقریبات نے جاری رہنا تھا، خالق ممکنات کی پاک ذات نے آسمانوں پر اعلان فرمایا کہ آج میں نے مالک ممکنات کے گھر میں ایک پیام بر بھیجنا ہے، آسمانی ستاروں میں سے کون یہ فریضہ ادا کرے گا؟

سب سے پہلے سورج نے اپنے انوار کی چادر پیکر درخشاں پر لپیٹ کر قبائے ضیائی زیب بدن کی اور سامنے آکر عرض کی میرا خالق! سب سے زیادہ حق میرا ہے کہ میں یہ سعادت حاصل کروں کیونکہ وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر ہے اور میں سید الکواکب ہوں اور سیدۃ النساء العالمین صلواۃ اللہ علیہا کا پیام بر بننا ہے اور ان کی شادی خانہ آبادی کا پیغام ہے اور سید الاوصیاء شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی شادی کا معاملہ ہے، اس لئے سید الکواکب کا پیام بر بن کر جانا مناسب رہے گا

خالق کائنات نے فرمایا تم ذرا منہ سنبھال کر بات کرو، تمہارا کام ہے مسلسل جلنا اور ایسے مواقع پر کسی جلنے والے کو شریک کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں، اس لئے

تم خاموش رہو..........ع

خوشی کی بزم میں کیا کام جلنے والوں کا

خالق کی ذات نے چاند کی طرف نگاہ فرمائی تو دیکھا کہ وہ چاندنی کی چادر لپیٹ کر شرما رہا تھا، خالق نے فرمایا میرے چاند کیوں شرما رہے ہو؟ ہم تجھے نہ بھیج دیں؟ اس نے عرض کی خالق میرا چہرا داغ دار ہے، وہاں مجمعِ انوار ہوگا، اگر کسی نے بھی میرے چہرے کی طرف انگلی اٹھائی تو میں تو شرم سے کٹ مروں گا

دوسری بات یہ ہے کہ یہ اس پاک گھر کی شادی خانہ آبادی ہے جو تمام گھر اقدس تیری پاک ذات کی طرح ہر عیب سے پاک ہے، وہاں مجھ جیسے عیب دار کا جانا مناسب ہی نہیں ہے

خالق نے فرمایا تمہاری بات میں وزن بھی ہے اور معقول بھی ہے

زحل ستارے نے آگے بڑھ کر عرض کی میرا خالق! میں استاد فلک مشہور ہوں غلطیوں کی سزا دینا میرا کام ہے، اگر اجازت ہو تو میں یہ شرف حاصل کروں؟

خالق کائنات نے فرمایا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ دنیا کے جاہل نجومی تجھے نحس اکبر کہتے ہیں، انہوں نے تیری پیشانی پر نحوست کا سہرا سجا رکھا ہے، اور اس پاک گھر میں ہونا ہے قران سعدین، وہاں کوئی جاہل منحوسیت کی بات بھی نہ کرے، اس لئے تمہارا جانا مناسب نہیں ہے

مریخ ستارے نے عرض کی اے خداوند برگزیدہ! ہر عیب سے تو تیری ذات ہی پاک ہوسکتی ہے، اگر ہم عیب دار ستاروں میں سے ہی کسی نے جانا ہے تو یہ اعزاز

مجھے عطا فرمائیں کیونکہ میں شجاعت کی علامت ہوں، یہ بات نجومی بھی مانتے ہیں کہ میں جس کے زائچے میں سعد حالت میں ناظر ہو جاؤں اس کو شجاع بنا دیتا ہوں اور وہاں عالمین کے شجاع ازلی کی شادی کا معاملہ ہے، اس لئے مجھ سے زیادہ کوئی موزوں ہے ہی نہیں، خالق کائنات نے فرمایا علم نجوم میں تجھے جلاد فلک کہا جاتا ہے اور نجومی تجھے منحوس اصغر لکھتے ہیں اور تو قتل و غارت اور جنگ و جدال کی علامت سمجھا جاتا ہے، یہ معاملہ بڑا لطیف ہے، یہاں پر بلد شیڈ(Blood Shed) کی علامت کو بھیجنا بے محل ہے، تو بھی خاموش رہ

اس کے بعد عطارد ستارے نے عرض کی خالق میں دبیر فلک ہوں، منشیءِ افلاک ہوں، علم و دانش کی علامت سمجھا جاتا ہوں، میں جس کے گھر میں سعد حالت میں ناظر ہوں اس کو علم دانش سے معمور کر دیتا ہوں، لہٰذا مجھے پیام بر بننے کا اعزاز بخشا جائے

خالق کائنات نے فرمایا کہ تو ہے منشیءِ فلک، تیرا کام ہے حساب کتاب کرنا، تو حساب کتاب کا عادی ہے، یہاں پر حساب کتاب کی کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی؟

دوسری بات یہ ہے کہ تو علم کی علامت ہے اور تجھے علم پر بہت ناز ہے اور وہ گھر علم کا شہر ہے، اور شادی اس ذات کی ہے جو بظاہر تو علم کا دروازہ ہے حقیقتاً وہ "وکل شیءٍ علیم" کا مصداق ہے، کہیں تو وہاں جاہلانہ بات نہ کر بیٹھے اس لئے تیرا جانا بھی مناسب نہیں ہے

اس کے بعد خالق نے مشتری ستارے کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تیرا کیا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کی میرا خالق تیری ذات جانتی ہے کہ علم نجوم میں مجھے دولت اور

امارت کی علامت سمجھا جاتا ہے اور میں تجارت کی علامت بھی ہوں، اگر مجھے حکم ہوتو میں اپنے بارہ چاند ساتھ لے کر پیام بر بن کر ایسے جاؤں کہ کائنات دیکھے کہ مشتری پیام بر بنا کیسے تھا؟ خالق نے فرمایا تیرے بارہ چاند ہیں، ان کے بارہ وصی ہیں، ممکن ہے کہ بارہ کے عدد کی وجہ سے تو کہیں غلط فہمی کا شکار ہو جائے، اس لئے تیرا جانا بھی نامناسب ہے

دوسری وجہ یہ ہے کہ مشتری کے معنی ہیں گاہک، تو دنیا کا گاہک ہے اور وہ میری رضا کے مشتری ہیں، تیرا وہاں مشتری بن کر جانا ایسا ہے کہ جیسا سرائیکی میں کہتے ہیں کہ........... پائی نہ پلے، ہار گھناں کہ چھلے

یعنی پاس ہے کچھ نہیں اور خواہش اپنی استطاعت سے زیادہ کی ہے

تیسری بات یہ ہے کہ تو مذکر سیارہ ہے اور وہاں تو ملکوت کا داخلہ بھی بند ہے تو کیسے جائے گا

اس کے بعد خالق عالمین نے زہرہ ستارے کی طرف نظر رحمت فرمائی، اس کے حسن و جمال پر نگاہ فرمائی، اور اسے ہر پہلو سے اس کام کیلئے موزوں پایا تو خلاقِ ازل نے اسے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ معاملہ ہے پردہ داری کا اور پردہ دار گھر میں کسی مذکر کا جانا بالکل مناسب نہیں ہوتا، دوسری بات یہ ہے کہ زمانہ کا رواج اور دستور بھی یہی ہے کہ پہلی مرتبہ بیٹی والوں کے گھر مرد پیغام لے کر نہیں جاتے بلکہ مستورات جاتی ہیں، اس حوالے سے بھی تو موزوں ہے

ایک بات یہ بھی ہے کہ جس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کی شادی خانہ آبادی کا پیغام مسرت لے جانا ہے ان کے اور تیرے نام میں ''تجنیس خطی'' موجود ہے کیونکہ تیرا

نام زہرہ ہے یعنی فرق صرف پیش اور زبر کا ہے، لہٰذا تو یہ پیغام لے کر جا
تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ تجھے فنونِ لطیفہ کی علامت جانا جاتا ہے، سب نجومیوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ زہرہ شعروشاعری، آواز، موسیقی، ساز وسرود، رقص وطاؤس، حِسِ حسن، ذوقِ جمال اور ادب وبیان کی علامت ہے...... اور شادیوں میں ان چیزوں کی بہت ضرورت ہوتی ہے، سہرے لکھنے اور گانے پڑتے ہیں، بزم کو گرمانا پڑتا ہے، اس لئے تجھ سے زیادہ کوئی ستارہ موزوں ہے ہی نہیں
تجھ کو لولئ ِ فلک یعنی آسمانوں کی گانے والی لونڈی اور کنیز بھی کہا جاتا ہے، ستاروں کی ملکہ بھی کہا جاتا ہے، اس لئے اس کام کیلئے تو ہی موزوں ہے، بس تو ہی پیام بر بن کر جا...... حکم ملنے کی دیر تھی، زہرہ ستارے نے آسمانوں سے پرواز کیا، چشم کائنات نے یہ منظر دیکھا کہ زہرہ ستارہ آسمان سے زمین کی طرف روانہ ہوا اور اس نے ذوالحجہ کے مہینہ کو موسم حج بنا کر جمعہ کی رات کی مناسبت سے حج اکبر سمجھ کر مدینہ کو کعبہ ءِ عقیدت بنا کر مکمل شہر کے سات طواف کئے، اس کے بعد شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی دہلیز اقدس کو سجدہ گاہِ ملکوت سمجھ کر ایسے سر بہ سجود ہوا کہ خالق کو بے ساختہ اس کی محبت کی قسم اٹھانا پڑی
☆ والنجم اذا هوٰى مجھے اس ستارے اور اس کے سجدہ میں جھکنے کی قسم
☆فلا اقسم بمواقع النجوم وانه لقسم لوتعلمون عظيم......(الواقعه 85)
مجھے اس دہلیز کی قسم جہاں ستارے جھکتے ہیں
یہ منظر دیکھ کر اہل مدینہ نے صدائے نعرہ ہائے تکبیر بلند کی، تمام شہر مبارک بادی کیلئے در اقدس پر پہنچ گیا، ادھر خالق نے مبارک بادی کا پیغام بھیجا، در اطہر پر

جناب جبرائیل نازل ہوئے اور تہنیت پیش کی، اور عرض کی کہ آپ کا محبّ حقیقی فرماتا ہے کہ ہم نے تو خواستگاری کی رسم ادا کر دی ہے، اب آپ پر بھی لازم ہے کہ اپنی دختر پاک صلواۃ اللہ علیہا کے سراطہر کو اس سر تاجِ اقدس کے ساتھ زینت بخشیں جو ان کے ازل سے سر تاج ہیں اور ان کا نور بھی ایک ہے، نور کا کفو نور ہی ہوتا ہے، ان کے انوار کو آپس میں متصل فرما دیں، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیغام سنا تو فرمایا کہ یہ ہوئی نہ بات، اس کے بعد تمام پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام اور تمام اصحاب کو یاد فرمایا اور ان کے روبرو جناب جبرائیل کو فرمایا کہ

☆نعم الولی ربی ونعم الخطیب انت وکان اللہ ولیھا...... (R_416)

مستور کیلئے ولی شرعی ضروری ہوتا ہے اور ہمارے گھر کا بہترین ولی خالق اکبر خود ہے اور خطبہءِ نکاح کیلئے خطیب کی ضرورت ہوتی ہے اور تم سے زیادہ اچھا کوئی خطیب نہیں ہے، لہٰذا ہم تمام اہل مدینہ کو جمع کرتے ہیں، اس محفل میں نکاح کا خطبہ تم نے ادا کرنا ہے، یہ خوشی کی تقریب کچھ دن تک رہے گی، آخری دن رسم عقد دنیا میں ادا ہوگی

بس شادی کی تیاریاں ہونے لگیں، ساری دنیا جانتی ہے کہ جب شادیاں ہوتی ہیں تو ان کی رسومات بیک وقت دو گھروں میں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے، بیٹی والے گھر کی علیحدہ خوشیاں ہوتی ہیں، بیٹے والے گھر علیحدہ خوشی ہوتی ہے، اس لئے ایک طرف یعنی بیٹی والے گھر کی رسومات کیلئے جملہ پاک بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے گھروں میں دعوت دی گئی، سب شہر مدینہ میں ایک جشن بپا رہا

ادھر سدرۃ المنتہیٰ پر رب ذوالجلال نے جناب جبرائیل کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ

کائنات کے ہر مقام پر کھڑے ہو کر شادی کی منادی کرو، اب تو پیام بر بن کر ساری کائنات کو دعوت دے، یہ فقط دعوت نہ تھی گویا مسرت کی انتہا تھی

☆تنادی فی السماوات و الارضین و الجبال و البحار حتی اجتمع جمیع الملائکة الی بیت المعمور......(R_417)

جبرائیل نے جملہ آسمانوں پر اور جملہ زمینوں پر جا کر منادی کی، کائنات کے ہر آسمان اور ہر زمین میں، تمام پہاڑوں اور دریاؤں میں، عالم ملکوت و عالم جبروت میں منادی کی، جملہ موجودات کی ہر چیز آج بیت المعمور پر حاضر ہو کیونکہ آج وحدانیۃ الکبریٰ کی خوشی کی تقریبات کا آغاز ہو رہا ہے

اس منادی کو سن کر ملائکہ وکروبیاں نے بارگاہ قدس میں عرض کی کہ اے رب الملائکہ والروح! کیا ہم بھی اس تقریب میں شریک ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جملہ عالم ملکوت کو حکم ہے کہ بیت المعمور کے سامنے مشرق سے مغرب تک اپنی صفیں بناؤ اور تسبیح وتہلیل وتقدیس وتکبیر کی ایسی صدائیں بلند کرو کہ عرصۂ بیت المعمور گونج اٹھے، عالمین کو معلوم ہو جائے کہ لا ولد کے گھر پیدا ہونے والوں کی خوشی کیسے منائی جاتی ہے

اس کے بعد اللہ نے خازنِ جناں جناب رضوان کو حکم فرمایا کہ جنت کا تو انچارج ہے اور یہ جوانانِ جنت کے سرداروں کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی خوشی کی تقریب سعید ہے، تو جنت کو جتنا سجا سکتا ہے سجا، خرچ کرتے ہوئے رعایت کی گنجائش نہ رکھنا، جہاں پر ایک خرچ ہونا ہو وہاں لاکھ خرچ کرنے سے نہ ڈرنا، یہ شادی کوئی روزانہ تو نہیں ہونا ہے؟

آج جنت میں معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کے باراتیوں نے آنا ہے اور یہ مواقع بار بار نصیب نہیں ہوتے، اس کے بعد خالق نے حورانِ جناں اور ولدانِ مخلدین و غلمانانِ جنت کو حکم فرمایا کہ تم جنت میں اپنی بہترین وردی پہن کر فالن (ہوشیار) ہو جاؤ، اپنی قطاریں لگا دو، کیونکہ تم نے ان باراتیوں کو سرو(serve) کرنا ہے اور مشروبات وطعام جنت تم نے پیش کرنا ہیں، ڈیوٹی میں کوئی غفلت برداشت نہ ہوگی، الرٹ ہو جاؤ، اور ہفت جنات میں کرسیوں اور میزوں کی قطاریں لگا دو

☆وان یصف اقداح الشراب ویزین الکواعب والا تراب......(R_418)

ان میزوں پر شراب الطہور کے بھرے ہوئے اقداح اور جام شیریں سجا دو پھر ملکوت مقربین کو حکم ہوا کہ

☆ان یفرش البیت المعمور بفرش العبقری واستبرق......(R_419)

بیت المعمور پر ایسا فرش بچھاؤ جو عبقری ہو اور موٹے ریشم اور سونے کی تاروں سے تیار کیا گیا ہو، یہاں تم سات رنگ کے زخرفات اور سجاوٹوں کے نمونے جمع کرو، یعنی اعلیٰ ترین سجاوٹ کرو

☆وعلق فیہ قنادیل الدرر بسلاسل المرجان الدرر......(R_420)

ان کے اوپر سفید چمکدار موتیوں کی بنائی ہوئی قندیلیں لٹکا کر روشن کرو، اور ان قندیلوں کو مرجان کی بنی ہوئی رنجیروں کے ساتھ لٹکا دو، ان کرسیوں پر حوران اور غلمان کو مہمانوں کی طرح بٹھا دو......اس کے بعد خالق ممکنات نے فرمایا

☆وصف حول البیت منابر الرحمۃ و کراسی الکرامۃ و نصب منابر الیاقوت احمران......(R_421)

کہ بیت المعمور کے چاروں طرف رحمت ایزدی کے منبر سجائے جائیں اور ان کے باہر کرامت یزدانی کی کرسیاں لگائی جائیں اور ان کے اندر یاقوت سرخ کے تخت لگائے جائیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہوا کہ ان منابر رحمت پر ملکوت وقدسیان وکروبیان بیٹھ جائیں اور کرسیان کرامت اِلٰہی پر ملکوت ومقربین جلوہ آرا ہوں، گویا اللہ تعالیٰ نے ملکہ عالمین پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی شادی خانہ آبادی کیلئے ایک میرج ہال تیار کروایا اور مہمانانِ تقریب سعید کو بٹھایا گیا

☆و نشر الله فوق رؤسهم سحابته من النور تغشى الابصار حشوها المسك و الكافور والعنبر و امرها ان تمطر على رؤس الملائكة با جنتها ...... (R_422)

جس وقت جملہ مہمانانِ تقریب اپنی اپنی کرسیوں پر براجمان ہو گئے تو اس وقت رب ذوالجلال نے ایک نورانی بادل کو ان مہمانوں کے سروں کے اوپر چھا جانے کا حکم دیا، اس بادل سے ایسا نور ساطع ہوا کہ اس سے نورانی مخلوق کے مکمل مجمع کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں

پھر خالق نے اس بادل کو حکم فرمایا کہ تو اس مجمع انوار پر مشک وعنبر اور کافور جنت کی بارش برسا دے، معطر بارش شروع ہوگئی

ادھر ملکوت وقدسیان ومقربین کو حکم ہوا کہ سب ملکوت مل کر تسبیح وتہلیل وتقدیس وتکبیر کے نعرے بلند کریں، خاموش کیوں ہو؟

☆قالو الحمد لك يا رحمان...... (R_423)

انہوں نے بہ آواز بلند صدا کی رحمٰن ازل تیری لاکھ لاکھ حمد ہے کہ اس تقریب میں شراکت کا تم نے ہمیں اعزاز عطا فرمایا ہے اور یہ اعزاز ہمارا استحقاق نہ تھا

☆امر شجرة طوبی ان تنثر فنثرت الدرر و الجواهر والیو اقیت الدرر (R_424)
خالق ممکنات نے اس وقت شجرۂ طوبیٰ کوحکم فرمایا کہ اب تو صدقے نچھاور کر، شجر طوبیٰ نے مجمع ِملکوت پر جواہرات اور یاقوتوں اور موتیوں کی بارش کردی، اس مشک وعنبر کی معطر بارش کے دوران پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام نے عرش عظمت کو زینت بخشنے کا ارادہ فرمایا، جونہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شہنشاہ معظم مولا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام عرش اِلٰہی کو زینت بخشنے کیلئے تشریف لائے تو جبرائیل نے آواز دی، باادب، باملاحظہ، ہوشیار، شہنشاہ یزداں اجلال تشریف لارہے ہیں تمام ملکوت تعظیماً سروقد اٹھ کھڑے ہوئے، تمام آل محمد علیہم الصلوات والسلام خراماں خراماں چلتے ہوئے اپنی اپنی مسند پر جلوہ آرا ہوئے

☆واوحی اللـه اِلٰی روح الامیـن ان ورق منبرالکرامة فرقی حتی استوی علی المنبر واقفا فقال خطیبا الحمد له الذی خلق الارواح و فلق الاصباح و صورعلی عـرشـه خـمسة اشباح ومحی الاموات و جامع الشتات ومنشی ء الغمام ولا تشتبه علیه الاصوات ولا یخفی علیه اللغات لا یا خذه نوم ولانسیان......(R_425)

پھر خالق کائنات نے جناب جبرائیل کو وحی فرمائی کہ تو منبر کرامت پر سوار ہوجا اورخطبہ پڑھ، وہ حکم سن کر فوراً اٹھے اور منبر پر سوار ہوئے اور خطیبوں کی طرح خطبے کا آغاز فرمایا اور کہا کہ

حمد ہے اس ذات اقدس کی کہ جس نے ارواح کو خلق فرمایا، صبح کو پو پھوٹنے کا عمل سکھایا، پانچ اشباحِ پاک کو اپنے عرش پر جلوہ فگن فرمایا، جو مردوں کو زندہ فرماتا ہے، جو بکھرنے والوں کو جمع فرماتا ہے، جڑی بوٹیوں کو نمو پانا سکھاتا ہے، جو

برکتوں کو نازل فرماتا ہے، تا اینکہ اس نے چودہ پاک ذوات علیہم الصلوات والسلام کی گواہی دی، اس کے بعد مجمع ءِ ملکوت کو مخاطب ہو کر فرمایا

☆و اشهدوا يا معاشر الملائكة الراكعين و الملائكة المسبحين و جميع اهل السماوات و الارضين بانى زوجت سيدة نساء عالمين صلوات الله عليها بنت سيد الامين صلی الله علیه و آلهٖ وسلم بعلیؑ العظيم اميرالمومنين علیه الصلوات والسلام بارضها و سماها وبرها و بحرها وجبالها وسهلها......(R_426)

مجمع ملکوت گواہ رہنا، موجوداتِ عالمین گواہ رہنا، اہالیان ارض وسما گواہ رہنا کہ میں امرِ رب العالمین کے ساتھ تزویج معظّمہ ءِ کائنات صلواۃ اللہ علیہا کا اعلان کرتا ہوں

خلاقِ کائنات نے اعلان فرمایا ہے کہ اس خوشی کے موقعہ پر ہم نے اپنی طرف سے پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو سات زمینیں، ساتوں آسمان، کل دریا، کل پہاڑ، کل میدان، کل باغات، کل سبزہ زار پیش کیے ہیں

جونہی انہوں نے یہ اعلان کیا، ملکوت میں نعرہ ہائے تبریک اور تکبیر کی ایسی آواز گونجی کہ جس سے بیت المعمور کی نورانی دیواریں ہلنے لگیں

☆فنثرت شجرة طوبىٰ و سدرة المنتهى على الحور و الولدان من الدرر والجواهر والياقوت يتبر كون لها و صارت الحور العين الوالدان الى يوم القيامة و هم يقولون هذانثار سيدة النساء العالمين صلوات الله علیها(R_427)

شجر طوبیٰ نے حوران جناں وغلمان جنت پر موتیوں، دروں، یاقوتوں اور جواہرات کی بارش کردی، اور سب کہتے تھے کہ یہ معظّمہ کونین ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی خوشی کی ودھائیاں (ویلیں) ہیں، ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ یہ صدقہ چننے

کا موقعہ ہمیں عطا ہوا ہے، اور وہ قیامت تک چنتے رہیں گے، نہ وہ تھک سکیں گے اور نہ یہ ختم ہوں گے

## ﴿رسم نکاح اور ولیمہ﴾

جناب شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کی شادی خانہ آبادی کی جملہ رسومات دو مقامات پر ادا ہوئیں، پہلے عالم بالا اور بیت المعمور کے میرج حال میں اور اس کے بعد عرب کی سرزمین پر یہ رسومات ادا ہوئیں

ہمارے علاقے کا دستور ہے کہ دعوت ولیمہ شادی کے بعد صرف خواص کو دی جاتی ہے، مگر عرب کی دعوت عام ہوتی تھی، جب مہمان آجاتے تو پہلے رسم نکاح ادا کی جاتی، پھر تمام باراتیوں کو ولیمہ پیش کیا جاتا تھا، اس دستور کے مطابق حضور کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پاک تقریب میں شرکت کی دعوت عام دی، اپنے غلام ہر طرف روانہ فرمائے اور ان کو حکم دیا کہ عام راستوں اور سڑکوں پر کھڑے ہو کر ہر کسی کو دعوت دو کہ آج پاک گھر میں جشن مسرت بپا ہے، جو آنا چاہے دعوت عام ہے، مسلمان اور کافر دونوں کو دعوت ہے کیونکہ رحمت عالمین کی خوشی ہے

خلقت جمع ہونا شروع ہوگئی، مدینہ شہر سے جو اصحاب آئے ان کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی، شہر کی عورتیں اور مرد ہزاروں کی تعداد میں شادی میں شامل ہونے کیلئے آئے، جس وقت نواحی علاقوں کی خلقت جمع ہوئی پھر تو لاکھوں کا ہجوم تھا جس وقت سب خلقت جمع ہوگئی تو

☆جلس النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم و بنو ھاشم علیہم السلام واجلسوا علیؑ علیہ الصلوات والسلام علی

كرسي مرصع بالدرر و الجواهر بالذهب الاحمر مشبك باليواقيت الاحمر و زبرجدالاخضر بعده عقدوا عقدا النكاح......(R_428)

بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام نے شادی کے پنڈال کو آراستہ کیا، اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی جناب حکم ہو تو رسم نکاح کا آغاز کیا جائے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پاک دولہا کی مسند لگائی جائے اور ان کو محفل میں بلایا جائے ، جناب شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام دولہا بن کر جس وقت تشریف لائے تو سب بنی ہاشم تعظیم کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ، انہوں نے مولا کائنات علیہ الصلوات والسلام کو سرخ سونے کی بنی ہوئی کرسی پر بٹھایا اور وہ کرسی در ہائے نایاب اور جواہرات کے ساتھ مرصع تھی ، سرخ یاقوت اور گہرے سبز زبرجد جڑے ہوئے تھے جن کی چمک دمک آسمانوں کے ساتھ کھیل رہی تھی

ملکوت سمانے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اے رب الملائکہ والروح آج ہمارے شہنشاہِ معظم دولہا بن کر کرسی پر جلوہ افروز ہیں ، اگر اجازت ہو تو ہم ان کے اس پرمسرت انداز سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلیں ؟

خالق نے فرمایا کہ حاملین عرش کے ساتھ چالیس ہزار ملکوت نسطائیل فرشتے کی سرپرستی میں جاکر اس محفل سے آنکھیں ٹھنڈی کرو

یہ ملکوت اترے ، حوران جناں جنت میں سے یہ پر کیف منظر دیکھنے میں مصروف تھیں ، گویا یہ تقریب مسرت یعنی میرج سرمنی (Marriage Ceremony) براہِ راست مدینہ منورہ سے لائیو ٹیلی کاسٹ (Live Telecast) کی جا رہی تھی

اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق مہر ظاہری بتاؤں یا باطنی یا حقیقی ؟

یہ لب ولہجہ سن کر جناب جبرائیل گھبرا گئے ،عرض کی حقیقی حق مہر معلوم کرنا تو میرے بس کا روگ نہیں ہے مگر ظاہری اور باطنی حق مہر سے آگاہ فرمائیں تاکہ موجودگان کو کچھ معلوم ہو جائے ،شہنشاہ معظم امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ظاہری حق مہر چار سو مثقال چاندی ہے اور باطنی حق مہر یہ ہے کہ

☆مهرها فی السماء سبع الجنة وما فيها و سبع الارض وما فيها ومن مشی علی الارض مغضبا لها ولو لدها عليها حرام الی يو م القيامة وجعلت لها فی الارض خمسة انهار الفرات ونيل مصرونهروان ونهر بلخ ونهر المهران......(R_429)

آسمانوں میں حق مہر یہ ہے کہ سات آسمان اور جو کچھ ان میں ہے، اور سات زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے، اور سات طبقاتِ جنت اور دوزخ یعنی دونوں جہان ان کا حق مہر ہیں، اور جو ان کو اوران کی اولاد کو ناراض کرے ان کیلئے زمین پر چلنا پھرنا قیامت تک حرام ہے،اور زمین پر موجود پانچ دریا بھی ان کے حق مہر میں شامل ہیں، یعنی دریائے فرات، نہروان، دریائے نیل، دریائے بلخ، اور دریائے سندھ (مہران)

ہماری خوش نصیبی ہے کہ دریائے سندھ ان کے حق مہر میں شامل ہے

دوسرا اس زمین پر رہنے والوں کی کمائی کا پانچواں حصہ یعنی خمس بھی ان کا حق مہر ہے، اس کے بعد جناب جبرائیل سے فرمایا کہ تو خطبہ پڑھ، اس نے خطبہ پڑھا، اور خطبہ کے بعد صیغہءِ نکاح ادا کیا اور کہا

☆زوجت النور من النور اس فقرہ کے ادا کرتے ہی اس نے فخریہ انداز سے چاروں طرف دیکھا، قریب سے ہی صرصائیل فرشتہ اٹھا، جس کے 24000 چوبیس

ہزار چہرے تھے، اس کے ہر چہرے پر ایک ہزار منہ تھا، ہر منہ میں ایک ہزار زبان تھی، اس نے جناب جبرائیل کا شانہ ہلایا اور مسکرا کر کہا کہ کہیں تو اس گھمنڈ میں ہو تو دل سے نکال دے کہ میں ان کا نکاح خوان ہوں، ان کی حقیقت کسی کی عقل میں نہیں آسکتی، ان کا عقد جناب آدم کی تخلیق سے بھی بائیس 22 ہزار سال پہلے ہو چکا تھا، یہاں تو کسی کی عزت افزائی کیلئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے، تو زیادہ فخر نہ کر......، القصہ رسم نکاح مکمل ہوئی

☆ثم اوحى الله الى شجرة طوبىٰ ان انثرى ما عليك فنثرت الرطب فبادرن الحور الولعين يلتقطن......(R_430)

پھر خالق نے شجر طوبیٰ کو فرمایا کہ جو کچھ آج ان پر نچھاور کر سکتا ہے کر دے، بس حکم ملنے کی دیر تھی، اس نے درہائے نجف، گلابی یاقوت، گہرے سبز زبرجد اور چمکدار موتیوں کی بارش کر دی، حوران جنت نے جلدی سے یہ اکٹھے کئے اور خوش ہو کر ایک دوسری کو دکھا کر کہتی ہیں

☆هذه تحفة خير النساء صلواۃ اللہ علیہا...... یہ ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا تحفہ ہیں

☆فلما فرغوا من عقدالنكاح قال صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ابشر يا اخى فان الله زوجك بها فى السماء قبل ان زوجكها فى الارض......(R_431)

جس وقت رسم نکاح سے فارغ ہوئے تو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جناب شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کو مبارک دے کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ رسم اس زمین پر ادا ہونے والی رسم سے پہلے آسمانوں پر ادا کی تھی، آپ کو تو علم ہے مگر دنیا والوں کو بھی تو یہ رسم دکھانا تھی

☆ ان یفرقوا الطعام فی الجفان......(R_432)

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جملہ بنی ہاشم کو حکم فرمایا کہ اب برادری کو دسترخوان پر لے جائیں جہاں ان کو جی بھر کھانا کھلائیں

☆فاکل الناس و جمیع اھل المدینة نساء و رجالا وشربوا حتی اکتفوا واکل کل من حضرفی المدینة و غیرھم من نواحیھا و صارت الجفان کانھا ینبوع بقدرة الله وبرکات رسول الله صلی الله علیه و آلهٖ وسلم..........(R_433)

مدینہ کی عورتیں مرد حاضر ہوئے، گرد و نواح سے دیہاتیوں کی خلقت مکڑی کی طرح اکٹھی ہوگئی، لاکھوں کی تعداد میں لوگ دسترخوان پر ٹوٹ پڑے، اونٹ کھانے والوں نے بڑی کوشش کی مگر کھانا ختم نہ کر سکے

## ﴿ مشاطگی ﴾

گھر اطہر کے تطہیر مزاج ماحول میں شادی خانہ آبادی کی رسومات اپنے مقام پر ادا ہو رہی تھیں، مہندی وغیرہ کی رسمیں تو ادا ہو چکی تھیں مگر آخری آرائش خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمانا تھی، کیونکہ عرب کا دستور یہی تھا کہ دلہن کا والد آخری آرائشی زیورات خود پہناتا تھا، سہیلیاں اس انتظار میں بیٹھی رہتی تھیں کہ وہ آئیں تو دف، ڈھولک کا آغاز کیا جائے، اسی لئے ہر شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منتظر تھا اور ملکہ عالمین، معظّمہ کائنات پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے پاک بابا کے انتظار میں دلہن بن کر تشریف فرما تھیں

باراتیوں کو کھانے پر بٹھا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر اقدس میں تشریف لائے

☆دخل فی حجرة النساء وامر بضرب الدف......(R_434)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستورات کے ماحول میں تشریف لائے تو انہوں نے آ کر حکم فرمایا کہ اب ڈھولک شروع کریں، ادھر ڈھولک اور دف پر تھاپ لگی تو آنجناب مسکراتے ہوئے پاک دختر کے حجرہ (حجلہ) میں تشریف لے گئے، صحن میں مستورات کا ہجوم تھا، ستر ہزار حوران جنت منتظر تھیں کہ پاک دلہن سج سنور کر اپنے فخر عرش حجلہءِ عروسی سے باہر تشریف لائیں

شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پاک شہزادی کے عرشی حجلہ میں تشریف لے گئے، جا کر پاک دختر کی جبین مبین پر مہر یٰسین ثبت فرمائی، اس کے بعد جناب ام المومنین صلواۃ اللہ علیہا کو فرمایا کہ اب وہ تحفہ لائیں جو رب ذوالجلال والاکرام کی ذات پاک نے ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی آرائش کیلئے بھیجا ہے

☆ھوتاج من ذھب الاحمر مرصع بالدرر والجواھر...... (R_435)

وہ زرسرخ کا تاج تھا جو جواہرات اور موتیوں اور درہائے نایاب سے مرصع تھا جس پر سونے کی آٹھ ہزار پتیاں بنی ہوئی تھیں، اس کے ساتھ ایک نورانی قلادہ (گلوبند) بھی تھا کہ جس پر جواہرات سے مرصع آٹھ ہزار پتیاں لٹکائی گئی تھیں

ان کی یہ خصوصیت تھی کہ جب وہ پتیاں ہلتی تھیں تو ان میں سے سولہ 16 ہزار اقسام کی مترنم آوازوں کے ساتھ صلواۃِ کاملہ پڑھی جاتی تھی، ان دوزیورات کو آخری آرائش کیلئے رکھا گیا تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اس نورانی تاج کو دونوں ہاتھوں میں اٹھایا تو خوشی سے زبان مبارک پر صلوات کے پھول کھل گئے

☆وضع تاج علی راسھا تاج کو اٹھا کر دونوں ہاتھوں سے پاک دختر کے سر اطہر پر موزوں فرمایا، اس تاج کے جواہرات کی چمک نے عالم امکان کی آنکھیں خیرہ

کر دیں، گویا وہ تاج نہ تھا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی دستار وراثت تھی (R_436)
پاک دختر کو زندگی میں پہلی مرتبہ شایانِ شان لباس میں دیکھ کر دل ٹھنڈا ہوا،
پیشانی پر بوسہ دے کر دعا فرمائی کہ خدا تمہیں کوئی دکھ نہ دے
آسمانوں پر خوشی کے بگل بجائے گئے، امہات المومنین نے سہرے کہنا شروع کیے
ڈھولک کی آواز پر کائنات وجد میں آ گئی

## ﴿ رونمائی ﴾

جس وقت ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے دلہنوں کی طرح سج سنور کر سیج کو زینت بخشی
اس وقت جملہ مستورات کو زیارت کا شرف عطا کرنے کا پروگرام بنایا گیا
صحن میں ایک اور چارپائی نما مسند آراستہ کی گئی، سب خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کی
پاک مستورات نے اس چارپائی کے ساتھ مسندوں کو زینت بخشی اور اس وقت
ستر ہزار حوران جناں کے زمرے میں ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا باہر تشریف لائیں،
نورانی تاج کی چمک دیکھ کر ''خرت الملائکۃ سجدا'' تمام ملکوت سجدہ میں جھک
گئے اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ

☆ هذا النور الذی کنا نراه فی قوائم العرش...... (R_437)

یہ تو وہی نور ہے جو جلوہ اِلٰہی کے طور پر ہمیں عرش کی بالکونیوں میں سے دکھائی دیتا
تھا، ملکہ عالمین پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے خراماں خراماں چلتے ہوئے آ کر مسند کو
زینت بخشی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کنیز سے فرمایا کہ باہر پیغام پہنچائیں
کہ پاک دولہا کو اندر لے آئیں، جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام جناب امیر المومنین علیہ

الصلوات والسلام کو لے کر حرم سرا میں داخل ہوئے، امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام دولہا بن کر جب گھر اقدس میں داخل ہوئے تو جبین مبین سے ایسا نور ساطع تھا جو ملاء الاعلیٰ کی مخلوق کے ہوش وحواس چھین رہا تھا

شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا اور دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کو آمنے سامنے بٹھایا اور بقیہ رسومات ادا کرنا شروع کیں، انہوں نے دائیں ہاتھ پاک شہزادی کی پیشانی پر رکھا، بایاں ہاتھ دولہا کی پیشانی پر رکھا اور فرمایا

☆بسم الله وبالله على ملت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم............(R_438)

اس کے بعد پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کا ہاتھ پکڑ کر دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھوں میں دیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے ان کے ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف نگاہ کر کے فرمایا

☆اللهم انهما منى وانا منهما......(R_439)

اے رب ذوالجلال والاکرام گواہ رہنا کہ یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان دونوں میں سے ہوں ......اس کے بعد آب کوثر منگوایا، اس کے ساتھ جنت کا ایک طشت منگوایا، اور حکم فرمایا کہ اس پانی سے پاک دلہن تجدید وضو فرمائیں، اس کے بعد دلہن کی رونمائی کی رسم ادا ہوئی

رخِ وحدانیت الکبریٰ سے گھونگھٹ اٹھایا گیا، یہ کیسا منظر تھا؟ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلوات پڑھ کر گھونگھٹ اٹھایا، رونمائی کے اس موقعہ پر معظّمہ کائنات شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے نور ہائے سربستہ میں سے سات انداز میں جلوہ آرائی فرمائی

## (1) جلوہ اولیہ

سب سے پہلے جلوۂ شاہانہ کے طور پر اپنے آپ کو ایسے لباس میں ظاہر فرمایا کہ اس روز سے قبل یہ جلوہ نہ ان کے پاک باباصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تھا، نہ ہی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے عالم ازل میں مشاہدہ فرمایا تھا، یہ عصمت مطلقہ کا لباس تھا، جس کی بلا شرکت غیر یہ شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا مالک تھیں، اس کے دائرہ کبریائی میں یہ وحدھا لا شریك تھیں بلکہ اس کی تنہا مالک تھیں ......(R_440)

## (2) جلوۂ ثانیہ

اس کے بعد معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا نے ستر ہزار حورانِ جناں، مدینہ کی عام عورتوں اور پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے سامنے اپنی اسراریت ذات کے جلوہ ہائے مکنونہ میں سے ایک نیا جلوہ دکھایا، اچانک اہل خانہ نے دیکھا کہ دلہن پاک صلواۃ اللہ علیہا کے انوار ساطعہ نے دوسرا رنگ اختیار کیا

☆علیها مرط مرصع الدرر والمرجان و سقلات منظوم العقیان و فی رجلها خلخالان من الجنان و قد کسیت با لعبقری الاحمر ولها رائحته قداعبقت منها المدینة و نواحیها ونورها قداخجل البدرلیلة التمام تغمر النور الشموع والمصابیع......(R_441)

سب موجودگان نے دیکھا کہ پاک دلہن ایک سیج نما چھپر کھٹ (چار پائی) پر جلوہ آرا ہیں، وہ چھپر کھٹ جنت کے سرخ سونے کا بنا ہوا ہے، اس پر گلکاری (کشیدہ کاری) کی گئی تھی، اس کے سر پوش کیلئے سبز رنگ کی چادر سجائی گئی تھی، جس پر سفید رنگ کے چمکدار نگینے جڑے ہوئے تھے، اس چھپر کھٹ کو ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے

زینت بخشی، سرخ گلابی رنگ کی ریشمی اوڑھنی کا گھونگھٹ پسند فرمایا، جنت کی دو پازیب قدموں میں مسکرا رہی تھیں، اس چھپر کھٹ میں سے ایسی خوشبو ساطع ہو رہی تھی کہ جس سے مدینہ اوراس کے تمام مضافات و دیہات مہک رہے تھے

اوران کے پاک رُخِ انور سے ایک ایسا نور ساطع ہوا جس نے چودھویں کے چاندکوشرم کے پسینے میں غرق کردیا، اس حجلہ عروسی میں جتنی بھی جنتی قندیلیں روشن تھیں اور جتنے بھی فردوسی چراغ روشن تھے، ان کی روشنی نے اپنی لو میں شرم سے منہ چھپالیا

## (3) جلوہ ثالثہ

اس لمحاتی رونمائی کے دوران ستر ہزارحوران جناں کے سامنے ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے انوارمخفیہ میں سے تیسرا جلوہ دکھایا

☆فی ثیاب من الحریر الاخضر و قدتوجت من اله بتاج الھیبته والوقار (R_442)

ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے سبز ریشمی لباس میں ظہور فرمایا، پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام نے دیکھا کہ ان کے سراطہر پر ہیبت اِلٰہیہ کا پروقار تاج تھا

## (4) جلوۂ رابعہ

اس چندلمحاتی رونمائی میں ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے انوار باہرہ کا ایسا مظاہرہ فرمایا کہ غیرتو غیران جلوؤں سے اپنے گھر کے پاک افراد بھی ناواقف تھے اس کے بعد ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے چوتھے انداز میں جلوہ نمائی فرمائی

☆فی ثیاب احمر منسوجة بسلوك العسجد و فی ید ماسور باللجین و علیها

برقع من سندس الاصغر و قد نظمت شعرها باللؤ لؤ الرطب و قد نورها جميع الناس والحاضرین......(R_443)

پاک دلہن نے سرخ عروسی لباس میں ظہور فرمایا، وہ جوڑا (ڈریس) زرتار تھا یعنی سونے سے سجا ہوا تھا، اس وقت ان کے رخ انور پر ایک نقاب تھا جو سندس یعنی انتہائی باریک ونفیس ریشم کا تھا، جس کا رنگ زرد تھا، پاک زلفوں میں نفیس موتی کندھے ہوئے تھے، ان کا نورِ وحدت سرشت جس وقت چمکا تو ارض وسما درخشاں ہوگئے، جس وقت ملکوت ارض وسما نے اس نور اِلٰہی کا مشاہدہ کیا تو فوراً سجدے میں سر جھکا کر صلوات میں مصروف ہوگئے

## (5) جلوۂ خامسہ

ملکہءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے انوار مکتومہ میں سے ایک اور نورانی انداز میں یوں ظہور فرمایا کہ

☆فی حلة البیضاء تفوه منها روائح المسك الاذفر من حلل الجنة اتی بها جبریل من الرب الجلیل الی سیدة النساء العالمین صلوات الله علیها ......(R_444)

آپ نے سفید نورانی پوشاک زیب بدن فرمائی جس میں سے مشک اذفر کی خوشبو نکل رہی تھی، جس نے عرش سے فرش تک ہر چیز کو اپنی خوشبو سے معطر کردیا، یہ وہ پوشاک تھی جو جنت میں سے خود جناب جبرائیل لے کر حاضر ہوئے تھے، جو شادی کے خصوصی جوڑے کے طور پر رب جلیل نے بھجوائی تھی

## (6) جلوۂ سادسہ

ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے انوار مکنونہ میں سے ایک اور نورانی انداز میں اس

طرح اظہار فرمایا کہ

☆فی غلالة الحمراء وعليها تاج مرصع من الذهب الوها وفی رجلها نعل مشبك بالفضة البيضاء و مرصع بالجواهر النقی و قدجلس علی سرير من العاج قدفرش بالعبقری والسندس كل ذالك اهداها الجليل الیلة عقدها......(R_445)

پاک گھر اطہر نے دیکھا کہ ایک غلالہ یعنی جیکٹ زیب جسم اطہر ہے، جس کا رنگ سرخ ہے، ان کے سر اطہر پر جواہرات سے مرصع ایک تابناک تاج ہے اور پاک قدموں کی زینت نعلین پاک پر براق چاندی کا کام کیا گیا ہے، جس پر جواہرات جڑے ہوئے ہیں، آپ ایک ایسے تخت پر جلوہ افروز ہیں جو ہاتھی دانت کا بنا ہوا ہے، اس پر ریشمی عبقری قالین بچھا ہوا ہے جو اس تقریب سعید کیلئے رب ذوالجلال نے بنوایا تھا اور خود بھجوایا تھا

## (7) جلوہ سابعہ

ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے انوار مختومہ میں سے ایک اور نور کے انداز میں رونمائی فرمائی

☆وقدتجملت بجميع مافی الجنة وما عندالحورالعين من الحلی الحلل و قدعلا منها نورشعشعانی و قداضاء نورها علی البيت......(R_446)

ان کی ذات نے اپنی ایسی آرائش اور سجاوٹ کا مظاہرہ فرمایا کہ ہفت جنت میں جتنی سجانے والی چیزیں تھیں ان کو شرفِ آرائش عطا فرمایا، چاہے وہ جنت کی پوشاکیں تھیں یا زیورات تھے، جو کچھ حورانِ جنت کے پاس نہ تھا وہ بھی پسند فرمایا تھا، ان میں سے ایک ایسا نور ساطع تھا جس سے مکمل گھر پاک قرص آفتاب کی

طرح چمک رہا تھا، ستر ہزار حوران جنت اس نور کی تاب نہ لاتے ہوئے بے خود ہوگئیں

ان جلوؤں کے اظہار کے بعد رسم رونمائی اختتام پذیر ہوئی، رات کا پہلا حصہ گزر چکا تھا، اس وقت اعلان فرمایا گیا کہ اب باراتی روانگی کی تیاری کریں

## ﴿روانگی بارات﴾

جس وقت بارات کی روانگی کا وقت آیا تو دراطہر پر ناقہ ہائے جنت میں سے ستر ناقہ ہائے بہشت منگوائی گئیں، ان پر محمل آراستہ کئے گئے، اس کے بعد ایک نورانی ناقہ منگوائی گئی جو سیدۃ النوق الجنت تھی، اس پر محمل تھا، محمل پر جواہرات سے مرصع سرپوش تھا، جس کے چاروں طرف ستر ہزار حوران جنت نے گھیرا ڈالا ہوا تھا، جس وقت وہ ناقہ بٹھائی گئی تو اس کی مہار شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑی اور پھر حکم فرمایا کہ اب پاک دلہن کو حرم سرا سے باہر تشریف لانے کا عرض کریں
(R_447)

یہ حکم سن کر حورانِ جناں کے زمرے میں ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا خراماں خراماں روانہ ہوئیں، جس وقت گھر کی دہلیز سے باہر قدم مبارک رکھا تو شجر طوبیٰ نے تیسری مرتبہ گوہر برسانے شروع کیئے، اگرچہ رات کا وقت تھا لیکن ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کے نورِ تاباں نے رات کو دن بنا دیا...... (R_448)

ملکہ عالمینؑ سیدۃ النساء العالمین صلواۃ اللہ علیہا خراماں خراماں چلتی ہوئی محمل پاک کے قریب تشریف لائیں، پاک باباؐ نے زانو پیش کیا، بابا پاک کے زانو پر قدم رکھ کر پاک دلہن محمل پر سوار ہوئیں، جب ناقہ کھڑی ہوئی تو شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کو یاد کیا اور فرمایا کہ دنیا کا دستور ہے کہ دولہا گھوڑے پر سوار ہو کر دلہن کا محمل پکڑ کر جب ساتھ چلتا ہے تو احباب کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، آج آپ گھوڑے پر سوار ہو کر محمل کے ساتھ ساتھ چلیں تا کہ عالمین کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں

انہوں نے عرض کی آقاؐ آپ پیدل چلیں اور میں گھوڑے پر سوار ہوں، کیا یہ سوئے ادبی نہیں ہے؟

سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ☆سقط الاداب بین الاحباب

احباب کے مابین آداب ساقط ہو جاتے ہیں، بسم اللہ گھوڑے پر سوار ہوں

سرکار امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام دولہا بن کر گھوڑے پر سوار ہوئے، اس وقت ستر ہزار فرشتوں نے مسرت کی شہنشائیاں بجائیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناقہ کی مہار پکڑی، چالیس ہزار ملکوت کے ساتھ جناب جرائیل باراتی بن کر حاضر ہوئے، انہوں نے آخر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف اپنی صف بنائی اور چالیس ہزار مقربین کے ساتھ جناب میقائیل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف صف بنائی ......(R_449)

☆والملائکتہ المقربون فی ایدیھم الویت الحمد ورایات العز و زخرف الجنان واشرفت الحورالجنان والولدان......(R_450)

ملائکہ ءِمقربین نے ہاتھوں میں لواء اٹھائے ہوئے تھے اور باقی ملکوت نے عزت اِلٰہی کے علم پاک اٹھائے ہوئے تھے، جن کو جنت کی جملہ آرائشوں کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا، یہ تقریب سعید جنت میں (Live Telecast) لائیو ٹیلی کاسٹ

ہو رہی تھی اور حوران جنت اس کے باوجود جنت میں سے جھانک کر ان مناظر سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے میں مصروف تھیں

اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارات کو روانگی کا حکم فرمایا، آسمانوں پر شہنائیاں شروع ہوئیں، امہات المومنین نے سہرے پڑھنا شروع کیے، جنت کے زیورات سے لدی ہوئی حوریں اور غلمان بھی ساتھ تھے، مدینہ کی گلیاں نہ تھیں گویا حوروں کی نہر بہہ رہی تھی، بارات جہاں سے گزرتی وہاں یہ عالم ہوتا (R_451)

☆غنت الاطيار على رؤس الاشجار و صفقت اوراق الجنة وهبت ريح الرحمة

شبھ رات کو شب برات سمجھ کر درختوں پر پرندے سہرے گاتے تھے، باغاتِ جنت کے درختوں کے پتے تالیاں بجاتے تھے، فردوس کی نسیم سحری رات کو صبح درخشاں سمجھ کر خوشبو کی آغوش بھر کر باراتیوں پر برسا رہی تھی، ملکوتِ ارض وسما تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتقدیس کے نعرے لگا رہے تھے، اس انداز کے ساتھ بارات تمام رات مدینہ کی گلیوں میں چلتی رہی، حتیٰ کہ صبح ہوگئی ...... (R_452)



## گریز

یہ پاک دادی صلوٰۃ اللہ علیہا کی شادی تھی، ذرا کربلا میں ان کی پاک دختر صلوٰۃ اللہ علیہا کی شادی کا منظر بھی دیکھ لیں

وہاں پر ستر ہزار حورانِ جنت مہندی اٹھا کر آئی تھیں، یہاں پانی پر تو پابندی تھی، ملکہ عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک شہزادیاں ایک دوسری سے پوچھ رہی تھیں کہ پانی تو ہے نہیں، مہندی کیسے تیار کریں گے؟ جناب سیدہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ

گھبراؤ نہیں، دریا پر پہرے ہیں، ہماری آنکھوں پر تو پہرے نہیں ہیں، مہندی ہمیں دو، ہم پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی مہندی تیار کرتی ہیں، تم باقی انتظام کرو

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ایک خیمہ میں جا کر بیٹھ گئیں، اپنی آنکھوں کو مخاطب ہو کر فرماتی ہیں کہ آج میں نے بیٹی کی مہندی تیار کرنا ہے اور پانی بھی نہیں ہے، آج غربت میں تم میرا ساتھ دو، مجھ غریب پر احسان کرو، بنے کے سہاگ پر ٹوٹ کر برسو، تمہاری رونے کی پیاس بجھ جائے گی اور دلہن کی مہندی تیار ہو جائے گی

جس وقت معظّمہ کونین جناب سیدہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے آنکھوں سے پانی طلب فرمایا تو پھر آنکھیں نہ تھیں گویا ساون کے بادل تھے جو دل کھول کر برس رہے تھے چند ہی لمحوں میں آنسوؤں کے پانی سے مہندی کا برتن بھر گیا

مدینہ منورہ میں پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا کی شادی تھی کہ جس کے آسمانوں پر شادیانے بج رہے تھے، خوشیوں کی دف اور ڈھولک مستورات سے خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن رہے تھے، ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں

آج کربلا میں ان کی پوتی صلواۃ اللہ علیہا کی شادی ہے، یہاں دف اور ڈھولک کی جگہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن ماتم کر رہی ہیں

وہاں معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کی شادی میں حورانِ جنت اور امہات المومنین سلام اللہ علیہن نے سہرے پڑھے تھے، یہاں پردیس میں پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے بین سنائی دے رہے ہیں

وہاں معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کا عروسی جوڑا عرش سے آیا تھا، حوران جنت نے نورانی لباس پہنے ہوئے تھے، یہاں پر پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو سہاگ کے جوڑے کی بجائے

سوگ کا لباس پہنایا گیا، بیوگی کی سیاہ پوشاک تھی، سب مستورات نے شادی کے لباس کی بجائے سیاہ لباس پہنا ہوا تھا

وہاں حوران جناں نے سہرے گائے تھے، مگر یہاں پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن نے بین کیئے، معصوم بچوں کی العطش کی آواز آرہی تھی؟

وہاں شادی کی محفل میں شیر وشربت اور آب کوثر پلایا گیا تھا مگر یہاں سب باراتی تین دن کے پیاسے تھے، چھ ماہ کے لعلؑ پیاسے تھے، دلہن پیاسی تھی، دولہا پیاسا تھا

وہاں بارات پر نورانی بادل سے عطر افشانی کی گئی تھی، یہاں معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں کے آنسوؤں کی بارش تھی، پیاسے معصوم علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کے آنسوؤں کی بارش تھی

وہاں بارات کے ساتھ خوشی کے ڈھول اور طبل بجے تھے، یہاں پر حسنؑ کے لعل علیہ الصلوات والسلام کی شادی کی بارات میں موت کے نقارے بج رہے تھے

اس شادی میں عرش پر شہنشائیاں بجی تھیں، یہاں پر پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے بین سنائی دے رہے تھے

وہاں پر خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزم مسرت آراستہ فرمائی تھی عرش کے فخر تخت پر دولہا اور دلہن تشریف فرما تھے، یہاں صف ماتم بچھی تھی؟

معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کی شادی کی دعوت ولیمہ کئی دن جاری رہی تھی، یہاں تمام گھر اقدس اور تمام باراتی بھوکے اور پیاسے تھے، جناب حر سلام اللہ علیہ مہمان بن کر شادی میں آیا تو اس کا استقبال پیاس کے ساتھ ہوا

معظّمہ کائنات بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی شادی کے وقت عرش کے منڈیروں پر نورانی موم

بتیاں روشن کی گئی تھیں مگر یہاں آنکھوں کے چراغوں سے آنسو پگھل پگھل کر گر رہے تھے

وہاں شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کو پھولوں اور سہروں کے ساتھ سجا کر دولہا بنایا گیا تھا، یہاں پر ان کے لخت جگر کو زخموں کے پھولوں سے سجایا گیا

وہاں دولہا علیہ الصلوات والسلام کے سر اطہر پر درہائے جنت اور موتی اور یاقوت نچھاور کئے گئے، یہاں دولہا جب میدان میں سلامی لینے آیا تو ملعون امت نے پتھروں کی بارش کی

وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دولہا کو پھولوں کے سہرے پہنا کر گھوڑے پر سوار کیا تھا، یہاں چند لمحوں کے مہمان دولہا کو نیزوں اور زخموں سے سجا کر گھوڑے سے اتارا گیا

وہاں انبیاء وملکوت نے صدقے نچھاور کئے تھے مگر یہاں بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے نوجوانوں نے سر قربان کئے

وہاں معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کی مانگ نورانی سیندور اور افشاں سے بھری گئی تھی، یہاں جب ان کی پاک دختر دلہن صلواۃ اللہ علیہا بنی تو سوگواری کی خاک کے ساتھ ان کی مانگ بھری گئی

وہاں معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کو پاک خاندان کے پاک افراد علیہم الصلوات والسلام نے مہندی لگائی تھی، یہاں دلہن اپنے دولہا کی لاش پر بیٹھ کر خون کی مہندی لگا رہی ہے

ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی سیج لعبہ حور نے سجائی تھی، یہاں ان کی پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کی سیج پر پھولوں کی بجائے دولہا کی لاش کے ٹکڑوں کو سجایا گیا، جوان دولہا بیٹے کی

سیج پر بیوہ ماں بین کر رہی تھی

وہاں بارات گھر سے روانہ ہوئی تھی، ناقہ کی مہار جناب سلمان فارسی کے ہاتھ میں تھی، سب اصحاب نے نیزوں پر سندھی ہوئی مشعلیں اٹھا رکھی تھیں، تمام رات سہروں کے ساتھ بارات چلتی رہی، اور طلوع آفتاب سے قبل شہنشاہ معظم امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے دروازہ پر پہنچی تھی

یہاں بارات کربلا سے چلی، شام کے ظالم شہر تک اس رنگ سے پہنچی کہ مشعلوں کی بجائے جوان بیٹوں اور بھائیوں کے سر اطہر طور کی منزل پر سوار محملوں کے ساتھ تھے، وہاں سلمان مہاری تھا، یہاں مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دستار کا وارث چوبیس سال کا بوڑھا بیٹا مہار پکڑے ہوئے تھے

وہاں محملوں سے سہرے گانے کی آواز آرہی تھی، یہاں مستورات کے بین سنائی دے رہے تھے، کوئی پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتیں ہائے میرا معصوم بیٹا، کہیں سے بین سنائی دیتا تھا ہائے میرا جوان بیٹا، کوئی فرماتی تھیں ہائے میرا سہروں والا بیٹا سب مومن مل کر دل سے دعا کرو کہ اللہ کرے اب تو اس پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی خوشیاں دوبارہ ہوں، ہمارے بارہویں شہنشاہِ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان پاک بیبیوں کے دکھ ختم کریں، اور ان کو کم از کم اتنی خوشیاں تو ضرور عطا فرمائیں کہ ان کو تمام آلام و مصائب بھول جائیں



﴿آمین یارب العالمین﴾

**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**

**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

دلائل و براہین

# ﴿عقد شہزادہ امیر قاسمؑ﴾

علیہ الصلوات والسلام



احباب گرامی!

اس دور میں اس مسئلہ عروسی پر بہت لے دے ہو رہی ہے، اس میں زیادہ تر وہ لوگ سرگرم ہیں جنہوں نے تحقیق کی بجائے اسے انا کا مسئلہ بنایا ہوا ہے، ہمارا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ان کا ذکر کرنا مناسب ہے، بلکہ ہم تو ان اہل علم کو دعوت فکر دینا چاہیں گے جو سفر تحقیق میں مصروف ہیں اور جویندۂ منزل احقاق ہیں

میری مجالس کی کتب میں شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کے عقد کے بارے میں چند احباب نے پڑھا تو انہوں نے یہ سوال کیا کہ اس روایت کو آپ نے قبول کیا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ ...... کیونکہ اس روایت پر ہمارے پاکستان کے چند لوگوں کو اعتراض ہے، وہ اسے درست تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں، اس لئے آپ اس کے بارے میں قدرے تفصیل سے بات کریں

دوستو! اصول یہ ہے کہ کسی بھی روایت کو اگر عالمانہ انداز میں زیر بحث لایا جاتا

ہے اور اس کی توثیق وتضعیف کی جاتی ہے تو اسے کچھ پیمانوں پر پرکھا جاتا ہے اس لئے یہاں میں ان پیمانوں کا ذکر کر کے اپنی بات کو شروع کروں گا

دوستو ہر روایت کی عموماً حیثیات خمسہ [ پانچ حالتوں ] میں سے ایک حالت ضرور ہوتی ہے، دیکھئے

(1) حیثیت نافیہ...... یعنی کسی روایت کی ہر کتاب میں نفی موجود ہو اور کسی کتاب میں اثبات موجود ہی نہ ہو

(2) بعض کتابوں میں اس کی نفی موجود ہو اور بعض میں ذکر تک نہ ہو

(3) حیثیت مخلوطہ...... یعنی اس روایت کی بعض کتب میں توثیق موجود ہو اور بعض میں تضعیف ...... یعنی کچھ کتابیں اسے درست مان رہی ہوں اور بعض غلط بتا رہی ہوں اور بعض میں اس کا ذکر موجود نہ ہو

(4) حیثیت اثباتیہ...... یعنی اس کا اثبات ہی اثبات ہو نفی کسی بھی کتاب میں نہ ہو اور بعض کتابوں میں ان کا ذکر نہ ہو

(5) حیثیت غیر متذکرہ...... یعنی کسی بھی کتاب میں اس کا ذکر موجود نہ ہو

اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت عموماً نہیں ہوتی ...... اب ہم ان حوالوں سے اس روایت کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس روایت کی متقدمین میں سے کسی نے نفی نہیں کی ہے، ہاں متاخرین نے ایسا کیا ہے...... دوسری طرف ہم دیکھ رہے ہیں کہ مقتل وروضہ کی جدید وقدیم لاتعداد کتابوں میں اس کا اثبات موجود ہے

لاکھوں مقامات پر ایام عزا میں اس عقد کی یاد میں شبیہات بنائی جاتی ہیں، لاکھوں کروڑوں نثر نگاروں اور شاعروں نے اس پر خامہ فرسائی کی ہے، پوری دنیا میں

حجلہ ءِ عروسی کی شبیہ بنائی جاتی ہے، ایران، عراق، شام، مصر، لبنان، پاکستان، ہندوستان، افغانستان بلکہ جہاں جہاں بھی شیعہ قوم آباد ہے وہاں شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام سے منسوب شبیہ، سیج، مہندی یا اس طرح کی کوئی دوسری شبیہ بنائی جاتی ہے

اب جہاں صورت حال یہ ہو کہ نفی میں مواد موجود ہی نہ ہو اور اثبات میں لاتعداد روایات موجود ہوں تو پھر اسے درست ماننے میں کوئی امر مانع نہیں رہتا

## ﴿اعتراض﴾

بعض احباب نے یہ بات کہی ہے کہ بعض متقدمین مثلاً شیخ مفید علیہ رحمہ اور شیخ صدوق علیہ رحمہ جیسے کچھ اور اساتذہ نے اس کا ذکر نہیں کیا، اور بعد والوں نے اسے نقل کیا ہے تو جناب شیخ فخرالدین طریحی کے حوالے سے کیا ہے اور اس کا اصل مآخذ ان کے سوا کوئی نہیں ہے، اس لئے اسے درست نہیں مانا جا سکتا اور یہ روایت ساقط الاعتبار ہے

دوستو! پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی بڑے عالم کا کسی روایت کو نہ لکھنا اس کی تضعیف کیلئے کافی نہیں ہوتا، یا کسی عالم کا کسی روایت کو اپنی کتاب میں نقل نہ کرنا اس کی طرف سے اس روایت کو غلط ماننا تصور نہیں کیا جا سکتا

کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض روایات ہیں جنہیں جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے مگر اسے شیخ مفید علیہ الرحمہ نے نقل نہیں کیا اور اسی طرح ان دونوں نے کسی روایت کو نقل کیا ہے اور اسی کو جناب سید علی بن طاؤس علیہ الرحمہ نے نقل

نہیں کیا، تو کیا اس سے ہم یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ جس نے وہ روایت نقل نہیں کی ہے وہ اس روایت کو غلط مانتے تھے...... کیا ہم ان کی رائے کو منفی میں شمار کر سکتے ہیں؟...... اگر ہم یہ فرض کرلیں تو ہزاروں روایات اس مفروضہ کی بھینٹ چڑھ جائیں گی اور دین کا ایک بہت بڑا مواد ساقط الاعتبار ہو جائے گا

دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح کسی عالم کا کسی روایت کو نقل نہ کرنا اس کی طرف سے اس کی نفی تصور نہیں ہوتا ہے، اسی طرح جس روایت کو کوئی عالم نقل کرتا ہے تو اس کے نقل کرنے کو اس کی تائید مانا جاتا ہے کیونکہ اگر انہیں اس روایت پر اعتماد نہ ہوتا یا اسے درست نہ مانتے تو وہ اس کو بیان کرتے ہوئے کسی نہ کسی پہلو سے اس کی تردید ضرور کرتے...... اس کلیہ کہ تحت ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ جن جن فاضل علمائے اعلام رضوان اللہ علیہم نے اس روایت کو نقل کیا ہے وہ اسے درست تصور کرتے تھے اور ان کی رائے اس روایت کے اثبات میں مانی جائے گی، اس طرح ہزاروں علمائے اعلام کا اس روایت پر اعتماد ثابت ہوتا ہے، تو پھر اسے درست ماننے میں کیا امر مانع ہے

یہ جو کہا جاتا ہے کہ اس روایت کو سب نے صرف صاحب مجمع البحرین شیخ فخرالدین طریحی کے حوالے سے لکھا ہے کسی اور کتاب سے نہیں لکھا، وہ اس روایت کے بیان کرنے میں واحد ہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مفروضہ ناقص ہے، کیونکہ عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ ہر روایت پہلی مرتبہ جو فاضل عالم نقل کرتا ہے بعد میں اس روایت پر اعتماد کرنے والے اسی کتاب کے حوالے سے نقل در نقل کرتے چلے جاتے ہیں، جیسا کہ جناب

علی بن محمد سمری سلام اللہ علیہ کے نام جو شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی توقیع مبارک ہے، اسے بعد کے سارے علماء کرام نے شیخ طوسی علیہ الرحمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس کا آخری مآخذ وہی ہیں، تو کیا ہم اسے بھی رد کردیں؟ کہ اس کا مآخذ ایک ہی کتاب ہے، اور وہ اس روایت میں واحد ہیں

دوستو یہ حقیقت ہے کہ ہر روایت جو نقل ہوتی ہے پہلے تو اسے کوئی ایک ہی شخص لکھتا ہے مگر ہماری زیر بحث روایت تو کچھ اور لوگوں نے بھی اپنے حوالے سے لکھی ہے

## ﴿اعتراض﴾

اس روایت پر اعتراض کرنے والوں نے صرف یہی لفظ یاد کر رکھا ہے کہ یہ روایت کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے، یعنی جناب شیخ مفید و جناب شیخ صدوق نے اسے نقل نہیں کیا ہے

اب ہمیں بھی یہ حق ہے کہ ہم ان معترضین سے پوچھ سکیں کہ جن کتابوں کو وہ معتبر کہہ رہے ہیں کیا ان کی ساری روایات سو فی صد درست ہیں؟ کیا وہ انہیں سو فی صد درست مانتے ہیں؟

اس بات سے ہر عالم و صاحب مطالعہ آشنا ہے کہ متقدمین لوگوں نے جو کتب لکھی ہیں وہ تجمیعاً لکھی ہیں، تحقیقاً نہیں لکھیں، انہوں نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ روایات کو جمع کیا ہے اور تحقیق کو آنے والی نسلوں کیلئے چھوڑا ہے، اس لئے ان کی کتابوں میں آج ہم بہت سا ایسا مواد بھی دیکھتے ہیں جو تحقیق کی کسوٹی پر ساقط الاعتبار قرار پاچکا ہے، لیکن ان روایات کو جن لوگوں نے اپنی کتابوں میں بلا

تضعیف دوبارہ نقل کیا ہے گویا انہوں نے ان کی تائید کی ہے اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان روایاتِ ناقصہ کو دوبارہ کسی نے نقل نہیں کیا اور وہ اپنے مآخذ اول ہی میں دفن رہی ہیں اور بعد والوں نے اسے نقل کیا ہے تو ساتھ ہی تضعیف کی نشان دہی بھی کی ہے

جیسا کہ جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے انہیں فرمایا کہ ہماری دختران میں سے ایک دختر کو عقد کیلئے منتخب فرمائیں، ایک تو ان کی زوجہ گرامی کا نام لکھا ہے اور دوسرا نام جناب معصومہ سین پاک صلواۃ اللہ علیہا کا لکھا گیا ہے، کہ فرمایا ان دونوں میں سے جس کے ساتھ چاہو عقد کرلو اور وہ شرم سے خاموش رہے، پھر آپ نے ان کا عقد بڑی شہزادی صلواۃ اللہ علیہا سے فرمایا

یہ واقعہ کچھ معتبر کتابوں میں لکھا ہوا ہے آپ ان معتبر کتابوں کے نام بھی دیکھ لیں

انساب الاشراف 226/1 ...... تاریخ دمشق از ابن عساکر 66/1 ...... تہذیب التہذیب 263/2 ...... تہذیب المقال فی تشیع 309/2 ...... کتاب رجال نجاشی 304/2 ...... کشف الغمہ 299/2 ...... الارشاد مفید 196

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ معصومہ سین پاک صلواۃ اللہ علیہا کی دنیا میں آمد جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کے عقد کے بعد ہوئی تھی اور کربلا میں جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کے جو فرزند شہید ہوئے تھے معصومہ سین پاک صلواۃ اللہ علیہا سے وہ ایک سال چھوٹے تھے

اسی طرح علامہ مجلسی کی کتاب تذکرۃ الآئمہ میں شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی عمر نو سال لکھی ہوئی ہے حالانکہ واقعہءِ کربلا جب رونما ہوا تو اس وقت ان کے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کو گیارہ سال بیت چکے تھے، ایسی لاتعداد روایات

میں معتبر کتابوں میں سے دکھا سکتا ہوں جو ساقط الاعتبار ہیں اور حقیقت سے بعید ہیں ...... اب اس پر خود غور کریں کہ جب معتبر کتابوں میں منقولہ مواد بھی سارا درست نہیں ہے تو پھران کا کسی روایت کو نہ لکھنا کسی روایت کی تضعیف کیسے ثابت کرسکتا ہے؟ جبکہ ان کا وہ منقولہ مواد بھی کسی واقعہ کی توثیق کا ضامن نہیں ہے

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ کچھ خاص لوگوں کا ان کتابوں کے بارے میں ڈبل سٹینڈرڈ ہے یعنی ان میں سے جو چاہیں درست کہہ دیں اور جو چاہیں رد کر دیں، یعنی من پسند اور اپنے مخصوص عقائد کی تائید میں جو مواد ملے اسے بلا تحقیق و بلا نقد وتبصرہ درست کہہ دیا جاتا ہے کہ دیکھو یہ فلاں معتبر کتاب میں موجود ہے اور اپنے مخصوص عقائد کے خلاف جو مواد انہی کتابوں میں موجود ہو اسے عقلی دلیلوں سے رد کر دیا جاتا ہے، بلکہ فرمانِ معصوم علیہ الصلوات والسلام کو بھی رد کر دیا جاتا ہے اپنے عقائد یا مقاصد کے خلاف جو فرامین معصومین علیہم الصلوات والسلام ہوں انہیں رد کرتے وقت نہ کتاب کے معتبر پن [اعتبار] کا خیال رکھا جاتا ہے، نہ رواتِ حدیث کا، اور نہ ہی اس کتاب کے فاضل مؤلف ومصنف کا احترام مانع ہوتا ہے

اس طرح ایک ہی کتاب دن میں دس مرتبہ معتبر بنتی ہے اور پچاس مرتبہ ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے

## ﴿عالمانہ رویہ﴾

دوستو کسی بھی چیز کے بارے میں عالمانہ رویہ یہ ہوتا ہے کہ کسی پر اپنی رائے کو مسلط نہ کیا جائے کیونکہ یہ علمی جارحیت ہے اور علمی جارحیت جہالت ہوتی ہے

عالمانہ رویہ یہ ہے کہ جو لوگ سیج پاک برآمد کرتے ہیں انہیں جبراً نہ روکا جائے کیونکہ جب ان سیج برآمد کرنے والوں کو جبراً روکا جائے گا تو سیج برآمد کرنے والوں کو بھی جبر کا حق حاصل ہو جائے گا اور وہ بھی مخالفین سے جبراً سیج برآمد کروانے پر اتر آئیں گے، اس طرح سوائے فساد فی الارض کے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا اور عقل کی بجائے جذبات سے کام لیا جائے گا تو دونوں طرف سے نقصان ایک ہی قوم کا ہو گا جیسا کہ اس دور میں غیر عالمانہ رویہ اختیار کیا جا رہا ہے اور سیج پاک کو جبراً رکوایا جا رہا ہے، جبراً سیج پاک برآمد نہ کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اسی طرح یہ جبری سلسلہ جاری رہا تو اس کے ردعمل کو کون روک سکتا ہے؟

سیج پاک ویسے بھی شیعہ کے شعائر میں بہ منزلت معروف ہے، قدیم تصویر خوانوں کی تصویروں میں، شبیہ خوانوں کی شبیہوں میں، قدیم روضہ خانوں کی کتب روضہ میں واقعہء عروسی کا ذکر بھی موجود ہے اور سیج پاک کی شبیہ بھی موجود ہے، کچھ عرفاء کو بذریعہ کشف بھی اس کی تائید و تاکید ہوئی ہے تو پھر اس پر اعتراض کیسا؟

یہ بھی ہے کہ علما اور عوام کو امر بالمعروف کا حکم ہے، اس لئے اس کی مخالفت کرنا نہی عن المعروف کے برابر ہے، اس لئے اس کے خلاف کچھ کہنا مناسب ہی نہیں ہے ورنہ کفارہ تو انہیں مخالفین ہی کو بھگتنا پڑے گا

جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ اس روایت کو سینکڑوں کتب نے نقل کیا ہے اور متقدمین میں سے کسی نے اس کی نفی نہیں کی اور متاخرین نے نفی کیلئے کوئی علمی کلیہ استعمال نہیں کیا بلکہ صرف کیوں اور کیسے ہی تک بات کی ہے اور اپنے جذبات پر قیاس کیا ہے نہ کہ کوئی علمی طریقہ استعمال کیا ہے ...... اس کی نفی میں کوئی روایت

موجود ہی نہیں ہے

## ﴿ مرحلہ ءِ ثانی ﴾

دوستو جب کسی روایت کی چھان پھٹک ہوتی ہے تو اسے کچھ مراحل سے گزارنے کے بعد اس کی توثیق یا تضعیف دلائل کے ساتھ ہوتی ہے یعنی اسے درست یا نادرست مانا جاتا ہے، جس میں سے سب سے اول اس کے حیثیات خمسہ دیکھی جاتی ہیں، اس کے بعد اسے کچھ حوالوں سے دیکھا جاتا ہے مثلاً

(1) کیا یہ روایت علاقائی روایات وقوانین سے متصادم تو نہیں؟

(2) کیا اس روایت میں اخلاقیاتی حوالے سے کوئی قباحت تو موجود نہیں ہے؟

(3) کیا یہ روایت شرعی و مذہبی مسلّمات کے منافی تو نہیں ہے؟

(4) کیا یہ روایت مراتب ومناصب وسٹیٹس اور شان کے خلاف تو نہیں ہے؟

(5) کیا روایت خلافِ معروف عام تو نہیں ہے

دوستو اب ہم اس حوالہ بھی بات کرتے چلیں

## ﴿ علاقائی روایتی حوالہ ﴾

پھر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ منقولہ روایت جس علاقے سے تعلق رکھتی ہے اس علاقے کی روایات سے تو متصادم نہیں ہے؟ کیونکہ روایت کو اس کے علاقائی حوالے سے دیکھنا ہوتا ہے نہ کہ اپنے علاقے کی روایات کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے جیسا کہ ہم صوبہ سرحد کے پٹھان قبائل میں دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی کسی کو قتل کر دے اور قاتل ومقتول کے قبائل کے مابین فوری جنگ کا خطرہ پیدا ہو جائے تو کوئی بڑا

سردار جو غیر جانب دار ہو وہ آ کر ان قبائل کو بلاتا ہے اور ان کے سامنے ان کے درمیان میں ایک پتھر اٹھا کر رکھ دیتا ہے، جو اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ اس کا فیصلہ امن سے ہونا ہے، تم نے لڑنا نہیں ہے اور وہ نہیں لڑتے ، اور اگر قاتل کا قبیلہ معافی کا خواہش مند ہو تو وہ برادری کے چار آٹھ بزرگ لے کر جاتا ہے اور مخالفین کے دروازے پر جا کر ایک دنبہ ذبح کر دیتا ہے اور خود باہر کھڑا ہو جاتا ہے، جب اہل خانہ کو پتہ چلتا ہے کہ ان کے دروازہ پر دنبہ ذبح ہو چکا ہے تو مقتول کا وارث پھر اپنی طرف سے ایک دنبہ ذبح کر کے اسے تیار کرواتا ہے اور آنے والوں کیلئے بیٹھنے اور کھانے کا انتظام کرتا ہے، اس کے بعد انہیں کھانا کھلایا جاتا ہے، پھر ان سے آنے کی وجہ پوچھی جاتی ہے، جبکہ وہ جانتا ہے کہ کیوں آئے ہیں مگر وہ دستور کے مطابق پوچھتا ہے اور آنے والے بزرگ سردار یا ملک صاحبان قاتلین کا مدعا پیش کرتے ہیں، اس پر اس قتل کی دیت مقرر ہوتی ہے جو مقتول کا وارث مقرر کرتا ہے، جب اس کی مطلوبہ رقم اس کے حوالے کی جاتی ہے تو وہ اس میں سے دو دو چار چار ہزار ان قبائل کے سرداروں کو دستار [ پگ ] کے طور پر واپس کرتا ہے اور پھر ان کی دعائے خیر یعنی صلح ہو جاتی ہے

اب جب ہم اس روایت پہ بات کریں گے تو اسے انڈیا یا یورپ یا عرب کے تناظر میں نہیں دیکھیں گے، بلکہ اسے صوبہ سرحد کے تناظر میں دیکھیں گے اور پھر اس کی توثیق یا تضعیف کریں گے

اسی طرح واقعہءِ عقد کو جب ہم زیر بحث لائیں گے تو اسے عرب روایات کے تناظر ہی میں دیکھیں گے نہ کہ پاکستان کے تناظر میں ...... اگر آپ عرب روایات

کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ عین جنگ کے موقعہ پر دولہا بنانا ان کی قبائلی روایت بھی تھی ...... جولوگ روایات عرب پر مبنی کتب اور کمپیوٹر مواد دیکھ چکے ہیں، جولوگ ٹریڈیشنل انتھروپالوجی [ روایتی بشریات ] اور سوشل اتھنالوجی [ عمرانی نسلیات ] کی سٹڈی کر چکے ہیں اور عریبک ٹریڈیشنز کا مطالعہ کر چکے ہیں وہ ایسا کوئی اعتراض دماغ میں نہیں پال سکتے، کیونکہ عرب روایات میں تو ایسے موقعوں پر خصوصی طور پر دولہا بنایا جاتا تھا، کیونکہ عرب معاشرہ کی یہ ایک روایت تھی کہ دولہا صلح کی علامت اور آخری کوشش ہوتا تھا، یعنی جب دو قبائل میں دشمنی حد سے زیادہ تجاوز کر جاتی یا ناقابل صلح ہو جاتی تھی اور ایک قبیلہ لڑتے لڑتے انتہائی کمزور ہو جاتا تھا تو دوسرا قبیلہ اس پر فیصلہ کن حملہ کرتا تھا...... اس نازک موقعہ پر کمزور قبیلہ صلح کو اپنی بقا کیلئے لازم سمجھتا تھا، تو وہاں وہ صلح کے دو راستے اختیار کرتا تھا، اس کا پہلا راستہ یہ ہوتا تھا کہ وہ عین حملہ یا گھیراؤ کے وقت اپنی کسی مستور کو میدان میں یا مخالفین کے ہاں بھیج دیتا اور وہ جا کر کہتی تھی کہ میں ان کی عزت تمہارے پاس چل کر آئی ہوں اور آپ سے صلح کی بھیک مانگتی ہوں

مخالف کے اس عمل سے غالب دشمن فوراً صلح کر لیتا تھا، بلکہ اس عورت کی بہت عزت افزائی کی جاتی تھی، اس کو برقعے اور کچھ تحائف دیئے جاتے تھے، اور اس قبیلے کا سردار اس کے سر پہ چادر ڈال کر اسے بہن کا درجہ بھی دیتا تھا، اگر مخالفین کی ایک عورت کے بجائے عورتوں کا کوئی وفد آتا تھا تو اس وفد کی ساری عورتوں کو اسی طرح نوازا جاتا تھا اور انہیں چادریں دے کر بہنوں کا درجہ دیا جاتا تھا، ہاں اگر کوئی غیور اس بات پر راضی نہ ہوتا کہ وہ اپنی عورتوں کو دشمن کے پاس بھیجے تو وہ

اپنے کسی نوجوان کی شادی کا اہتمام کر کے اسے دولہا بنا کر میدان میں یا دشمن کے پاس بھیج دیتا تھا، اور وہ دولہا ان سے جا کر معافی اور صلح کی بات کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں ان کا دولہا تمہارے پاس چل کر آیا ہوں، ان کی بیٹی کا سہاگ تمہارے پاس چل کر آیا ہوں، اور گذارش کرتا ہوں کہ آپ ہماری خوشی کو غم میں نہ بدلیں، ہاں اگر مارنا ہے تو مجھے مار کر سردار کی بیٹی کو بیوہ کر کے اپنی دشمنی کی بھڑاس نکال لیں، مگر باقی قبیلہ والوں کو کچھ نہ کہیں اور ان سے صلح کر لیں......

کیونکہ قدیم عرب قبائل روایت پرست تھے اور عار اور شرمندگی کی بدنامی سے بہت ڈرتے تھے اور ان کے ہاں یہ روایت بھی تھی کہ بیٹی چاہے دشمن کی ہے وہ قبیلے کی اپنی بیٹی ہے، اور وہ کہتے تھے کہ بہو بیٹیاں مشترکہ ہوتی ہیں چاہے جس قوم یا قبیلہ کی بھی ہوں، اس لئے وہ صلح کی پیشکش کرنے والے سردار کی بیٹی کو بیوہ کرنا پسند نہیں کرتے تھے، کیونکہ اس طرح پورے قبائل میں ان کی ناک کٹ جاتی تھی ایسے موقعہ پر دولہا کی گذارش پر مخالف قبیلہ کو معاف کر دیا جاتا تھا، اور بعض وسیع الظرف لوگ تو اس کی شادی کے اخراجات تک خود ادا کرتے تھے

آج بھی یہ رسم و رواج و روایت ان قبائل میں کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہے کہ جو پاکستان میں عرب سے آئے ہیں، جیسا کہ بلوچستان کے بلوچ قبائل میں آج بھی یہ رسم موجود ہے کہ جب برادری کا کوئی بھائی روٹھا ہوا ہو اور کسی طرح بھی راضی نہ ہو رہا ہو اور وہ شادی غمی میں شریک نہ ہو رہا ہو...... تو اس وقت سہرہ باندھ کر دولہا کو اس کے پاس بھیج دیا جاتا ہے اور وہ فوراً اس کے ساتھ شادی میں آجاتا ہے کہ اب تو دولہا چل کر آگیا ہے اس کو خالی لوٹانا اس کی اپنی توہین شمار ہوتی ہے

میں نے عریبک ٹریڈیشن کے حوالے سے ایک مرتبہ یہ بات اپنے محترم بزرگ مبلغ اعظم الثانی جناب علامہ قاضی سعید الرحمٰن صاحب سے کی، تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بات تاریخ العرب میں اب بھی موجود ہے اس کے بعد انہوں نے اسی تفصیل کے ساتھ تاریخ عرب سے اس روایت کو بیان کیا تھا ...... مجھے اس کتاب کے مصنف کا نام یاد نہیں رہا کیونکہ بہت پہلے ان سے بات ہوئی تھی، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ عرب میں دولہا صلح کی آخری کوشش کا نام تھا

اب اس حقیقت کو بھی دیکھ لیں کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے امت ملعونہ پر اتمام حجت کیلیئے وہاں اپنی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کا عقد فرمایا اور دولہا کو میدان میں صلح کا نمائندہ یا پیام بر بنا کر روانہ فرمایا، وہاں یہ شادی کوئی عام شادی نہیں تھی بلکہ صلح کی ایک تقریب تھی، جناب شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کو اتمامِ حجت کیلیئے دولہا بنایا گیا تھا...... میں یہ سمجھتا ہوں کہ امام حسن علیہ الصلوات والسلام کو بھی معلوم تھا کہ واقعۂ کربلا ہونا ہے اور اس میں اتمام حجت کرنا بھی لازم ہوگا، تاکہ کل روز قیامت کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے روایات عرب کے مطابق صلح کی پیشکش نہیں کی تھی، اس لئے امام حسن علیہ الصلوات والسلام نے آخری وقت یہی وصیت فرمائی تھی کہ کربلا میں میرے اس بیٹے کو دولہا بنایا جائے جو میرے سرہانے بیٹھا ہے اور اس وقت شہزادہ علی قاسم علیہ الصلوات والسلام کی عمر مبارک تین یا چار سال کی تھی اور انہیں اس واقعہ کا انجام بھی معلوم تھا، اس لئے انہوں نے اس کام کیلیئے اپنے بیٹے کو منتخب فرمایا کہ ہم بھی بنی امیہ کی طرف سے کی جانے والی صلح کی پیشکش مان چکے ہیں، اب ان کی باری ہے، وہ بھی ہماری صلح کی پیشکش کو دو حوالوں سے

دیکھیں گے کہ ایک تو ہمارے احسان کے حوالے سے، دوسرا روایاتِ عرب کے حوالے سے،......اس طرح ایک تو اتمام حجت کا عمل کامل ہو جائے گا اور امن کا شہزادہ صلح کا پیغمبر شہید ہو گا تو ساری دنیا آل امیہ پر اس حوالہ سے لعنت کرے گی یہ بات سارا عرب اور امت ملعونہ بھی جانتی تھی کہ بنی ہاشم کے دو سردار ہیں، ایک امام حسن علیہ الصلوات والسلام اور دوسرے امام حسین علیہ الصلوات والسلام اور اس لئے سردار موجود کی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کو دولہن بنایا گیا اور بڑے سردار یعنی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی دستار کے وارث کے بیٹے کو دولہا بنایا گیا، اور اس میں یتیمی کو بھی اتمام حجت کا اہم جزو بنایا گیا

## ﴿ اخلاقیاتی حوالہ ﴾

دوستو! اگر ہم اخلاقی حوالے سے دیکھیں تو اس روایت میں کوئی غیر اخلاقیت نہیں پائی جاتی، ہاں جن لوگوں نے بات کی ہے تو انہوں نے شہزادہ پاک کے سن مبارک کے حوالے سے کی ہے، اوران فاضل مہربانوں نے فرمایا ہے کہ شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کمسن بچے تھے اور کسی کمسن بچے کی شادی کرنا کسی بھی امام کی شان کے منافی ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے علامہ مجلسی کے ”لم یبلغ الحلم “ کے جملے سے یہ سب کچھ اخذ کیا ہے کہ وہ کمسن تھے، جبکہ عربی میں حلم دس سال سے زیادہ اور پندرہ سال سے کم عمر کے نوجوان کو کہا جاتا ہے، جیسا کہ صاحب ریاض القدس نے اس پر بحث بھی کی ہے اور ہماری تحقیق یہ ہے کہ بوقت شہادت شہزادہ قاسم علیہ

الصلوات والسلام کی عمر 14 سال 5 ماہ سے بھی زیادہ تھی ، اور عرب کے گرم موسم میں اس عمر کا لڑکا بالغ ہوجاتا تھا ، اس لئے عرب میں ان سے بھی کم عمر کے بچوں کی شادی کرنا عام تھا

فقہ اور تاریخ دونوں سے ہمارے مؤقف کی تائید ہوتی ہے کیونکہ فقہ کہتی ہے کہ لڑکی 9 سال کی عمر میں اور لڑکا 13 سال کی عمر میں بالغ مانا جائے

[ کم ازکم عرب کے گرم موسم میں یہ کلیہ درست مانا جاتا ہے ]

اور بعض فقہا عظام نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ لڑکی 9 سال میں بالغ ہوتی ہے اور لڑکا 11 سال میں بالغ ہوتا ہے

برادرانِ اہل سنت کی فقہ میں توں عرب کی لڑکی سات سال میں بالغ مانی جاتی ہے اور اسی سے ام المومنین عائشہ کی شادی پر دلیل لائی جاتی ہے جو سات سال کی عمر میں ہوئی تھی

ایک قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ جہاں دشمن زیادہ ہوں وہاں بقائے نسل کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے ، اور ہم ظہور اسلام سے قبل کی عرب جنگوں میں دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ نوجوانوں کو عموماً جنگ میں نہیں جھونکا جاتا تھا ، یعنی جب تک کوئی صاحب اولاد نہ ہوتا ، جنگ میں نہیں جاتا تھا ، اور ظہورِ اسلام کے بعد کی جنگوں میں بھی جن کے نام بڑے بہادروں میں آتے ہیں وہ معمر لوگ تھے ، جیسا کہ عمرو بن عبد ود نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی تھی کہ آپ میرے دوست جناب عمران علیہ الصلوات والسلام کے لخت جگر ہیں ، اس لئے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ واپس چلے جائیں ، اسی طرح دیگر جنگوں میں ہوتا تھا ، اور ظہور

اسلام کے بعد پہلی مرتبہ ولید ملعون کے بعد خالد بغیر اولاد کے جنگ میں شریک ہوا تھا...... یعنی اس دور میں بقائے نسل کا خصوصی خیال رکھا جاتا تھا اور اس خیال سے بلوغ کے فوراً بعد شادی کرنے کا رواج عام تھا، اس لئے نوعمری میں شادی کرنا کوئی غیر اخلاقی فعل نہیں مانا جاسکتا

اگر ہم فرض کرلیں کہ 15/14 سال کی عمر میں شادی کرنا کم عمری کی شادی ہے اور یہ اخلاقی طور پر جائز نہیں ہے تو پھر ہمیں ان روایات کو بھی دیکھنا پڑے گا کہ جنہیں تاریخ سے مس رکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ خود ملکہ عالمین سیدۃ النساء العالمین علیہ الصلوات والسلام کی شادی خانہ آبادی نو سال کے ظاہری سن میں ہوئی، امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کی جب مامون الرشید کی بیٹی ام الفضل سے شادی ہوئی تھی تو ان کی عمر صرف گیارہ سال کی تھی، شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام جتنے بھی کمسن مانے جائیں پھر بھی عقد کی وقت ان کی عمر گیارہ سال سے تو زیادہ ہی تھی ...... جب اس عمر میں ان کے اپنے ہی گھر کی ایک مثال موجود ہے اور شادی کرنے والے خود امام تھے تو پھر ان کے جد اطہر علیہ الصلوات والسلام کا اپنے 15/14 سال کے یتیم بھتیجے کی شادی کرنا ان کی شان کے منافی کیسے ہوسکتا ہے؟ اور ان کا یہ فعل کس طرح غیر اخلاقی تصور کیا جاسکتا ہے؟

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ ہمارے بعض کم بین لوگ واقعۂ کربلا میں شہزادہ کو ایک انتہائی کمسن اور نفیس و نازک بچہ ثابت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جبکہ حقیقتاً ایسا نہیں تھا، بلکہ ارزق شامی ملعون کے بیٹے سے جنگ میں ان کی جسمانی پختگی کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ جب آپ نے اس کے تنومند جوان بیٹے کو بالوں سے پکڑ کر

ایک ہاتھ میں اٹھالیا اور پھر اسے اس انداز میں زمین پر دے مارا کہ اس کی کوئی ہڈی سلامت نہ رہی، تو یہ کام کوئی کمسن بچہ نہیں کرسکتا، جیسا کہ تاریخ و مقاتل کے یہ الفاظ گواہ ہیں ......☆فرفعه و ضربه علی الارض بحیث لم یبق له عظم الا ان کسر......(ریاض القدس 48/2)

ایک ہاتھ سے کسی جوان کو اٹھا لینا اور پھر اسے اوپر اچھال کر زمین پر اس طرح مارنا کہ اس کی ہڈی پسلی ایک ہو جائے، یہ کسی کمسن یا نازک و نفیس بچے کے بس کا روگ نہیں ہے

ان لوگوں نے لفظ ''حلم'' سے تو قیاس کیا ہے مگر انہوں نے اس عبارت کو نہیں دیکھا

☆فلم یزل الغلام یقبل یدیه و رجلیه......

یعنی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں لفظ غلام کا استعمال ہوا ہے جو کہ ایک کامل جوان کیلئے استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں ☆فقد برز الیهم الغلام کا جملہ استعمال ہوا ہے اور اسی سے کچھ فاضل علماء نے انہیں بیس سال سے زیادہ عمر کا ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے

کیا اس لفظ سے شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلوات والسلام کی جوانی پر استدلال نہیں کیا جاسکتا؟

جو لوگ تاریخِ مقتل کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں لفظ غلام کئی مرتبہ بولا گیا ہے جو ان کے بھرپور جوان ہونے کی دلیل ہے

کچھ فاضل علمائے متقدمین نے ان کا سن مبارک سولہ سال بھی لکھا ہے، طبری نے

سن مبارک دس سال لکھا ہے، ابو مخنف نے 14 سال لکھا ہے، صرف علامہ مجلسی نے لکھا ہے کہ وہ بالغ نہ تھے، چونکہ ہم بتا چکے ہیں کہ امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کی شادی گیارہ سال میں ہوئی تھی اس لئے انہیں لاکھ کمسن ثابت کیا جائے ان سے کمسن ثابت نہ ہوں گے، جب ایک واقعہ ان کے خاندان کا موجود ہے تو پھر اس اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی

ایک قابل توجہ امر یہ بھی ہے کہ اس گھر اطہر کے شہزادے عام لوگوں کی نسبت جلدی جوان ہوتے تھے کیونکہ ان کی نشو ونما یا بڑھوتری کی رفتار عوام الناس سے کہیں زیادہ ہوتی تھی، جیسا کہ گیارہ سال کے سن میں جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام نے صفین میں جو جنگ کی تھی، اس میں جب آپ کو بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کا لباسِ جنگ پہنایا گیا تھا تو وہ ان کی قامت پر پورا اترا تھا...... اس لئے ساڑھے چودہ سال کے تنومند شہزادہ کو ایک انتہائی کمسن بچہ بنا کر پیش کرنا اور پھر اسی سے واقعہءِ عقد کی نفی پر دلیل لانا غیر عالمانہ رویہ ہے

## ﴿ شرعی و مذہبی حوالہ ﴾

دوستو اگلے مرحلہ میں روایت کی توثیق وتضعیف کیلئے اسے شرعی پیمانے پر تولا جاتا ہے کہ کیا اس روایت میں کوئی ''غیر شرعیت'' تو نہیں ہے؟

الحمداللہ آج تک اس پر کسی نے کوئی شرعی اعتراض وارد نہیں کیا، ہاں جن لوگوں نے شرعی حوالہ سے بات کی ہے تو انہوں نے مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی وصیت پر شریعت کے حوالہ سے اعتراض کیا ہے، میں ان کا نام نہیں لوں گا، انہوں نے

اپنی کتاب میں وصیت والی روایت پر اس انداز سے تنقید کی ہے جس سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ انہیں عزاداری کے خلاف ہائر کیا گیا ہے

انہوں نے لکھا ہے کہ شرعی وصیت کا کلام اِلٰہی میں ایک مخصوص طریقہ مذکور ہے کہ دو گواہوں کے سامنے وصیت کی جائے اور یہ کیسی وصیت ہے کہ جس کا کسی کو علم تک نہ تھا، صرف امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام ہی کو بغیر گواہوں کے وصیت کر دی گئی جو شرعی وصیت کے قوانین پر پوری نہیں اترتی

اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے چونکہ ویسے بھی مراسم عزاداری کو ختم کرنے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے، اس لئے ان سے تو ہماری بات ہی نہیں ہے، ہاں جو لوگ حقیقت پسند ہیں ان سے گذارش کروں گا کہ جو قوانین عام لوگوں کیلئے ہوتے ہیں اس میں استثناء ضرور ہوتا ہے، جیسا کہ عام عدالت میں دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے مگر شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ اصحاب کرام کو گواہی کا مکمل نساب قرار دیا تھا اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کیس میں ایک طرف ایک ہزار گواہ ہوں اور دوسری طرف جناب ابوذر غفاری گواہ ہوں تو قاضی شرعی کو ان ہزار لوگوں کے مقابلے میں ان کی گواہی قبول کرنا پڑے گی کیونکہ ان کی گواہی کو رد کرنا انہیں نعوذ باللہ جھوٹا ثابت کرنے کے مترادف ہے اور انہیں جھوٹا ثابت کرنا شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کی تکذیب کے مترادف ہے، کیونکہ انہوں نے ان کی سچائی کے بارے میں فرمایا تھا کہ ان جیسا سچا زیر آسمان کوئی ہے ہی نہیں ...... اس لئے ہزاروں لوگوں کو جھٹلانا لازم ہے اور انہیں سچا ماننا واجب ہے اور رد کرنا کفر ہے

یہ تو عوام کی بات تھی اب ہمارے سامنے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی ذات ہے تو

ان کے سامنے اگر کروڑوں فرشتے بھی گواہی دیں تو ہمیں فرشتوں کی عصمت پر شک کر لینا چاہیے مگر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی عصمت پر شک نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ ایسے معصوم ہیں کہ جو سہوا ورنسیان تک سے اجل وارفع واعلیٰ ہیں، اب اگر یہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بھائی نے وصیت فرمائی تھی تو پھر کسی گواہ کی ضرورت ہی نہیں ہے ...... جیسا کہ ہماری کتب غیبت میں جناب کامل بن ادریس کے سامنے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف نے اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کی ایک طویل وصیت بیان فرمائی ہے اور اس پر آج تک کسی بڑے سے بڑے عالم نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ یہ کیسی وصیت ہے کہ جو قوانین شرع کے معیار پر پوری نہیں اترتی ...... جب ان پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے تو پھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام پر کیسے یہ اعتراض لاگو ہو سکتا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جس وصیت کا ذکر فرمایا ہے ممکن ہے اس کے گواہ موجود ہوں اور ناقلِ روایت کو معلوم نہ ہوں ......سوچا جائے تو کسی صورت میں وصیت پر اعتراض جائز نہیں ہے

دوستو حقیقت یہ ہے کہ وصیت پر اعتراض تو سراسر جاہلیت وکفر ہے کہ جب امام علیہ الصلوات والسلام نے فرما دیا تو کسی کو پوچھنے کا بھی حق نہیں ہے کہ آپ نے کس حوالے سے فرمایا ہے، کیونکہ یہ رویہ تو فدک کے کیس جیسا ہے کہ وہاں بھی شریعت کے نام پر ڈاکہ ڈالا گیا تھا کہ گواہ پیش کریں، گواہ پیش ہوئے تو کہا نساب پورا نہیں ہے، جب نساب پورا ہو گیا تو کہا بیٹوں کی گواہی والدہ کے حق میں قابل قبول نہیں ہے یہ صرف ڈاکہ ڈالنے کے بہانے تھے

## ﴿حفظ مراتب کا حوالہ﴾

اگلے مرحلے میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ روایت جس شخصیت کے بارے میں ہے کیا اس کے خلافِ شان تو نہیں ہے؟ ان کی عظمت اور سٹیٹس کے خلاف تو نہیں ہے؟

اس حوالے سے آج تک اس پر کسی نے کوئی اعتراض لاگو کیا ہی نہیں کیونکہ دختر کی شادی بھتیجے سے کرنا کسی کے خلاف شان نہیں ہوتا جبکہ بھتیجا بھی سعادت مند، نیک اور جانثار ہو اور اس کے دوسرے بھائی پہلے بھی اس شرف سے مشرف ہوں تو پھر شان وعظمت کے خلاف تصور کرنا بھی درست نہیں ہے

## ﴿معروف عام کا حوالہ﴾

پانچویں مرحلے میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ زیر بحث روایت معروف عام کے خلاف تو نہیں ہے؟ کیونکہ شرعاً اور مذہباً امر بالمعروف کا حکم ہے، یعنی جو معروف ہو روایت کو اس کے خلاف نہیں ہونا چاہیے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ روایت انتہائی معروف ہے اور جو اسے رد کرتے ہیں وہ خلافِ معروف کا ارتکاب کرتے ہیں، کیونکہ آج دنیا کے جس گوشے میں بھی شیعہ عزاداری کرتے ہیں وہاں اس شہزادہ کی شادی وعقد کا ذکر خصوصی طور پر ہوتا ہے اور عشرۂ محرم میں ایک دن اس تقریب کیلئے مخصوص ہوتا ہے، حجلہ عروسی [ سیج ] بنائی جاتی ہے یا مہندی کی شبیہ برآمد ہوتی ہے، اس میں ایران، عراق، شام، مصر، لبنان، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، کشمیر بلکہ یورپ تک جہاں بھی شیعہ ہیں وہ کسی نہ کسی طرح سے شادی کا ذکر کرتے ہیں اور امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کے لخت

جگر علیہ الصلوات والسلام کی حسرت آمیز شادی پر گریہ و بکا کرتے ہوئے یہ ثابت کر کے دکھاتے ہیں کہ خود کو عرب کہنے والے کس قدر گرے ہوئے لوگ تھے کہ انہوں نے ساری اسلامی اور عربی روایتوں کو توڑا ہے، محرم الحرام میں جنگ کر کے انہوں نے روایت عرب کو توڑا ہے، کہ جسے اسلام نے بھی باقی رکھا تھا کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی جب صفین کے مقام پر جنگ ہوئی تو وہاں عین جنگ کے دن محرم کا چاند نظر آ گیا تھا تو دونوں لشکروں نے ہتھیار اتار کر رکھ لئے تھے اور پورا مہینہ وہاں قیام رکھا اور جنگ نہیں کی اور جب صفر کا چاند نظر آیا تو پھر جنگ ہوئی مگر کربلا میں یہ قانون بھی توڑا گیا

ساتھ ہی دولہا کو کسی بھی جنگ میں قتل نہیں کیا گیا تھا جبکہ وہ صلح کی پیشکش لے کر آئے، کیونکہ یہ قانون جناب داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے رائج تھا، اس لئے اسے کسی عرب نے نہیں توڑا تھا مگر کربلا میں اسے توڑا گیا

اور یہ رسم حجلہ ءِ عروسی ان تمام علاقوں میں صدیوں سے رائج ہے کہ جہاں جہاں عرب سے تعلق رکھنے والے قبائل پہنچے ہیں ...... آج ہم جو سیج پاک برآمد کرتے ہیں یہ اس حجلہ ءِ عروسی [ خیمہ ءِ عروسی ] کی شبیہ ہے کہ جو خیمہ ءِ عروسی کے نام سے آج بھی کربلا میں موجود ہے

میرے ایک دوست اپنے ہی حوالے سے فرما رہے تھے کہ ہم نے آیت اللہ محمد شیرازیؒ سے حجلہ ءِ عروسی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تو ہمارے گھر سے بھی برآمد ہوتا ہے ’’از خانہ ما بیرون میآید......‘‘ اسی طرح ایران میں تو بڑے بڑے علمائے عظام کے گھروں سے سیج [ حجلہ ءِ عروسی ] کی شبیہ برآمد

ہوتی ہے

خود کربلا معلیٰ [ عراق ] میں تو خیمہ ءِ عروسی آج بھی موجود ہے اور اس کی ساری منتیں مہندی کی ہوتی ہیں ...... اور ہم آج بھی کہتے ہیں کہ جس شریف انسان کو بچی کی شادی کا مسئلہ درپیش ہو، وہ مہندی کی منت مان کر تصدیق کر لے کہ منت پوری ہوتی ہے یا نہیں ہوتی ؟

اگر منت پوری ہو جائے تو پھر اسے اس روایت کی تائید ایزدی تصور کرے

## ﴿ اخلاقی دلیل ﴾

ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام جہاں دیگر مناصب اعلیٰ کے مالک تھے وہاں وہ اخلاقِ انبیاء علیہم السلام کے مبلغ بھی تھے، اور جناب داؤد علیہ السلام نے ایک نابالغ یتیم بچے کی شادی صرف اس لئے کی تھی کی ایک بیوہ ماں کی آرزو کو پورا کرنا وہ اپنا اخلاقی فرض سمجھتے تھے، اور ان کے اس فرض کی ادائیگی پر خالق نے مہر جواز اس صورت میں صادر فرمائی کہ اس بچے کی عمر چالیس سال بڑھا دی [ اس کی تفصیل مجلس میں موجود ہے ]

اسی طرح امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا بھی اخلاقی فریضہ یہی تھا کہ وہ بھی ایک بیوہ ماں کی چودہ سال کی آرزو کی تکمیل ضرور فرمائیں، اس عقد سے جہاں ان کے دوسرے مقاصد پورے ہوئے ہیں، وہاں ان کا یہ اخلاقی فریضہ بھی ادا ہوا ہے

## ﴿ تائیدات ﴾

اب یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ اس مسئلہ سے متعلق جہاں دوسری دلائل و

تائیدات موجود ہیں ، وہاں معصومین علیہم الصلوات والسلام کی طرف سے بھی اس ضمن میں ہر دور میں تائیداتِ منامی بھی صادر ہوتی رہی ہیں اور کوئی بھی دور ایسا نہیں رہا ہے کہ جس میں یہ تائیدات منامی نہ ملی ہوں

اس ضمن میں شاید کوئی یہ سوچے کہ عالم خواب میں معصومین علیہم الصلوات والسلام کی زیارت محلِ توقف ہے تو ان لوگوں سے عرض کروں گا کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ☆من رأنی فی المنام فقد رأنی......

یعنی جس نے بھی خواب میں ہماری زیارت کی ہے گویا اس نے بیداری میں زیارت کی ہے، کیونکہ ابلیس اس شکل میں کبھی متشکل نہیں ہوسکتا ......اور یہ حدیث متفقہ بین تشیع ہے اور اس پر امامیہ کا اتفاق ہے کہ کسی بھی معصوم علیہ الصلوات والسلام کی شکل میں کوئی غیر متشکل نہیں ہوسکتا اور ان کی زیارت عالم خواب و بیداری میں برابر ہوتی ہے، اس پر ہمارے علمائے اعلام نے اپنی کتب میں کچھ ابواب بھی قائم کیئے ہیں اور رؤیائے صادقہ بھی نقل کیئے ہیں اور اس پر جناب ابراہیم علیہ السلام اور جناب یوسف علیہ السلام کے خوابوں سے استدلال بھی کیا ہے

اور صاحب دارالسلام علامۃ الجلیل جناب شیخ محمود عراقی نے تو اپنی کتاب غیبت دارالسلام میں منامات کا ایک طویل باب بھی قائم کیا ہے، اس لئے جو تائیدات معصومین علیہم الصلوات والسلام واقعہِ عروسی کے ضمن میں عالم خواب میں حاصل ہوئی ہیں انہیں بھی درست ماننا لازم ہے اور اس واقعہِ عروسی کے ضمن میں بہت سے رؤیائے صادقہ اور تائیدات معصومین علیہم الصلوات والسلام موجود ہیں ، اور بہت سی تائیدات تو نقل ہی نہیں ہوسکیں ، ہاں بعض علمائے اعلام نے ان تائیدات معصومین

علیہ الصلوات والسلام کو بطور دلیل کے بیان فرمایا ہے جیسا کہ صاحب نفائس الاخبار ہیں یا علامہ دربندی ہیں تو انہوں نے ان واقعات کو بطور دلیل بھی پیش کیا ہے

صاحب نفائس الاخبار لکھتے ہیں

بدان کہ بعض از علماء ابرار زیاد اصرار دارد در کتاب خود براینکہ از برائے قاسم علیہ الصلوات والسلام زفاف اتفاق افتاد وخبر مذکور را مدرک حکم قرار دادہ واز برائے مطلب خود ادلہ اقامہ کردہ ماند' خوندان ذاکرین این قضیہ را در بالای منابر در مجالس علماء وتقریر علما را دلیل آوردہ ودیگر آنکہ شعراء آنرا در قصاید ومراثی ادراج نمودہ اند ودیگر آنکہ متداولست درمیان مردم کہ تعزیہ قاسم علیہ الصلوات والسلام برپا می کنند بہ تفصیل عروسی ودیگر خوابہائیکہ جمیع از علماء دیدند کہ در عالم رویاء خدمت حضرت سید الشہدا علیہ الصلوات والسلام مشرف شدہ از وقوع این قضیہ ایشان را اخبار فرمود .

(بحوالہ کتاب نفائس الاخبار صفحہ 295)

یہ جاننا چاہیئے کہ علمائے ابرار میں سے زیادہ لوگ اپنی کتابوں میں عروسی شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کو متفقہ علیہ قرار دِئے جانے پر اصرار کرتے ہیں اور وہ اس روایت کو فیصلہ کن (حکم) قرار دیتے ہیں اور وہ اپنے مطلب و مقصد پر ان چیزوں سے دلائل لاتے ہیں، یعنی ذاکرین کا اس واقعہ کو علمائے اعلام کی مجالس میں برسر منبر پڑھنا اور ان کا اِنہیں نہ روکنا......اس کو اس امر کی صداقت کی دلیل بناتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ شعرا نے اس روایت کو قصائد اور مرثیوں میں منظوم کیا ہے اور عوام شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی تعزیتی مجالس کو عروسی کی تفصیل کے ساتھ قائم کرتے ہیں (یہ بھی ایک دلیل صداقت ہے)

کثیر علماء عظام نے دیکھا ہے کہ وہ عالم خواب میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ قدس میں مشرف بہ زیارت ہوئے اور اس واقعہ کی تصدیق چاہی اور سرکار علیہ الصلوات والسلام نے اس کی خبر دی

(تو یہ بھی اس واقعہ کی صداقت پر ایک ناقابل تردید دلیل ہے)

صاحب اسرار الشہادہ علامہ دربندی نے ایسے رویائے صادقہ کا ذکر کیا ہے کہ جن میں واقعہ مذکور کی معصومین علیہم الصلوات والسلام کی طرف سے تصدیق وتائید ہوئی ہے

پاک و ہند کے بعض علمائے عظام کو بھی اسی طرح عالم خواب میں خود معصومین علیہ الصلوات والسلام نے اس واقعہءِ عروسی کو بیان کرنے کی تاکید فرمائی ...... جیسا کہ جناب مولوی ہدایت حسینؒ نجفی اور رسید الواعظین سید آغا حسینؒ شاہ صاحب کے نام قابل ذکر ہیں ...... ایسی لاتعداد تائیدات واحکامات خود ہمارے بزرگوں کو آئمہ ھدیٰ علیہم الصلوات والسلام کی طرف سے موصول ہوئی ہیں

کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ خیمہءِ عروسی تو شاہانِ قاچار وصفوی نے بنوایا تھا اور یہ کوئی صداقت کی دلیل نہیں ہے

میں انہیں عرض کروں گا کہ شاہانِ صفوی و قاچار نے جو کام کیئے ہیں وہ مراجع عظام کے مشورہ سے کیئے ہیں اور شاہانِ صفوی بھی عرب کی روایت کو جانتے تھے اس دور کے مراجع عظام رضوان اللہ علیہم بھی قدیم عرب روایات سے کما حقہٗ واقف تھے اس لئے انہوں نے اجازت دی اور شاہانِ وقت نے حجلہءِ عروسی تیار کروایا تھا کیونکہ ہمارے یہاں کے عربی دان لوگ ساری روایات کو ہندوستان و پاکستان کے تناظر میں دیکھتے ہیں اور عرب روایات کو بالکل جانتے تک نہیں ہیں، اس لئے

وہ صرف ''کیوں''اور''کیسے'' کی طرح کے اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں
دوستو یہاں تک آپ نے دیکھ لیا کہ ان سارے مراحل میں اس روایت عقد کی توثیق ہوتی ہے اور اسے درست ماننے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے سوائے ضد کے
اب ہم یہاں چند متفرق اعتراضات کے بھی اجمالی طور پر جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ اس کا کوئی گوشہ خالی نہ رہ جائے

## ﴿اعتراض﴾

کچھ مہربانوں نے یہ فرمایا ہے کہ اگر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لخت جگر کی شادی ماہ محرم میں کی ہے تو پھر ہمیں سنت امام کے مطابق ماہ محرم میں شادیاں کرنا اور خصوصی طور پہ روزِ عاشور شادی کرنا جائز ہونا چاہیے تھا، ہمارے لئے ان ایام عزا میں شادی کرنا کیوں حرام مانا جاتا ہے؟
اس کا جواب یہ ہے کہ حرمت عمومی کی دو اقسام ہیں
() حرمت واقعی () حرمت واقعیتی یا واقعاتی
یعنی ایک چیز کا حرام ہونا کلی طور پر ہوتا ہے مگر ایک چیز ایسی بھی ہوتی ہے کہ جو اصالتاً حرام نہیں ہوتی بلکہ کسی واقعہ کی وجہ سے یا کسی دوسری وجہ سے حرام ہو جاتی ہے، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ شادی کرنا اصالتاً جائز ہے لیکن ایک شخص اپنے بیٹے کی شادی کرنا چاہتا ہے اور وہ کسی سعد تاریخ کو منتخب کرتا ہے، کسی معصوم کے یوم میلاد کو یا کسی دیگر سعد تاریخ کو شادی طے ہو جاتی ہے، عین شادی کے روز اس کی والدہ یا والد فوت ہو جاتا ہے یا قتل ہو جاتا ہے تو وہ شادی ملتوی کر دیتا ہے، اور

اس پر اس وقت شادی کرنا حرام ہو جاتا ہے کیونکہ والد کی وفات یا قتل کے دن شادی کرنے سے شریعت روکتی ہے، یہ حرمت واقعیتی ہے نہ کہ واقعی ہے، کیونکہ شادی کرنا واقعی حرام نہیں ہے

اسی طرح واقعہ ءِ کربلا سے قبل اس تاریخ کو شادی کرنے کی منع نہیں تھی اور شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بھی یہ شادی کی تھی تو واقعہ ہونے سے پہلے کی تھی، ہاں اگر واقعہ ءِ کربلا کے بعد کسی امام نے روز عاشور شادی کی یا کسی شہزادہ کی شادی کی ہے تو پھر ان کی بات پر غور کیا جا سکتا ہے، مگر ہمارے آئمہ ہدی علیہم الصلوات والسلام کا معمول تو یہی رہا ہے کہ ایام عزا میں ہمیشہ سوگوار رہے، حتیٰ کہ بعض آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوات والسلام روز عاشور سر برہنہ پا برہنہ عزاداری فرماتے تھے...... ان ساری باتوں سے جو بھی ثابت ہو روایت عقد کی نفی نہیں ہوتی

## ﴿اعتراض﴾

شادی کی روایات کے بارے میں ایک اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اس میں کوئی خلافِ شان کلمات بھی ہیں

اس کے جواب میں عرض کروں گا کہ اس روایت کی بنیاد میں کوئی قباحت نہیں ہے یعنی شادی ہوئی ہے، اب اس کی تفصیلات میں کچھ دیگر مواد شامل ہو جائے تو اس سے اصل واقعہ کی نفی نہیں ہوتی، جیسا کہ ہمارے سامنے ہر شہید کی شہادت کے واقعات میں حتیٰ کہ تاریخ آئمہ علیہم الصلوات والسلام میں بھی کچھ نہ کچھ مبالغہ موجود ہے اور صاحبانِ عقل اس مبالغہ سے صرف نظر کرتے ہوئے اصل بات کو تسلیم کرتے ہیں

اور جو خلافِ شان مواد ہے اس کی نفی بھی کردی جاتی ہے نہ کہ اصل روایت یا واقعہ سے انکار کیا جاتا ہے اور اگر ایسا کیا جائے تو یہ بھی ایک جارحانہ رویہ ہے جو کسی عالم کے شایانِ شان نہیں ہے

شادی کی روایت کے اجزا کو میں اپنی مجلس میں بیان کروں گا، یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ ہمارے متقدمین روضہ خوان بعض چیزوں کو اعتباراً بیان کرتے تھے جیسا کہ زخموں کو سہروں کے پھول کہتے تھے، خون آلود سرخ زمین کو سیج کہتے تھے، خون کو مہندی سے تشبیہ دیتے تھے، سنگباری کو دولہا پر نثار موتی نچھاور کرنا بیان فرماتے تھے، تو اعتبارات کو کسی عالم نے کبھی بھی حرام نہیں کہا ہے، یہ ایک طرح کا کنایہ، استعارہ، تشبیہ، اعتبار ہے جو حسن کلام و بیان ہوتا ہے اور یہ محاسن کلام میں شامل ہے

## ﴿اعتراض﴾

ہمارے فاضل مہربان اعتراض کرتے ہیں کہ سیج کا بنانا درست نہیں ہے......اس پر انہوں نے غلیظ تصورات کو پیش کر کے سیج بنانے سے روکنے کی کوشش کی ہے

اس کے جواب میں عرض کروں گا کہ یہ ایک نفسیاتی حربہ ہے کہ کسی اچھی چیز کو بری شکل میں پیش کردیا جائے تاکہ وہ اچھائی رک جائے، جیسا کہ میرے سامنے ایک صاحب کسی سے فرما رہے تھے کہ یہ جو شیعوں میں رونے سے نجات کا تصور ہے کہیں یہ عیسائیت سے تو نہیں آیا؟ اور ان کے مقابل جو فاضل شخص بیٹھے ہوئے تھے وہ اس تصور ہی سے انکار فرما رہے تھے کہ ہمارے ہاں رونے پر نجات کا کوئی

تصور موجود ہی نہیں ہے کیونکہ یہ تو عیسائیت کا نظریہ ہے ...... اس پر میں نے مداخلت کی اور کہا بھائی صاحب میں تو یہ بھی سوچتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اس کی وحدت کا نظریہ اسلام میں کہیں یہودیت سے تو نہیں آ گیا کیونکہ اسلام سے پہلے اللہ کو ایک سمجھنے والا مذہب ان کا تھا اور یہ نظریہ ہم نے ان سے چرایا ہے

اس پر اس نے کہا کہ ایسا کچھ نہیں ہے، تو میں نے گذارش کی بھائی جو سچائی ہو وہ کسی کی ذاتی جاگیر یا پراپرٹی نہیں ہوتی، کسی مذہب کی ملکیت نہیں ہوتی، اس لئے رونے پر نجات کا تصور صرف اسلام میں نہیں بلکہ سارے مذاہب میں موجود ہے

ایسے نفسیاتی حربوں کو آپ آسانی سے دیکھ سکتے ہیں جیسا کہ ایک صاحب نے جوش ملیح آبادی کے سامنے نماز کے رکوع وسجود کی ایسی قبیح تصویر بنائی تھی کہ انہوں نے پھر پوری زندگی نماز نہ پڑھی اور کہتے تھے کہ عبادت کا یہ انداز غیر شریفانہ ہے اسی طرح آج کوئی سبیح پر اپنی غلیظ ذہنی گندگی اچھالتا ہے تو یہ گندگی اس کے منہ پر پڑے گی، ہمیں ایک اچھی چیز کو نہیں چھوڑنا چاہیے، کیونکہ اگر گندی ذہنیت سے دیکھا جائے تو ہر اچھی چیز کی ایک بدترین تصویر بنائی جاسکتی ہے، مگر یہ دشمنانہ سوچ تو ہوسکتی ہے، کوئی شیعہ یا عقیدت مند ایسی گندی باتیں سوچ ہی نہیں سکتا

انہی اشارات کے ساتھ اجازت چاہوں گا

جعفر نقوی

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 36

# ﴿شادی جناب امیر قاسمؑ﴾

علیہ الصلوات والسلام

عزادارانِ گرامی!
قدیم عرب کے متعلق تمام مؤرخین لکھتے ہیں کہ عرب قوم کا معاشرہ بہت بگڑا ہوا تھا ذرا سی بات پر جنگیں شروع ہو جاتی تھیں اور وہ جنگیں صدیوں تک جاری رہتی تھیں، مثلاً عرب کی ایک دشمنی کا واقعہ ہے کہ دو قبائل کے درمیان ایک جنگ اونٹوں کو پانی پلانے سے شروع ہوئی تھی، ایک قبیلہ والے کہتے تھے کہ ہم اونٹوں کو پانی پہلے پلائیں گے، اور دوسرے قبیلہ والے کہتے تھے کہ نہیں ہم پانی پہلے پلائیں گے، یہاں سے لڑائی شروع ہوئی جو پورے چار سو سال تک جاری رہی، دونوں طرف سے ہزاروں لوگ مارے گئے، اسی طرح نحوست کے طور پر عرب میں ناقہ بصوص اور براجن کتیہ مشہور تھی جن کی وجہ سے طویل جنگیں ہوئی تھیں
ایسے ہی ایک اور مثال بھی ہے کہ ایک قبیلہ کا سردار ایک جنگ میں قتل ہو گیا تو اس قبیلہ والوں نے اس کی بیوہ کو قبیلے کا سردار بنا دیا، ایسے ہی ایک اور قبیلہ کا سردار قتل ہوا تو انہوں نے بھی اپنے سردار کی بیوہ کو سردار بنا لیا
ان دونوں سردار عورتوں کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ ہم ایک دوسرے سے اپنی

برتری ثابت کریں، دونوں عورتیں اس موقعہ کی تلاش میں تھیں، ایک دن ایک عورت نے یہ تجویز کی کہ اپنے شریک قبیلہ کو دعوت دوں، وہ تمام قبیلہ مع سردار جب مہمان ہوگا تو اس موقعہ پر اپنی برتری کا کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کرلوں گی

یہ سوچ کر اس قبیلہ کو دعوت دی گئی، جس وقت وہ قبیلہ آ گیا، باہر دستر خوان لگ گئے، اس میزبان سردار عورت نے اپنی کنیزوں کو کہا کہ جس وقت مہمان سردار عورت میرے خیمہ میں کھانا کھانے کیلیئے بیٹھے تو تم نمک دانی اس کے قریب رکھ کر آہستہ سے باہر نکل جانا، اس کی کنیزوں نے اس حکم کی تعمیل کی

جس وقت سب کنیزیں باہر چلی گئیں تو اس میزبان خاتون نے مہمان سردار خاتون سے کہا کہ ذرا یہ نمک دانی اٹھا کر مجھے دے دیں، اس کا مقصد یہ تھا کہ جب یہ نمک مجھے اٹھا کر دے گی تو میں اس سے برتر ثابت ہو جاؤں گی کیونکہ میں نے اس سے نوکرانیوں والا کام لیا ہے، یہ سوچ کر اس نے جس وقت نمک مانگا تو مہمان خاتون نے اٹھ کر چلانا شروع کر دیا کہ اس نے مجھے یہ کیوں کہا ہے کہ مجھے نمک اٹھا دو، میں کوئی اس کی کنیز تھی

اس کا یہ شور سن کر مہمان قبیلہ والوں نے تلواریں بے نیام کرلیں اور میزبان قبیلہ کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں طرف سے کافی لوگ قتل ہوئے اور پھر کافی عرصہ تک یہ دشمنی باقی رہی ...... (R_453)

ان واقعات سے عرب نسل کی ذہنیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، لیکن معاشرہ جتنا بگڑا ہوا ہی کیوں نہ ہو اس میں کچھ نہ کچھ قوانین ضرور موجود ہوتے ہیں جو صلح اور قیام امن کی انسانی خواہش کا تقاضہ ہوتے ہیں، ایسے ہی عرب میں یہ روایتی

قوانین موجود تھے جو ماحول کو از سر نو راہ پر لگا دیتے تھے مثلاً

جو قبیلہ مسلسل جنگوں میں تھک جاتا تھا یا اتنا کمزور ہو جاتا تھا کہ اس میں جنگ کرنے کی سکت نہ رہتی تھی تو اس وقت مخالف قبیلہ والے اس کی کمزوری کو سمجھتے ہوئے آخری حملہ کرتے تھے تاکہ دشمن قبیلے کی نسل ہی ختم کر دی جائے، اس نیت سے جب وہ مخالف کو گھیر لیتے تھے اور کمزور قبیلہ یہ محسوس کر لیتا تھا کہ ہم ان کے ساتھ اب نہیں لڑ سکتے اور اگر لڑیں گے تو ہماری نسل ختم ہو جائے گی تو ایسے موقعہ پر عرب میں دو قانون تھے جس سے صلح ہو سکتی تھی

پہلا قانون یہ تھا کہ کمزور قبیلہ فوراً اپنی کسی مستور کو برقع پہنا کر میدان میں بھیج دیتا تھا، وہ مستور آ کر کہتی تھی کہ میں تمہارے دشمنوں کی عزت تمہارے پاس چل کر آئی ہوں، ہمیں معاف کر دو، میں ان کی عزت تمہارے پاس معافی مانگنے کیلئے آئی ہوں، یہ سن کر مخالف قبیلہ فوراً صلح پر آمادہ ہو جاتا تھا کہ اب تو ان کی عزت ہمارے پاس چل کر آئی ہے، اب جنگ ختم کرو......(R_454)

دوسرا قانون یہ تھا کہ مخالف قبیلہ اگر اپنی کسی عورت کو بھیجنا توہین سمجھتا تھا تو پھر کسی نوجوان کو دولہا بنا لیتا تھا، اس کو سہرے پہنا کر میدان میں بھیج دیتا تھا، وہ آ کر کہتا کہ میں دولہا چل کر آیا ہوں، آج ہماری خوشی کا موقعہ ہے، تم اسے غم میں تبدیل نہ کرو، میں دولہا منت کرتا ہوں کہ ہمیں معاف کر دو یہ سن کر مخالف قبیلہ والے فوراً معاف کر دیتے تھے بلکہ اس قسم کی معافی مانگنے پر وہ شادی میں شریک بھی ہوتے تھے اور شادی کے اخراجات بھی وہ خود برداشت کرتے تھے......(R_455)

اس روایت کو عرب میں جناب داؤد علیہ السلام نے رائج کیا تھا، اور اس کی وجہ ایک

واقعہ بنا تھا جس کو قصص النادرہ اور صاحب ریاض القدس نے لکھا ہے کہ
جناب داؤد علیہ السلام نے ایک یتیم بچہ پال رکھا تھا، جس وقت وہ پانچ چھ برس کا ہوا تو انہوں نے اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا، اس کو درس دینے میں مصروف تھے کہ عین اس وقت جناب عزرائیل نازل ہوئے اور عرض کی کہ جس کی تعلیم کا آپ نے آج آغاز کیا ہے اس کی موت ایک ہفتہ کے بعد واقع ہو جائے گی، اس بچے نے دنیا سے رخصت ہو جانا ہے
انہوں نے بچے کو پاس بلایا اور فرمایا کہ شہر کے فلاں تاجر کو ہماری طرف سے پیغام دو اور خواستگاری کرو اور کچھ مال بھی عطا فرمایا، اس بچے نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تاجر کو پیغام خواستگاری دیا جو اس نے قبول کر لیا
دوسری روایت یہ ہے کہ جناب داؤد علیہ السلام نے اپنی قوم کو یاد فرمایا اور انہیں اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ خالق کی طرف سے اس بچے کیلئے پیغام اجل پہنچ چکا ہے اور اس نے ایک ہفتہ بعد مر جانا ہے
اس کے بعد فرمایا کہ جب یہ بچہ پیدا ہوا ہوگا تو اس کے والدین کی خواہش ہوگی کہ یہ جوان ہوگا تو اس کی شادی کریں گے، اس کی خوشیاں دیکھیں گے
اب اگرچہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں مگر ان کی خواہش کی تکمیل کی خاطر ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی بچی کی قربانی دے، ہم اس نابالغ بچے کی شادی کی رسومات ادا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اس کے ماں باپ کی یہی تمنا تھی
قوم میں سے ایک شخص آمادہ ہوگیا اور اس نے اپنی بچی پیش کی اور شادی کی رسومات ادا ہونا شروع ہوگئیں

دوسری طرف انہوں نے اس کے غسل وکفن کا انتظام کرنا شروع کر دیا، جس وقت اس کی شادی کی رسومات مکمل ہوگئیں تو سب لوگ بہت اداس تھے کہ ہفتہ کے بعد یہ بچہ دنیا سے رخصت ہو جائے گا

پھر ہوا یوں کہ موعود ہفتہ گزر گیا مگر وہ بچہ زندہ رہا، جب ایک مہینہ گزر گیا تو اس کے بعد جناب داوٗد علیہ السلام نے جناب جبرائیل کو یاد کیا اور ان سے پوچھا کہ ہمارے یتیم بچے کو تو کچھ بھی نہیں ہوا حالانکہ اس کیلئے موت کا وعدہ تھا

اس وقت انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی صفت رحیمیت نے رحمت کو وسیع فرمایا جس کی وجہ سے اس بچے کی موت کو چالیس برس تک ملتوی کر دیا گیا ہے

بروایت دیگر اس وقت وحی نازل ہوئی اور خالق نے فرمایا کہ تم نے اس بچے کی خوشیوں کا اہتمام کیا ہے، اس لئے ہم نے مناسب نہیں سمجھا کہ اس کی خوشی کو غم میں تبدیل کریں، ہم نے اس کی عمر چالیس برس بڑھا دی ......(R_456)

اور اب آپ امت کیلئے یہ قانون بنا دیں کہ اگر کسی کی شادی ہو رہی ہو تو جتنی بڑی دشمنی ہی کیوں نہ ہو اس موقعہ پر ان کی خوشی کو غم میں تبدیل نہیں کریں گے

یہی قانون عربوں میں صدیوں سے آ رہا تھا، اس لئے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے کربلا میں اتمام حجت کیلئے پاک بھائی کی نشانی کو سہرے پہنائے تھے کہ کل یہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے صلح کی کوئی کوشش نہ کی تھی

اب ہم جب سوشل انتھروپالوجی (Social Anthropology) اور (Social Anthology) سوشل انتھالوجی کے حوالے سے اس رواج کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہی رواج محمد بن قاسم ہندوستان میں ساتھ لایا تھا، بلکہ تمام عرب نژاد

قبائل میں یہ رواج آج بھی موجود ہے کہ کسی خاندان میں جتنا بڑا اختلاف ہی کیوں نہ ہو، اگر دولہا سہرے پہن کر مخالفین کو منانے جائے تو کوئی انکار نہیں کرتا بلکہ پنجاب میں بھی جو عرب النسل قبائل آباد ہیں ان میں بھی رواج ہے کہ اگر برادری کا کوئی فرد شادی میں شریک نہ ہو رہا ہو تو دولہا کو اس کے پاس بھیج دیا جاتا ہے اور دولہا کو امن وصلح کا پیامبر سمجھتے ہوئے کوئی خالی واپس نہیں لوٹاتا اور اس کے ساتھ برادری میں شامل ہو جاتا ہے، یہ رواج کسی نہ کسی شکل میں پاکستان کے تمام صوبوں میں موجود ہے، بلوچستان ہے یا سرحد، سندھ ہے یا پنجاب ان کے تمام علاقوں میں دولہا کے ساتھ صلح کا تصور کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے

## ﴿پاک شادی﴾

روز تاسوعا یعنی نو محرم کا دن ہے، سورج شفق کے خون میں غلطان نظر آ رہا ہے، کربلا کی زمین پر نہر علقمہ کی مغربی طرف ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں کے سات قناتوں کے درمیان خیام لگے ہوئے ہیں، ان کے باہر اصحاب کے خیام لگے ہوئے ہیں، بعد از نماز عصر اور قبل از غروبِ آفتاب کا وقت ہے

اس وقت عمر ابن سعد ملعون نے جنگ کا آغاز کرنا چاہا، کیونکہ صلح کے تمام مذاکرات ناکام ہو گئے تھے، اس لئے باقی ایک جنگ کا راستہ رہا تھا، اس لئے انہوں نے جنگ کا فیصلہ کیا اور فوجوں کو خیام کی طرف روانہ کیا، اس وقت شہنشاہ جلال وجلالت عین جوش کے عالم میں خیام میں تشریف لائے اور آ کر عرض کی آقا ؑ دشمن خیام کی طرف بڑھ رہا ہے، اب جنگ کی اجازت ہو تو ہم تلوار اٹھائیں،

**شہنشاہ مظلومیت** علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆ارجع الیھم فان ستطعت ان توخرھم الی غدوۃ و تدافعھم عنا العشیۃ لعلنا نصلی لربنا اللیلۃ و ندعوہ و نستغفرہ فھو یعلم انی کنت احب الصلواۃ لہ و تلاوۃ کتابہ و کثرۃ الدعا و الاستغفار...... (R_456A)

میرے بھائی! تم جا کر ابن سعد ملعون سے ایک رات کی مہلت مانگو، آج رات ہم نے بہت سے کام مکمل کرنا ہیں

المختصر ایک رات کی مہلت مانگی گئی یا دی گئی، اس بات کی حقیقت کو محترم مصنف نے اپنے ایک قطعہ میں کچھ یوں واضح فرمایا ہے کہ



لوگ کہتے ہیں کہ شبیرؑ نے مہلت مانگی
ذہن میں چھوٹا سا نقطہ ہے، سماتا ہی نہیں
ایک شب کی انہیں سرکارؐ نے مہلت دی تھی
دینا آتا ہے انہیں، مانگنا آتا ہی نہیں



یہاں پر میں عرض کروں گا کہ جو واقعہ میں یہاں عرض کر رہا ہوں اس کو اکثر صاحبانِ مقتل نے روز عاشور کے وقائع میں لکھا ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ دن کا نہیں بلکہ شب عاشور کا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ امن کے تمام مذاکرات کی ناکامی کے بعد اتمام حجت کرنا حجت اللہ فی العالمین پر فرض تھا، اس لئے یہ ایک رات کی مہلت جہاں عبادت کیلئے مانگی گئی تھی وہاں اس کے لاتعداد اور مقاصد بھی تھے، ان میں سے ایک اتمام حجت کا اہتمام بھی تھا اور یہ بھی تاریخی حقیقت

ہے کہ کربلا میں شب عاشور سے لے کر اپنی شہادت تک شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مسلسل اتمام حجت کے عمل کو جاری رکھا، خطبات کے ذریعے، عمل کے ساتھ، رسومات اور قدیم رسم ورواج کے حوالے سے، گویا لمحہ بہ لمحہ اتمام حجت کا عمل جاری رہا......(R_457)

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ واقعہء عقد روز عاشور کا نہیں بلکہ شب عاشور کا ہے، اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جس وقت چراغ خاموش ہونے کے بعد صرف خواص باقی رہ گئے تھے

خیام سے باہر کربلا کی زمین پر شاہی قالین بچھا ہوا ہے، اس قالین کے مرکزی مقام پر ایک مسند لگی ہوئی ہے جس پر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام تکیے کا سہارا لے کر تشریف فرما ہیں، اور عمومی طور پر سب اصحاب کو اور خصوصی طور پر بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کو آنے والے واقعات وحالات اور شہادت کے بارے میں آگاہ فرمایا جارہا ہے......☆ یااھلی و شیعتی اتخذوا ھذااللیل جملاً......

فرماتے ہیں اے میرے پاک گھر کے افراد اور میرے شیعہ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم رات کو ناقہ بنا کر اس پر سوار ہو کر نکل جاؤ، دشمن کو صرف ہماری ذات مطلوب ہے، اس موقعہ پر ایک طویل خطبہ انشاء فرمایا

جناب ابوحمزہ ثمالی جناب امام علی زین العابدین علیہ الصلوات والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت باقی ماندہ اصحاب وانصار میں سے سب نے یہ عرض کی کہ آقا ہم آپ کو بالکل نہیں چھوڑیں گے تو اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆یاقوم انی غداً اقتل و تقتلون کلکم معی ولاتبقیٰ منکم واحداً ......(R_458)

اے میرے جانثارو کل کے دن ہم نے بھی معراج شہادت پر فائز ہونا ہے اور تم سب نے بھی ہمارے ساتھ اس سعادتِ عظمٰی سے مشرف ہونا ہے، اور تم میں سے کوئی ایک بھی شہادت سے محروم نہیں رہے گا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جس وقت یہ ارشاد فرمایا تو سب نے حمد وشکر کیا، امام علی زین العابدین علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ اس وقت شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی

☆وانافیمن یقتل؟...... فاشفق علیه فقال له یا بنی کیف الموت عندك ......قال یا عم احلی من العسل...... (R_459)

آ قاؑ کیا میرا نام بھی شہداء کی فہرست میں موجود ہے؟ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بیٹا پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہیں موت کیسی لگتی ہے

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی حضور مجھے تو موت شہد سے بھی زیادہ میٹھی محسوس ہوتی ہے...... کیونکہ نوخیز جوانوں کو میٹھی چیزیں بہت زیادہ اچھی لگتی ہیں اس لئے انہوں نے شہد سے زیادہ میٹھی کہہ کر موت کے ذائقہ کو لذیذ کر دیا

یہ جواب سن کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ان کو کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خاموشی اختیار فرمائی، جس کی وجہ سے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے یہ محسوس کیا کہ شاید ہمارا نام شہداء کی لسٹ میں موجود نہیں ہے، اس کے بعد انہوں نے عرض کی کہ آقاؑ میرا نام بھی شہداء میں شامل فرمائیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں

☆یابن الاخ انت من اخی علامة و اریدان تبقی لی لاتسلی بك...... (R_460)

کہ تم میرے بھائی کی نشانی ہو، تم ان کی مکمل شبیہ ہو، جس وقت ہمارا دل اپنے

بھائی کیلئے اداس ہوتا ہے تو آپ پر نگاہ فرما لینے سے ہماری تمام اداسی دور ہو جاتی ہے، ہم کس دل سے آپ کا نام شہداء میں شامل کریں؟

جناب امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام حکم امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام سمجھتے ہوئے مایوس ہو کر کچھ دور جا کر زمین پر بیٹھ گئے، ادھر ان کے پانچ بھائی نام لکھوانے حاضر ہوئے اور ان کے نام لکھ لئے گئے، یہ دیکھ کر جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کا دل بہت غمگین ہوا اور وہ روتے ہوئے ایک خالی خیمہ میں آ بیٹھے

☆فجلس القاسمؑ علیه الصلوات والسلام متالماً و اضعا راسه علی رکبته...... (R_461)

انہوں نے اپنے گھٹنوں پر سر رکھ کر رونے کی پیاس بجھائی، اچانک ان کو خیال آیا کہ جس وقت بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کا آخری وقت تھا اور میں نے ان کے قدموں پر سر رکھا تھا تو انہوں نے اس وقت ایک تعویذ عطا فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ جب تمہارا دل بہت غمگین ہو تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھنا، مایوسی دور ہو جائے گی

یہ سوچ کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے بازو سے تعویذ کھول کر دیکھا، وہ تعویذ نہ تھا بلکہ ایک وصیت نامہ تھا اور اس کی عبارت یہ تھی

☆یا ولدی قاسمؑ اوصیك انك اذا رایت عمك الحسین علیه الصلوات والسلام فی طف کربلا وقد احاطت به الا عداء فلا تترك آله وسلم ولا تبخل علیه بروحك وكلما نهاك عن البراز فعاوده لیا ذن فی البراز لتخوض فی السعاده الابدی......(R_462)

حضرت امام حسن علیہ الصلوات والسلام نے لکھا تھا کہ اے میرے لعلؑ ہم تمہیں وصیت فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے پاک چچا کو کربلا کے ویرانہ میں مصائب میں مبتلا دیکھنا کہ دشمنانِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں گھیرا ہوا ہو، تو اس وقت جہاد سے پیچھے

نہ ہٹنا، دشمنانِ خدا سے جنگ ضرور کرنا اور چچا جان سے اپنی جان پیاری نہ کرنا اور ہر صورت میں چچا سے جنگ کی اجازت لینا، تاکہ ابدی سعادت ہمیشہ کیلئے تمہارے قدموں میں سر بہ سجود رہے...... (R_463)

پہلے تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام رو رہے تھے، جیسے ہی یہ وصیت نامہ پڑھا تو رُخِ تاباں پر مسکراہٹ پھیل گئی، خدا جانے کہ ان کو شہادت کتنی پیاری تھی، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام فوراً اٹھے اور جلدی سے چچا کی طرف روانہ ہوئے

ادھر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نگاہ پڑی، لعل کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو سمجھ گئے کہ اب کوئی ایسی سفارش لے کر آرہے ہیں کہ جس کو شاید ہم رد نہ کرسکیں گے

آپ اپنے خیمہ میں تشریف لے آئے، شہزادہ پاک بھی آپ کے خیمہ میں پہنچ گئے

جس وقت شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام قریب آئے تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ کوئی موت کیلئے بھی سفارش تلاش کرتا ہے؟

شہزادے نے مسکرا کر وصیت نامہ پیش کیا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، رو کر فرماتے ہیں کہ کیا ایسے مشکل وقت میں بھی مجھے بھائی نے آزمانا تھا؟ ...... (R_464)

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امام حسن علیہ الصلوات والسلام علم امامت سے یہ جانتے تھے کہ کربلا میں اتمام حجت کیلئے دولہا بنانے کی ضرورت پیش آئے گی، اور امت ملعونہ نے اس دولہا کو شہید بھی کردینا ہے، اس لئے انہوں نے اپنے سب سے پیارے فرزند جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کو اس کام کیلئے منتخب فرماتے ہوئے یہ وصیت نامہ بصورتِ تعویذ ان کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی اپنے پاک بھائی کو بھی وصیت

فرمائی تھی کہ آپ اس موقعہ پر میرے لعل ؑ کو دولہا بنانا، اس لئے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆قال یابن الاخ ھذہ االوصیة لك من ابیك و عندی وصیة اخریٰ من ابیك لی ولابد من انفاذھا...... (R_465)

اس کے بعد فرمایا کہ ایک وصیت تو یہ تھی جو انہوں نے تمہیں فرمائی تھی، ایک وصیت انہوں نے ہمیں بھی فرمائی تھی، وہ بھی ہم نے مکمل فرمانا ہے، یہ فرما کر اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور خیام حرم کے اندر جا کر

☆طلب عوناً ؑ و عباساً ؑ و جمیع اھل بیتہ علیھم الصلوات والسلام ..........(R_466)

پہلے پاک بھائیوں کو یاد فرمایا، مقصد کی بھائیوال بہن صلواۃ اللہ علیہا کو بھی یاد فرمایا، جس وقت سب پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام جمع ہو گیا تو فرمایا کہ ہم نے پروگرام بنایا ہے کہ پاک بھائی کی نشانی کی شادی کا اہتمام فرمائیں، اس کی بیوہ ماں ؑ کی آس پوری ہو جائے کہ ایک مرتبہ اپنے شہزادہ ؑ کے سر پر سگن کے سہرے تو دیکھ لیں معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا نے پاک دائی کو حکم فرمایا کہ جلدی جا کر ہر خیمہ میں اطلاع دیں کہ آج پاک شبیر علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ میں جناب امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے پاک لعل علیہ الصلوات والسلام کی شادی ہو رہی ہے، ہر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو دعوت ہے، آج وقت مختصر ہے اور رسومات بہت زیادہ ہیں، یہ سن کر سب مستورات اپنے اپنے خیام سے روتی ہوئی روانہ ہوئیں، اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ میں جمع ہوئیں، اس وقت پاک بیبیوں نے آپس میں مشورہ کرنا شروع کیا کہ دلہن کیلئے تو کافی چیزیں درکار ہوتی ہیں، یہاں پر سہروں کیلئے پھول بھی موجود نہیں، مہندی

ہے تو اس کو تیار کرنے کیلئے پانی موجود نہیں ہے، رسومات ادا کرنے کیلئے وقت نہیں ہے، اب کیا کیا جائے؟

آپس میں مشورہ کے بعد ایک خیمہ کو جو کہ سب خیام کی پشت پر یعنی پاک خیام میں سے بالکل جنوب کی طرف تھا (جو کہ آج بھی موجود ہے) کو مختص فرمایا گیا

(R_467)

اس خیمہ کو حجلہ ءِ عروسی قرار دیتے ہوئے خیمہ ءِ عروسی بنایا گیا، جس میں پاک دلہن کو بٹھایا گیا، آپ زائرین کرام سے پوچھیں وہ خیمہ آج بھی کربلا میں موجود ہے

اس خیمہ کو کافی عرصہ تک تو مستورات جا کر دیکھتی تھیں کہ خیمہ کے پردوں پر مہندی کے نشانات اس رنگ میں موجود رہے کہ جیسے اس خیمہ کے پردے سے کسی نے مہندی والے ہاتھ صاف کیئے ہوں، اس خیمہ میں پاک دلہن کو آ کر بٹھایا گیا، پہلا مسئلہ تھا مہندی تیار کرنے کا، اس کی ذمہ داری جناب شریکۃ الحسینؑ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اٹھائی، انہوں نے ایک برتن میں مہندی لی اور اپنے خیمہ میں تشریف لے آئیں اور اپنی آنکھوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج مجھے مہندی کیلئے پانی کی ضرورت ہے، کیا اس مشکل وقت میں تم میری امداد کر سکتی ہو؟

حکم ملنے کی دیر تھی، آنکھیں ساون کے بادل کی طرح کھل کر برسیں اور چند لمحوں میں برتن میں اتنا پانی جمع ہو گیا کہ جس سے بہ آسانی مہندی بنائی جا سکتی تھی

صاحبانِ عرفان ذاکر جناب سید ذوالفقار علیؒ شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جن پاک ہاتھوں کیلئے یہ مہندی تیار کی جا رہی تھی ان کی نسبت سے واقعی یہ پاک مہندی اتنی ہی ذی عز و شرف تھی کہ جسے بنانے کیلئے آبِ زمزم یا آبِ کوثر مناسب ہی

نہیں تھا، اس لئے اس پاک مہندی کو نبی زادی صلواۃ اللہ علیہا کے مقدس آنسوؤں سے تیار کیا گیا تھا کیونکہ اس سے زیادہ متبرک پانی ممکن ہی نہیں تھا

یہی مہندی پاک تھی کہ جس کے متعلق صاحبانِ مقتل لکھتے ہیں کہ شام غریباں جب شامی ملاعین نے پاک خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کے تبرکات حاصل کئے تو انہیں یہ مہندی نظر آئی، انہوں نے جس وقت پاک مہندی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو یہ مہندی فوراً راکھ بن گئی تھی، کیونکہ یہ اتنی مقدس مہندی تھی کہ جس کو کوئی غیر معصوم مس نہیں کرسکتا تھا......(R_468)

پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے اس طرح تیار کی گئی مہندی کو دیکھا تو روکر فرمایا کہ مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں یہ مہندی کس طرح اپنے ہاتھوں پر لگاؤں، جبکہ میں یہ جانتی ہوں کہ کچھ دیر بعد میرا سہاگ باقی نہیں رہے گا اور مجھے یہ مہندی آنسوؤں ہی سے اتارنا پڑے گی، پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی یہ بات سن کر مستورات میں گریہ کا کہرام بپا ہوا، دلہن پاک صلواۃ اللہ علیہا رو رہی تھیں، تمام مستورات بھی رو رہی تھیں سب منت سماجت کر رہے ہیں کہ دلہن مہندی لگاؤ، مگر دلہن کی آنکھیں نہیں ساون کے بادل ہیں جو برس رہے ہیں، روکر فرماتی ہیں کہ مہندی تو سہاگ کی ہوتی ہے کہیں بیوگی کی مہندی بھی کسی نے لگائی ہے؟ جس وقت پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے یہ کہا تو معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا نے پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کا سر اطہر چوم کر فرمایا کہ بیٹی جس طرح بھی ممکن ہو صبر کرتے ہوئے یہ رسم ادا کرنے دو کیونکہ ہم سب پر امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کے حکم کی تعمیل واجب ہے، ان کی خواہش کی تکمیل تو ہر حال میں کرنا ہی ہے، پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے جس وقت یہ فرمان سنا تو روکر عرض کرتی ہیں پھوپھی

جان ! آپ کا فرمان بھی حق ہے مگر میری مجبوریوں پر بھی نگاہ فرمائیں ، یہ مہندی کی رسم چند گھڑیوں کی رسم ہے ، بیوگی کا درد زندگی بھر کا ہے ، یہ آنسوؤں سے تیار کی گئی مہندی کچھ دیر بعد آنسوؤں ہی سے اتر جائے گی ، مگر اس کا رنگ تو قیامت تک باقی رہے گا

پھوپھیوں صلواۃ اللہ علیہن کا حکم مانتے ہوئے پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے مہندی لگائی ، ادھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خیمہ میں اپنی بیوہ بھاوج صلواۃ اللہ علیہا کو یاد کیا ، جب وہ تشریف لائیں تو سرکارؐ رو کر فرماتے ہیں

☆قال لام القاسم صلوات الله عليها اليس للقاسمؑ عليه الصلوات والسلام ثياب جدد فقالت لا (R_469)

بھابھی ! میں نے آپ کے یتیم کو دولہا بنانا ہے ، ہر ماں اپنے بیٹے کی شادی کیلئے پہلے سے لباس تیار رکھتی ہے ، کیا آپ نے بھی شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کیلئے کوئی جوڑا تیار کیا تھا ؟ کیا وطن سے روانہ ہوتے وقت اس کی شادی کیلئے آپ نے کوئی پوشاک بھی ساتھ لی تھی ؟

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سر جھکا کر عرض کرتی ہیں کہ مجھے تو دکھوں نے وقت ہی نہیں دیا کہ میں اس کی شادی کی پوشاک تیار کرتی ، میرے پاس تو اس کیلئے ایسا کوئی لباس بھی نہیں ہے جو اس کا پہنا ہوا نہ ہو

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ اچھا آنکھیں صاف کریں ، اس موقعہ پر رونا مناسب نہیں ہوتا ، اس کے بعد مقصد کی پاک بھائیوال بہن صلواۃ اللہ علیہا کی طرف دیکھا

☆فقال عليه الصلوات والسلام لاختـه ايتينى بالصندوق فاتته به و وضع بين يديه ففتحه واخرج منه قباء الحسن عليه الصلوات والسلام وا لبسه القاسم عليه الصلوات والسلام قباء الحسن عليه

الصلوات والسلام ولف عمامته علی راسه......(R_470)

پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کو فرمایا کہ تبرکات والا صندوق منگوائیں، یہ سن کر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے کنیزوں کو حکم فرمایا کہ وہ صندوق فوراً لے کر آئیں، جس وقت وہ صندوق امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے سامنے آیا تو انہوں نے اس صندوق کو کھولا، اس میں سے اپنے پاک بھائی مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی ایک پوشاک برآمد کی، ہاتھوں میں اٹھا کر آنکھوں سے لگائی، اس کے بعد پاک دولہا بیٹے کو پاس بلایا، بھائی کی پوشاک دولہاؑ کے زیب تن فرمائی، اس کے بعد پاک بھائی کا عمامہ اٹھایا اور دولہا کے سر پر سجایا ☆

ثم البسه ثیابه علی صورة الکفن وشد سیف بوسط القاسم علیہ الصلوات والسلام(R_471)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے لخت جگر کو ایسے پوشاک پہنائی جیسے کسی نوجوان کو کفن پہنایا جاتا ہے، کمر کے ساتھ تلوار آراستہ فرمائی، لباس پہنانے کے بعد

☆ثم ان الحسین علیہ الصلوات والسلام شق ازیاق القاسم علیہ الصلوات والسلام و قطع عمامته نصفین وا ولها علی وجهه......(R_472)

عمامہ پاک کے سروں پر لگی ہوئی کناری جدا کر دی، پھر ایک طرف سے عمامہ پاک کو کچھ حد تک دو حصوں میں تقسیم کر دیا، اس کے ایک حصہ کے ساتھ تحت الحنک بنائی، دوسرے حصہ کو پیشانی پر ایسے لٹکایا جیسے مقنع باندھا جاتا ہے، اس کی وجہ علامہ دربندی نے یہ لکھی ہے کہ

☆ان تعرفه عرسه بهذه العلامة حین عبور حرم رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و بناته من مصارع القتلی......(R_473)

یعنی اس زمانہ میں دولہا کا مقنع ایسے بنایا جاتا تھا اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے یہ پسند فرمایا تھا کہ جب خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کے پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن مقتل میں تشریف لے آئیں تو اس نشانی سے پاک دولہا کو پہچان لیں

المختصر جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کو دولہا بنانے کے بعد مولا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کافی دیر تک اپنے یتیم بھتیجے کو سینہ سے چمٹا کر گریہ فرماتے رہے، ان کا منہ چوم کر فرماتے تھے کہ کاش آج آپ کے بابا پاک موجود ہوتے اور آپ کو اس رنگ میں دولہا کے روپ میں دیکھتے

حجلہ ءِ عروسی کے سامنے دولہا علیہ الصلوات والسلام اور دلہن صلواۃ اللہ علیہا پاک کی مسند لگائی گئی سامنے پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے جہیز کا سامان رکھا گیا، سب رشتہ دار موجود تھے، سب آنکھیں گریہ کناں تھیں، جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کو آکر مسند پر بٹھایا، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے دریافت فرمایا کہ کیا میری چند گھڑیوں کی دلہن بیٹی صلواۃ اللہ علیہا دلہن بن گئی ہے؟

جناب معظّمہ عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کی کہ آپ کا انتظار ہے، یہ سن کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کے خیمہ میں تشریف لے آئے

☆فمسك بيد ابنته التی كانت مسماة للقاسم علیہ الصلوات والسلام فعقد له علیها (R_474)

اپنی پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا جو پہلے سے ہی شہزادہ قاسم علیہ الصلوات والسلام کے نام سے منسوب تھیں، ان کو خیمہ ءِ عروسی میں بلوایا گیا، جس وقت وہ دلہن کے روپ میں تشریف لائیں اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے پاک بیٹی کو دلہن بنے دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، پیشانی پر بوسہ دے کر فرماتے ہیں میری لائق بیٹی

تمہارے بابا کی مجبوریاں ہیں ورنہ ان دکھ درد کے حالات میں تمہیں دلہن نہ بناتا، یہ فرما کر پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کا ہاتھ پکڑ کر جیسے دلہنوں کو سہارا دیا جاتا ہے ویسے ہی سہارا دے کر خیمہ سے باہر لائے، سب مستورات نے اٹھ کر استقبال کیا امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی مسند کے ساتھ بٹھایا، اس کے بعد جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے خطبہءِ نکاح ادا فرمایا، یہ ایک عجیب منظر تھا کہ دولہا اور دلہن ایک ساتھ تشریف فرما ہوئے، سر اطہر پر قضا کا سایہ تھا، مگر چونکہ حکم امام کے تحت یہ رسوم ادا کرنا تھیں تو دولہا پاک کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا دستور کے مطابق سب مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کو جہیز دکھانے میں مصروف تھیں، وہ ایک ایک چیز کو اٹھا کر پہلے آنکھوں سے لگاتیں، پھر چومتی تھیں، اشک غم پلکوں کے بند توڑ کر بہہ رہے تھے اور روکے نہیں رکتے تھے، سب مستورات پوچھتی ہیں کہ آج تو خوشی کا موقعہ ہے آپ کیوں رو رہی ہیں یہ چند لمحے تو مسکرا لیں، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا رو کر فرماتی ہیں کہ میں یہ جہیز تو دکھلا رہی ہوں مگر دل میں وسوسہ ہے کہ دلہنوں کے جہیز پر کسی بیوہ کو نہیں آنے دیا جاتا، کسی بیوہ کو سامان کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے، یہ میری بہو کا جہیز ہے اور جبکہ میں بیوہ ہوں اس لئے مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے اور میں یہ سوچ رہی ہوں کہ کہیں کوئی بدشگونی نہ ہو جائے، میں یہ بھی جانتی ہوں کہ جیسے پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کا سہاگ آج کا مہمان ہے، ویسے ہی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کا جہیز بھی آج ہی کا مہمان ہے کیونکہ کل شام غریباں کو شاید کوفہ وشام سے آئے ہوئے باراتی یہ سب کچھ لے جائیں سب مومنین مل کر دعا کریں کہ اس ایک شب کی دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو ابدی خوشیاں

نصیب ہوں ، اور بیوہ ماں صلواۃ اللہ علیہا شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی خوشیاں دیکھ کر شاد ہوں ، امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے سائے میں دولہا اور دلہن کی شادی کے شگن دوبارہ ادا کیئے جائیں ، اور شادی کی یہ خوشیاں ابدالآباد تک منائی جاتی رہیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 37

# شہزادہ امیر قاسمؑ

علیہ الصلوات والسلام

عزاداران گرامی!

شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی شادی کے بارے میں کچھ مؤرخین وصاحبان مقتل نے بڑے وثوق سے لکھا ہے کہ یہ واقعی ہوئی تھی، یہ واقعہ عین حقیقت ہے، اس کے انہوں نے ثبوت بھی فراہم کئے ہیں، جہاں تاریخی ثبوت انہوں نے پیش کئے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ مومنین کو عالم خواب میں خود معظّمہ کائنات صلواۃ اللہ علیہا نے حکم فرمایا تھا کہ حجلہ ءِعروسی (سیج پاک) ضرور برآمد کیا کرو......(R_475)

پھر یہ بھی مسلمہ ہے کہ مشاہدہ پر دلیل نہیں ہوتی، آج تک کربلا معلیٰ میں حجلہ ءِعروسی موجود بھی ہے، اس دور میں اس کا نام بدل اس کو خیمہ جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کا نام دیا گیا ہے، مگر اس کا موجود ہونا بھی ایک ثبوت ہے......(R_476)

ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ ایران کے کچھ بزرگ علمائے کرام اور آیت اللہ ایسے بھی ہیں جن کے گھروں سے (حجلہ ءِعروسی) سیج پاک آج تک برآمد ہو رہی ہے، جیسا کہ آیت اللہ سید محمدؒ شیرازی کے بارے میں جناب علامہ ناصر مہدیؒ جاڑا صاحب نے خود مجھے بتایا کہ جب ان سے ہم نے سیج پاک کے بارے سوال کیا تو انہوں

نے بھی فرمایا کہ ''حجلہ از منزل ما بیرون می آید'' یعنی وہ تو ہمارے گھر سے بھی برآمد ہوتا ہے

ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ جہاں بھی شیعہ موجود ہیں وہاں پر صدیوں سے سیج پاک برآمد کی جارہی ہے، شام، ایران، عراق، لبنان، پاکستان، ہندوستان، ترکی حتیٰ کہ یورپ اور مشرق بعید کے شیعہ آج بھی بڑی تعداد میں یہ شبیہ اقدس بناتے ہیں، نہ کبھی علمائے ایران وعراق نے روکا نہ ہی شیعہ قوم نے اس کا سلسلہ منقطع کیا جو لوگ اعتراض کرتے ہیں وہ صرف عقلی دلائل دیتے ہیں اور عقلی دلائل بھی وہ جو انہیں عرب قوم کے دستور اور رواجوں سے جاہل ثابت کرتے ہیں، کیونکہ جو لوگ جانتے ہیں کہ جنگ کے موقعہ پر صلح کیلئے عرب لوگ شادی کا اہتمام کرتے تھے اور یہ ان کے رواج کا ایک حصہ تھا، وہ ان باتوں پر اعتراض نہیں کرتے

اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ آج تو علمائے ایران کے فتاویٰ بھی موجود ہیں کہ سیج پاک کی شبیہ بنانا جائز ہے، اصلاح رسوم کی رد میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں اس قسم کے فتوے موجود ہیں

فرض کریں کہ اگر کربلا میں واقعی شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی شادی نہیں بھی ہوئی تھی، تو پھر بھی ان کی یاد میں یا ان کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی خواہش کی تکمیل کے طور پر سیج پاک بنانا کیونکر ناجائز ہے؟ کیونکہ ان کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی کیا یہ خواہش نہیں ہوگی کہ میں اپنے بیوگی کے سہارے کو سہرے پہناؤں گی، اگر ان کی حسرتوں کے پیش نظر سیج پاک بنائی جائے تو کیا ہرج ہے؟

آج بھی پاک و ہند میں یہ رواج ہے کہ جس کا جوان اور بن بیاہا بیٹا فوت ہو

جائے تو اس کی لاش کو سہرے پہنا کر اس کے والدین کی حسرت کی تکمیل کی جاتی ہے اور باقاعدہ اس کی شادی کی رسومات ادا کی جاتی ہیں اور کوئی بھی صاحب دل اعتراض نہیں کرتا، خدا جانے اس یتیم شہزادہ سرکار امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی پاک سیج پر کیوں اعتراض ہوتا ہے

ایک وضاحت کرتا چلوں کہ جہاں شعرا کرام یا ذاکرین عظام شادی کی رسومات بیان کرتے ہیں مثلاً مہندی، وری، گھڑولی، کھارے چڑھنا، پلو باندھنا، سہرے پہننا وغیرہ وغیرہ......تو ان کے یہ بیانات اعتبارات پر مبنی ہوتے ہیں

مثلاً مہندی کا مطلب وہ خون ہے کہ جس کے ساتھ پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کا جسم رنگین یا سرخ تھا اور جس کے ساتھ پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے اپنا سرا طہر رنگین کیا تھا

دعوت، یا انوی ٹیشن (Invitation) اس اطلاع کو کہا جاتا ہے جو خیام میں شادی یا شہادت کیلئے دی گئی تھی

سہرے، پھول یا تحائف ان تیروں یا زخموں کو کہا جاتا ہے جو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے جسم پر سجے ہوئے تھے

ایسے ہی سیج اس خیمہءِ عروسی اور مقتل کی سرزمین کو کہا جاتا ہے

سنون سگن، اس مختصر تقریب کو کہا جاتا ہے کہ جو کربلا میں منعقد ہوئی تھی یا پھر ظالمین کے ظلم کی رسمیں ادا کرنے کو کہا جاتا ہے

ایسے ہی یہ سب چیزیں اعتباری ہیں اور اعتبار بھی ایک حقیقت ہوتی ہے، اس لئے یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے

# ﴿موازنہ شادی﴾

یہ تو ثابت ہوگیا کہ جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی شادی ہوئی تھی، لیکن کائنات میں جتنی بھی شادیاں ہوئی ہیں یا آئندہ ہوں گی، یہ شادی ہر شادی سے عجیب تھی اوراس کے سگن سب سے علیحدہ تھے

ہم اگران کی شادی کا موازنہ اپنے وطن کی شادیوں سے کریں تو وہ شادی دنیا کی ایک عجیب وغریب شادی نظر آتی ہے

آئیں ذرا ہم اس پاک شادی کو اپنے مقامی رسم ورواج کے پس منظر اور تناظر میں دیکھیں اور دل سے احساس کریں کہ کربلا میں یہ رسمیں کیسے ادا ہوئی ہوں گی

ہمارے ملک میں جتنی شادیاں ہوتی ہیں ان کا یہ دستور ہے کہ جب شادی کی تاریخ طے ہو جاتی ہے تو سب سے پہلے برادری کو دعوت دی جاتی ہے

کربلا کی اس شادی کا بے شک کہ وقت مختصر تھا مگر پھر بھی جناب فضہ سلام اللہ علیہا کو بھیج کر دعوت دی گئی، انہوں نے ہر خیمہ میں جا کر تمام پاک مستورات کو دعوت دی

سب پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے جب پاک دائی کی آواز سنی تو ان کو اپنے خیام میں بلا کر پوچھا کہ ایسے ماحول میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے شادی کا پروگرام کیوں بنایا ہے؟ دائی پاک رو کر عرض کرتی ہیں کہ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام آج اپنے مرحوم بھائی مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی وصیت پوری فرمانا چاہتے ہیں اور انہی کی خواہش کی تکمیل کیلئے اپنے یتیم بیٹے کی شادی کا اہتمام فرما رہے ہیں

پاک بیبیوں صلواۃ اللہ علیہن نے جب دائی پاک کی یہ بات سنی تو بے بس آنکھوں سے

آنسو جاری ہوئے، گریہ وزاری کا کہرام بپا ہوا، دائی پاک عرض کرتی ہیں کہ میں تو تمہارے لئے خوشی کی خبر لے کر آئی تھی، آپ رو رہی ہیں، وجہ کیا ہے؟ پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن رو کر فرماتی ہیں کہ جو حالات نظر آ رہے ہیں ان کے مطابق تو شاید یہ سہاگ چند لمحوں کا ہو، اس کے بعد دولہا کی شہادت اور دلہن کیلئے عمر بھر کی بیوگی ہوگی ...... ہر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے خیمہ سے دعا کرتے ہوئی اٹھی کہ خدا تیرا سہاگ سلامت رکھے، خدا کرے تمہیں یہ خوشی نصیب ہو

دنیا کا دستور ہے کہ جن رشتہ داروں کو دعوت ہوتی ہے وہ شادی کی تیاری کرتے ہیں، برادری کے دستور کے مطابق شادی میں کچھ نہ کچھ دینا ہوتا ہے، یہاں بھی سب مستورات پاک صلواۃ اللہ علیہن نے حسب توفیق کچھ نہ کچھ اٹھایا، کسی مستور نے زیور اٹھائے، کسی نے قرآن ہاتھوں میں لیا، کسی نے پاک بنی صلواۃ اللہ علیہا کیلئے کپڑے اٹھائے، مگر ایک پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جھولے سے اپنا چھ ماہ کا بیٹا اٹھایا اور امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ آقا میرا سب سے قیمتی سرمایا یہی ہے اگر آپ اسے شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کے سہاگ کا صدقہ قبول فرمالیں تو مجھے بے انتہا خوشی ہوگی

ہمارے ملک کا دستور ہے کہ دعوت کے بعد دلہنوں کو علیحدہ خیمہ میں بٹھایا جاتا ہے، جہاں شادی کی مختلف رسومات ادا کی جاتی ہیں، گھر کی وہ عورتیں یہ رسوم ادا کرتی ہیں کہ جو بیوہ نہ ہوں، کیونکہ ان رسومات میں کسی بیوہ کو شریک کرنا بدشگونی سمجھی جاتی ہے

یہاں پر جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی مینڈھی کھولنے کی رسم

بھی ادا ہوئی، جس وقت سب بیبیاں صلواۃ اللہ علیہن جمع ہو گئیں تو ان میں پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے اعلان فرمایا کہ بسم اللہ اب نبی زادیاں صلواۃ اللہ علیہن تشریف لائیں اور مینڈھی کی رسم ادا کریں مگر معذرت کے ساتھ یہ بھی کہوں گی کہ جو میری طرح بیوہ مستورات ہیں وہ اگر نزدیک نہ آئیں تو یہ ان کا احسان ہو گا کیونکہ بدشگونی نہ ہو

اس وقت سب مستوراتِ آل محمد علیہم الصلوات والسلام میں کہرام بپا ہوا، مستورات کے درمیان پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا سر جھکائے بیٹھی ہیں، سب یہ دعا کر رہے ہیں کہ خدا تمہارے سر پر سہاگ کا سایہ سلامت رکھے، خدا تمہیں یہ خوشیاں نصیب کرے، ان دعاؤں کے دوران دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے شریکۃ الحسین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی طرف نگاہ کی، رو کر عرض کرتی ہیں کہ اگر تکلیف نہ سمجھیں تو آپ خود یہ رسم اپنے ہاتھوں سے ادا فرمائیں

ہمارے ملک کا دستور ہے کہ جب دلہن کی مینڈھی کھولی جاتی ہے تو اس کو سہیلیوں میں بٹھا دیا جاتا ہے اور جب تک دلہن سہیلیوں میں بیٹھی رہتی ہے تو اس پر پابندی ہوتی ہے وہ کسی کے سامنے نہیں آسکتی یا اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا یعنی وہ نہ تو بھائیوں سے مل سکتی ہے، نہ والد سے مل سکتی ہے، اور نہ کوئی دیور اسے دیکھ سکتا ہے

جس وقت کربلا میں پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو مایوں بٹھایا گیا ہوگا تو خدا جانے کہ اس وقت ان کے جذبات کیا ہوں گے؟ انہوں نے ضرور فرمایا ہوگا کہ یہ مایوں کی رسم تو وہ بہنیں ادا کرتی ہیں کہ جن کے بھائیوں نے زندہ وسلامت رہنا ہو جبکہ مجھے تو یقین ہے کہ کل میرے سب بھائی شہید ہو جائیں گے، میرے پاک بابا بھی شہید ہو

جائیں گے، خدارا مجھے چند لمحوں کیلئے بھی ان سے دور نہ کرو کیونکہ یہی آج کی رات ہی تو ان کی زندگی کی آخری رات ہے، روکر فرماتی ہوں گی کہ یہ تو مجبوری کی شادی ہے، یہ کوئی خوشی کی تقریب تو نہیں ہے

گھونگھٹ میں پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا ہر ایک سے روکر فرماتی ہوں گی کہ میرے سب بھائی علیہ الصلوات والسلام، میرا بابا پاک علیہ الصلوات والسلام اور میرے چچا علیہ الصلوات والسلام سب آج کی شب کے مہمان ہیں، مجھے تو آج کی شب ان کے ساتھ گزارنا چاہیے تھی، میری طرف سے کوئی تو میرے بھائیوں کو اور پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کے بھائیوں کو یہ پیغام دے کہ وہ سب میرے پاس تشریف لائیں کیونکہ وہ سب تو چند لمحوں کی حیاتِ مستعار رکھتے ہیں، پھر تو زندگی بھر کی جدائی سامنے ہے جو بہت دشوار ہے

ہمارے ملک کی شادیوں کا دستور ہے کہ دلہن کو مایوں بٹھا کر مہندی لگائی جاتی ہے مگر کربلا میں مہندی کی رسم کا کیا انتظام تھا؟ مہندی تو پانی سے تیار کی جاتی ہے مگر یہاں پانی پر تو پابندی تھی خدا جانے کہ مہندی کی رسم کس طرح ادا کی گئی ہوگی

دستور یہ ہے کہ دلہن کو مہندی دولہا کی بہنیں لگاتی ہیں، یہاں دولہا کی بہنیں اس انتظار میں تھیں کہ مہندی تیار ہو تو ہم دلہن کو جا کر مہندی لگائیں

ادھر جناب شریکۃ الحسینؑ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا مہندی بنانے کیلئے اپنے اشک جمع فرما کر لائیں تو مستورات کا صبر جواب دے گیا اور رونے کی ایسی صدائیں بلند ہوئیں کہ کربلا کی زمین متزلزل محسوس ہوتی تھی

شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کی بڑی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا جو امام محمدؐ باقر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا تھیں، انہوں نے پاک بھائی علیہ الصلوات والسلام کی مہندی اٹھائی

شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی پاک بہنیں صلواۃ اللہ علیہن دلہن کی مہندی لے کر ان کے پاس آئیں ، سب مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے زمرہ میں دولہا کی پاک بہنوں نے پہلے پاک دلہن کو مہندی لگائی ، اس کے بعد دستور کے مطابق ہر مستور نے اس رسم میں شمولیت کی مگر دلہا کی پاک والدہ نے حصہ نہ لیا ، جب سب مستورات نے ان سے پوچھا کہ آپ نے یہ رسم کیوں نہیں نبھائی ؟ تو انہوں نے روکر ایک عجیب وجہ بتائی اور فرمایا کہ میں تو بیوہ ہوں ، میں کس طرح اس رسم میں شریک ہوسکتی ہوں کیونکہ مہندی کی رسم میں کسی بیوہ کی شرکت نیک شگون نہیں سمجھا جاتا ، میرا دل ڈوب رہا ہے کہ اس شادی میں ہم سب بدشگونیاں کر رہے ہیں ، کیونکہ یہ مہندی آنسوؤں سے تیار کی گئی ہے ، مجھے تو خطرہ ہے کہ خدا خیر کرے اس کے نتائج اچھے ہوں ، ہم تو یہی دعا کر رہی ہیں کہ خداوند پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو یہ خوشیاں نصیب کرے ، کیونکہ خوشی کی ایسی رسومات تو ہم نے آج تک کہیں نہیں دیکھی ہیں

دستورِ زمانہ ہے کہ جب دولہا کو مہندی لگائی جاتی ہے تو اس کے بعد دلہن کو سب احباب آکر مہندی لگاتے ہیں ، یہاں جس وقت مہندی کا طشت پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے سامنے آیا تو ان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہوئے ، وہ روکر فرماتی ہیں کہ ہم مہندی کیسے لگائیں ، یہ کوئی خوشی کا موقعہ تو نہیں ہے

جس وقت سب مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو مجبور کیا کہ آپ یہ مہندی لگائیں تو پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے دوبارہ انکار کیا کہ ہم یہ مہندی نہیں لگانا چاہتی ہیں ، سب رشتہ دار پوچھتے ہیں کہ آخر آپ یہ مہندی کیوں نہیں لگانا چاہتی ہیں تو پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ آپ اس وقت ہمیں مجبور نہ کریں ، کیونکہ ہم

جانتی ہیں کہ کل ہمارا سہاگ باقی نہیں رہے گا اور دولہا نے شہید ہو جانا ہے
البتہ کل جب پاک دولہا کی لاش خیام میں آئے گی تو ہم ان کی میت پر ان کے خون سے وہ مہندی لگائیں گے کہ جس کا رنگ قیامت تک تازہ رہے گا
سب مستورات پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو تسلیاں دیتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ دلہن یہ دنیا ایک درد اور دکھ کا سمندر ہے، یہاں دکھوں میں ڈوب کر خوشیوں کے چند موتی تلاش کرنا پڑتے ہیں، اس لئے ان دکھوں سے نہیں گھبرانا چاہیے
پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میں کیسے دلہن بنوں، کیسے سہاگ کا لباس پہنوں؟
سب مستورات نے انہیں مجبور کیا کہ آج ضرور دلہن بنیں اور رسم مکمل ہونے دیں
اس وقت پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے مہندی نہ لگانے کی ایک ایسی وجہ بیان کی کہ تمام مستوراتِ آلِ عبا صلواۃ اللہ علیہن کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے، فرماتی ہیں کہ ہم اس لئے آج مہندی لگانا نہیں چاہتی ہیں کہ کل تو ہم نے بیوہ ہو جانا ہے اور بیوگی کے عالم میں جب ہماری نگاہ مہندی لگے ہاتھوں پر پڑے گی تو ہمارا دکھ بڑھ جائے گا، دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ساتھ شام تک ہمارے بھائی سجاد علیہ الصلوات والسلام نے جانا ہے اور جب ان کی نظر ہمارے رنگین ہاتھوں پر جائے گی تو ان کے دل پر کیا گزرے گی، اور کیا ان کی آنکھوں سے غیرت سے بہتا ہوا لہو زیادہ نہیں ہو جائے گا؟ ہمیں تو اس شادی کا مکمل انجام بھی معلوم ہے اور اس مہندی کی حقیقت بھی ہم خوب جانتی ہیں
سب مومنین ان بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ مل کر دعا کریں کہ اب تو اس پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی خوشیوں کی مہندی کا موسم جلد آئے، شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف اب تو

ان کو دوبارہ خوشیاں دکھلائیں، اوران کی خوشیاں ان کے دکھوں میں شریک سب احباب اور رشتہ داروں کو نصیب ہوں، ان کی شادی کے سگن دوبارہ منائے جائیں، اس پاک دلہن کو سہاگ کی مہندی لگانا نصیب ہو کہ جنہوں نے اپنے سرتاج کی لاش پر ان کے خون کی مہندی لگائی تھی، خدا کرے کہ ان کا سہاگ ابدالآباد تک قائم رہے، اور تمام دکھ اور درد ان کی پاک نعلین مقدس کے سائے سے بھی دور رہیں



﴿آمین یارب العالمین﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 38

# اجازتِ جہاد

عزاداران گرامی!

شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کا ذکر پاک کرتے آج مجھے چوتھا دن ہے، اس ذکر پاک میں مجھ پر یہ بھی لازم ہے کہ میں ان کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کا مکمل تعارف بھی عرض کروں کیونکہ عوام تو اپنی جگہ ہمارے اکثر ذاکرین بھی اس سے لاعلم ہیں درحقیقت بات یہ کہ پاک گھر کے پردے کے نظام اور تطہیر کے ماحول کے پیش نظر اندرونِ خانہ حالات سے کسی کا آگاہ ہونا تقریباً ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور تھا کیونکہ شرفا کے گھروں کا ماحول اور روایات ایسی ہوتی ہیں کہ کوئی خاص آدمی بھی ان کے گھر کے حالات سے واقف نہیں ہوسکتا، قدیم شرفاء تو اپنی مستورات کے نام سرعام بیان کرنا بھی غیرت کے خلاف سمجھتے ہیں، جبکہ یہ پاک گھر تو شرافت، غیرت اور تقدس عطا کرنے والا گھر تھا، اس لئے ان کے اندرونِ خانہ معاملات پر گفتگو کرنے میں مؤرخین کی مشکلات بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں

مؤرخ جو بھی ہو وہ گھر کا فرد تو نہیں ہوتا، اور اس کا کسی شریف گھر کے افراد خانہ کے بارے میں تحقیق وتفتیش کرنا ان کی اقدار اور روایات کو توڑنے کے برابر ہوتا

ہے، اس لئے مؤرخین مجبور اور نا کام نظر آتے ہیں، خصوصاً اس پاک گھر علیہم الصلوات والسلام کے اندرون خانہ کے بارے میں کوئی تحقیق پیش کرنا ناممکن ہے، کہ جن کے گھر ملکوت بھی داخل نہ ہوسکیں، انبیاء ورسل کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جس گھر میں بغیر اجازت کے نہیں جاتے تھے...... اس مجبوری کے پیش نظر ہر مؤرخ سنی سنائی بات پر تحقیق کی عمارت کھڑی کرتا ہے اور اس عمارت میں نقائص کا ہونا لازم ہے اور مؤرخ کی مجبوری بھی ہے

## ﴿تعارف والدہ پاک﴾

شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کے بارے میں مؤرخین کی کئی آراء موجود ہیں، اور ان میں واضح اختلاف بھی ہے جو کہ اس پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی ذات میں نہیں بلکہ کوائف میں ہے مثلاً

بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا جناب امراء القیس یمنی کی دختر تھیں اور ان کا نام پاک بی بی سلمیٰؑ خاتون تھا...... (R_477)

بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ معظّمہ بی بی ام الولد صلواۃ اللہ علیہا تھیں اور ان کا پاک نام تھا بی بی نجمہؑ خاتون صلواۃ اللہ علیہا...... (R_478)

بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ ان کا نام پاک بی بی رملہؑ خاتون تھا...... (R_479)

بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا جناب ابومرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کی دختر تھیں، اور معاویہ کی بہن میمونہ بنت ابوسفیان ان کی والدہ تھی، اور یہ یزید ملعون کی پھوپھی زاد تھیں، اور شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ

اللہ علیہا کی یہ سگی بہن تھیں، اور ان کا اسم گرامی تھا جناب بی بی (ف روہ صلواۃ اللہ علیہا)
میری ذاتی رائے یہ ہے کہ یہ آخری روایت درست ہے...... (R_480)
کیونکہ جس وقت دربارِ شام میں یہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا پیش ہوئی تھیں تو بنی امیہ کی عورتوں نے یزید ملعون پر لعنت کرنا شروع کر دی تھی کہ تم نے اپنی پھوپھی کا بھی حیا اور لحاظ نہ کیا کہ ان کی دو شہزادیاں صلواۃ اللہ علیہا دربار میں آ گئی ہیں، اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آخری روایت درست ہے، اس بات کے چند اور ثبوت بھی ہیں جن کو وقت کی نزاکت کے پیش نظر ترک کرتا ہوں
یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے نام پاک لکھ رہا ہوں جس کا مقصد سننے اور پڑھنے والوں کو معلومات فراہم کرنا ہے، مگر میں یہ بھی تاکید کروں گا کہ ان پاک مخدرات عصمت کا اسم مبارکِ عام محافل یا عام مجمع اور مجالس میں لینا سوئے ادبی ہے، اور ان کے اسمائے مبارکہ کا پردہ باقی رکھنا بھی لازم ہے، اگر مقرر کی زبان سے یہ نام صادر ہو جائیں تو نام اٹھانے والے اور سننے والے پر صلوات پڑھنا واجب ہو جاتا ہے اور جو صلوات نہیں پڑھتا تو وہ یہ سمجھے کہ اس نے پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن پر جفا کی ہے، اس لئے ان پاک مخدرات عصمت صلواۃ اللہ علیہن کا نام تلاوت کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کا ان کے القاب سے ذکر کرنا لازم ہے اور القاب میں بھی پروٹوکول کا خیال کیا جائے یعنی احترام کا لحاظ رکھا جائے، تفصیل کیلئے ہماری کتاب ''باادب بامراد'' ضرور دیکھیں
اس گذارش کے بعد مناسب ہے کہ میں پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے بارے میں بھی کچھ

عرض کروں ...... پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کا نام پاک دختر رسول اکرم معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کے نام پر تھا مگر اس شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا کو گھر میں بی بی (زب ی د ہ صلواۃ اللہ علیہا) خاتون کے نام پاک سے پکارا جاتا تھا

## ﴿سن مبارک شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام﴾

شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کے سن مبارک میں مؤرخین کا اختلاف موجود ہے بعض مؤرخین نے ان کی عمر بوقت شہادت نو (9) برس لکھی ہے، بعض نے دس (10) برس، بعض نے تیرہ (13) برس، بعض نے چودہ (14) برس، بعض نے پندرہ (15) برس اور بعض نے سترہ (17) سال لکھی ہے

میرے خیال میں ان کی عمر مبارک 14 برس سے زیادہ تھی، کیونکہ حضرت امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی وفات سن 50 ہجری میں ہوئی، ان کی شہادت کے 11 سال بعد کربلا کا واقعہ پیش آیا، اور جناب امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی وفات کے وقت ان کی عمر مبارک 3 سال سے کچھ زیادہ تھی، اس لئے کربلا میں ان کی عمر 14 چودہ سال سے زیادہ تھی

ان کی ولادت باسعادت 46 ہجری 7 شعبان بروز جمعہ ہے، اور سن عیسوی کے مطابق 12 اکتوبر 666 عیسوی ہے، ان کی عمر مبارک ہجری تواریخ کے حساب سے روز عاشور 14 سال 5 مہینے اور تین دن تھی، اور عیسوی تواریخ کے لحاظ سے تین دن کم چودہ سال یعنی 13 سال 11 ماہ اور 27 دن تھی ...... (واللہ اعلم بالصواب)

## ﴿وقائع عاشور﴾

دوستو عاشور کا سورج کربلا کے واقعات کے مناظر کو سینہ میں جذب کرتا ہوا دوپہر کی منزل سے غروب کی فصیل کی طرف محو سفر ہے، بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے جوان باری باری اپنی محبت کا مظاہرہ فرما رہے ہیں

ہر جوان کی قربانی کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ اب کوئی اور ہے جو دیدار حبیب کا پیاسہ ہو؟ اس آواز پر ایک دوسرے سے قدم بڑھا کر جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام شمشیر بکف نکلتے رہے، حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ ایک مرتبہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے پھر فرمایا کہ کوئی ہے جو دیدار حبیب کا پیاسہ ہو؟

☆فخرج من الخيام غلامان كانهما قمران احمدؑ ابن الحسنؑ عليهما الصلوات والسلام والاخر القاسمؑ بن الحسنؑ عليهما الصلوات والسلام هما يقولان لبيك لبيك......(R_481)

اس وقت میں نے دیکھا کہ خیام میں سے دونو جوان لبیک لبیک کہتے ہوئے برآمد ہوئے، میں نے اس طرف نگاہ کی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ دو چودھویں کے چاند خیام سے طلوع ہوئے ہیں، ان میں سے آگے حضرت امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے سب سے بڑے فرزند سے چھوٹے فرزند شہزادہ احمد علیہ الصلوات والسلام تھے اور ان کے پیچھے شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلوات والسلام تھے، معلوم ہوتا تھا کہ اپنے برج شرف میں سے دو قمرین طلوع ہو رہے ہیں، وہ خیام سے نکلے تو دونوں نے مل کر آواز دی لبیک لبیک یا امام زمانہ علیک الصلوات والسلام، فرزند رسول علیک الصلوات والسلام ہم اللہ کی نصرت کیلئے حاضر ہیں......(R_482)

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی تو مسموم بھائی کے فرزند نظر آئے، دونوں

بھائیواں نے تلواریں بلند کر رکھی تھیں، تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے آئے اور چچا کے قدموں پر ہاتھ رکھے ......(R_483)

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے انہیں دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، جناب شہزادہ احمد علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا کہ دل تو نہیں چاہتا مگر پاک جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا ہوا وعدہ بھی نبھانا ہے، شان امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام اسی میں ہے کہ ان کے اپنے جذبات واحساسات مقدرات اِلٰہیہ میں مانع نہ ہوں، اس لئے ہم تمہیں نہیں روک سکتے، کافی دیر تک ان کو سینہ سے لگا کر پیار فرماتے رہے، جس وقت وہ رخصت ہوئے تو ان کے بعد جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی کہ آقاؑ مجھے اجازت فرمائیں مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆قال علیہ الصلوات والسلام یـا ولدی اتمشی برجلك الی الموت فقال روحی لروحك الفدا ونفسی لنفسك الوقا وكيف يا عم و انت بين الاعداء وحيداً فريداً ......(R_484)

فرمایا بیٹے! کیا تم اپنے قدموں پر چل کر موت کے بہتے ہوئے دریا میں غسل کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی آقاؑ آپ کی ذات پاک دشمنوں کے نرغے میں تن تنہا رہ گئی ہے، اس موقعہ پر تو ہماری لاکھ جانیں آپ کی نعلین پر قربان ہوں تب بھی آپ کا حق ادا نہیں ہوسکتا، یہ سن کر مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لخت جگر کو فرمایا کہ فی الحال تم واپس خیام میں جاؤ، مظلوم کا دل تمہیں بھیجنے پر آمادہ نہیں ہو رہا ہے، کیونکہ شریفوں کو بیٹوں کی موت سے بیٹیوں کی بیوگی کا دکھ زیادہ ہوتا ہے

میں آپ کو کس دل سے اجازت دوں، کیا تم اپنے قدموں پر چل کر موت کے دریا میں چھلانگ لگانا چاہتے ہو؟

"تمہارے ساتھ تین گھروں کی خوشیاں وابستہ ہیں، ایک تو میری بیوہ بھاوج صلواۃ اللہ علیہا کا گھر ہے، دوسرا گھر مجھ غریب کا ہے اور تیسرا میری چند گھڑیوں کی دلہن بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کا، اگر تم جاؤ گے تو تین گھروں کا نقصان ہوگا، اس لئے فی الحال آپ اپنے ضعیف چچا کی ضعیفی پر رحم کریں اور واپس چلے جائیں

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام مایوس ہوئے تو روتے ہوئے خیام میں آئے، جس وقت خیمہ کا پردہ اٹھایا تو سامنے ضعیف ماں صلواۃ اللہ علیہا کو انتظار میں مصروف پایا

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام اندر داخل ہوئے اور ضعیف ماں صلواۃ اللہ علیہا کی بیٹے پر نگاہ پڑی تو مایوس کن لہجہ میں فرماتی ہیں بیٹا! ہم تو انتظار میں تھیں کہ اب آپ کی لاش ہی خیام میں آئے گی مگر تم خود ہی واپس آ گئے ہو، مجھے تم سے یہ امید نہ تھی

تمام مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن اپنی اپنی قربانی پیش کر کے ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا سے سرخرو ہو چکی ہیں مگر ہم ابھی تک اس سعادت سے محروم ہیں، حالانکہ ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی بڑی بہو ہونے کے ناطے سب سے پہلا حق ہمارا تھا

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی اماں جان آپ کا فرمان بجا ہے، آپ میرا خیام میں واپس آنا مناسب نہیں سمجھتی ہیں، دوسری طرف چچا اجازت نہیں دے رہے ہیں، مجھے بتائیں کہ یہ یتیم اب کہاں جائے؟

پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بیٹے کے بہتے ہوئے آنسوؤں سے اندازہ لگایا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے میرے لعلؑ کی یتیمی، اپنی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کی بیوگی اور میری بیوگی کا احساس کرتے ہوئے اجازت نہیں دی ہے، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بیٹے کے جھکے ہوئے سر کو اٹھایا اور فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، اب تم بھی کیا یاد کرو گے کہ بیوہ

ماں نے مشکل میں تمہارا ساتھ نہیں دیا تھا، چلو ہم خود تمہیں اجازت لے کر دیں دونوں ماں بیٹا روانہ ہوئے، امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کی نگاہ پڑی، جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام سے فرماتے ہیں کہ بھابھی اماں تشریف لا رہی ہیں کرسی ہمارے ساتھ رکھیں، سرکار وفا علیہ الصلوات والسلام نے جلدی سے کرسی پیش کی، مگر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کرسی پر نہ بیٹھیں اور فرماتی ہیں کہ آج ہم سائل بن کر آپ سے کچھ مانگنے آئی ہیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ آپ آج زندگی میں پہلی مرتبہ سوال کرنے آئی ہیں مگر وہ بھی اس چیز کا جو مجھے زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہے

پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا عرض کرتی ہیں کہ آقا آپ کے پاک بھائی کو رحلت فرمائے دس سال بیت چکے ہیں لیکن آپ کی کرم نوازیوں اور آپ کی پاک بہنوں کی شفقت نے مجھے بیوگی کا احساس ہی نہیں ہونے دیا، ایک طرح سے ہم آپ کے نمک خوار ہیں، ہمارا بھی کچھ حق بنتا ہے کہ ہم حق نمک ادا کریں اس لئے میں آپ سے یہی گذارش کرنا چاہتی ہوں کہ میرے بیٹے کو اجازت عطا فرمائیں تاکہ یہ آپ کی نصرت میں اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کا حق ادا کر سکے

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، فرماتے ہیں کہ میں قاؑسم بیٹے کو کس دل سے اجازت دوں، یہ آپ کی بیوگی کا واحد سہارا ہے، باقی تو سب رخصت ہو گئے ہیں، کوئی تو ہو جو ضعیفی میں آپ کی خدمت کرے

آپ نے ہم پر بہت مشکل سوال کیا ہے، بیٹے کی اجازت سے پہلے مجھ سے وجہ تو پوچھنا تھی کہ میں چاہتا کیا ہوں، اگر آپ میری بات تسلیم کریں تو ایک بات کہوں؟ ...... معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ آپ مالک ہیں، آپ میرے بھائی

بھی ہیں اور امام وقت ہونے کی حیثیت سے سردار بھی ہیں، میں آپ کی بات نہیں مانوں گی تو اور کس کی بات مانوں گی، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اگر میری بات مانو تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنی بہو اور بیٹے کو ساتھ لے کر یہاں سے اپنے والدین کے گھر تشریف لے جائیں اور وہاں جا کر ان دونوں کے ساتھ زندگی گزاریں، مجھے اس کی لاکھ خوشی ہوگی کیونکہ اس طرح ایک تو آپ کی بیوگی کا سہارا بچ جائے گا، دوسرا آپ کی آج کی خوشی دکھوں میں نہیں بدلے گی، تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ میں اس احساس کے تحت سکون سے شہید ہوسکوں گا کہ کوئی تو میرا بھی زندہ رہ گیا ہے اور سب سے زیادہ خوشی مجھے اس بات کی ہوگی کہ مظلوم کی بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کا سہاگ بچ جائے گا، کیونکہ شرفاء کیلئے بیٹوں کی موت سے بیٹیوں کی بیوگی کا صدمہ زیادہ شدید اور اذیت ناک ہوتا ہے

جس وقت شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے محسوس کیا کہ شاید مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام میرے یتیم کو اجازت نہیں دینا چاہتے تو معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بیٹے کو اشارہ کیا، چند لمحوں کا مہمان شہزادہ چچا کے قدموں سے لپٹ گیا

☆فلم یزال الغلام یقبل یدیه ور جلیه......(R_485)

پاک امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھوں اور قدموں کو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام اس وقت تک چومتے رہے کہ جب تک شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اجازت عطا نہ فرمائی، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے مسموم بھائی کے لخت جگر کو سینہ سے لگالیا اور اتنا گریہ فرمایا کہ ریش اطہر آنسوؤں سے تر ہوگئ

بعض تاریخوں میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ جس وقت مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے

جناب امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کے گلے میں بانہیں ڈال کر سینہ سے لگایا تو

☆فجعلا يبكيان حتى غشى عليهما

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام روتے روتے ظاہراً غش فرما گئے اور پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام بھی روتے روتے ظاہراً غش فرما گئے ......(R_486)

حالانکہ میدان کربلا میں خاندان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے جتنے جوان بھی شہید ہوئے ان کو روانہ فرماتے وقت یا ان کی شہادت کے وقت مولا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے صبر خداوندی کا مظاہرہ فرمایا مگر ایک یہ شہزادہ ہیں کہ جنہیں رخصت فرماتے وقت آپ نے بے تحاشہ گریہ فرمایا اور نوبت غش فرمانے تک پہنچی

سب مومنین تہہ دل سے دعا کریں کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی یہ حسرتیں جلد پوری ہوں، اپنی اس پاک دختر کا گھر جلد آباد دیکھیں، سب دکھوں کا مداوا ہو، اور یہ پاک دولہا اپنی پاک دلہن کے ساتھ ہمیشہ شاد و آباد رہیں



﴿آمین یارب العالمین﴾



**اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمٌ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف**

**وَصَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلىٰ آلِهِ اَجمَعِين**

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

مجلس نمبر 39

# جنگ ارزق اور واپسی

عزادارانِ گرامی!

روزِ عاشور ہے، خاندان تطہیر علیہم الصلوات والسلام کے گھر اطہر پر پے بہ پے ظلم ہوتے دیکھ کر آسمان کا رنگ زرد ہو چکا ہے، کربلا کی زمین خونِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے ایک ایک قطرہ کی حرارت محسوس کر کے لرز رہی ہے، فضا میں ایک انتہائی مایوس کن سناٹا چھایا ہوا ہے، کائنات کے دل کی دھڑکن رک چکی ہے، مدبرات امر کے سانس سینہ میں آمد وشد کے عمل کو بھول کر رکے ہوئے ہیں، کیونکہ اب مظلوم کربلا کی پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کا سرتاج شہادت کی اجازت لے کر میدان کی طرف روانہ ہو رہا ہے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام خود شہزادے کو سامنے کھڑا کر کے انہیں آراستہ کرنے میں مصروف ہیں، امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کے تبرکات سامنے رکھے ہوئے ہیں، ان میں سے ان کا سامان جنگ برآمد فرما کر ایک ایک چیز کے ساتھ اپنے نوخیز شیر کو آراستہ فرما رہے ہیں، مگر سجانے کا انداز بھی بہت عجیب اور منفرد ہے

☆ البسه ثیابه علی صورة الکفن وشد سیفا بوسط القاسم علیه الصلوات والسلام(R_487)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لخت جگر کو پوشاک اس انداز سے پہنائی کہ جیسے کسی نوجوان کو کفن پہنایا جاتا ہے، کمر کے ساتھ تلوار آراستہ فرمائی، اس رنگ کا

لباس پہنانے کے بعد نگاہ فرمائی کہ کیا میرا یہ لعلؑ واقعی دولہا نظر آ رہا ہے یا نہیں؟
چونکہ اتمام حجت کیلئے انہیں دولہا بنایا گیا تھا تو آج میدان میں دولہا بنا کر بھیجنا بھی لازم تھا، جیسے رات کو دولہا بنایا گیا تھا آج پھر ویسے ہی دولہا بنایا جا رہا ہے تا کہ امت ملعون پر حجت تمام ہو جائے

☆ازیاق القاسمؑ علیہ الصلوات والسلام و قطع عمامته نصفين واولها على وجهه (R_488)
امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے عمامہ کے سروں کو کچھ حد تک دو حصوں میں تقسیم کیا، اس کے بعد ایک حصے سے تحت الحنک بنائی یا ایسے کہوں تو زیادہ درست ہوگا کہ شہزادہ کے چہرے پر اس طرح نقاب بنایا کہ آنکھوں کے علاوہ تمام چہرہ چھپا دیا، عمامہ کے دوسرے حصہ کو پیشانی پر ایسے لٹکایا جیسے مقنع باندھا جاتا ہے اور مقنع دولہا کی پیشانی کو چھپا لیتا ہے
علامہ دربندی اس بات کی وضاحت فرماتے ہیں کہ ایسا کرنے کی تین وجوہات تھیں، پہلی وجہ یہ تھی کہ گرمی اور لو سے محفوظ رکھنا ضروری تھا کیونکہ بیوہ ماں صلواۃ اللہ علیہا نے انہیں بڑے نازوں سے پالا تھا، دوسری وجہ یہ تھی کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام اتنے حسین تھے کہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ کسی کی بدنظر ان کے چہرے پر پڑے، تیسری وجہ یہ تھی کہ عرب میں دولہا کا مقنع ایسے ہی بنایا جاتا تھا، اور سرکارؑ چاہتے بھی یہی تھے کہ یہ شہزادہ دولہا بن کر میدان میں تشریف لے جائیں کیونکہ اتمام حجت کیلئے یہ ضروری تھا......(R_489)
جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام مکمل طور پر تیار ہو گئے تو
☆ركبه على العقاب فنظر اليه نظرة آئس منه وقال استودعك الله......(R_490)

اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کو خود گھوڑے پر سوار کیا، ایک حسرت بھری نگاہ شہزادہ پاک کے زرد چہرے پر فرمائی اور فرمایا
''فی امان اللہ''
امام مظلوم نے علیہ الصلوات والسلام ''فی امان اللہ'' فرمایا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنے رہوار کا رخ میدان کی طرف موڑا، رہوار برق سوار کو ایڑ لگائی اور میدان میں آ پہنچے، ان کے حسن و جمال کے بارے میں ایک شامی ملعون کا بیان ہے کہ جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام میدان میں آئے اور ہوا کے ساتھ رخ سے مقنع ایک طرف ہوا تو میں نے دیکھا کہ ☆کان وجهه كفلكة القمر...... (R_491)
عربوں کے پاس حسن کو بیان کرنے کیلئے چاند سے بڑھ کر کوئی تشبیہ نہ تھی، اس لئے وہ کہتا ہے کہ رخ انور ایسے تھا جیسے چاند کا ٹکڑا میدان میں محوخرام ہو☆



لما طلع طلعة من افق المصاف

فريد صارمه من جفن الغلاف

(R_492)



وہ کہتا ہے کہ افق لشکر پر شہزادہ نے ایسے طلوع کیا جیسے کوئی چمکتی ہوئی شمشیر نیام سے باہر آ کر چمک مارتی ہے
شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام جس وقت میدان میں پہنچے تو سب سے پہلے آپ نے اتمام حجت کیلئے ایک خطبہ انشاء فرمایا اور ان الفاظ میں ابتدا فرمائی

☆بسم الله الرحمن الرحيم و صلی علیٰ محمد و آلہٖ اجمعین اما بعد
یـا عـمـر ابـن سـعد اما تخاف الله اما تذاهب الله یا اعمی القلب اما تراعی رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ویـلـك قتلت الشبان وافنیت الکهول وقطعت الفروع واجتثت الاصـول و هـذه بـقیة الـلـه شر ذمة قلیلة مستاصلة افلا تکف عن الجفاء وسفك الـدماء مالك للرحم رعایة و با لقربة عنایة افلا تدعهم ان ترجعوا الی الاوطان مع مـا بهـم مـن الاحـزان والاشـجان و اهلبیت رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم وذریته یتمنون الموت من العطش قد اسودت الدنیا باعینهم......(R_493)

بسم اللہ پڑھ کر اپنے پاک جدا طہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک آل علیہم الصلوات والسلام پر صلوات پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اے سعد کا ناخلف میں تجھے اللہ کا خوف دلاتا ہوں، کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کا کوئی ڈر نہیں ہے، اے دل کے اندھے ہمارا جو رشتہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک ذات سے ہے تم نے اس کا لحاظ بھی نہ کیا تم ان کے کم سن، جوان اور ضعیف شہید کرنے میں مصروف ہو، اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرۂ طیبہ کی شاخیں کاٹنے میں مصروف ہو، ان کی جڑوں کو نقصان پہنچا رہے ہو، جن کے ساتھ تم لڑ رہے ہو وہ بقیۃ اللہ ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ☆بقیة الله خیر لکم ان کنتم مومنین

اس خطبہ کے بعد شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنا تعارف کرایا، فرماتے ہیں کہ جو ہمیں جانتے ہیں سو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے ان کو بتا دوں کہ میں تمہارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بیٹے کا فرزند ہوں کہ جن کو زہر سے شہید کیا گیا تھا ہمیں بچپن میں یتیم کیا گیا تھا، ہم نے بچپن میں اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کا جنازہ

مزارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واپس آتے دیکھا تھا، میری پھوپھی صلوٰۃ اللہ علیہا نے میرے سامنے میرے شہید بابا پاک علیہ الصلوٰات والسلام کے کفن سے ستر تیر برآمد کئے تھے، میں اسی مظلوم کا بیٹا ہوں

تمام اہل عرب اس قانون سے اچھی طرح واقف ہیں کہ فریق مخالف کی طرف سے جب کوئی دولہا میدان میں صلح اور امن کا پیغمبر بن کر آتا ہے تو کائنات کی سب سے بڑی دشمنی ہونے کے باوجود صلح کر لی جاتی ہے، تمہیں یہ بھی علم ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یتیم پوتا ہوں، میرے سر پر مقنع نما سجا ہوا عمامہ گواہ ہے میری آج رات شادی ہوئی ہے، میں دولہا بن کر تمہارے پاس چل کر آیا ہوں اور تمہیں منت کرتا ہوں کہ تم ہمارے ساتھ جنگ نہ کرو

ہم یہاں اپنی مرضی سے تو نہیں آئے بلکہ تم نے خط لکھ کر بلوایا ہے، اگر تمہیں ہمارا آنا ناگوار ہے تو ہمیں راستہ دے دو، ہم عرب کی سرزمین ہی چھوڑ جائیں گے، ہم لڑنے کی نیت سے نہیں آئے ہیں کیونکہ جو جنگ کرنے آتے ہیں وہ مستورات کو ساتھ نہیں لاتے اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمارے ساتھ تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں صلوٰۃ اللہ علیہن بھی ہیں

معصوم شہزادہ علیہ الصلوٰات والسلام نے اس معصومانہ انداز میں قوم ملعون پر حجت تمام فرمائی کہ اگرچہ شامی جتنے ہی سنگدل تھے منہ پھیر کر آنسو بہا رہے تھے، حتیٰ کہ سارے میدان میں گریہ کی آواز بلند ہوئی، ابن سعد ملعون ایک ایک کو رونے پر سرزنش کرتا رہا مگر لوگوں کے رونے کی آواز بلند ہوتی گئی

جس وقت پاک شہزادہ علیہ الصلوٰات والسلام نے محسوس کیا کہ حجت تمام ہو چکی ہے تو اس کے

بعد عرب کے دستور کے مطابق رجز پڑھنا شروع کی ،فرماتے ہیں ☆



ان تنکرونی فانا ابن الحسنؑ
سبط النبی المصطفٰی الموتمن
ھذا الحسینؑ کالاسیر المرتھن
بین الناس لا سقوا صوب المزن
(R_494)



اگر تم مجھے نہیں جانتے ہو تو دیکھو کہ میں امام حسن علیہ الصلوات والسلام کا نورِ نظر ہوں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے تھے ☆ ''ھل من مبارز'' کوئی ہے جوان جو سامنے آئے ؟ ابن سعد ملعون نے چاروں طرف نگاہ کی ، اسے اپنی فوج میں ایک جوان نظر آیا، ابن سعد ملعون نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ کئی برس سے تو بنی امیہ کا نمک کھا رہا ہے، سالانہ ہزاروں دینار حکومت شام سے لیتا ہے، آج جنگ کا وقت آیا ہے تو دور کھڑے ہو کر تماشہ دیکھ رہا ہے، تیری شجاعت کی عرب میں دھوم ہے، ذرا اس شہزادے سے جنگ آزما ہو کر دکھاؤ

جس وقت اس ملعون نے ابن سعد ملعون کی بات سنی تو اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں وہ کہتا ہے کہ اے ابن سعد تو جانتا ہے کہ میں ایک ہزار کے ساتھ پیادہ جنگ کرنے کا عادی ہوں ،تو مجھے اس بچے کے سامنے بھیج کر میری جرأت پر داغ لگانا چاہتا ہے ،عرب کی عورتیں کہیں گی کہ ارزق شامی کی یہی اوقات رہ گئی ہے کہ اب

بچوں سے لڑ رہا ہے، اس معصوم کی طرف دیکھو تو سہی کہ جس کا رنگ پیاس سے زرد ہو چکا ہے، جس کے دہن مبارک سے ابھی ماں کے دودھ کی خوشبو آ رہی ہے، اس کے ساتھ جنگ کرنا میری توہین ہے اور لاکھوں کے سامنے میں اپنی توہین برداشت نہیں کرسکتا ہوں

ہاں میں اس انتظار میں ہوں کہ اس دور کے اسد کردگار شہنشاہِ وفا جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کی جوانی کا ڈنکا بج رہا ہے، اگر وہ میدان میں تشریف لائے تو میں ان سے ضرور جنگ کروں گا، اس بچے سے جنگ کرنا میری توہین ہے

ابن سعد ملعون اس کی بات سن کر ہنسا اور کہا کہ یہ بچہ نہیں حسن علیہ الصلوات والسلام کا لعل ؑ ہے اس گھر پاک علیہم الصلوات والسلام کے بچوں کی فطرت میں شجاعت شامل ہے، اور پہلا کھلونا انہیں تلوار کا دیا جاتا ہے، فن حرب وضرب والدین کے خون کے ساتھ انہیں وراثت میں ملتا ہے، موت ان کی تلوار کے عکس سے کانپتی ہے، ارزق ملعون ذرا سوچو! جوانمردی تو ان کی رگ رگ میں خون بن کر دوڑتی ہے، جب تک تو اس بچے کے جوہر دیکھے گا نہیں تمہیں سمجھ نہیں آئے گی

یہ ملعون ارزق شامی کہتا ہے کہ اگر تو اتنا ہی مرعوب ہے تو پھر میں اپنے چھوٹے بیٹے کو بھیج کر اس کا سر اطہر تمہیں منگوا دیتا ہوں، ابن سعد ملعون نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ تو خود ان کا مقابلہ کر لے تو مزا آ جائے گا، اچھا کوئی بات نہیں، لیکن یاد رکھ کہ تم ان کے سر اطہر سے زیادہ اپنے بیٹے کے سر کی امید رکھنا

اس ملعون نے اپنے چھوٹے بیٹے کو بلایا اور کہا کہ فوراً جا اور شہزادے کا سر لے آ، میں یہیں کھڑا ہوں، اس کا بیٹا فوراً گھوڑا دوڑا کر میدان میں آیا، اس ملعون نے

آ کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے سامنے رجز پڑھی، وہ ملعون کہتا ہے کہ
میں اس شجاع کا بیٹا ہوں کہ جو ہزاروں کے ساتھ اکیلا جنگ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، جس کی گرجدار آواز کو سن کر شیر اپنے بیشہ میں کانپ جاتے ہیں، جس کی تلوار کی ایک ضرب کو ہسار بھی برداشت نہیں کر سکتے، جس کو تلواروں کے سائے میں سکون ملتا ہے، اے شہزادے ذرا سنبھل کہ میں اپنی تیغ بے نیام کر کے پہنچ چکا ہوں اور تمہیں آخری موقعہ دے رہا ہوں کہ میرا مقابلہ کرنے کی بجائے میدان سے واپس چلے جاؤ اور اپنی زندگی بچالو......(R_495)
شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے گھوڑے کی زین میں انگڑائی لی، مسکرا کر فرماتے ہیں کہ تو نے اپنی بکواس کر لی ہے، اب مجھے پہچان کہ میں اسد اللہ الغالب کا پوتا ہوں کہ جو ہمیشہ غالب علیٰ کل غالب رہے ہیں، میرے جسم میں بھی وہی خون ہے اور میں اپنے دور کا حیدرؑ کرار و غیر فرار ہوں، ہم جب میدان جنگ میں قدم جماتے ہیں تو پھر انہیں کوئی ہلا نہیں سکتا، اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم بہت بڑے تیغ زن ہو تو میں داورِ ذوالفقارِ حیدری ہوں، اب فضول باتیں کرنے کی بجائے ذرا میری تلوار کی ضرب کا سامنا کر، اگر چہ میں خود بھی پیاسہ ہوں مگر میری تلوار اعداء کے خون کی مجھ سے زیادہ پیاسی ہے......شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے رجز پڑھی اور اس کو فرمایا تو اپنے تئیں حملہ کرنے کی حسرت پوری کر لے کیونکہ ہمارے حملہ کے بعد تجھے یہ موقعہ نہیں مل سکے گا، اس ملعون نے گھوڑا آگے بڑھایا

☆فحمل على القاسم علیہ الصلوات والسلام بالصمصام واحتجب القاسم علیہ الصلوات والسلام بالقرس الشمس تحت الغمام......(R_496)

اس ملعون نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر تلوار کا وار کیا مگر پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے اپنے آپ کو ڈھال کے پیچھے چھپا لیا، جیسے بادل کے ٹکڑے کے پیچھے سورج چھپ جاتا ہے، تاریخ کہتی ہے کہ ارزق شامی کے ملعون بیٹے نے تلوار کا ایسا حملہ کیا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی ڈھال دو حصوں میں تقسیم ہوگئی اور اس ملعون کی تلوار نے ڈھال کو چیر کو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے بائیں بازو کو زخمی کیا

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے یہ منظر دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے، آپ نے فوراً اپنے ساتھ کھڑے ہوئے غلام محمد بن انس کو آواز دی اور اس کے قریب آنے کا انتظار نہیں فرمایا بلکہ وہیں کھڑے ہو کر ڈھال اس کی طرف اچھالی اور فرمایا فوراً گھوڑا دوڑا کر میرے لعل کو ڈھال دے کر آ ...... (R_497)

محمد بن انس روایت کرتا ہے کہ میں جس وقت میدان میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام اپنے عمامہ کو چاک کر کے اپنے بازو پر پٹی باندھ رہے تھے میں نے جا کر مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی ڈھال پیش کی، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے ڈھال کو بوسہ دیا، آنکھوں سے لگا کر امام پاک علیہ الصلوات والسلام کی طرف رخ کر کے سر جھکا کر شکریہ ادا کیا، اس کے بعد میدان کا رخ کیا ...... (R_498)

ماہر شکاری بتاتے ہیں کہ ببر شیر کو اس وقت تک غصہ نہیں آتا کہ جب تک وہ زخمی نہ ہو جائے، جس وقت اسد کردگار کا لخت جگر علیہ الصلوات والسلام زخمی ہوا تو آنکھوں میں جلال کی سرخی نمودار ہوئی، اس سے پہلے یہ شہزادہ علیہ الصلوات والسلام دنیا کو معصوم بچہ نظر آتا تھا مگر زخمی ہونے کے بعد بچہ نہیں بلکہ فاتح خیبر کا جلالِ مجسم نظر آتا تھا

دوسرے حملہ کی تیاری ہوئی، ادھر ارزق شامی کے بیٹے نے گھوڑا دوڑایا، ادھر

مولا امام حسن علیہ الصلوات والسلام کے نو خیز لعل نے گھوڑے کو جولان دیا، جس وقت دونوں گھوڑے آمنے سامنے آئے تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے ایسا حملہ کیا کہ جس سے ملعون کا گھوڑا دور جا گرا، اور وہ ملعون گھوڑے سے بھی چند قدم آگے جا گرا، اس ملعون کا خود اتر گیا، اس ملعون کے سر پر لمبے لمبے بال تھے، وہ بال کھل گئے، وہ ابھی اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ شہزادہ پاک نے اپنے گھوڑے کو واپس موڑا، فوراً گھوڑا دوڑا کر اس کے قریب آئے، اپنے بھاگتے ہوئے گھوڑے سے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام ایسے جھکے جیسے ماہر نیزہ باز نشانہ لیتے وقت جھکائی لیتا ہے شہزادے نے بھاگتے ہوئے گھوڑے سے جھک کر اس ملعون کے بالوں سے پکڑا اور اس ملعون کو زمین سے اٹھا لیا، مگر گھوڑے کی رفتار میں فرق نہ آیا، ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے شہباز غوطہ لگا کر کسی کمزور پرندے کو پنجوں میں پھنسا کر اڑ گیا ہو

پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام گھوڑا دوڑا کر فوج ملعون کے گھوڑا سواروں کے سامنے تشریف لائے، وہ ملعون بے بس پرندے کی طرح پھڑ پھڑا رہا تھا

☆و رفعه فضربه على الارض بحيث لم يبق له عظم الاانكسر……(R_499)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس ملعون کو ایک ہاتھ سے اوپر اٹھا کر زمین پر پوری قوت سے پٹخ دیا، وہ ملعون جب فضا میں تھا تو سلامت تھا، جس وقت زمین پر آیا تو اس کی کوئی ہڈی ایسی نہ تھی جو چور چور نہ ہوئی ہو، تمام فوج کے منہ سے بے ساختہ یہ فقرہ نکلا کہ اللہ کی قسم تو واقعی امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کا بیٹا ہے

فوج کی طرف دیکھ کر پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے ضرور فرمایا ہوگا کہ یہی شام سے تم ہمارے ساتھ لڑنے کیلئے لائے تھے، جس کی قوت برداشت باسی ٹماٹر سے بھی

گئی گزری ہے

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ عام طور پر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے متعلق یہی تصور دیا جاتا ہے کہ وہ ایک کمسن، نازک اور نفیس شہزادہ تھے مگر یہاں پر دیکھیں کہ ایک قوی ہیکل جوان کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر ایسے دے مارنا کہ اس کی ہڈی پسلی ایک ہو جائے، یہ کسی کم سن، نازک، نفیس بچے کا کام نہیں ہوسکتا بلکہ کسی آہنی نو جوان کا کام ہوسکتا ہے، مردوں کا حسن نزاکت و نفاست میں نہیں ہوتا بلکہ اس کے چٹانی اعصاب و آہنی پیکر میں ہوتا ہے

جس وقت وہ ملعون فی النار رہوا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے گھوڑے کی باگ خیام کی طرف موڑ دی، یہ دیکھ کر ارزق شامی نے اپنے دوسرے بیٹے کی طرف دیکھا، غصے کی حالت میں کہتا ہے کہ دیکھ کیا رہے ہو؟ بھائی وہی تھا جو فی النار ہو گیا کیا میں تمہیں اس کی لاش اٹھانے کیلئے لایا تھا؟ شہزادہ تو واپس جا رہا ہے

اس ملعون کے دوسرے بیٹے نے گھوڑا دوڑایا اور آگے آ کر راستہ روکا، پاک شہزادے علیہ الصلوات والسلام نے گھوڑے کی باگ روک لی، ادھر اس ملعون نے رجز کے انداز میں اپنی بکواس شروع کی کہ اے شہزادے جسے آپ نے ابھی قتل کیا ہے وہ بچہ تھا، جبکہ میں حرب وضرب کے فن سے واقف ہوں، کہ میرے سامنے آنے کی کوئی جرأت نہیں کرسکتا، میں اپنے نیزہ کی نوک پر احد پہاڑ کو بھی اٹھا سکتا ہوں، اب سنبھل جاؤ کہ میں آپ کے سر پر آ گیا ہوں اور میں نے اپنے چھوٹے بھائی کا آپ سے ابھی انتقام لینا ہے...... (R_500)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے جس وقت اس ملعون کی بکواس سنی تو جبین مبین پر

جلال آمیز سرخی ظاہر ہوئی، اس ملعون کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں کہ اے ملعون ازل دور کھڑے ہو کر لاف زنی کرنا جوانوں کا شیوہ نہیں ہے، ذرا میرے نزدیک آتا کہ میں یہ دیکھ سکوں کہ تم کس قدر جنگجو ہو، تم جیسے ہزاروں لوگ ہیں کہ جو اپنی اوقات سے زیادہ شوخیاں دکھاتے ہیں، مگر جب تلوار کا سامنا ہوتا ہے تو پھر انہیں جان کے لالے پڑ جاتے ہیں، اگر بازو میں طاقت ہے تو ذرا اپنی تلوار کو آزما کر دیکھ، میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس لاف زنی کی فوراً سزا دوں

اس ملعون نے جلد بازی سے نیزے کا حملہ کیا، شہزادہ پاک نے دائیں ہاتھ سے آتے ہوئے نیزے کو پکڑا اور اسی رفتار سے واپس بھیجا، ابھی وہ ملعون سنبھل ہی نہ پایا تھا کہ نیزہ اس کی دونوں طرف کی پسلیوں کو توڑتا ہوا دوسری طرف نکل گیا یہ ملعون زمین پر گرا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنے رہوار کو اس کی لاش کے قریب لا کر فرمایا کہ تجھے کہا نہیں تھا کہ تجھے صرف باتیں کرنا آتی ہیں، لڑنا تو تیرے خاندان کے بس کا روگ ہی نہیں ہے ...... (R_501)

ادھر جوش میں ارزق ملعون کا تیسرا بیٹا سامنے آیا، وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا، اس ملعون نے اس انداز میں رجز پڑھی ...... کہتا ہے کہ شہزادے اب یہ جان لے کہ میرے دو بھائیوں کو قتل کرنے کے بعد آپ خیام میں زندہ واپس نہیں جا سکتے، میرے بھائی ہر لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے اور میں ان کے قتل کا صدمہ برداشت نہیں کر سکتا، میری ضرب کوئی جوان نہیں سہہ سکتا، میرے دل میں بھائیوں کی جدائی کا درد آگ لگا رہا ہے اور اس آگ کو میں نے انتقام لے کر آپ کے خون سے بجھانا ہے ...... (R_502)

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس کی رجز سنی، مسکرا کر فرماتے ہیں کہ تو رجز پڑھ رہا ہے، یا مجھے بھائیوں کا مرثیہ سنانے آیا ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے پاس تیرے ہر دکھ درد کا علاج تلوار کی صورت میں موجود ہے، ہم تیری فرقت ابھی ختم کر دیں گے کہ جہاں تیرے بھائی ہیں ہم تمہیں بھی وہیں پہنچائیں گے، زندگی بھر بھائیوں کو رونے کی بجائے زندگی ہار کر اگر ان سے جا ملو تو تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے، دوسری بات یہ ہے کہ جہنم تمہاری انتظار میں ہے، اس لئے ہم تمہیں جہنم کے حوالے کرنا چاہتے ہیں

اس ملعون نے جب یہ کلام سنا تو غصے سے پاگل ہو گیا، جلدی سے اس ملعون نے نیزہ کا وار کرنے کیلئے ہاتھ اٹھایا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس ملعون کا بازو کٹ گیا

بازو کٹتے ہی اسے لڑنا بھول گیا اور یہ واپس بھاگا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے گھوڑا دوڑا کر بھاگتے ہوئے ملعون کے سر پر ایسا وار کیا کہ اس کا سر تن سے جدا ہو گیا اور اس کی بے سر لاش کئی قدموں تک بھاگتی گئی ......(R_503)

ایسے ہی ارزق شامی کے بیٹے آتے رہے اور واصل جہنم ہوتے رہے، ایک روایت یہ ہے کہ اس کے چار بیٹے فی النار ہوئے، اور دوسری روایت یہ ہے کہ اس کے سات بیٹے تھے جن سب کو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے چند لمحوں میں واصل جہنم کیا، جس وقت جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام ارزق شامی کے سب بیٹوں کو دوزخ کے حوالے کر چکے تو انہوں نے خیام کا رُخ کیا، اس کی وجہ صاحبان مقتل نے یہ لکھی ہے کہ شاید تین دن کی پیاس نے غلبہ کیا ہو گا جس کی وجہ سے

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے کچھ کمزوری محسوس کی، اس وقت انہوں نے گھوڑے کی باگ خیام کی طرف موڑ لی ......(R_504)

ادھر ارزق شامی دستور عرب کے مطابق جنگ کیلئے تیاری کرنے میں مصروف تھا

☆تلبس بلباس الحرب وآخذ الات الطعن والضرب وکب الحصان واجاله فی ساحة المیدان ......(R_505)

اس ملعون نے لباس حرب پہنا اور سامان جنگ سے لیس ہوا، اپنی تلوار کمر سے باندھی اور گھوڑے پر سوار ہوکر میدان میں آیا

☆وقعط الطریق الارزق ......(R_506)

جس وقت یہ میدان میں آیا تو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام خیام کی طرف روانہ ہو چکے تھے، ابھی شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام خیام سے کچھ فاصلہ پر تھے کہ یہ ملعون گھوڑا دوڑا کر آگے آ گیا اور کہا کہ جب کسی کا قرض دینا ہوتو یوں جلدی واپس نہیں لوٹنا چاہیے، میرے سات بیٹے قتل کر کے گھر جانے کی خواہش ہی ختم کردو

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ کی تو سامنے ایک دیو قامت اور غرقِ آہن جوان نظر آیا، وہ ملعون اتنا جسیم تھا کہ گھوڑے کی زین پر ایک پہاڑی چٹان کی صورت نظر آتا تھا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے جب اس ملعون کی بات سنی تو پیاس کی شدت کے باوجود انہوں نے باگ واپس میدان جنگ کی طرف موڑ لی، میدان میں پہنچنے پر اس ملعون نے دستور کے مطابق رجز پڑھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ

اے شہزادے مجھے پہچانو مجھے ارزق کہتے ہیں، میں وہ جنگجو ہوں کہ جو فن جنگ اور حرب وضرب کے فن ماہر ہے، آج میرے مقابلہ میں شیر خدا امیر المومنین علیہ الصلوات

والسلام تشریف لاتے تو جنگ کا مزا آتا، یا پھر مجھے آپ کے استاد سرکارِ وفا کے ساتھ تیغ آزمائی کا موقعہ ملتا کیونکہ کسی معصوم بچے کے ساتھ جنگ کرنا میں اپنی توہین و تضحیک سمجھتا ہوں، تمہارے سامنے ارزق نہیں بلکہ موت کا فرشتہ ہے، میرے دل میں اپنے بیٹوں کی موت کا دکھ اتنا شدید ہے کہ مجھے اس وقت کچھ نہیں سوجھ رہا ہے میں اس وقت انسان نہیں بلکہ آدم خور وحشی بن چکا ہوں

ادھر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رجز پڑھنا شروع کی تو مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں کہ یہ ملعون تجربہ کار ہے اور میرا یتیم بیٹا کمسن ہے اور تین دن کا پیاسہ بھی ہے

☆فرفع ایدیه الی السماء ودعا نصرة القاسم علیه الصلوات والسلام ۔۔۔۔۔۔(R_507)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور فرمایا کہ خالق میرے بیٹے کی نصرت فرما

ادھر مستورات میں پاک دائی نے یہ خبر پہنچائی کہ اب پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کے مقابلہ میں عرب کا مشہور پہلوان ارزق شامی آیا ہے کہ جو اکیلا ہزاروں سے جنگ کرتا ہے، جونہی یہ خبر پھیلی مستورات میں بے قراری کی لہر دوڑ گئی، جناب سیدہ شریکۃ الحسین صلواۃ اللہ علیہا دولہا کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے قریب آئیں اور فرمایا کہ ضعیف ماں کی اپنے بیٹے کے حق میں جو دعا ہو اسے خالق رد نہیں فرماتا، اب آپ کے نورِ چشم پر مشکل وقت ہے، اپنے لعلؑ کے حق میں دعا کریں

پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے سجدے میں سر رکھ کر دعا کی کہ اے رب ذوالجلال

والاکرام ہم تیری ہر رضا پر راضی ہیں مگر اب ہم یہ چاہتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرا لعلؑ خیریت سے واپس آ جائے، پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے سجدہ میں سر رکھا اور اس وقت اٹھایا کہ جب خیام کے دروازہ پر اپنے لعلؑ کی آواز سنی ......(R_508)

ادھر میدان میں جنگ کا آغاز ہوا، ارزق شامی ملعون نے پہلے نیزہ سے حملہ کیا جس کو شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے کمال فن کے ساتھ ڈھال پر رد کیا، اس حملے کا رد ہونا اس کی توقع کے خلاف تھا کیونکہ اس کو اپنے اس داؤ پر بڑا ناز تھا، جس وقت اس کا وار خطا ہوا تو یہ ہوش وحواس کھو بیٹھا، اس وقت فن سپہ گری کے اصول کے بالکل خلاف دوسرا حملہ کیا، اس نے غضب ناک ہو کر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر حملہ کرنے کی بجائے ان کے گھوڑے کے شکم پر نیزے کا حملہ کیا جو کامیاب ہو گیا

☆فا جافه وا عطل و سقط......(R_509)

دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کے رہوار نے اپنے مالک پر قربان ہو کر زمین کو زینت دی جب پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے پیادہ جنگ کرنا شروع کی اور مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نگاہ پڑی تو انہوں نے فوراً جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کو اپنے قریب بلایا اور حکم دیا کہ میرے مرتجز کو فوراً میرے قاسمؑ تک پہنچاؤ

جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے مرتجز کو پکڑا اور اپنا گھوڑا دوڑا کر پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کے قریب آئے ......(R_510)

جس وقت شہزادہ کی نظر چچا پر پڑی تو ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی، چہرے پر مسرت کی سرخی پھیل گئی، رخِ روشن پر اطمینان کے سورج نے طلوع کیا

☆ففرح الغلام من ملاطفة الامام و قبل رکابه......(R_511)

شہزادہ کو شفقت امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی، فوراً جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کے قریب آئے اور ایک لائق شاگرد کی طرح ان کی رکاب کا بوسہ لیا اور اس کے بعد مرتجز کی باگ سنبھالی، ایک جمپ کے ساتھ مرتجز کی زین میں آئے، مرتجز کو دوڑا کر ارزق شامی ملعون کے سامنے آئے

جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام نے ارزق شامی کے ساتھ جنگ کرتے وقت اپنی تلوار نیام سے نہیں نکالی، بلکہ ارزق ملعون کے بڑے بیٹے کی تلوار استعمال کرنے کا ارادہ فرمایا، جس وقت اس ملعون کی نظر اپنے بیٹے کی تلوار پر پڑی تو اس نے پوچھا کہ یہ تلوار کس کی ہے؟ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یہ تیرے بیٹے کی تلوار ہے......(R_512)

اس نے عرض کی کہ یہ تلوار اس نے خصوصاً اس جنگ کیلئے ایک ہزار دینار کے عیوض خریدی تھی، آپ نے یہ کیوں اٹھائی ہے؟ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ جو تلوار تم ہم پر استعمال کرنے کیلئے لائے ہو یہ اگر تمہاری کھوپڑیاں اڑائے تو لطف آئے گا......(R_513)

وہ ملعون غصے سے پاگل ہوگیا، آگے گھوڑا بڑھایا اور کہا کہ اے کمسن شہزادہ میں ایک بہت بڑا شہسوار اور تجربہ کار جنگجو ہوں، آج میں تمہیں جنگ نئے داؤ پیچ دکھلاؤں گا، یہ سن کر پاک شہزادے علیہ الصلوات والسلام نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا تو جنگ کے تمام فنون سے واقف ہے؟ یہ کہتا ہے کہ ہاں میں کسی بچے سے تو زیادہ فنونِ حرب سے واقف ہوں، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تو تو فن جنگ کے ابتدائی اصولوں سے بھی ناواقف ہے، کیونکہ تجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ جب شہسوار

گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں تو پہلے گھوڑے کا تنگ دیکھتے ہیں، تیرے گھوڑے کا تنگ ڈھیلا ہے اور تجھے معلوم تک نہیں ہے، اس لئے تو کسی وقت بھی گر سکتا ہے

☆فاطرق لنظر الی الحزام فشد القاسمؑ علیہ الصلوات والسلام بالحسام......(R_514)

اس ملعون نے جھک کر اپنے گھوڑے کا تنگ دیکھنے کی کوشش کی، جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کو جناب عباس علیہ الصلوات والسلام نے آواز دی کہ میرے لعلؑ اب سنبھلنے نہ دو یہ آواز سن کر تین دن کے پیاسے شہزادے نے دونوں ہاتھوں سے تلوار کو مضبوطی سے پکڑ کر آواز دی ''اللہ اکبر'' عین اسی وقت تلوار کا بھرپور وار کر کے فرماتے ہیں کہ اے عرب کا نامور جوان تجھے یہ کسی نے نہیں بتایا کہ جب میدان میں آتے ہیں تو مدمقابل کی کسی بات پر بھروسہ نہیں کرتے، آ تجھے نیا داؤ سکھلاؤں اور اس کے ساتھ ہی اس کی جھکی ہوئی کمر پر حملہ کیا ☆فقمسه نصفين...... (R_515)

وہ ملعون دو حصوں میں تقسیم ہو کر ایسے زمین پر آیا کہ جیسے کوئی چٹان گرتی ہے جناب قاسمؑ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یاد رکھ جو تجھ جیسے ملعون کو ٹھیک دو حصوں میں تقسیم کر دے اس کو قاسمؑ کہتے ہیں، جس وقت یہ گھوڑے سے گرنے لگا تو ابھی یہ زمین پر نہیں آیا تھا کہ جناب امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام نے تلوار کا دوسرا حملہ کیا

مگر اصول جنگ کے خلاف یہ حملہ کیا کیونکہ تلوار ہمیشہ تین سمتوں میں سفر کرتی ہے (1) دائیں طرف سے بائیں طرف (2) بائیں سے دائیں طرف (3) اوپر سے نیچے......مگر جناب امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام نے یہ حملہ نیچے سے اوپر کی طرف کیا

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ارزق شامی کا سر کٹ کر اوپر اچھلا جناب امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام نے اس کے سر کو زمین پر پہنچنے سے پہلے بھاگتے ہوئے گھوڑے پر اپنی گرفت میں لیا

اور اسے زمین پر دے مارا، جس کی وجہ سے میدان میں دھول اٹھی ......(R_516)
اس کا گھوڑا بے سوار اور بدحواس ہوکر میدان میں دوڑنے لگا، جناب امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام نے مرتجز کو ایڑ لگائی اور اس بھاگتے گھوڑے کا تعاقب کیا، جیسے ہی اس کا گھوڑا سرپٹ دوڑ رہا تھا شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اس کے قریب اپنا گھوڑا لے جا کر چھلانگ لگائی اور اس ملعون کے گھوڑے کی زین کو شرف بخشا، پھر اس کی باگیں سنبھال کر اس کو واپس موڑا اور مرتجز کی باگ پکڑی، اس کے فوراً بعد آپ جناب سرکار وفا مولا غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پاک مرتجز ان کے حوالے کیا، جس وقت پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام مسکراتے ہوئے ان کے قدموں پر ہاتھ لگانے کیلئے جھکے تو جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے بیٹے کو سینہ سے لگا کر تحسین فرمائی اور پیشانی پر بوسہ دیا، تاریخ گواہ ہے کہ باقی جنگ شہزادے پاک علیہ الصلوات والسلام نے ارزق شامی کے گھوڑے پر سوار ہوکر کی (R_517)
یہاں سے واپس خیام میں آئے، جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کامیاب واپس لوٹے تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر ہاتھ لگایا، سرکارؑ نے ان کی زرد پیشانی پر بوسہ دیا، جناب امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام عرض کرتے ہیں کہ (R_518)

☆ و اسبار القاسمؑ علیہ الصلوات والسلام الی الحسینؑ علیہ الصلوات والسلام و قال یا عم العطش العطش ادرکنی بشربة من الماء فصبره الحسینؑ علیہ الصلوات والسلام و آتاه خاتمه و قال صنعه فمك فمصه قال القاسمؑ علیہ الصلوات والسلام فلما وضعت فی فمه کانه عین ما فار نویت

آقاؑ شدید پیاس ہے، کیا ایک گھونٹ پانی کا مل جائے گا؟ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے صبر کی تلقین فرمائی، اس کے بعد اپنی انگشتری عطا فرمائی اور فرمایا کہ اس کو

اپنے دہن مبارک میں ڈالیں، جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کہتے ہیں جس وقت ہم نے انگوٹھی منہ میں ڈالی تو اس میں سے آب کوثر کا ایک چشمہ جاری ہوا (R_519)

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام سیراب ہو چکے تو مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ☆عسی ان تشرب من کاس ابیك شربته من الکوثر......(R_520)

یہ پانی تو ہم نے پلایا ہے، عنقریب تمہیں بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھوں سے جام کوثر عطا ہوگا

ادھر پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی کیفیت یہ تھی کہ اپنے خیمہ میں سر جھکا کر مصروف دعا تھیں

☆عروس در کنج خیمہ سر بزانوئے غم نہاد در آہ و نالہ مشغول بود کہ یک مرتبہ فریاد میکند یا عم العطش، عروس از روزنِ خیمہ نگاہ کرد و دید کہ قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام بہ چہرہِ گلگوں و صورت پر خوں از میدان کامیاب برگشتہ و آب از عمو میخواھد......(R_521)

پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا اپنے زانوؤں پر سر جھکا کر گریہ وزاری کے ساتھ مصروف دعا تھیں کہ اچانک انہوں نے اپنے پاک سرتاج کی آواز سنی "یا عمہ العطش" پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے فوراً خیمہ کے روزن سے نگاہ فرمائی تو دیکھا کہ پاک سرتاج کا چہرہ خون آلود تھا، جسم اطہر زخمی تھا، اپنے مہربان آقاؑ کی خدمت میں عرض کر رہے تھے کہ چچا جان شدید پیاس محسوس ہو رہی ہے، یہ حالت دیکھ کر خدا جانے ان کے دل پر کیا گزری ہوگی ......(R_522)

سب مومنین مل کر دعا کریں کہ اب تو ان کے غم ختم ہوں، اس چند لمحوں کی دلہن کی حقیقی خوشیوں کا موسم جلد آئے، ہمارے بارہویں آقا عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان کی خوشیاں

لے کر جلد تشریف لائیں، ان کا انتقام لیں، ان کو ابدی خوشیاں عطا فرمائیں، یہ گھر دوبارہ ایسے آباد ہو کہ پھر کسی دکھ کا سایہ بھی ان کے قریب نہ آئے



﴿آمین یارب العالمین﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف**
**وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 40

# جناب امیر قاسم

علیہ الصلوات والسلام

عزاداران گرامی!

عاشور کا دن ہے، سورج زوال پذیر ہے مگر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آگ برسا رہا ہے، شدید گرم لو چل رہی ہے، خیام فلک احتشام کے دروازہ کے قریب مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی کرسی لگی ہوئی ہے، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے رونے کی آواز آرہی ہے، کیونکہ شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام اہل حرم صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ آخری وداع کرنے میں مصروف ہیں

تھوڑی دیر بعد خیام سے باہر سے دشمناں خدا کی آواز آئی ''ھل من مبارز'' مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے دیکھا کہ پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام جلدی میں خیام سے باہر آئے، ان کے ساتھ پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن بھی تھے، قنات کے صحن میں شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کرسی پر جلوہ فگن تھے، جونہی انہوں نے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے درمیان چلتے ہوئے آخری اجازت کیلئے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر گر پڑے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے دونوں بازو یتیم بیٹے کی گردن میں ڈالے، رو کر فرمایا بیٹے کیا اپنے قدموں پر چل کر تم موت کی دلہن کی طرف جانا چاہتے ہو؟

تم یہ بتاؤ کہ تمہیں موت کیسی لگ رہی ہے؟
شہزادہ پاک علیہم الصلوات والسلام میدان سے زخمی ہوکرآ چکے تھے، اس لئے ایک طرح سے وہ موت کا ذائقہ چکھ چکے تھے اس لئے فوراً جواب دیا کہ☆
''ھو احلی من العسل'' شہد سے زیادہ میٹھی ہے......(R_523)
جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کی ترتیب کے متعلق بہت اختلاف ہے، مؤرخین کی مختلف آراء ہیں، مثلاً بعض مؤرخین نے جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت سب سے پہلے لکھی ہے، اور بعض مؤرخین نے جناب شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام سے پہلے اور باقی شہداء کے بعد لکھی ہے
بعض مؤرخین نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہُ الشریف سے جو زیارات منقول ہیں اور ان زیارات میں جو ترتیب ہے انہیں کو شہادت کی ترتیب قرار دیا ہے وہ ترتیب یہ ہے
(1) جناب عبداللہ بن امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام
(2) جناب جعفر بن امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام
(3) جناب عبیداللہ (عثمان) بن امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام
(4) جناب محمد بن امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام
(5) جناب احمد بن امام حسن علیہ الصلوات والسلام
(6) جناب عبداللہ اصغر (ابوبکر) بن امام حسن علیہ الصلوات والسلام
(7) جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام بن امام حسن علیہ الصلوات والسلام
میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ ترتیب دراصل ترتیب مراتب ہے، جس حساب سے شہداء پر سلام وارد فرمائے گئے، یعنی پہلے چچاؤں کو سلام فرمایا، ان کے بعد بھتیجوں

کوسلام فرمایا، اس لئے یہ ترتیب بلحاظ شہادت نہیں ہے،شہدا کی شہادت کی حقیقی ترتیب مالک ذات خود جانتی ہے

آمدم برسر مطلب

تاریخ بتاتی ہے کہ پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام دومرتبہ خیام سے روانہ ہوئے، پہلی مرتبہ اجازت لے کر جنگ کی اور کافی دشمنانِ خدا کو فی النار کیا، اسی جنگ کے دوران ارزق شامی ملعون اوراس کے ملاعین بیٹوں کو بھی فی النار کیا، اس کے بعد خیام میں تشریف لائے اور سب پردہ داروں سے آخری وداع فرما کر دوسری مرتبہ میدان کی طرف روانہ ہوئے، لیکن اس مرتبہ خود واپس نہ آسکے بلکہ پاک چچا علیہ الصلوات والسلام اپنے کمسن بیٹے علیہ الصلوات والسلام کے جسم اطہر کے چند اعضاء اٹھا کر خیام میں لے آئے

میں عرض کر رہا تھا کہ جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام ارزق شامی کو نارِ جہنم تک پہنچا کر واپس آئے تو انہوں نے آکر عرض کی چچا شدید پیاس ہے، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ان کے دہن مبارک میں اپنی انگوٹھی دی، جس سے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام سیراب ہوئے ...... (R_524)

میں بار بار عرض کر رہا ہوں کہ شہزادگان کی طرف سے اظہارِ عطش کی حقیقت یہ ہے کہ انہیں پانی کی پیاس نہیں تھی بلکہ اپنی حقیقت ازلیہ وابدیہ کے وصال واتصال کی پیاس تھی، جس کا اظہار ہر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے کیا ہے

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام سیراب ہو چکے تو انہوں نے دوبارہ میدان

میں جانے کی اجازت طلب فرمائی ،مگر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ
☆ادرك امك بنظرة ولقاء فانها كالمحتضرة فی فراقك......(R_525)
ایک مرتبہ پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے خیمہ سے ہوتے جاؤ کیونکہ ان کی جو حالت ہم نے دیکھی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کی جدائی ان کیلئے قیامت سے کم نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ جاں بہ لب ہیں
شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام خیام میں آئے ، دیکھا کہ پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا زمین پر تشریف فرما ہیں اور آہستہ آہستہ آواز آرہی ہے
☆این انت یا قرة عینی این انت یا ثمرة فوادی...... (R_526)
کہ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو کہاں چلا گیا ہے؟ اے میرے جگر کا ثمر مجھے آ کر ملو، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے بڑھ کر والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کو سلام کیا ، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا فوراً اٹھیں اور بڑھ کر شہزادے کو گلے لگایا
تاریخ کہتی ہے کہ اس وقت پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کے بدن اطہر پر کافی زخم آچکے تھے ، زرہ کی کڑیوں سے خون رس رہا تھا ،ضعیف والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے نورِ چشم کا خون دیکھ کر جلدی سے اپنے سر اطہر کی ردا اتاری اور اس کے ساتھ خون صاف کرتے رہے اور آنکھوں سے آنسو بھی بہتے رہے ......(R_527)
ان زخموں کا اندازہ وہ ماں کرسکتی ہے کہ جس نے بیوگی کے کٹھن مراحل سے گزر کر اپنے لختِ جگر کو پال پوس کر جوان کیا ہو، اس کو سہرے پہنائے ہوں اور عین خوشی کے لمحات میں بیٹا خون کا غسل کر کے سامنے آئے
معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے لختِ جگر علیہ الصلوات والسلام کو پیار کیا ، اس کے بعد فرمایا کہ

ایک مرتبہ اپنی دلہن کے خیمہ میں بھی چلے جاؤ، ان کے دل کو دلاسہ آجائے گا
شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے خیمہ میں آئے، جونہی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے سرتاج کو اپنے سامنے موجود پایا تو حیران ہوئیں، فوراً پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا☆ھا انا جئتك ہم آپ سے ملنے آئے ہیں
اس وقت پاک دلہن علیہ الصلوات والسلام کی زبان سے بے ساختہ یہ فقرہ نکلا
☆الحمد لله الذی ارانی وجهك قبل الشهادة......(R_528)
لاکھ حمد ہے اس خلاقِ عالم کی کہ جس نے شہادت سے قبل مجھے سرتاج کی زیارت نصیب کی ہے، یہ وداع بھی کتنا عجیب ہے، اس فقرہ کو ادا کرنے کے بعد پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا اور دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام دونوں خاموش ہو گئے، اس وقت محسوس یہ ہوتا تھا کہ دونوں ایک دوسرے سے بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں مگر شدتِ جذبات نے زبانوں کو خاموش کر دیا
میں اکثر یہ گذارش کرتا ہوں کہ انسانی کیفیات کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں میں فقط اتنی وضاحت کرسکتا ہوں کہ نازک دلوں میں ارمانوں کے سمندر موجزن ہیں لیکن زبان یاوری نہیں کرتی، آنکھوں سے رواں اشک دل کی ترجمانی میں مصروف ہیں، پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا سے آنکھوں کا سیلاب روکے نہیں رک سکتا ہے، مہندی لگے ہاتھوں سے کف افسوس مل رہی ہیں، سوچتی ہیں کہ میری خوشیوں کو دکھوں کی بدنظر کھا گئی ہے، اب میں اپنی قسمت کا شکوہ کس سے کروں؟ میرا چند لمحوں کا سہاگ ہمیشہ کیلئے مجھ سے جدا ہو رہا ہے
یہ آخری وداع بھی کتنا عجیب تھا، پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کا ہاتھ پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام

کے ہاتھوں میں تھا، دونوں خاموش تھے، سب باتیں آنسوؤں کی زبان میں ہو رہی تھیں، اس خاموشی میں تھوڑی سی دیر ہوئی، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے دیکھا

☆ینظر ابنة عمه و هو یبکی......(R_529)

کہ پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، ابھی انہوں نے کلام نہیں فرمایا تھا کہ

☆ان سمع الا عداء یقولون هل من مبارز ورمی بید زوجته واراد القاسم علیه الصلوات والسلام ان یخرج من الخیمة......(R_530)

اچانک خیام کے دروازہ سے دشمنوں کی آواز آئی کہ اے شہنشاہ کربلا علیک الصلوات والسلام اگر آپ کا کوئی جوان باقی ہے تو بھیجیں، جس وقت پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے یہ آواز سنی تو انہوں نے فوراً ہاتھ چھوڑ کر باہر جانے کا ارادہ کیا، پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے دولہا علیہ الصلوات والسلام کا دامن پکڑ لیا......(R_531)

☆فجذبت زیله ومانعته عن الخروج قالت یا ابن عم این ترید......(R_532)

اور عرض کی کہ اے میرے سرتاج آپ کہاں جا رہے ہیں؟ پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ نصرت امام زمانہ وہ فرض ہے کہ جس کی راہ میں کوئی رکاوٹ مناسب ہی نہیں ہے، اس لئے مناسب یہی ہے کہ مجھے اپنی طرف سے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کا صدقہ بنا کر بھیج دیں

ایک طرف دلہن پاک صلواۃ اللہ علیہا یہ چاہتی تھیں کہ یہ ہمیں آنے والے وقت سے متعلق دستورالعمل دیں، کیونکہ شریعت کا حکم ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے والد کی لاش پر بھی نہیں جا سکتی، اس کی منشا کے خلاف گھر سے قدم بھی

باہر نہیں رکھ سکتی، اور اگر شوہر کی رضا کے بغیر گھر سے باہر قدم رکھے تو یہ بھی جواز طلاق قرار پا سکتا ہے، کیونکہ کائنات کو شریعت عطا فرمانے والے گھر کے تمام افراد کسی بھی مقام پر اپنے اصولوں سے غفلت نہیں کر سکتے، اس لئے دلہن پاک صلواۃ اللہ علیہا یہ چاہتی تھیں کہ ہم انہیں اتنا وقت روک لیں کہ یہ ہمیں اتنا تو بتاتے چلیں کہ اب ان کے بعد ہم نے کیا کرنا ہے؟ کس کے در پر زندگی گزارنا ہے، کربلا رہنا ہے یا شام جانا ہے؟

مگر ظالمین کی آواز نے پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کو باہر آنے پر مجبور کر دیا انہوں نے جلدی سے دلہن پاک صلواۃ اللہ علیہا کا ہاتھ چھوڑا اور خیمہ سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے ان کی آستین سے پکڑ کر عرض کی کہ آپ ہمیں کچھ بتلائے بغیر کہاں جانا چاہتے ہیں

☆فقال لها القاسم خلی ذیلی فان عرسنا اخرناه الی آلاخرة......(R_533)

پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا میرا دامن چھوڑ دیں اب شادی کی خوشیاں اس دن ہوں گی کہ جب پاک حسنؑ کا لعل عجل اللہ فرجہٗ الشریف آئے گا، سب احباب آئیں گے

فصاحت و ناحت وانت و بکت من قلب حزین ودموعها جاریة علی خدیها (R_534)

دلہن پاک صلواۃ اللہ علیہا نے گریہ فرمانا شروع کیا اور ان کی آنکھوں سے اشک رواں ہوئے، رو کر عرض کرتی ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہماری خوشیاں آخری زمانہ میں اس وقت ہوں گی کہ جب اس گھر کے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف تشریف لائیں گے مگر آپ جانے سے پہلے یہ تو بتاتے چلیں کہ یہ آنے والے دن ہم نے کیسے گزارنا ہیں؟ جس وقت پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے یہ سوال کیا تو پاک شہزادہ صلواۃ اللہ علیہا نے

آہستہ آہستہ تسلی آمیز لہجے میں پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو وصیت فرمائی کہ ہماری ضعیف والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے ساتھ اپنی بیوگی کا وقت صبر اور حوصلے کے ساتھ گزارنا، قدم قدم پر ان کا خیال رکھنا اور ان کو تسلی دیتے رہنا، جتنے مشکل حالات پیش آئیں حوصلہ نہیں ہارنا اور ہماری پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کا سہارا بن کر رہنا

وداع مکمل ہوا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام باہر روانہ ہونے لگے تو انہوں نے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر آخری سلام کیا، اور فرمایا کہ اب ہماری ملاقات قیامت کو ہوگی، خدا حافظ ...... پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی آہ نکلی، بہت ہی دکھ بھرے انداز میں پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے بین کیا، عرض کرتی ہیں کہ پاک سرتاج جب ہم واپس وطن لوٹ کر جائیں گے تو تمام رشتہ دار ہم سے پوچھیں گے کہ تمہاری شادی ہوئی تھی، سگن بھی تو ہوئے تھے، کیا تمہارے پاس کوئی سہاگ کی نشانی بھی ہے یا نہیں؟

اس وقت ہم کیا جواب دیں گے؟ ہم انہیں اپنے سہاگ کی کیا نشانی دکھلائیں گے؟ اگر مناسب سمجھیں تو ہمیں اپنے سہاگ کی کوئی نشانی عطا فرمائیں جو ہم کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کو دکھلاسکیں

☆فقطع القاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کم و اعطاہ بھا وقال یا بنۃ العم اعرفنی بھذہ الردن المقطوعۃ بھذا یو م القیامۃ......(R_535)

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی یہ بات سنی تو فوراً اپنی آستین چاک کی، آستین کا وہ ٹکرا پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو دے کر فرمایا کہ اپنے سہاگ کی یہی نشانی محفوظ رکھنا

پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کی کہ شام غریباں چاہے میرا تمام جہیز شامی ملاعین

لے جائیں مگر دعا کریں کہ یہی آستین کا ٹکڑا خدا محفوظ رکھے، کیونکہ میرے سہاگ کی یہی ایک نشانی ہے، جب میری دنیا سے رحلت ہوگی تو آخری وقت میں وصیت کروں گی کہ کفن میں یہی آستین کا ٹکڑا رکھ دینا تا کہ میرے سہاگ کی یہ نشانی ہمیشہ محفوظ رہے

سب مومنین ان بہتے ہوئے آنسوؤں سے مل کر دعا کریں اور خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کریں کہ اے رب العزت اب اس پاک دولہا کی سب خوشیاں انہیں دوبارہ لوٹا دے، اس کی پاک جبین مبین کے سہروں کے پھولوں کا تازگی عطا کرتا کہ یہ پھر اسی جبین کی زینت بن سکیں، آج تک پاک دولہا کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا اس امید اور آس میں ہیں کہ میرا بیٹا دوبارہ دولہا بنے، اس لئے ان کا حق بنتا ہے کہ ان کی پاک بہو کا سہاگ مسرت کی چھاؤں میں انہیں ہمیشہ نصیب ہو



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 41

# ﴿شہادت امیر قاسمؑ﴾

علیہ الصلوات والسلام



عزاداران گرامی!

روزِ عاشور ہے، قیامت کا دن اپنے ہر لمحہ میں ایک نیا درد ومصائب دکھانے میں مصروف ہے، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیام میں بالکل جنوبی طرف ایک علیحدہ خیمہ ہے، اس میں سے اپنی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے ساتھ وداع کر کے شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام باہر نکل رہے ہیں، سامنے میدان میں دشمن کی طرف سے ''ھل من مبارز'' کی آوازیں آرہی ہیں، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام جلدی سے خیام سے باہر آئے، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر جھک کر بوسہ دیا اور گھوڑے پر سوار ہوئے، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے ایک الوداعی نگاہ پاک خیام کی طرف کی اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر میدان میں آئے، لشکر شام کے سامنے رجز پڑھی (R_536)

انی انا القاسمؑ من نسل علیؑ

و نحن بیت اللہ اولٰی بالنبی

جن شامیوں نے تھوڑی دیر پہلے ارزق جیسے ملعون کا برا حشر دیکھا تھا ان میں سے کون سامنے آنے کی جرأت کر سکتا تھا، ان کی شجاعت کے بارے میں دشمنان

اسلام کی فوج میں بھی یہ غوغا تھا کہ یہ کمسن شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نہیں ہیں بلکہ دشمنوں کے مقابلہ میں یہ اسداللہ ہیں ......حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ

☆قال حمید ابن المسلم کنت فی عسکر ابن سعد خرج علینا الغلام و وجهه شقة القمرو فی یده سیف و علیه قمیص و آزار ونعلان وقد انقطع شسع احدهما ما انسی انه کان الیسری......(R_537)

میں ابن سعد ملعون کے لشکر میں موجود تھا، میں نے دیکھا کہ یہ شہزادہ خیام سے برآمد ہوا، اس کا چہرہ چاند کی مانند تابدار تھا، خوبصورت ہاتھ میں تلوار چمک رہی تھی، ان کے جسم اطہر پر شلوار قمیص تھی، ان کے قدموں میں عرشی قالینوں پر چلنے والی نعلین تھی، جس کا بائیں قدم کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا، معلوم نہیں کون سے ظالم کی جسارت سے یہ تسمہ ٹوٹا تھا......(R_538)

یہ تسمہ ارزق شامی ملعون کے بیٹے کی تلوار کی نوک سے زخمی ہوا تھا، جس ضرب نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا بائیاں بازو زخمی کیا تھا

شہزادے علیہ الصلوات والسلام نے کافی دیر انتظار کیا کہ کوئی میدان میں آئے گا مگر کوئی نہ آیا، ابن سعد ملعون کے لشکر میں سرگوشیاں شروع ہوگئیں کہ کون جائے، کیسے جائے اور کیوں جائے؟

ادھر پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام نے پہلے اتمام حجت کیا، اس کے بعد پھر آواز دی ''ھل من مبارز '' کوئی مرد ہے جو سامنے آئے؟ یہ آواز سن کر لوگوں نے ابن سعد ملعون سے کہا کہ کسی کو بھیج خاموش کیوں ہے؟ وہ کہتا ہے

☆یاقوم اتعلمون من هذا الصبی؟قالوا لا قال هذا القاسم ابن الحسن ابن علی

علیہم السلام و لـه شـجـاعـت مـن آبـائـه تبارزوه واحدا واحدا بل احملوا عليه جميعا دفعتاً واحدة......(R_539)

مجھے تو کہہ رہے ہو یہ بھی جانتے ہو کہ یہ شہزادہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہمیں معلوم نہیں اس نے کہا کہ یہ پاک حسن علیہ الصلوات والسلام کا نورِنظر ہے، شجاعت کو انہوں نے شیر مادر کی طرح پی رکھا ہے، تمہاری جرأت نہیں کہ اس کے ساتھ اکیلے جنگ کرسکو، یہ جنگ فردا میں کسی سے بھی مات نہیں کھائے گا، اگر اس کے ساتھ لڑنا ہے تو سب مل کر ایکدم حملہ کرو، فوج تو پہلے سے ڈری ہوئی تھی اس لئے کوئی بھی سامنے آنے کی جرأت نہیں کر رہا تھا، اس لئے کہ انہیں یقین تھا کہ جو سامنے جائے گا تو اس کی ماں ضرور اس کی لاش پر بال کھولے گی

اس ملعون نے کہا تم سب دور سے پتھروں کی بارش کردو

صاحب ریاض القدس لکھتے ہیں کہ کربلا میں چار شخصیات ایسی تھیں کہ جن کے ساتھ لشکر شام کے سب جوان جنگ کرنے سے عاجز رہے اور منہ موڑ گئے اور ان پر پتھر برسائے گئے، کیونکہ کوئی ان کے ساتھ لڑنے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا

پہلا جوان عابس بن شبیب شاکری سلام اللہ علیہ تھا، اور دوسرے جناب حر بن یزید ریاحی سلام اللہ علیہ اور تیسرے مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام ان کے ساتھ بھی کسی نے اکیلے لڑنے کی ہمت نہیں کی تھی اور چوتھی ہستی شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام تھے کہ جن کے ساتھ اکیلے لڑنے کو کوئی تیار نہ تھا......(R_540)

دنیا کا دستور ہے کہ دولہا پر جواہرات نچھاور کئے جاتے ہیں، شاید اسی رسم کو نبھانے کیلئے امت ملعون نے پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام پر جواہرات نچھاور کئے

ادھر جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کو جوش آیا

☆ثم ضرب القاسم علیہ الصلوات والسلام فرسہ بسوط......(R_541)

جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام نے گھوڑے کو تازیانہ لگایا، اور دشمن کی گھڑ سوار فوج پر حملہ آور ہوئے، ساٹھ ہزار ملاعین کو عبور کرنا شروع کیا

☆ثم جعل ھمتہ علی حامل اللواء و اراد قتلہ...... (R_542)

دشمن کی پانچ صفوں کو عبور کرتے ہوئے لشکر شام کے علمبردار پر حملہ کر کے اس ملعون کو جہنم پہنچانے کا ارادہ فرمایا، ادھر دشمن نے اپنی صفیں دوبارہ درست کیں اور شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو ہر طرف سے گھیر لیا گیا

حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کے چاروں طرف فوج شام نے گھیرا ڈالا، اس وقت میرے ساتھ میری قوم کا ایک ملعون کھڑا تھا جو ازدی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا (اس کا نام عمر ابن سعد ازدی ملعون لعنت اللہ علیہ تھا) اس نے میری طرف دیکھ کر کہا کہ اب یہ شہزادہ گھر چکا ہے، اب میں موقعہ پا کر انہیں زین سے اتار سکتا ہوں، حمید کہتا ہے کہ میں نے اس ملعون سے کہا کہ اے ملعون ازل تو نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کون سا بدلہ لینا ہے کہ تو اس معصوم کو خون سے غسل دینے کی بات کر رہا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم میں انہیں زین سے ضرور (لازماً) اتاروں گا، یہ ملعون ایک طرف کمین گاہ میں چھپ گیا

(R_543)

ایک طرف جنگ شروع تھی، دوسری طرف عمر ابن سعد ازدی ملعون گھات میں بیٹھا تھا، اچانک شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کا گھوڑا اس کے قریب سے گزرا

☆فشد علیه فماولی حتی ضرب راسه بسیف ووقع الغلام بو جهه......(R_544)

اس ملعون نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام پر چھپ کر حملہ کیا، از راہِ کنایہ میں یہی کچھ کہہ سکتا ہوں کہ ایک رات کے دولہا کو اس ملعون نے سہرہ پیش کیا، جس وقت سہرہ پیشانی پر سجا تو دولہا سے زین چھوٹ گئی، آہستہ سے آواز دی

☆یا عماہ ادرکنی......(R_545)

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام زین سے زمین پر آئے تو کتب مقتل میں یہی لکھا ہے کہ شامیوں نے پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کو اسی اثناء میں 35 پھول پیش کئے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام جس وقت زین فرس سے زمین پر آئے تو انہوں نے فوراً اٹھنے کی کوشش کی، اس وقت شیبہ بن سعد شامی ملعون گھوڑا دوڑا کر قریب آیا اور اٹھتے ہوئے شہزادے علیہ الصلوات والسلام کو مناسب موقعہ سمجھ کر ایک نیا سہرہ پیش کیا جس کے ساتھ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو اتنا سکون ملا کہ فرش زمین کو آغوش مادر سمجھ کر سو گئے ......(R_546)

جناب فضہ سلام اللہ علیہا جو خیمہ کے دروازہ پر موجود تھیں، انہوں نے سب سے پہلے شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی اطلاع دی کہ وہ زین سے اتر چکے ہیں
جلدی سے تمام مستوراتِ آل محمد علیہم الصلوات والسلام خیام کے در پر آ گئیں، قنات کے اندر ہر پاک مستور خیر کی خبر سننے کی منتظر تھی، پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے پاک دائی جناب فضہ سلام اللہ علیہا کو یاد فرمایا اور پوچھا کوئی خیر کی خبر ہے؟
انہوں نے عرض کی کہ مجھے یہی کچھ معلوم ہے کہ میدان میں سے آوازیں آ رہی ہیں کہ آپ کا لختِ جگر زین فرس سے عرشِ زمین پر تشریف لا چکے ہیں

جس وقت شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام گھوڑے سے اترے تو انہوں نے آواز دی یا عماہ ادرکنی تاریخ کہتی ہے کہ

☆فجاء الحسين عليه الصلوات والسلام كالصقر المنقض فاتخلل الصفوف و شد شدة الليث الاغضب فضرب عمر قاتله......(R_547)

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام اس انداز میں دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کی طرف آئے جیسے خطرے کے وقت شہباز پرواز کر کے اپنے بچوں کے سر پر آتا ہے، جس وقت مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام انتہائی غضبناک شیر کی طرح فوج پر حملہ آور ہوئے تو ایک دم فوج منتشر ہوئی، راستہ صاف ہوا، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی تو سامنے عمر ابن سعد ازدی ملعون کو دیکھا جو اس وقت شہزادے پر ظلم کرنے میں مصروف تھا، میں ایسے کہوں گا کہ وہ ملعون مناسب موقعہ سمجھ کر از راہ ترحم پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کا سر اطہر گود میں لینے کی کوشش کر رہا تھا

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے آواز دی او ملعون ازل سنبھل جا میں آ گیا ہوں، جس وقت مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی آواز سنی تو یہ ملعون اٹھ کر بھاگنے لگا، ادھر ذوالفقار چمکی جس سے اس ملعون کا شانہ جدا ہو کر زمین پر آیا......(R_548)

عمر ابن سعد ازدی ملعون نے فوج کو مدد کیلئے بلایا کہ مجھے بچاؤ مگر فوج کے آنے سے پہلے اس ملعون کی کھوپڑی دو حصوں میں بٹ کر زمین پر آ چکی تھی، ابن فضیل نامی ایک شامی ملعون اس وقت ابن سعد ازدی ملعون کے ساتھ تھا، اس نے ازدی ملعون کا انجام دیکھ کر بھاگنے کی ناکام کوشش کی تو مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ایک ضرب اِلٰہی سے اس کا بھی سر جدا کر دیا، اس کے بعد شیبہ بن سعد شامی کو

فی النار کیا کہ جس نے شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو زمین سے اٹھنے نہیں دیا تھا
(R_549)

ادھر لشکر شام نے ان ملاعین کو بچانے کیلئے حملہ کیا، ادھر جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے گھوڑا دوڑایا، امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے دونوں ببر شیروں نے جس وقت مل کر ''اللہ اکبر'' کی آواز دی، میدان کربلا میں زلزلہ آیا، شامی ملاعین ایسے بھاگے جیسے گدھوں کے ریوڑ پر شیر حملہ کردے اور وہ بدحواس ہوکر بھاگیں میدان میں دھول کے بادل چھاگئے، اس افراتفری اور گرد وغبار میں پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کا سہاگ لٹ گیا، یعنی گھوڑوں کی بھاگ دوڑ میں موتیا کے پھول سے زیادہ نازک جسم اطہر برگ وبرگ ہوکر میدان میں بکھر گیا......(R_550)

میدان میں گرد وغبار کے بادل چھائے ہوئے تھے، اس دوران دونوں ملاعین یعنی ابن فضیل اور عمر ابن سعد ازدی کی لاشیں بھی پامال ہوگئیں مگر کسی کو علم نہیں تھا کہ پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کہاں ہیں......(R_551)

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام گویا زبانِ حال سے فرمارہے تھے کہ ابھی کچھ دیر پہلے تو ہم نے دیکھا تھا کہ ہمارا دولہا بیٹا یہاں موجود تھا لیکن اب ہمیں نظر نہیں آرہا ہے، کوئی ہے جو اس جگہ تک ہماری راہنمائی کرے کہ جہاں ہمارا لختِ جگر سویا ہوا ہے

☆انجلت الغبرة فاذا اتی الحسینؑ علیہ الصلوات والسلام قائم علی راس الغلام و هو یفحص برجلیه......(R_552)

جس وقت فوجِ شام سے میدان خالی ہوگیا، گرد وغبار کے بادل بیٹھ گئے تو تب مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی، سامنے خاکِ شفا کی سیج پر پاک دلہن صلواۃ اللہ

علیہا کا سہاگ آرام فرما نظر آیا، مگر حالت یہ تھی کہ گرم زمین پر پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام بار بار کروٹیں بدل رہا تھا

☆فقال الحسین علیہ الصلوات والسلام یعزواللہ علی عمك ان تدعوہ فلا یجیبك اویجیبك فلایعینك او یعینك فلا یغنی عنك......(R_553)

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے لعل کے قریب تشریف لائے تو پاک شہزادہ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے اپنی عزت کی قسم اس بات کا مجھے بہت دکھ ہے کہ آپ ہمیں بلاتے رہے مگر ہم نہیں آسکے، اور جس وقت ہم پہنچے تو آپ کی مدد نہ کر سکے، اور اگر ہم نے مدد کی ہے تو وہ بھی اتنی ناکافی تھی کہ تمہیں بچا تو نہیں سکے

پامالی کے بارے میں مؤرخین کی کئی آراء ہیں، کچھ کہتے ہیں کہ صرف ابن فضیل ملعون کی لاش پامال ہوئی، کچھ کہتے ہیں کہ عمر ابن سعد ازدی ملعون کی لاش پامال ہوئی، کچھ کہتے ہیں کہ صرف شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش پامال ہوئی تھی

اگر ہم اس صورتِ حال کا جائزہ لیں کہ جس میں پامالی ہوئی تو پھر ان صاحبان مقتل کی رائے پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ جس وقت مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے حملہ کیا اور ظالمین نے اپنے بچاؤ کیلئے فوج کو مدد کیلئے بلایا تو اس وقت ابن سعد ملعون نے حکم دیا کہ تمام فوج ایکدم حملہ کرے، اس ہنگامہ خیزی میں جو گرد و غبار اٹھا اس میں کسی کو معلوم ہی نہیں تھا کہ کون کس کے گھوڑے کے پیروں کے نیچے آرہا ہے، اس لئے تینوں قاتل اور پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام یہ سبھی پامال ہو گئے، موقع ومحلِ وقوع اور حالات کے مطابق یہ رائے زیادہ درست معلوم ہوتی ہے، حقیقت سے خود پاک ذات واقف ہے......(R_554)

شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کی کیفیت کے بارے میں بھی کئی آراہیں

(1) جس وقت کریم کربلا مولا امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام شہزادے کو میدان سے خیام میں اٹھا لائے تو اس وقت تک ان میں رمق جاں باقی تھی اور انہوں نے خیام میں کلام بھی فرمایا، اس کے بعد داعیءِ اجل کو لبیک کہا

(2) جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کے سر پر پہنچے تو اس وقت انہوں نے آنکھیں کھولیں ، کلام فرمانے کا ارادہ کیا ، مگر کچھ کہہ نہ سکے اور رحلت فرما گئے

(3) جس وقت مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام ان کے نزدیک پہنچے تو وہ ایڑیاں رگڑ رہے تھے اور فوراً جاں بحق ہو گئے

(4) امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے پہنچنے سے پہلے یہ جہاں چھوڑ چکے تھے ، مگر لاش اطہر کی حالت صحیح وسالم تھی

(5) لاش مکمل طور پر کچلی جا چکی تھی مگر اعضاء یکجا تھے یعنی جدا جدا نہیں ہوئے تھے

(6) پاک لاش میدان میں ایسے بکھری ہوئی تھی جیسے کوئی پھول برگ برگ ہو جاتا ہے

ان چھ آراء میں سے پانچویں رائے درست ہے کیونکہ جس کی لاش پر گھوڑے دوڑ چکے ہوں اس کا زندہ رہنا ناممکن ہے ، مگر اعضا کا جدا ہو جانا بھی بعید از عقل ہے ، دل کے جذبات واحساسات تو یہی کہتے ہیں کہ خدا کرے یہ پامالی والی روایت غلط ہو اور پاک والدہ علیہ الصلوات والسلام کو اپنے لعلؑ کی یہ حالت نہ دیکھنا پڑی ہو مگر کتب مقاتل سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ پانچویں رائے درست ہے

آمدم برسر موضوع!

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کے قریب تشریف لائے تو دیکھا کہ دولہا علیہ الصلوات والسلام کی لاش میدان میں اس حالت میں پڑی ہوئی تھی کہ وہ تبرکات جو پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام خیام سے چلتے وقت زیب بدن کر کے روانہ ہوئے تھے بکھرے ہوئے تھے، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو کہیں بھائی کی عبا کے ٹکڑے بکھرے ہوئے نظر آئے، کہیں مقنع نظر آیا، کہیں تلوار، کہیں ڈھال اور کہیں دستار مبارک تھی، گویا ایک سہرے کے پھول تھے کہ جو میدان میں بکھرے ہوئے تھے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جنت البقیع کی طرف رخ کر کے فرماتے ہیں بھائی حسنؑ علیہ الصلوات والسلام آج کربلا میں آکر دیکھو کہ آپ کا نازوں کا پالا لخت جگر کس حال میں ہے، ذرا ہماری مدد کرو کہ ہم اس کو خیام میں لے جانا چاہتے ہیں

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے زمین پر چادر بچھائی تا کہ شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو آرام سے خیام میں پہنچایا جا سکے، پھر شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش کو اٹھا کر چادر میں سلایا، اوپر سے چادر کو کفن کی طرح لپیٹ دیا، دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کے تبرکات کو بھی چادر میں ڈالا اور اس کے بعد لاش اطہر کو اٹھایا

☆ثم احتمله فكاني انظر الى رجلي الغلام و هما يخطان الارض وقد وضع صدره على صدره فقلت في نفسي مايصنع به ......(R_555)

راوی بیان کرتا ہے کہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر اٹھائی، مگر اٹھانے کا انداز عجیب تھا کہ اس جناب نے سوئے ہوئے لعل کے سینہ سے اپنا سینہ ملایا، اس کے بعد شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کی کمر میں باہیں ڈالیں، پھر

آہستہ آہستہ اٹھنا شروع کیا، اپنی کمر سیدھی فرمائی، اس کے بعد ایک قدم اٹھایا، پھر دوسرا قدم اٹھایا، پھر آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا، میں نے دیکھا تو کربلا کی نرم زمین پر پاک شہزادے علیہ الصلوات والسلام کے قدموں کے نشانات ثبت ہورہے تھے

یہاں پر ایک بات کی وضاحت کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ جس وقت کسی شہید کی لاش اطہر کو میدانِ جنگ سے خیام تک یا گنجِ شہداء تک لے آنے کا ذکر ہوتا ہے تو یہی بیان کیا جاتا ہے کہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اکیلے اور بڑی مشکل سے لاش ہائے اطہار اٹھائی تھیں اور یہ بات عین حقیقت بھی ہے

یہاں پر ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام لاش ہائے اطہر کو اکیلے کیوں اٹھاتے تھے؟ حالانکہ باقی ذواتِ مقدسہ بھی وہاں موجود تھیں اور ساتھ بھی تھے، سوائے آخری شہداء کے، وہ امداد کیوں نہیں کرتے تھے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ لاش ہائے اطہر کو اٹھا کر لانے کا تصور جو ہمارے ذہن میں موجود ہے وہ خلافِ واقعہ ہے کہ سرکارؑ علیہ الصلوات والسلام میدان میں جاکر آرام وسکون سے اپنے شہید کی لاش اٹھا کر فوراً واپس تشریف لے آتے تھے

حقیقت یہ ہے کہ شامی اور کوفی ملاعین ہر لاش اطہر کے حصول میں حائل ہوتے تھے اور بہ آسانی لاش نہیں اٹھانے دیتے تھے، بلکہ اکثر مواقع پر تو صاحبانِ مقتل نے لکھا ہے کہ بھرپور مزاحمت کی وجہ سے سرکار مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب مولا غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ مل کر باقاعدہ جنگ کرکے اپنے شہید کی لاش حاصل کی، یہی وجہ تھی کہ اکثر لاشیں شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اکیلے اٹھائی تھیں اور باقی جو ذوات مقدس ان مواقع پر موجود ہوتے تھے وہ سرکار امام زمانہ علیہ

الصلوات والسلام کے چاروں طرف گھوڑوں پر سوار ہوکر ان کا تحفظ فرماتے تھے، اور افواجِ ملعون کی مزاحمت کے سامنے دفاع کرتے ہوئے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے چاروں اطراف حفاظتی دیوار بنا کر ساتھ ساتھ چلتے تھے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام جس وقت پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کو اٹھا کر روانہ ہوئے تو دو قدم چلتے، پھر رک جاتے، پھر چلتے، پھر کچھ توقف فرماتے تھے، ایسے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے خیام میں جانے کا ارادہ فرماتے ہیں، پھر کچھ سوچ کر رک جاتے ہیں دراصل وہ دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کو مخاطب ہوکر فرما رہے تھے کہ بیٹا! مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ میں آپ کو اس حالت میں خیام میں لے جاؤں یا نہیں، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید آپ کی ضعیف والدہ صلواۃ اللہ علیہا آپ کی یہ حالت دیکھ کر برداشت نہ کرسکیں ☆فجاء حتی القاه بین القتلی من اهل بیته...... (R_556)

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کو خیام میں نہیں لائے بلکہ میدان سے گنج شہداء میں تشریف لائے کہ جہاں جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کی لاش ہائے اطہار ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں، یہیں پر دولہا علیہ الصلوات والسلام کو سلا دیا اس کے بعد ایک مرتبہ لاشوں کی طرف دیکھا، پھر آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں میرا خالق تو گواہ رہنا کہ ان مظلومین کو ظالمین نے خود دھوکے سے بلوایا تھا اور ان کی جوانیوں کو انہوں نے خود لوٹا ہے، اس کے بعد ظالمین پر لعنت بھیج کر خیام میں تشریف لائے

دروازہ پر پاک مستورات آل محمد علیہم الصلوات والسلام انتظار میں تھیں کہ دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کی لاش آئے گی مگر مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام خالی ہاتھ سر جھکا کر خیام میں داخل

ہوئے ، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے کوئی کلام نہیں فرمایا ، ادھر کسی نے یہ پوچھنے کی جرأت نہیں کی کہ پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کی لاش کہاں ہے ، جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ نے صلواۃ اللہ علیہا کچھ دیر تو انتظار کیا مگر ماں کا دل تھا زیادہ دیر برداشت نہ کر سکے ، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے نزدیک آ کر عرض کرتی ہیں کہ آقا اب تک تو بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے ہر شہید کی لاش خیمہ میں آپ خود لاتے رہے ہیں ، کیا میرے قاسم علیہ الصلوات والسلام بیٹے نے آپ کی ذات اقدس سے وفا نہیں کی ہے؟ کہ آپ اس کی لاش نہیں لائے ہیں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں ، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے کسی سوال کا جواب عطا نہیں فرمایا بلکہ رونا شروع کر دیا ، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا یہ احساس کچھ اور پختہ ہونے لگا کہ شاید میرے لعلؑ نے اپنے آقاؑ سے وفا نہیں کی ، سر جھکا کر عرض کی کہ آقا ! میرا جگر پھٹنے کو ہے خدارا مجھے حقیقت سے آگاہ فرمانویں

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بیوہ بھاوج کا سفید سر اطہر سینہ سے لگایا اور رو کر فرمایا کہ جس طرح آپ کے یتیم لعلؑ نے وفاداری کا ثبوت دیا ہے ایسے کسی نے نہیں دیا مگر اس کی لاش اس حالت میں تھی کہ جسے خیام میں لانا مناسب نہیں تھا کہ شاید آپ سب برداشت نہ کر سکیں کیونکہ وہ آپ کے دیکھنے کے قابل ہی نہیں تھی

سب مومنین مل کر دعا کریں کہ خدا کرے اب تو اس بیوہ ماں کو بیٹے کی خوشیاں نصیب ہوں ، اب تو ان کا منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلدی آئے ، سب مل کر شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو پرسہ دیں اور عرض کریں کہ آقا جس بیوہ ماں نے اپنے دولہا بیٹے کی پامال شدہ لاش دیکھی تھی ، اس کے دل میں آج تک یہ حسرت ہے کہ کاش میں

دوبارہ اپنے نورِ چشم کو دولہا کے روپ میں دیکھ سکوں، ان کے دل کی ہر حسرت آپ کو صبح و مسا پکارتی ہے کہ جلد سے جلد تشریف لائیں، آپ کی پاک بارگاہ میں ہم گناہ گاروں کی یہی التجا ہے کہ آپ اس ضعیف ماں کی ممتا کی تسکین کی خاطر فوراً تشریف لائیں اور ان کے گھر اطہر کو دوبارہ ہمیشہ کیلئے آباد فرمائیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین**

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 42

# شہادت امیر قاسمؑ

علیہ الصلوات والسلام

عزادارن گرامی!

یوم عاشور کے سورج کا دل انتہائے مظالم سے جل رہا ہے، اس لئے اس کی تپش میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے، میدان کربلا میں سر میں خاک ڈالے شدید لُو چل رہی ہے، فوجِ شام کے خیام کے پردے گرے ہوئے ہیں، ان خیام کے آگے فوج کی صفیں استوار نظر آتی ہیں، اس وقت ہر آدمی آرام کر رہا ہے، کیونکہ یہ سب ملاعین ابھی ابھی امام مسموم علیہ الصلوات والسلام کے نوخیز لعلؑ کے ساتھ جنگ کر کے اور انہیں گھوڑے کی زین سے اتار کر آ رہے ہیں اور اب خیام کی چھاؤں میں تھکان دور کر رہے ہیں، کچھ پانی پی رہے ہیں، کچھ خیام میں لیٹے ہوئے ہیں، کچھ اپنے بدن پر پانی ڈال رہے ہیں کیونکہ گرم لو چل رہی ہے، کچھ اپنے ہتھیاروں یعنی زرہ، تلواروں اور خودوں پر پانی ڈال کر ان کو ٹھنڈا کرنے میں مصروف ہیں ایک دوسرے کو فخریہ انداز میں بتا رہے ہیں کہ جہاں پر خون کی لہریں نظر آ رہی ہیں یہیں پر ہم نے حسنؑ کے لعل علیہ الصلوات والسلام کو سہرے پہنائے ہیں اور دولہا بنا کر سیج پر سلایا ہے، وہ سامنے جو جگہ زیادہ سرخ نظر آ رہی ہے وہیں ہم نے شہزادے کو مہندی لگائی ہے، مہندی چونکہ زیادہ تھی اس لئے یہ جگہ ابھی تک رنگین ہے

ان ملاعین کے خیام کے سامنے دریا کے کنارے سے کافی دور تطہیر کی مالک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے خیام لگے ہوئے ہیں، ان خیام کے باہر ترتیب سے سات قناتیں لگی ہوئی ہیں، ان قناتوں سے باہر ایک خندق ہے، اس خندق کے دروازہ کے سامنے آخری قنات کا در ہے

خندق کے دروازے کے ساتھ ایک طرف گنج شہداء میں ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے خوبصورت شہزادوں کی سیجیں سجی ہوئی ہیں، سب جوان سرخ عروسی جوڑے پہن کر بڑی بے نیازی سے سوئے ہوئے ہیں

ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی ہے کہ امام حسنؑ کا لعل علیہ الصلوات والسلام سہرے پہن کر یعنی غسل عروسی کر کے بن میں سے آیا ہے، مگر حالت یہ ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام جیسے صابر نے بھی یہ حوصلہ نہیں رکھا کہ اس کی حالت اس کی پاک والدہ کو دکھلا سکیں، اس لئے مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام دولہا علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کو خیام میں لے کر نہیں گئے، بلکہ مقتل گاہ سے سیدھے گنج شہدا میں آئے، اور ان کو باقی شہزادوں کے ساتھ سلا دیا، اور خود خالی ہاتھ خیام میں تشریف لے گئے

دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے سوال کیا کہ کیا قاسم علیہ الصلوات والسلام نے وفا نہیں کی؟ کہ آپ اس کی لاش نہیں لائے ہیں

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے، یہ سن کر ضعیف والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کی آقا کیا آپ نے اپنے غلام کو اس قابل نہیں سمجھا کہ اس کی لاش کو خیام میں پہنچایا جائے، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے سر جھکا دیا مگر کوئی جواب نہیں دیا، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کی کہ آقا میں بیوہ ہوں، فقط آپ کی مقدس

ذات کا سہارا ہے، میرا کل سرمایہ تو یہی بیٹا تھا، اس کی لاش کو بھی آپ نے خیام میں لانا مناسب نہیں سمجھا ہے، آپ کے بغیر میں کس سے کہوں کہ وہ مجھے میرے دولہا بیٹے کا آخری مرتبہ دیدار کرائے؟

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام پاک بھاوج کی یہ بات سن کر فرماتے ہیں کہ درحقیقت ہم انہیں اس لئے خیام میں نہیں لائے کہ ان کی حالت ایسی ہے کہ آپ برداشت نہیں کر سکیں گی، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا عرض کرتی ہیں کہ آقا میرا وعدہ ہے میں ہر دکھ برداشت کروں گی، مگر مجھ سے بیٹے کی جدائی برداشت نہیں ہوتی، ایک مرتبہ آپ انہیں خیام میں ضرور لائیں

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام خیام سے روانہ ہوئے، گنج شہدا میں تشریف لائے، آکر دوبارہ جناب قاسم علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کو چادر میں لپیٹا، پھر وہ چادر سینہ سے لگا کر خیام میں آئے، جونہی پہلی قنات کا دروازہ عبور کیا اور ضعیف ماں کی نگاہ پڑی، وہ جلدی سے قریب تشریف لائیں اور پوچھا کہ آقا اس چادر میں کیا ہے؟

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے رو کر فرمایا کہ اسی میں آپ کا بیوگی کا کل سرمایہ ہے، ذرا دیکھیں کہ ملعون امت نے انہیں کس حال تک پہنچا دیا ہے

جس وقت پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن نے یہ بات سنی کہ اس چادر میں جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر ہے تو

خرجن النساء من مضاربهن فرأيت منهن جارية صلوات الله عليها حاسرة الراس ناشرة الشعر تبكى وتقول يابن امى قتل الله قوما قتلوك فجائت وانكبت عليه ...... (R_557)

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے خیام چھوٹ گئے، روتی ہوئی خیام سے باہر صحن میں

تشریف لائیں، اس وقت خیام میں گریہ وزاری سے ایک قیامت بپا تھی، ہر پاک مستورا پنے انداز میں ماتم اور گریہ میں مصروف تھی، تاریخ بتاتی ہے کہ ان پاک بیبیوں صلواۃ اللہ علیہن میں ایک پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا بڑی عجیب حالت بنا کر اپنے خیمہ سے باہر آئیں، ان کے سر اطہر سے ردا ایک طرف ہٹی ہوئی تھی، ان کی پاک زلفیں پریشان تھیں، ماتم بھی کرتی آرہی تھیں اور ہونٹوں پر بین تھے کہ

ہائے میرا سہروں والا بھائی، ہائے میرا جوان بھائی، ہائے میرا بے دردی سے شہید کیا گیا بھائی...... اللہ اس قوم کو برباد کرے کہ جس نے ہمارے گھر سے خوشیاں چھینی ہیں، یہ بین کرتی ہوئی شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا دولہا علیہ الصلوات والسلام کے قریب آئیں، جس وقت بہن نے بھائی کے خون کی خوشبو محسوس کی تو پھر سنبھل نہ سکی اور آ کر خون آلودہ لاش پر گر پڑیں

## اعتبارات

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو حکم فرمایا کہ جب کوئی دولہا غسل عروسی کرنے کے بعد گھر آتا ہے تو اس کیلئے مسند لگائی جاتی ہے

ہمارا یہ دولہا بیٹا میدان میں سے اپنے خون سے غسل عروسی کر کے آیا ہے، اس کی مسند لگائیں اور اس پر شہزادے علیہ الصلوات والسلام کو سلا دیں، اس کے بعد سب مستورات صلواۃ اللہ علیہن دولہا کی زیارت بھی کریں اور اپنے اپنے حصہ کے سگن بھی ادا کریں، حکم کے مطابق مسند لگائی گئی یا یوں کہوں کہ پاک دولہا کیلئے سیج بنائی گئی مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے دولہا کی لاش سیج پر رکھی اور خود ترتیب بنانا شروع کی

مگر سہرے کے ہر ایک برگ پر آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتی تھیں، دولہا نظر نہیں آتا، پھولوں کے برگ دکھائی نہیں دیتے، بہت کوشش کے بعد مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب شریکۃ الحسین بہن صلواۃ اللہ علیہا کو بلا کر فرمایا کہ بہن اپنے بھائی کی مدد کریں، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بھائی کی امداد کیلیئے تشریف لائیں، انہوں نے باقی مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا کیونکہ دولہا کے سجانے کیلیئے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے، تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کی سیج سجا رہے ہیں مگر سہرے کے پھولوں کی یہ حالت ہے کہ کوئی برگ ایک دوسرے سے ملاپ نہیں کر رہا ہے، اس وقت معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے دائیں بائیں نگاہ فرمائی، اپنے ساتھ دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کو لاش کو ترتیب دینے میں مصروف پایا، انہیں مخاطب ہو کر فرماتی ہیں بیٹی میری ضعیفی ہے، شاید میری نظر کمزور ہو گئی ہے، تم کوشش کر کے اپنے بھائی کی لاش کو ترتیب دو، وقت بہت کم ہے، سگن بہت زیادہ کرنا ہیں، دولہا پاک کی ہمشیر رو کر عرض کرتی ہیں پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا بہت سے اعضاء تو مجھے نظر ہی نہیں آ رہے ہیں

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کی لاش کو ترتیب دینے میں مصروف تھیں، ساتھ ہی ضعیف ماں صلواۃ اللہ علیہا جوان بیٹے کی لاش سے چند قدموں کے فاصلہ پر موجود تھیں، مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو مخاطب ہو کر فرماتی ہیں کہ کیا میرے لعلؑ کی سیج ابھی تک تیار نہیں ہوئی؟ کیا ابھی تک میری پاک بہو سرتاج کی لاش پر نہیں آئی؟ فرماتی ہیں کہ ماں سے زیادہ بیٹوں کے جسم سے کوئی واقف نہیں ہوتا، مجھے میرے لعلؑ کی لاش پر لے جاؤ، میں ترتیب جلد بنا لوں گی، دوسری بات یہ ہے کہ میری

بہو بھی تو لاش پر بیٹھی ہو گی، میرے جانے سے اسے تسلی آ جائے گی، میں ڈر رہی ہوں کہ شاید میری بہو میرے بیٹے کی لاش دیکھ کر برداشت نہ کر سکے، اگر اسے کچھ ہو گیا تو میرے لئے یہ صدمہ بیٹے کی موت سے بھی زیادہ ہو گا

آخر پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کی لاش سج گئی، مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو زیارت کی اجازت ملی، ضعیف ماں صلواۃ اللہ علیہا جوان بیٹے کی سیج کے قریب آئیں، سامنے سیج پر پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کو آرام کرتے ہوئے دیکھا، وعدے کے مطابق پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا روئی نہیں، بلکہ خاموشی سے پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام کی لاش کے پاس بیٹھ گئیں، جس وقت پردہ دارانِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کی ان پر نگاہ پڑی تو بیساختہ کہرام ماتم بپا ہوا، جس وقت مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے رونے کی آواز بلند ہوئی تو دولہا کی پاک والدہ علیہ الصلوات والسلام نے ہاتھ کا اشارہ فرمایا اور تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو خاموش ہونے کا حکم دیا

پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ یہ بات سب جانتے ہیں کہ ہم نے دس گیارہ برس بیوگی کے گزارے ہیں، ان بچوں کیلئے میں باپ بھی تھی اور ماں بھی، ان کو ہم نے کبھی یتیمی کا احساس تک نہ ہونے دیا، خصوصاً میں نے اس شہزادے کو بڑے نازوں سے پروان چڑھایا تھا، یہ تو ہمیشہ اپنی ماں کی جھولی میں سر رکھ کر سونے کا عادی تھا، آج چونکہ یہ بہت زیادہ تھکا ہوا تھا اس لئے ہمیں یہی محسوس ہوتا ہے کہ میرا بیٹا گہری نیند سو رہا ہے، اس لئے مناسب یہی ہے کہ اس کے آرام کا خیال رکھتے ہوئے کوئی مستور بلند آواز سے گریہ نہ کرے

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے جس وقت یہ انداز کلام دیکھا تو گریہ کی آواز بلند

ہوئی ☆وا قاسماء وا قاسما کے بین شروع ہوئے، دولہا علیہ الصلوات والسلام کے سونے کی اداسا منے تھی، تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن جانتی تھیں کہ شہزادے علیہ الصلوات والسلام کو کیسی نیند آچکی ہے، اس لئے تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن رونے لگیں

جس وقت نوشاہ کو سیج پاک پر سوئے ہوئے زیادہ دیر ہوئی تو اس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کو احساس ہوا کہ میرے لعل ص کو اتنی دیر تک نہیں سونا چاہیے تھا، اس وقت قریب آ کر فرماتی ہیں بیٹا نبی زادیاں بلا رہی ہیں ان کو جواب دو، اتنی گہری نیند مناسب نہیں ہوتی، ذرا دیکھو کہ آپ کے امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام گریہ فرماتے ہوئے آپ کو بلا رہے ہیں، انہیں جواب نہ دینا سوئے ادبی ہے، بیٹا اتنی غفلت بھی مناسب نہیں ہوتی ہے

مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے دائرہ بنایا ہوا ہے، درمیان میں دولہا علیہ الصلوات والسلام کی سیج ہے، مگر کوئی پاک بی بی سیج کے قریب نہیں جاتی، بلکہ تھوڑی دور بیٹھ کر ہر شہزادی آنسو بہا رہی ہے، مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنی پاک ہمشیرہ صلواۃ اللہ علیہا کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں کہ سب مستورات صلواۃ اللہ علیہن شہزادہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کی لاش پر آئے ہیں مگر جو لاش اطہر کی اصل وارث ہے وہ ابھی تک کیوں نہیں آئی؟ کوئی مستور جا کر ان کی دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو شہزادے علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر پر لے آئیں، شہزادہ کی لاش پر رونے کا پہلا حق انہی کا ہے، شریعت کا حکم ہے کہ سرتاج کی لاش پر بین کرنا ان پر واجب ہے، اس لئے ضروری ہے کہ وہ لاش اطہر پر گریہ کریں

جس وقت مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ کوئی جا کر پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو سرتاج کی لاش اطہر پر لے آئے تو مستورات صلواۃ اللہ علیہن میں کہرام بپا ہوا کیونکہ

یہ آسان کام نہیں تھا کہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کو بیوگی کی حالت میں کوئی اپنے دولہا علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر پر لائے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جس وقت دیکھا کہ کسی مستور میں اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو اطلاع دے کہ پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کی لاش پر تشریف لا کر عرب کے دستور کے مطابق بیوگی کی رسمیں ادا کریں تو پاک بہنوں سے فرمایا کہ آپ خود ہی دلہن کو یہاں لے آئیں، اس وقت جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کی آقا حقیقت یہ ہے کہ آپ کی پاک دختر ملکہءِ شرم وحیا ہیں، وہ آپ کے لحاظ کی وجہ سے نہیں آرہی ہیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جب یہ سنا تو روتے ہوئے ایک علیحدہ خیمہ میں تشریف لے گئے

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام علیحدہ خیمہ میں اکیلے بیٹھ کر گریہ فرماتے رہے، ادھر جناب امیر قاؑسم علیہ الصلوات والسلام کی پاک بہنیں پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئیں، انہوں نے دیکھا کہ پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا خیمہ میں سر جھکا کر آہستہ سے رو رہی تھیں، دولہا پاک علیہ الصلوات والسلام کی دونوں بہنوں صلواۃ اللہ علیہا نے آ کر پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو گلے لگایا اور عرض کی کہ آپ کا سرتاج خیام میں چند لمحوں کا مہمان ہے اس کے بعد پھر قیامت تک سرتاج کی زیارت نہیں کرسکیں گی، اب وقت ہے کہ آپ سرتاج کا آخری دیدار کرلیں

یہ سن کر پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا اٹھیں، ادھر تمام پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کی نظر پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے خیمہ کی طرف لگی ہوئی تھی، وہ قیامت کا منظر تھا کہ جب پاک دولہا کی بہنیں پاک دلہن کو اپنے بھائی کی لاش پر لے آئیں

تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو پرسہ دینا چاہتی تھیں اس لئے پاک بیبیاں صلواۃ اللہ علیہن باری باری پاک دلہن کو اپنے نوشاہ کا پرسہ دینے لگیں ، جس وقت پاک دولہا علیہ الصلوات والسلام کی ہمشیروں صلواۃ اللہ علیہن نے آکر بھابی کو گلے لگایا تو مستورات صلواۃ اللہ علیہن میں گریہ کا کہرام بپا ہوا ، ادھر مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مستورات آل محمد علیہم الصلوات والسلام کے رونے کی آواز سنی تو بے ساختہ دولہا علیہ الصلوات والسلام کی لاش کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ ہمیں سمجھ نہیں آرہی ہے کہ ہم پاک بیٹی کو کن الفاظ میں پرسہ دیں یا کیسے اسے دلاسہ دیں ، ہر مستور پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو گلے لگا کر روتی رہی مگر پاک دولہن صلواۃ اللہ علیہا شرم سے آہستہ آہستہ رو رہی تھی

ہر پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا نے انہیں گلے سے لگایا مگر پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا ایک طرف کھڑی رہ گئیں ، اس وقت جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ کیا آپ دولہا کی لاش پر اپنی دختر کو گلے نہیں لگائیں گی ، یہ سن کر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا صبر وضبط جواب دے گیا ، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے آکر اپنی پاک دختر کو گلے سے لگایا تو پاک دلہن نے اس وقت بلند آواز سے بے ساختہ بین کئے

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کی لاش کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میرے لئے سب صدمات آسان تھے مگر جو صدمہ تمہاری بے وقت موت نے دیا ہے، کفن میں بھی یہ صدمہ مظلوم نہیں بھول پائے گا ، کیونکہ شرفاء کیلئے بیٹوں کی موت سے زیادہ شدید صدمہ دختر کی بیوگی کا ہوتا ہے، دلہن بننے کے بعد چند لمحوں میں جس کو تقدیر نے بیوہ بنا دیا ہے اس کا دکھ ناقابل برداشت ہے

عرب کا دستور تھا کہ جس وقت کوئی مستور بیوہ ہوتی تو اس کے سرتاج کی لاش پر

اس کے بیوہ ہونے کی کچھ رسومات ادا کی جاتی تھیں اور یہ رسومات گھر کی بزرگ مستورات صلواۃ اللہ علیھن ادا کرتی تھیں، پہلے وہ دلہن کی مہندی اتارتی تھیں، پھر دلہن کی سہاگ کی چوڑیاں دولہا کے تابوت کے پاس توڑتی تھیں، پھر دلہن کے بال کھلواتی تھیں اور اس کے سر میں خاک ڈال دیتی تھیں......(R_558)

اسی دستور کے مطابق پاک بیبیوں صلواۃ اللہ علیھن نے پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو پرسہ دینے کے بعد فرمایا کہ اب آپ اپنے سرتاج کی لاش اطہر کے پاس جاکر بیٹھیں تاکہ رسوماتِ بیوگی ادا کی جائیں، پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا زمین سے اٹھیں، دولہا کی لاش کے قریب آکر بیٹھیں، مستورات آل محمد علیہم الصلوات والسلام نے بیوگی کی رسومات ادا کرنا شروع کیں، مگر پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی کیفیت میں ایک مکمل سکوت چھایا رہا، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاید ان کے جسم میں رمق جاں ہی باقی نہیں رہی، ان پر بے حسی کی سی کیفیت طاری رہی، فقط آنکھوں سے اشکوں کی برسات جاری رہی

جس وقت بیوگی کی رسومات ادا ہوگئیں، باقی آخری دو رسمیں رہ گئیں، پہلی رسم یہ تھی کہ پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے دولہا کے کفن کے بند کھولنا تھے، اس کے بعد خون سے سر خضاب کرنا تھا، پھر پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے سرتاج کی لاش پر بین کرنا تھے

پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا آخری رسمیں ادا کرنے کیلئے اٹھیں، دولہا کے بالکل قریب آئیں، مہندی والے ہاتھوں سے سرتاج کے رخ اطہر سے دامن اٹھایا، ایک مرتبہ خون آلود لاش کی طرف دیکھا، پھر پاک بابا کی طرف نگاہ کی، پھر پاک ماں کی طرف دیکھا، پھر تمام مستورات صلواۃ اللہ علیھن پاک کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا، اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر دولہا کا خون ہاتھوں پر لیا اور اپنے سر اطہر

میں ڈالنے کا ارادہ کیا، تمام مستورات صلواۃ اللہ علیھن پاک نے آنکھیں بند کرلیں، دولہا کی پاک والدہ علیہ الصلوات والسلام نے جلدی سے آکر دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے ہاتھ پکڑے اور روکر فرمایا کہ بیٹی میرا دل برداشت نہیں کرتا ہے، آپ یہ رسم ادا نہ کریں

پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا اپنے سرتاج کے کفن کا دامن پکڑ کر زمین پر بیٹھ گئیں، اس کے بعد دولہا کی سیج پر سجے ہوئے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا اٹھایا، اسے چوم کر آنکھوں سے لگایا اور بین کیا کہ سرتاج خدا کسی دلہن کو میری طرح بیوگی کا دکھ نہ دکھائے، اب مجھ میں تو جینے کی سکت ہی نہیں رہی، آپ کے بغیر زندگی سے موت بہت زیادہ آسان ہے، سرتاج مجھے بتائیں کہ میں ان مہندی لگے ہاتھوں سے کس طرح کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں جاؤں گی، بدخصلت اور رذیل لوگوں میں کس طرح وقت گزاروں گی، سرتاج آپ کو خلاق دوجہاں کی قسم کہ مجھے اپنے ساتھ کربلا میں قبر کی جگہ دے دیں، میں یہاں سے دور نہیں جانا چاہتی، اگر مجھے زندہ ہی رہنا ہے تو میں آپ کی مزار پر وقت گزارلوں گی

آنسوؤں کی برسات میں سب مومنین مل کر دعا کریں کہ اس پاک دلہن کی خوشیاں دوبارہ اس انداز میں منائی جائیں کہ انہیں کربلا، کوفہ اور شام کے تمام دکھ بھول جائیں، یہ پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا ہمیشہ اپنے سرتاج کے سایہ میں ابدی سہاگ کی پرمسرت زندگی گزاریں، مولا امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام کی یہ پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا خدا کرے صاحب اولاد ہوں، اور ان کا بھاگ اور سہاگ ابدالآباد تک سلامت رہے، کبھی کسی دکھ کا منحوس سایہ ان کے نقش کف نعلین تک بھی نہ پہنچنے پائے

﴿آمین یارب العالمین﴾

**یاھوالوہاب الخبیر العلیم**
**یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک**

# حوالہ جات مجالس المنتظرین جلد دوم

R_1 ریاض القدس جلد اول صفحہ 205
R_2
R_3 ریاض القدس جلد اول صفحہ 205
R_4 ورلڈ اٹلس......اصحاب الیمین
R_5 بے نظیر بھٹو کی دورہ عراق کی کیسٹ
R_6 جی لی سٹرینج جغرافیہ مشرقی

7_8_9_R زمین کربلا کی خریداری کی تفصیل لکھنے والے علمائے اعلام

علامہ محمدؒ باقر مجلسی مزار البحار (بحوالہ کبریت احمر صفحہ 419 )
علامہ سید ابن رضی الدین علیؒ ابن طاؤس حلی متوفی 664ھ کمافی الکشکول
علامہ بہاالدین محمدؒ بن حسینؒ عاملی متوفی 1030ھ کشکول صفحہ 100 طبع مصر
علامہ شیخ یوسف بن احمد البحرانی متوفی 1107ھ انیس الحاضر وجلیس المسافر
شیخ فخر الدین بن طریح نجفی متوفی 1085ھ مجمع البحرین
علامہ سید نعمۃ اللہ الحسینی الجزائری متوفی 1112ھ زہر الربیع صفحہ 167 مترجم فارسی
علامہ علیؒ بن عبد العظیم واعظ تبریزی غیابانی وقائع الایام صفحہ 154
علامہ سید ابوالفضل الحسینی القمی کفایۃ الواعظین صفحہ 338
علامہ شیخ محمدؒ مہدیؒ الحائری المازندرانی معالی السبطین صفحہ 175 جلد اول
علامہ شیخ محمدؒ باقر برجندی کبریت احمر صفحہ 368،419 طبع جدید طہرانی
علامہ محمدؒ ہاشم خراسانی منتخب التواریخ 238 باب پنجم
علامہ ابوالحسن محمدؒ بن احمد بن داؤد قمی متوفی 368 صاحب کتاب الزیارات

R_10 فاضل یزدی مہیج الاحزان...... R_11 ریاض القدس جلد اول صفحہ 210...... R_12 مقتل ابی داؤد جلد دوم
R_13 کلمات الامام صفحہ 373......طبری 3\309 ارشاد 2267 اعناقب لابن شہر آشوب 4\96
کامل فی التاریخ 2\555 بحار 44\380 العوالم 17\230 اخبار الطوال 252
R_14 مقتل ابی داؤد جلد دوم......منتھی آلا مال......بحار الانوار......اکثر کتب مقاتل
R_15 سعادت الدارین صفحہ 245
R_16 مسلمؒ بن عقیلؒ ایت اللہ کمراہی